محاربہ فرانس و پرشیا

جسکو

محمد مصباح الدین خلف حافظ محمد یوسف صاحب رئیس قلعہ رہتک مالک موضع
بہنیسوال تحصیل پانی پت ضلع کرنال نے ایک انگریزی تاریخ سے برائے واقفیت عام
اردو میں ترجمہ کرکے شایع کیا

سنہ ۱۸۹۸ء

روزانہ اخبار پریس دہلی میں بحسن اہتمام منشی امیر احمد
صاحب منیجر طبع ہوکر شایع ہوئی

طبع اول یکہزار جلد

قیمت فی جلد ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک

فہرست مضامین جنگ فرانس و پرشیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک کے میرے والدِ ماجد کو صد دو سی سال کی عمر عطا فرمائی اُنھوں نے مجھ کو زمانہ حال کی ضرورت کے موافق بڑی محنت و جانفشانی سے تعلیم دلائی۔

میرے والد معظم جس وقت میں میر منشی ریاست ٹونک الملقب بہ دبیر الملک تھے میں ہیچمدان چند سال تک پرائیویٹ سکرٹری ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ٹونک کا رہا اُس وقت سے اب تک میں اپنی تعلیم انگریزی اور معلومات تجربہ کو بڑھاتا رہا ایک روز والد بزرگوار نے مجھ خاکسار سے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کسی تاریخ انگریزی کتاب کا ترجمہ عام فہم سلیس اُردو زبان میں کرو تو اصحاب اُردو خواں کو اُس کے مطالعہ سے بڑا فائدہ اور اُس کے مضامین سے عام واقفیت حاصل ہو گی میں نے بموجب ارشاد آنجناب کسی عمدہ کتاب کو ترجمہ کے لئے تلاش کیا۔ انقلابات و تغیرات زمانہ پر لحاظ کر کے مجھ کو کوئی کتاب اس جنگ فرانس و پرشیا سے بہتر ترجمہ کے لئے پسند نہ آئی۔ یہ جنگ ان ہر دو ممالک میں ۱۸۷۰ء و ۱۸۷۱ء میں ہوئی تھی بلحاظ اُن کثرت فوج کے جو میدان کارزار میں لائی گئی اور اُن پُر واقعات مختلف لڑائیوں کے جو اس معرکہ میں ہوئیں یہ ایک ایسی عظیم الشان جنگ ہوئی ہے کہ اگر تمام دنیا کی تاریخ کے ورق گردانی کی جائے تب بھی اس جنگ کی نظیر بہت ہی کم ملے گی اس مشہور عالم جنگ میں پرشیا ۱۰ لاکھ اور فرانس ۱۵ لاکھ فوج میدان کارزار میں لایا فاتحان نے پانچ لاکھ سے زیادہ اسیران جنگ گرفتار کئے ۲۲ جنگ اور ۱۵۶ چھوٹے چھوٹے معرکے اس جنگ کے دوران میں واقع ہوئے فرانس کے ۲۲ قلعے جن میں دنیا کا سب سے پہلا بنا ہوا قلعہ یعنے پیرس کا قلعہ بھی شامل تھا فتح کئے گئے اور بیشمار سامان جنگ اور توپیں اور بندوقیں اور

نشان وجھنڈے وغیرہ وغیرہ مال غنیمت فاتحان کے ہاتھ لگا مزید براں تقریباً تین ارب ۲۵ کروڑ ۴۳ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ خرچہ جنگ علاوہ اُس ملک مفتوحہ کے جوکہ دوام کے لئے سلطنت جرمن میں شامل ہوگیا اور جسکی آبادی ۱۵۶۰۱۴۵ کی ہے سلطنت فرانس کو ادا کرنا پڑا انپولین شہنشاہ فرانس نے معہ اسی ہزار فوج مسلح کے اپنے تئیں سپرد کرکے شاہ پرشیا کے قدموں پر اپنی تلوار رکھدی اس جنگ کے واقعات مثل قصہ کے پیچ در پیچ ہیں اس کے مطالعہ سے بڑی عبرت اور خداوند تعالےٰ کی قدرت نظر آتی ہے کہ اِدھر چند ہی روز میں ایک شاہ کا نام اوّل درجہ کے شہنشاہوں کی فہرست میں اُس کے حکم سے بڑھا کر لکھا گیا اور اُدھر ایک زبردست سلطنت کے شہنشاہ کا درجہ مذلت وگمنامی سے بدل کر شہنشاہی تاج اُس سے چھین لیا گیا سچ ہے وہ چاہے جسکو عزت دے چاہے جسکو ذلت دے

یہ کتاب دلپر بڑا اثر پیدا کرتی ہے اور حقیقتاً بڑا ہی عبرتناک سچا فسانہ ہے۔

یکم نومبر سنہ ۱۸۹۵ع مطابق ۱۶-جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۳ ہجری قدسی	نیازمند محمد مصباح الدین متوطن قلعہ رہتک خوش باش شہر پانی پت شہر پانی پت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

آغاز ۱۸۷۰ء میں یورپ کی کُل سلطنتوں کی گورنمنٹوں میں کسی قسم کا عناد اور فساد نہ تھا اور تمام ملکوں میں دوستانہ تعلقات تھے امنیت اور اتحاد کُل برّ اعظم میں پھیلا ہوا تھا۔ ایسے پُرامن زمانہ کی خوشنما تصویر میں ایک تاریک دھبہ نظر آتا تھا اور یہ ملک ہسپانیہ تھا۔ ۱۸۶۸ء میں ہسپانیہ والوں نے اپنی فرمانروا ملکہ اسابلا کو معزول کر دیا تھا اور یہ ملکہ اسپین سے بھاگ کر کسی دوسرے ملک میں چلی گئی تھی۔ اُس وقت اسپین میں طوائف الملوکی ہو رہی تھی۔ سازشوں کا بازار گرم تھا۔ ایسے پُرآشوب زمانہ میں انتظام ملک کے واسطے جو گورنمنٹ قایم ہوئی اُس میں ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ مجھ کو ہی سرکاری عہدہ ملے اور نہ ملنے پر فساد اور شورش مچا دی جاتی تھی یہانتک کہ اگر موقعہ ملجاتا۔ تو حریف عہدہ دار کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا جاتا تھا[1]۔ ایسے پرخطر زمانہ میں اسپین کی بادشاہت پر کسی غیر ملک کے شہزادے کو تخت پر بٹھانے کی تجویز ہوئی اور کئی لائق لائق شہزادوں سے درخواست کی گئی کہ وہ تخت ہسپانیہ پر جلوہ افروز ہوں۔ لیکن ہر ایک شہزادہ نے تخت پر بیٹھنے اور بادشاہ بننے سے انکار کر دیا۔ آخرکار جون ۱۸۷۰ء میں ہوہنزولرن کے شہزادہ لیوپولڈ نے جو شاہ پرشیا کا بھتیجا تھا اسپین کی بادشاہت منظور کر لی۔ جونہی کہ اس شہزادہ کے تخت اسپین کے منظور

---

[1] جنرل پریم عارضی گورنمنٹ کے پریزیڈنٹ کو میڈرڈ کے شارع عام میں ۲۷- دسمبر ۱۸۷۰ء کو گولی ماردی گئی جو دو دن کے بعد ۳۰- دسمبر کو زخم شدید کی وجہ سے راہی ملک بقا ہوئے۔

کر لینے کی خبر فرانس کی گورنمنٹ کو پہنچی تو وہاں کے سرآوردہ لوگوں کو بڑا غصہ آیا۔ ڈیوک ڈی گریمونٹ اور ایم اولیویئرنے دوران بحث میں نہایت سخت الفاظ زبان سے نکالے اور اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ سلطنت پرشیا کو دہمکی بھی دی گئی کہ اگر شہزادہ لیوپولڈ آف ہوہنزولرن کو تخت اسپین کے منظور کرنے کی اجازت دیگئی تو بہتر نہیں ہوگا۔ فرانس کے اس مخوفانہ رویہ نے تمام یورپ میں ایک بے انتہا جوش پھیلا دیا۔ اور یہ بات زبانزد عام ہوگئی کہ فرانس اور پرشیا میں اب کھٹکنے والی ہے۔ مگر برٹش گورنمنٹ کی عاقلانہ اور معقول صلاح سے یہ معاملہ اصلاح پر آگیا یعنے پرنس ہوہنزولرن نے تخت اسپین سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ اور عوام کو اطمینان ہوگیا کہ اب یورپ میں جنگ کے خطرہ کا احتمال جاتا رہا۔ مگر افسوس یہ اُن کو دھوکا ہوا۔ فرنچ گورنمنٹ کے ایک جلسہ میں جسمیں شہنشاہ نپولین والئے فرانس بھی شریک تھے یہ رائے قرار پائی کہ بادشاہ پرشیا سے اسبات کا اقرار لیا جاوے کہ وہ شہزادہ لیوپولڈ کے تخت اسپین کی اُمیدواری کو آئندہ بھی کبھی منظور نہ کرے گا۔ ایم بینی ڈیٹی فرانسیسی سفیر متعینۂ دربار پرشیا کو اسبات کی ہدایتیں فوراً روانہ کی گئیں کہ وہ مفصلہ بالا تجویز کو شاہ پرشیا کے حضور میں گذرانے۔ ایم بینی ڈیٹی نے ہدایتوں کے بموجب یہ تجویز شاہ پرشیا کے حضور میں پیش کی۔ بادشاہ موصوف اس درخواست کو سُنکر نہایت غصہ ہوا اور ایسی درخواستوں کے منظور کرنے سے بالکل انکار کردیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایم بینی ڈیٹی دوبارہ بادشاہ کے حضور میں گیا اور بادشاہ کو اس درخواست کے قبول کر لینے کی ترغیب دی۔ اس پر شاہ پرشیا کو بے انتہا غصہ آیا اور اُس نے فرانسیسی سفیر کو حکم دیا کہ ہمارے سامنے سے چلا جاوے۔

ایم بینی ڈیٹی نے اپنی فضول کوششوں کے نتیجہ سے فرانسیسی گورنمنٹ کو اُسیوقت فوراً اطلاع دی اور ۱۵ جنوری ۱۸۷۰ع کو فرانس نے پرشیا کے برخلاف اعلان جنگ دیدیا۔

برٹش گورنمنٹ نے نہایت کوشش کی اور دونوں سلطنتوں کو ہر ایک طور سے سمجھایا کہ کسیطرح سے جنگ نہ ہو اور آپسمیں سمجھوتہ ہوجاوے۔ مگر اس کوشش میں کامیابی نہیں ہوئی۔ دونوں سلطنتوں نے جنگ کی تیاری شروع کردی عموماً خیال کیا جاتا تھا کہ یہ ایک بڑی ہی خوفناک جنگ ہوگی اور یہ لڑائی ایسی ہی ثابت ہوئی۔

۱؎ ماہ دسمبر ۱۸۷۰ع میں اسپین کی (کورٹس) پارلیمنٹ نے شہزادہ اموڈیس پسر بادشاہ اٹلی کو اسپین کا بادشاہ منتخب کیا اور یہ نیا منتخب بادشاہ ۲۔ جنوری ۱۸۷۱ع کو میڈرڈ میں داخل ہوا۔ عوام نے نہایت جوش اور تپاک سے اُس کا استقبال کیا۔

۱۹- جولائی ۱۸۷۰ء کو شاہ ولیم نے نارتھ جرمن پارلیمنٹ افتتاح کیا اور تخت کی جانب سے مفصلہ ذیل اسپیچ خود ادا کی -

"شمالی جرمنی تعہد کے معزز جنٹلمین -

جبکہ تمہارے گذشتہ جلسہ میں متعہدہ گورنمنٹ کی جانب سے ہم نے تمہارا خیر مقدم کیا تھا - اُس وقت بڑی خوشی اور شکر کا مقام تھا - چونکہ یورپ کے امن وامان میں کسی قسم کی خلل اندازی ڈالے بغیر - تہذیب کے پھیلانے میں اور ہماری رعایا کے خواہشات کے مطابق جو دلی کوششیں ہم نے کی تھیں اُسکے صلہ میں کامیابی کا انعام ہم کو خداوند کریم کی مدد سے ملگیا تھا - باوجود ایسی طمانیت کے اب متحدہ گورنمنٹوں کو جنگ کا خوف اور اُنپر اُسکا بار ڈالا گیا ہے - آپ کو ایک غیر معمولی اجلاس کے لئے طلب کیا گیا ہے اس سے آپ کو مثل ہمارے اسبات کا یقین ہو جاوے گا کہ شمالی جرمنی تعہد نے قومی فوجوں کی درستی اسقدر محنت سے جو کی ہے تو اس سے کسی کو خطرہ اور خوف میں ڈالنے کا منشا نہیں تھا بلکہ ایک امن عام کی زیادہ تر حفاظت کی وجہ سے ایسا کیا گیا تھا - اور اب جبکہ ہم اپنی قومی فوجوں کو اپنی آزادی کے بچاؤ کے لئے طلب کرتے ہیں تو یہ صرف ہم اپنی عزت اور فرض کے احکام کی تعمیل کے بموجب کرتے ہیں - ایک جرمنی شہزادہ اسپین کے تخت کے لئے نامزد ہونے سے جسکی نامزدگی اور کنارہ کشی سے متحدہ گورنمنٹوں کو کوئی تعلق نہیں ہے شہنشاہ فرانس کو جنگ کرنے کیلئے ایک بہانہ ہاتھ لگ گیا ہے - اور یہ معاملہ سفرا کے ذریعہ سے اس طرح سے کہلایا گیا کہ سفارت کی تاریخوں میں آجتک ایسی کوئی نظیر نہیں ملسکتی ہے اور جبکہ یہ باعث جنگ ہی جاتا رہا یعنے اُس شہزادہ نے کنارہ کشی بھی کرلی تب بھی امن عام میں خلل اندازی ڈالنے کی نیت سے اُسی کے متعلق گفتگو جاری رکھی اور اسی طرح فرانس کے ایک حاکم سابق* کے امن میں خلل اندازی کرنے کی بہت سی نظیریں ملتی ہیں - اگر جرمنی نے گذشتہ صدیوں میں اپنے حقوق کے تلف ہونے پر خاموشی اختیار کرلی تھی تو اُس کا سبب یہ تھا کہ جب جرمنی کی طاقت بٹی ہوئی تھی - اور منتشر ہو رہی تھی اب جبکہ آجکل جرمنی کی کل قومیں آزادی کے جنگ کے زمانہ سے متفق ہوتی جاتی ہیں اور اب جرمنی کی فوج ہر طرح سے مکمل اور تیار ہے اور دشمن کے آنے کے لئے کوئی گوشہ فوج سے خالی نہیں چھوڑا ہے لہذا جرمن قوم کی یہ خواہش ہے کہ فرانس کے حملے کی پوری مدافعت کرے - یہ الفاظ ہم نے ازرہِ تکبر اور گھمنڈ نہیں کہے ہیں - تمام متعہدہ گورنمنٹوں اور ہم کو اس بات کا یقین کامل ہے کہ فتح اور شکست اُسی واحد کے ہاتھ میں ہے جو لڑائیوں کی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے -

* حاکم سابق نپولین اول

حشر کے دن خداوند کریم اور تمام مردمان کے روبرو وہ شخص اس بات کا ذمہ دار ہوگا جس نے کہ یورپ
کے درمیان دو ملکوں کی صلح جو قوموں کو آپس میں ایک خونریز جنگ میں بھڑوا دیا ہے۔ امید ہے کہ شمال
اور جنوب کی سب گورنمنٹیں حفظ حقوق اور آزادی کے لئے پورے طور سے اور جانبازی سے حملہ آور دل
سے مقابلہ کرینگی۔ خداوند کریم ہمارے ساتھ ہوگا جسطرح کہ اُس نے ہمارے بزرگان کی مدد کی تھی"۔ مفصلہ
بالا تخت کی اسپیچ کے جواب میں شمالی جرمن پارلیمنٹ نے جو ایڈریس دیا وہ حسب ذیل ہے۔
"جس مبارک زبان سے حضور نے ہم کو مخاطب کرکے تقریر فرمائی اُس تقریر نے جرمن قوم میں ایک
گونج پیدا کردی ہے اور تمام جرمنیوں کے دلوں میں ایک خیال دوڑ گیا ہے۔ فرانس کی تکبرانہ درخواست
کو حضور نے جسطور سے سترد فرمایا اُس سے تمام قوم کو بڑی خوشی اور بڑا فخر حاصل ہوا۔ جرمن قوم کو اُسی
قوم کے ساتھ امن سے رہنا چاہئے کہ جو ہماری آزادی کی عزت کرے۔ فرانس جو خراب بیج بو رہا ہے اُسکا
اثر فرانسیسی قوم کو بعد میں معلوم ہوگا۔ ہم اپنے فوجی بھائیوں کی بہادری پر بھروسہ کرکے کہتے ہیں کہ وہ
ایک غیر حملہ آور کے آگے کبھی سر نہیں جھکا ئینگے۔ ہم اپنے بہادر بادشاہ پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ جسطرح سے
وہ اپنے ایام جوانی میں لڑا ہے۔ خدا کی مرضی یہی ہے کہ وہ اپنی ضعیفی عمر میں اس جنگ کو اختتام پر پہنچادے
آخر میں ہم کو خداوند کریم پر بھروسہ ہے کہ وہ حملہ آور کی اس خراب جرأت کا اُسکو بدلہ دیگا۔ عوام میں بڑا جوش
ہے اور تمام دنیا نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ حق بجانب ہمارے ہے۔ کل جرمن قوم میدان جنگ میں
ایک دل ہوکر لڑیگی۔ اور عزت اور آزادی اور یورپ کا امن اور عوام کی خوشحالی اسی پر منحصر ہے"۔
۲۰۔ جولائی کے پیرس کے اخبار آفیشیل جرنل میں ہفتہ وار ملکی معاملات پر مفصلہ ذیل آرٹیکل شایع ہوا
جس کے پڑھنے سے فرینچ گورنمنٹ کے سرکاری رویہ کا اندازہ معلوم ہوتا ہے۔
"ہمارے شہنشاہ اور چیمبر اور وزارت اور ملک میں جسقدر دلی اتحاد اور اتفاق ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔
کسی قوم کو اپنے شہنشاہ پر اسقدر بھروسہ نہ ہوگا اور نہ شہنشاہ کو اپنی رعایا سے ایسی دلبستگی ہوگی جیسے کہ آجکل
ہمارے ملک میں ہے۔ فرانس اپنے حقوق سے واقف ہے اور حب الوطنی کی خوشی میں اُسنے اپنی قسمت
اپنی بہادر فوج کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ وزیر صیغہ خارجہ نے ۱۵ جولائی کو جو بیان سینٹ کے روبرو کیا اور
وزیر عدالت عالیہ نے جو بیان مجلس واضعان قانون کے روبرو کیا۔ اُس سے بڑا اثر ہوا۔ عوام کی رائے
نے ایک لمحہ کے واسطے بھی اس امر کی تمیز کرنے میں تامل نہیں کیا کہ اس جنگ کی ذمہ داری اُن کو گو نہ

نہیں ہے جنہوں نے اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے اعلان جنگ دیا ہے۔ بلکہ اس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں کہ جو بوجہ حرص کے غیر قوم کو خطرہ میں ڈالتے ہیں اور جنہوں نے کہ گورنمنٹوں اور قوموں کے عام فائدوں میں خرابی ڈالی ہے۔ شاہ پرشیا نے اس بات کا خود اقرار کر لیا تھا کہ اس نے شہزادہ ہوہنزولرن کو تخت اسپین قبول کر لینے کے لئے اختیار دیدیا تھا۔ اُس نے اس خفیہ طور سے ایک ایسا اتحاد کرنا چاہا تھا جو ہمارے اقتدار اور آئندہ حکمت عملیوں کا منافی ہوتا چیمبر کی رائے ہی کہ ہمارے اعتراضات جائز تھے۔ پرشیا کا رویہ جو ڈنمارک کے ساتھ رہا جو کہ ابتک اضلاع شلیسوگ طلب کر رہا ہے۔ اُس پر بھی ہم نے اعتراض نہیں کیا اور جو بموجب عہدنامہ پریگ ڈنمارک کو ملنے چاہئیں اور گذشتہ چار سال سے وہ جنوبی جرمنی سلطنتوں میں جسطرح سے دخل دے رہا ہی اُس پر بھی ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ہم میں جو سلامت روی کی عادت ہے اس وجہ سے ہم ایسی بحث کو نہیں چھیڑتے ہیں جس سے دوسری قومیں دق ہوں۔ گو عہدنامجات اور شرائط کے بموجب ہم کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہے۔ ہم ملک اسپین سے کچھ نہیں چاہتے اور نہ اُس کی آزادی میں دخل دہی کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے تو صرف پرنس آف ہوہنزولرن کے بارہ میں جسکو ہم جانتے ہیں کہ شاہ پرشیا کا مطیع ہے گفتگو کی تہی اور شاہ پرشیا کو اس بارہ میں ہمارے سفیر نے جائز درخواست دی تھی۔ اور ہمارے مطالبہ زائد نہ تھے۔ ہم نے تو صرف اس بات پر قناعت کر لی تھی کہ پرنس آف ہوہنزولرن نے تخت اسپین سے جو کنارہ کشی کی ہے اُس کی ضمانت دیدیجاوے اور جس حادثہ نے کہ ہم کو واجبی طور سے ایسا مشتعل کر دیا تھا اُس کا آئندہ وقوع نہ ہووے۔ چونکہ ڈنمارک کی ڈچیوں[لہ] (جاگیرات) کے بارہ میں جو معاملہ گذرا ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ فراموش کیا جاسکے۔ فرینک فورٹ میں ۳۰۔ نومبر ۱۸۵۲ء کو جو عہدنامہ ہوا تھا اُس کے ذریعہ سے آگسٹنبرگ خاندان کے سرگروہ نے ایک شہزادہ کے ایمان اور عزت پر بعوض پندرہ لاکھ ڈالر کے جو ڈنمارک سے اُس نے وصول پائے ڈچیون کے تمام حقوق چھوڑ دئے تہے۔ مگر چند سالوں کے بعد اس شہزادہ کے بیٹے نے ان ڈچیز کی وراثت کا دعویٰ کیا لیکن جو روپیہ اس حقوق چھوڑنے کے عوض میں لیا تھا اُس کو واپس دینے کیلئے کچھ نہیں کہا

لہ - شہنشاہان آسٹریا خاندان اگسٹبرگ سے ہیں۔ اسی خاندان کے ایک شہزادہ نے یہ ڈچی ڈنمارک کو بیع کر دی تھی۔ مگر قاعدہ ہے کہ شہنشاہوں میں ہوس زیادہ ہوتی ہی۔ شہنشاہ آسٹریا نے پرشیا کی معاونت سے ۱۸۶۴ء میں بزبردستی ڈنمارک سے انکو فتح کر لیا۔ پرشیا کی نیت ہو گئی اب ہم ان پر قبضہ کرنا چاہا۔ مگر پنچایت نے یہ آسٹریا ہی کو دلائیں۔ اس بات سے آزردہ ہو کر پرشیا نے ۱۸۶۶ء میں آسٹریا کو شکست دیکر اس سے یہ صوبے لیلئے۔ اس تمثیل کو بیان کر کے فرانس والے یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ پرشیا بڑا غاصب اور بدعہد ہے۔ مصباح مترجم ۱۲۔

خلاصہ یہ کہ تنازعہ حال اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ ایک غیر طاقت نے اپنی عزت و قوت بڑھانے کیلئے جس سے ہماری عزت اور ہمارے فوائد کو نقصان پہنچے۔ یورپ کی موازنہ قوت میں خلل اندازی کرنا چاہا۔ ہم نے تو صرف ایک چیز چاہی تھی کہ ہمارا اس بات سے اطمینان کر دیا جاوے کہ آئندہ پھر یہ بات نہ ہوگی۔ ہمارے شہنشاہ کا ابتدا سے یہی خیال ہے اور اس سے زیادہ بالکل نہیں ہے۔ ہمارے سفیر کو جو مراسلہ بھیجا گیا جو مقام امیس میں شاہ پرشیا سے گفتگو کرنے گیا ہوا تھا اس کا آخری فقرہ یہ تھا۔ تاکہ کنارہ کشی موثر ہو اسلئے یہ ضروری ہے کہ شاہ بھی اس میں شامل ہوں اور تم کو اس قسم کا اطمینان دلا دیں کہ وہ آئندہ بھی ایسی نامزدگی کا اختیار نہ دینگے۔ اسطرح سے یہ سوال جو ابتدا ہی میں بیان کر دیا گیا تھا۔ ہمارے اس سوال کا جواب کیا دیا گیا۔ یہی کہ کانفرنس یعنے سفارتی گفتگو بند کر دیگئی۔ کونٹی بینی ڈیٹی نے مراسلہ ہدایات پر عمل کرکے ایک لفظ بھی زبان سے ایسا نہیں نکالا تھا کہ جو پرشیا کے لئے ذلیل حیثیت ہو۔ نہایت ادب سے اس نے شاہ ولیم سے صرف یہ درخواست دی کہ اگر تخت اسپین کیلئے پھر دیا جاوے تو آپ پرنس ہوہنزولرن کو اس کے منظور کرنیکا اختیار نہ دیں۔ شاہ نے اس بات کو نامنظور کرکے فرانس کی عزت کو نقصان پہونچایا اور اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اپنے ایک ایڈیکانگ کی معرفت ہمارے سفیر کو کہلا دیا کہ ہم سفیر فرانس کو رکھنا نہیں چاہتے اور اس طرح سے ہماری عزت کو صدمہ پہنچایا۔ علاوہ ازیں شاہ پرشیا نے جنگی تیاری شروع کر دی ہے اور برلن کی کیبنٹ نے اپنے تمام سفیران ممالک غیر کو اس مضمون کے تار بھیجے اس میں فرانس کی نسبت سخت توہینی کلمات استعمال کئے ہیں۔ غصے سے لرزتے ہوئے فرانسیسیوں نے اب اپنا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھا ہے۔ سینٹ اور مجلس وضعان قانون نے اپنی حب الوطنی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے جسطرح سے کہ سینٹ کے پریزیڈنٹ نے کہا تھا فرانس اب صرف خدا ہی سے امید رکھتی ہے اور اپنی بہادری سے اپنی فتحمندی کی امید ہے۔"

۲۱۔ جولائی کے افیشل جرنل اخبار میں مفصلہ ذیل شہنشاہی اعلان تمام فرانسیسی قوم کے نام شایع ہوا۔

"اے فرانسیسی قوم!"

"انسان کی زندگی میں کچھ ایسے موقع بھی ہوتے ہیں جبکہ قوم کی عزت کو نقصان پہنچایا جاوے تو تمام فکر کو نظر انداز کرکے جان و مال سے ملک کو فائدہ پہنچانا چاہئے اور وہ موقع اب فرانس میں آگیا ہے۔ سلطنت پرشیا نے جسکی جانب ہم نے دوران جنگ ۱۸۶۶ء سے اور بعد ختم جنگ سے ہم نے نہایت دوستی کا رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ ہماری عمدہ خواہشوں اور تحمل کی کچھ قدر نہیں کی اور خوفناک رویہ اختیار کر لینے

سے اُس نے ہر چہار جانب بے اطمینانی پھیلادی ہے اور اپنی حفاظت کے لئے اسوجہ سے ہر سلطنت کو اپنی فوج زیادہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور اپنی طرز عمل سے یورپ کو اُس نے لشکرگاہ بنا دیا ہے جہانکہ ہر روز غیر قابل اطمینان حالت ہے اور ہر روز آئندہ کا خوف کیا جاتا ہے کہ خدا جانے کل کیا ہوگا۔ یہ آخری واقعہ جو ہوا ہے اس سے بین الاقوام تعلقات کی کمزوری ظاہر ہے اور اب حالت نازک ہوگئی ہے۔ پرشیا کے اس آخری طرز عمل پر ہم نے اعتراض کیا۔ ہمارے عذرات کی پرشیا نے کچھ پروا نہیں کی۔ اور ہمارے واسطے حقارت آمیز کارروائی شروع کی۔ ہمارے کل ملک کو اس رویہ پر بہت غصہ ہے اور فرانس کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک ایک ہی آواز جنگ جنگ کی گونج رہی ہے۔ اب ہمارے لئے صرف یہ بات باقی ہے کہ ہم اپنی قسمتوں کو ہتھیاروں کے فیصلے پر چھوڑ دیں "

"ہم جرمنی سے جنگ نہیں کرتے جسکی آزادی کا ہم ادب کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جنکو قوم جرمنی کہا جاتا ہے اُنہیں اختیار ہے چاہے وہ اپنی قسمتوں کا فیصلہ کسیطرح کریں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے تئیں مضبوط اور اپنی آئندہ حفاظت کو زیادہ مستحکم کریں۔ عوام کے فوائد مدنظر رکھکر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ کو امن نصیب ہو جاوے اور اُس خطرہ کی حالت کا خاتمہ ہو جاوے جسکے خوف سے تمام قومیں اپنی تمام آمدنی کو فوج اور ہتھیار کی درستی پر صرف کر رہے ہیں "

"اے فرنچ قوم۔ ہم اب اپنے تئیں اپنی بہادر فوج کی اعلےٰ افسری پر مقرر کرتے ہیں جو اپنے فرض کی ادائگی اور حب الوطنی کے جوش سے بھری ہوئی ہے۔ وہ اپنی قدر خود خوب جانتی ہے چونکہ دنیا کی ہر چہار جانب جدھر اُس نے رُخ کیا فتح اُسکے ساتھ رہی ہے۔ گو ہمارا فرزند ابھی نو عمر ہے لیکن ہم اسکو بھی اپنے ہمراہ رکھینگے وہ اپنے فرائض سے بخوبی واقف ہے جو اسکے نام نے اُسپر مقرر کئے ہیں اور جو لوگ کہ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے لڑتے ہیں اُن کے خطروں میں شریک ہونے کا اُس کو فخر ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری کوششوں میں برکت دیوے۔ وہ بڑی قوم جو اپنے واجبی حق کی حفاظت کرتی ہے وہ کبھی شکست نہیں پاتی "

راقم۔ نیپولین

شاہ پرشیا کی جانب سے ۲۱۔ جولائی کو اسٹاٹس انزیگر اخبار میں حسب ذیل شاہی اعلان مشتہر ہوا۔

"ہم معہ کل جرمنی افواج کے ایک خود غرضانہ حملہ کے مدافعت کے لئے تلوار کھینچنے کے لئے مجبور کئے گئے ہیں۔ خداوند کریم اس بات سے خوب آگاہ ہے اور عوام الناس بھی جانتے ہیں کہ ہم نے اپنی جانب سے جنگ

نہیں چھیڑا ہے اور اس خیال سے ہم کو بڑی تسلی ہوتی ہے۔ ہمارا دل طمانیت دیتا ہے کہ خداوند کریم واجبی حق کو
سچ کر دیگا۔ گو لڑائی بڑے پیمانہ پر ہوگی اور جرمنی کے بہت آدمی ضایع ہونگے اب ہم اُس عالم الغیب کے بھروسہ
پر میدانِ جنگ میں جاتے ہیں اور اُس سے بعاجزی التجا کرتے ہیں کہ وہ ہماری مدد کرے۔ ہم خداوند کریم کا شکریہ
ادا کرتے ہیں کہ جنگ کا اعلان ہوتے ہی تمام جرمنی قوم کے دلوں میں جوش بھر گیا اور اس خودغرضانہ حملہ پر
اُنھوں نے علانیہ اپنی ناراضگی ظاہر کی اور خداوند کریم پر اُن کو خوشی کے ساتھ یہ بھروسہ ہے کہ وہ فتح اُسی قوم
کو دیگا جو راستی پر ہوگی۔ ہماری رعایا ہمارے ساتھ ہمراہ ہو کر اُسیطرح لڑے گی جسطرح کہ ہمارے والد
مرحوم کے زمانہ میں لڑی تھی یقین ہے کہ رعایا ہمارے ہمراہ ہو کر جانبازی سے لڑ کر قوم کے لئے امن کا زمانہ
پھر کر دیگی۔ ہم کو اپنے بچپن ہی کے زمانہ سے اس بات کا یقین ہوتا گیا ہے کہ تمام امور کا انحصار اور خاتمہ خداوند
کریم کی مدد پر موقوف ہے۔ ہم کو اُسی پر بھروسہ ہے اور ہم اپنی رعایا سے بھی کہتے ہیں کہ وہ بھی اپنا بھروسہ اُسی معبود پر
رکھیں۔ ہم خداوند کریم کے آگے اُس کے رحم کے لئے سر جھکاتے ہیں اور اپنی رعایا اور ہم وطنوں سے ہم کو اُمید
ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کرینگے۔ اس لئے ہم حکم دیتے ہیں کہ ۲۷۔ جولائی بدھ کا دن ہم نے دعا اور عبادت کیلئے
مقرر کیا ہے اُس دن سرکاری اور خانگی سب امور سے الگ ہو کر ہمارے ملک کے تمام گرجاؤں میں دعا مانگی
جاوے اور جب تک جنگ جاری رہے ہمیشہ عبادتوں میں فتح کے لئے دعا مانگی جایا کرے۔ اور پھر کہ ہم اپنے دشمنوں
سے بھی مثل سچے عیسائیوں کے سلوک کریں۔ اور ہم کو خداوند کریم ایک ہمیشہ کے امن کا زمانہ نصیب کرے
جسکی بنیاد جرمنی کی عزت اور آزادی پر مبنی ہو۔

دستخط۔ ولیم

مقام برلن۔ مورخہ ۲۱۔ جولائی۔ دن سوموار۔

۲۲۔ جولائی کو پرشیا والوں نے شہر کیل کے قریب جو پل تھا اُس کو بارود سے اُڑا دیا اور پل پر جو برجیاں
بنی ہوئی تھیں وہ اُڑ کر دریائے بیدن کے پرلے کنارے پر فرانسیسی علاقہ میں جا گریں۔
۲۷۔ جولائی کے اسپنر گزٹ میں ایک معاہدہ کا مسودہ شایع ہوا جو کچھ عرصہ گذرا کونٹ بینی ڈیٹی نے کونٹ
بسمارک کو دیدیا تھا۔ اخبار مذکور کو اس معاہدہ کے شایع کرنے کی اجازت دیدی گئی تھی۔ اصل مسودہ جو کونٹ بینی ڈیٹی
کے ہاتھ کا لکھا ہوا۔ وہ اب برلن کے سرکاری دفتر میں موجود ہے۔ وہو ہذا۔
"شاہ پرشیا اور شہنشاہ فرانس کو یہ بات قرین مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ ان ہر دو سلطنتوں میں جو رشتہ اتحاد

اور دوستی ہے وہ اور زیادہ مستحکم کیا جاوے اور ماسوا اس کے دنیا کے امن و امان کے قیام کی حفاظت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ دونوں ملکوں میں آپسمیں ایسا سمجھوتہ ہو جاوے کہ اُن کے درمیان جو امر آئندہ رشتہ اتحاد میں واقع ہو آسانی فیصلہ ہو جایا کرے۔ اس غرض سے دونوں سلطنتوں نے ایک معاہدہ کرنے کی خواہش کی ہے اور اس امر کے کرنے کے لئے چند آدمیوں کو اپنی جانب سے ہر ایک سلطنت نے اپنا مختار با اختیار کامل مقرر کیا ہے اور اُن کے اتفاق سے حسب ذیل شرائط معاہدہ کے ٹھہرے ہیں"

"شرط اوّل۔ آسٹریا اور اُس کی مددگار سلطنتوں سے پرشیا نے جسقدر قطعات ملک جنگ میں حاصل کئے ہیں شہنشاہ فرانس اُسکو منظور کر کے اُس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور شمالی جرمنی تعہد کے قیام کے لئے اُن مفتوحہ ممالک میں جو محکمہ جات یا انتظامات کہ شاہ پرشیا نے تعمیر یا مقرر کرے ہیں یا آئندہ مقرر کرینگے۔ اُس کو شہنشاہ فرانس منظور کرتے ہیں۔ اور اس کے قیام کے لئے بوقت ضرورت شہنشاہ فرانس شاہ پرشیا کی مدد کے لئے اقرار کرتے ہیں"

"شرط دویم۔ شاہ پرشیا اقرار کرتے ہیں کہ فرانس اگر صوبہ لکسمبرگ کو فتح کرے یا اپنی سلطنت میں ملا دے تو شاہ پرشیا اُس کی مدد کرینگے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے شاہ پرشیا شاہ نیدرلینڈ سے عہد و پیمان کر کے شاہ نیدرلینڈ کو اس بات کی ترغیب دینگے کہ وہ ڈچی مذکور کے شاہانہ حقوق شہنشاہ فرانس کو دیدیں اور اُس کے عوض کوئی معقول معاوضہ لیلیں۔ اس کارروائی میں جسقدر روپیہ صرف ہوگا وہ شہنشاہ فرانس ادا کرنے کا اقرار کرتے ہیں"

"شرط سوم۔ اگر شمالی جرمنی تعہد کا جنوبی جرمنی ریاستوں سے پھر دوبارہ اتحاد ہو جاوے تو بشرطیکہ اس اتحاد سے آسٹریا الگ رہے شہنشاہ فرانس کو اس اتحاد پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اس اتحاد کے بعد ایک مشترک پارلیمنٹ سب ریاستوں کی ہوگی اور ریاستہائے مذکورہ کے شاہی اختیارات کا پورا لحاظ ہوگا"

"شرط چہارم۔ اگر شہنشاہ فرانس ملک بلجیم پر قبضہ کرنا یا اُس کو فتح کرنا چاہینگے تو شاہ پرشیا فرانس کو اپنی فوج سے مدد دینگے۔ اور ایسی حالت میں اگر کوئی دیگر سلطنت فرانس سے جنگ کریگی تو شاہ پرشیا فرانس کو برخلاف ایسی کسی دوسری سلطنت کے بحری اور بری فوج سے مدد دینگے"

"شرط پنجم۔ شاہ پرشیا اور شہنشاہ فرانس آپسمیں معاہدہ کرتے ہیں کہ اگر کسی ملک پر حملہ کرینگے تو شامل ہو کر حملہ کرینگے اور اگر کوئی حملہ کرے تو ہر دو سلطنتیں شامل ہو کر اُس حملہ کی مدافعت کرینگی اور اس معاہدہ کے قیام کیلئے

اقرار کرتے ہیں اور مفصلہ بالا معاہدہ کے بموجب وہ اپنی اپنی سلطنتوں کے اغراض کی حفاظت باہم ملکر کیا کرینگے ''

اس مسودہ معاہدہ کے شایع ہونے سے - انگلینڈ اور دوسری یورپین سلطنتوں میں بڑا جوش عظیم پھیل گیا اور برٹش وزیر صیغہ خارجیہ نے ایک یادداشت اپنے ہر دو سفیران متعینہ پیرس اور برلن کے پاس ارسال کی اور اُس میں دریافت کیا کہ کونسی سلطنت نے اول یہ مسودہ معاہدہ لکھا ہے - مگر اس بات کا ٹھیک پتہ نہ لگ سکا کیونکہ فرانس نے کہا کہ پرشیا نے اسے اوّل شایع کیا اور پرشیا نے یہ بیان کیا کہ کونٹ بینی ڈیٹی نے اُس کو تحریر کیا تھا -

جرمنی فوج کی تقرری خاص حسب ذیل عمل میں آئی -

شاہ پرشیا - کل فوجی اختیار شاہ نے اپنے ہاتھ میں رکھا - گویا اپنی فوج کا کمانڈر انچیف مقرر ہوا اور جنرل مولٹکی کو اپنے ہمراہ رکھا - اور ملک کی کل فوج کو تین بڑے بڑے حصوں میں منقسم کر کے ایک حصہ پر اپنے ولیعہد کو افسر اعلے مقرر کیا اور دوسری فوج پر ہز رائل ہائنس پرنس فریڈرک چارلس کو افسر اعلے متعین کیا اور تیسرے حصے پر جنرل سٹائن مٹز کو افسر اعلے مقرر کیا - اور شمالی جرمنی متحدہ کی کل ریاستوں کی فوجیں اس میں شامل تھیں -

جولائی کے تیسرے ہفتے کے ختم پر ایک بڑی مضبوط فرانسیسی فوج سرحد پر شمال محراب کے تھیون ویلی سے شیبی موسلی اور بلفورٹ ہوتی ہوئی وسجز کے جنوبی پہاڑیوں تک مقیم ہوگئی - اوّل فوج زیر کمان مارشل میکموہن کی تھی اور جسمیں خاصکر الجیریا کی فوج تھی وہ کچھ عرصہ پہلے ہی جنوب سے روانہ ہوگئی تھی اور اسٹراسبرگ میں اور اس کے نواح میں جمع ہوگئی تھی - پانچویں اور دوسری (کورز) فوجیں جو زیر کمان جنرل فیلی اور جنرل فروسارڈ کی تھیں جسمیں سے پہلی ٹورس سے آئی تھی اور دوسری چالنز سے آئی تھی بیچی اور سینٹ اوانڈ پر مقیم تھیں - جو رہینش پراونس کے کنارہ کنارہ پر ہے - چوتھی کورز کا کمانڈر لاڈ میرالٹ تھا اور تیسرے کورز کا کمانڈر بزین تھا جو مٹز کے قلعہ کے پاس مقیم تھا - چھٹی کورز کنروبرٹ کے ماتحت تھی جو چالنز سے نانسی کو آرہی تھی اور امپیریل گارڈ کی فوج پیرس سے سرحد کو آرہی تھی - اور جنوب مشرق میں جو ساتویں کورز تھی وہ زیر کمان ڈووے شہر بلفورٹ کے قریب مقیم تھی اور اسجگہ فرانس کی طاقت بہت کم تھی -

فرانس کی فوجوں کی یہ حالت تھی اور حسب طریقہ سے کہ وہ جمع ہوئیں سرحد جرمن کی جانب بتدریج

بڑھی جارہی تھیں۔ اور بعض جگہ تو ماہ جون کے ختم سے پہلے ہی جمع ہوگئی تھیں اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اعلان جنگ سے پیشتر ہی فرانس نے پرشیا پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رکھا ہوگا۔ دن پہ دن گذرتا گیا مگر فرانسیسی فوج اُسی طرح خاموش رہی اور فوج کے ڈویژن بھی حملہ کرنے کے لئے باہم نہیں ملیں اور ابھی تک یہ سونچا ہی جارہا تھا کہ کسطرح اور کہاں پر حملہ کیا جاوے۔ اس بات کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ شہنشاہ فرانس کو اب معلوم ہوا کہ فرانس کی فوج جیسا کہ اُس کو خیال کیا گیا تھا اُس سے بہت کمزور پائی گئی اور کمسریٹ اور رسد رسانی کا انتظام نہایت ناقص اور خراب تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جنگ کا اعلان دئے ہوئے تین ہفتے گذر گئے اور کوئی حملہ نہیں کیا گیا اور اس عرصہ میں دشمن کو خاصی مہلت سرحد تک آنے کی ملگئی۔ جبکہ شہنشاہ فرانس [5] سار کے کنارے پر آرام میں پڑا ہوا تھا اُس کے دشمن لڑائی کے لئے خوب تیاری کر رہے تھے۔ جنگ کا اعلان ہوتے ہی تمام جرمنی ریاستوں کو یہ حکم بھیجا گیا تھا کہ وہ اپنی اپنی فوجوں کو لڑائی کے لئے تیار رکھیں اور تمام فوجیں حب الوطنی کے جوش میں لڑائی کے لئے تیار ہوگئیں بحیرہ شمالی سے دریائے ڈینوب تک اور راین سے نیمن تک پرلے دشمن کے مقابلہ کیواسطے کل فوج اور عوام لوگ بڑی خوشی سے لڑنے کیلئے تیار ہوگئے۔ اور غیر ممالک میں جو جرمنی آباد تھے۔ وہ بھی لڑائی میں شامل ہونے کو آمادہ بخوشی ہوگئے۔ اور ہر دیہہ اور شہر میں عام لوگ مسلح ہو کر تجربہ کار افسروں کی ترتیب میں قواعد وغیرہ کرنے لگے اور لڑائی کے لئے سب تیار ہوگئے۔ اور اسطرح سے باقاعدہ فوج کی مدد کو ایک اور بڑی فوج تیار ہوگئی اور مغرب کی جانب تمام فوج سرحد فرانس پر ریلوں میں جلد جلد جانے لگی عینی شاہدوں کا بیان ہے جولائی کے دوسرے ہفتے سے اخیر جولائی تک جرمنی کی ریلوے لائن پر بے شمار جرمنی فوجیں ہر روز برابر چلی آتی تھیں۔ اور ہر فوج کے لئے جو جو مقامات مقرر کردئے گئے تھے وہاں باقاعدہ فوج چلی جارہی تھی۔ اور اسیطرح سے جرمنی کے صوبہ راین کے قلعوں میں برابر فوج قلعہ بند الگ ہوتی جاتی تھی دمدمے اور فصیلوں کی مرمت کی جاتی تھی خندقیں پانی سے بھری جاتی تھیں۔ اور توپیں قلعوں کے برجوں پر چڑھائی جاتی تھیں تاکہ حملہ آور کا خوب مقابلہ ہو سکے۔ اگست کے اوّل دنوں میں ان تینوں بڑی بڑی جرمن فوجوں نے اُس قطعہ ملک پر قبضہ کر لیا جو راین اور موسلی کے درمیان واقعہ ہے اور جو مدتوں تک جرمنی اور فرانسیسی قوم کے درمیان جنگ گاہ رہا ہے۔ اوّل وہ فوج جس میں ساتویں اور آٹھویں اور کچھ حصہ دسویں کور کا شریک تھا اور جو زیر کمان جنرل شٹائن مٹز تھے۔ شمال سے روانہ ہو کر وادی موسلی کی جانب چلی گئی تھی اور شہر بنجن سے جو ریلوے لائن آتی تھی اُس کے متوازی متوازی مقیم تھی اور اب وہ سار تک خیمہ زن ہوگئی تھی جہاں سے اُس کا پچھلا

[5] سار نام دریا ہے

ڈویژن کچھ دور فاصلہ پر تھا۔ فوج دوم جسکے افسر پرنس فریڈرک چارلس تھے اور جو برائے نام شاہ کے زیر کمان تھے۔ اُس نے دریائے رہائن کو مینہیم اور مینیس پر عبور کر کے۔ اُس قطعہ ملک پر قبضہ کر لیا جو شمالی ووسجز اور ہوچ ویلڈ کے درمیان واقع ہے مگر جسقدر فوج اوّل بڑھگئی تھی یہ تمام فوج اس قدر ملک کے اندر نہ بڑھی تھی۔ مگر اس کا مقدمہ الجیش سٹائن مٹز کی فوج کے ساتھ شریک ہوگیا تھا اور رہائن لینڈ کا راستہ فوج دوم کے قبضہ میں تھا۔ اس فوج میں سات کورز شریک تھیں۔ یہ فوج دوم جرمن افواج کی مرکز تھی اور حملہ کرنے اور حملہ روکنے دونوں باتوں کیلئے تیار تھی تیسری فوج ولیعہد کے زیر کمان تھی جس نے بھی دریائے رہائن کو عبور کر لیا تھا اور اسمیں تین کورز تھیں اور اس کے ہمراہ بوبریا کی دو کورز اور بڈین اور ورٹمبرگ کی کنٹنجنٹ بھی تھیں۔ اور یہ فوج لاٹر تک پہنچ گئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ آل ساس کی سرحد پر فرانسیسی فوج بہت کمزور تھی۔ جنگ کے اعلان کے وقت فرانسیسی فوج کی آٹھ کورز کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار آدمیوں کی بتلائی جاتی تھی اور توپوں اور گھوڑوں کی تعداد بھی مناسب تناسب سے ظاہر کیگئی تھی۔ مگر کہتے ہیں کہ ان آٹھ کورز میں مشکل سے تین لاکھ جوان ہونگے! ورہینس پراونسز کے قریب صرف ۲ کورز ہی قابل جنگ تھیں۔ چونکہ ڈوئے اور کنزوبرٹ کی فوجیں ابھی بہت فاصلہ پر تھیں۔ اسلئے یہ بات مشتبہ ہی کہ فرانسیسی فوج جو تھیون ویلی۔ مٹز اور اسٹراسبرگ کے درمیان خیمہ زن تھی اُس کی تعداد آیا دو لاکھ بیس ہزار جوان کی ہوگی۔

لیکن یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچگئی کہ اگست کی ۲ اور ۳ تاریخ تک جرمنی کی دو لاکھ فوج دریائے سار اور لاٹر کے پیچھے سرحد فرانس پر پہنچگئی تھی اور رہینش پراونسز سے جو شارع عام ملک فرانس میں آتے ہیں اُس راہ سے اور دو لاکھ جرمنی فوج سرحد فرانس پر آرہی تھی اور اگلی فوج اور اس فوج میں ہر بات کے متعلق گفتگو ہوا کرتی تھی۔ فرانس کی جانب سے جو توقف ہوا اس سے جرمنی نے فائدہ اُٹھا کر رہائن لینڈ میں اپنی اس قدر فوج لا ڈالی کہ فرانس کی فوج سے اُسکا تناسب ۲ اور ایک کا ہوگیا۔ یہ بات فرانسیسی کمانڈروں کی غفلت اور جرمن کمانڈروں کی ہشیاری اور چالاکی سے عمل میں آئی کہ جرمن کی فوج اور زیادہ مضبوط ہوگئی۔ نقشہ پر اگر نظر ڈالی جاوے تو معلوم ہو کہ تھیون ویلی سے اسٹراسبرگ کے شمال تک جو فرانسیسی فوج بطور مقدمہ الجیش پڑی ہوئی تھی وہ بالکل منتشر اور بکھری ہوئی تھی اور مٹز سے جو مدد موقع پر ملتی یہ اُس سے بھی الگ ہوگئی تھی۔ پس اگر دشمن اُسپر آپڑتا۔ تو اس فوج کا ایک آدمی بھی جاں بر نہ ہوتا۔ دوسری جانب جرمنی کی فوج سار لوس اور ولسمبرگ کے درمیان جمع تھی اور اُسکی مدد کے لئے دیگر فوجیں بہت قریب مقاموں میں جمع تھیں۔

اور تین ریلوے لائن اور بے شمار سڑکوں پر منقسم تھیں۔ اور حملہ کرنے کے وقت اس طرح بہت جلد ایک بڑی فوج جرمنی کی فرانس میں داخل ہو سکتی تھی۔ اس بات سے جرمنی کمانڈروں کی لیاقت اور بہادری اور قوت اور عزم کا پتہ لگتا ہے جو کہ فوجی کارروائی میں ضروریات سے ہیں۔

ناظرین کو مختصر طور سے دونوں قوموں کے حالات سے آگاہ کر کے آئندہ اُن لڑائیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو دونوں قوموں میں ہوئیں۔ اور اُن کے کیا کیا بڑے نتیجے نکلے۔ اس سے آگاہی دی جاوے گی۔

فصل اوّل

آغازِ جنگ

۲۔ اگست ۱۸۷۰ء کو فرانسیسوں کی جانب سے جنگ کا آغاز ہوا۔ جنرل فروسارڈ کے کور کے ایک دستہ فوج نے شہر ساربروک سے ایک چھوٹی سی پرشیا کی فوج کو ہٹا دیا۔ فرنچ فوج نے پہاڑیوں پر مقیم ہو کے جہاں سے ساربروک نیچے کی جانب عین اُن کی زد میں تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں پرشیا کی فوج کو پسپا کیا مقابلہ بھی بہت ذرا سا ہوا۔ اور حملہ آور کیونکہ آگے نہیں بڑھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بس انہوں نے صرف حملہ کا آغاز کر دیا اور نوٹن کرحن کر اس سفید جنگ قصبہ قبضہ کر کے اُن کی یہ خواہش تھی کہ اسجگہ جو مشرق اور مغرب سے ریلیں آتی ہیں اُن دونوں لائن کا سلسلہ توڑ دیا جائے اور زیادہ تر یہ بات تھی کہ پرنس امپیریل (ولیعہد فرانس) کو جو شہنشاہ فرانس کے ہمراہ اس لڑائی کے اخیر میں یہاں موجود تھا جنگ کی نقل یعنے چھوٹی سی لڑائی کر کے دکھا دیجاوے۔ فرنچ فوج کی جانب سے اس موقعہ پر خونخوار آلۂ حرب میٹر یلیوز سے بھی اوّل ہی اوّل کام لیا گیا (میٹر یلیوز ایک قسم کی کئی نال والی توپ تھی جس سے گولی اور گولیاں مثل بوچھاڑ کے نکلتی تھیں) اور پرنس امپیریل نے ایکدفعہ اپنے ہاتھ سے اس خونخوار توپ کو فیر کیا۔ تو شہنشاہ فرانس نے شہنشاہ بیگم یوجین کو ایک تار بھیجا اور اسمیں تحریر کیا کہ لوئس (نام ولیعہد فرانس) نے توپ چلانے کا بپتسمہ لیا ہے (مجازاً ابتدائی کام یا آغاز کرنے کو کہتے ہیں) دوسرے روز اس فرنچ لائن میں بالکل خاموشی رہی۔ فوجیں اپنی سابقہ جگہوں پر ہی مقیم رہیں اور کہتے ہیں کہ فرنچ فوج نے ساربروک اور سارلاوس کے درمیان قطعہ ملک کے ایک حصہ میں دشمن کی فوج کی دیکھ بھال بھی کی مگر کسی فرانسیسی جنرل کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ دشمن کے تینوں لشکروں کے کمانڈر سامنے سرحد پر چند میل ہی تک

فاصلہ پر پڑے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے روز اُن کو اُس کا خمیازہ اُٹھانا پڑا۔

جنگ ویسمبرگ

۴۔ اگست کی صبح کو ولیعہد پرشیا کی فوج نے دریائے لاٹر کو عبور کر کے جرنیل میکمہن کی فوج کے ایک حصہ پر جو اپنی کل فوج سے آگے بڑھ آیا تھا اور ویسمبرگ کے پرانے شہر کے نزدیک خیمہ زن تھا حملہ کر دیا۔ شہزادہ پرشیا نے مثل ایک عاقل کمانڈر کے کل فوج اکٹھی کر کے حملہ کیا اور اسکی خواہش تھی کہ دشمن پر یہ ایسا حملہ کیا جاوے کہ قطعی ہوا اور دشمن کو کامل شکست ہو۔ کیونکہ جنگ کے موقعہ پر ایسا ہونا بہت مفید ہوتا ہے شاہزادہ نے ریاست بیڈن کی فوج کے ڈویژن کو اپنے میسرہ پر مقرر کر کے تین ڈویژن فوج سے فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا۔ فرنچ فوج بالکل بیخبر تھی اور اُسکو دشمن کے یکایک پڑنے سے تعجب ہوا۔ پرشیا کی فوج چالیس ہزار تھی اور فرانسیسی فوج دس یا بارہ ہزار ہوگی۔ اور نتیجہ وہی ہوا جو ایسی حالت میں ہونا چاہئے تھا یعنی جبکہ تین گنا زیادہ فوج یکایک دشمن پر حملہ کردے جو لڑائی کے لئے تیار نہو۔ فرانسیسی فوج بے پرواہی سے اپنے کیمپ میں ادھر اُدھر پڑی ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ صبح کا ناشتا کھا رہی تھی کہ یکایک پرشیا کی فوج نے جنگل میں سے برآمد ہو کر جہاں کہ وہ چھپی ہوئی تھی فرانسیسیوں پر حملہ کر دیا۔ اور فرانسیسی فوج کو بالکل منتشر کر دیا۔ اور گو فرانسیسی فوج نے تھوڑی دیر تک دلیری سے حملہ کو روکا اور ویسمبرگ کے قریب احاطوں اور مکانوں کی آڑمیں سے لڑتی رہی لیکن دشمن کی فوج کی زیادتی کیوجہ سے وہ گھبرا گئی اور جبکہ پرشیا والوں نے گیس برگ کو اُڑا دیا تو بہت سی فرانسیسی فوج گھبراہٹ میں بھاگ نکلی اور جبکہ جنرل ڈوئے اس فوج کا کمانڈر بھی مارا گیا تب باقیماندہ فوج نے بھی راہ گریز اختیار کی۔ اور بھاگتے ہوئے ایک توپ بھی چھوڑ گئے۔ جو پرشیا والوں کے ہاتھ لگی اور پانچسو فوج فرانسیسی قید ہو کر پرشیا والوں کے پاس مقید ہوئے۔

گو ویسمبرگ کی لڑائی سے کوئی مفید نتیجے تو نہیں نکلے لیکن فاتح قوم کے ہتھیاروں کو کامیابی کا وہ خطاب ملگیا جو ابتدائی معرکہ میں بڑے شوق سے دیکھا جایا کرتا ہے۔ ۵۔ اگست کا تمام دن ولیعہد نے اُن فوجوں کے جمع کرنے میں گذارا جو ویسمبرگ سے آگے بڑھ گئی تھیں اور شام ہونے سے پہلے پہلے ایک لاکھ بیس ہزار پرشیا کی فوج ایک جگہ جمع ہوگئی اور سرحد سے اسٹراسبرگ کو جو سڑک خطم جاتی تھی اسکے قریب یہ فوج جمع تھی اور بیڈن کی فوج اُس سڑک پر خیمہ زن تھی جو پہلی سڑک کے متوازی لاٹربرگ سے جاتی ہے۔ اگر ڈی فیلی پانچویں فرانسیسی کور نز

کے ساتھ دیگر فرانسیسی فوج کو ملا کر جو سامنے پڑی ہوئی تھی جرمنی کی فوج پر حملہ کرتا تو پرشیا کی فوج کو آگے بڑھنے سے روک ہو جاتی۔ مگر ڈی فیلی نے صرف ایک ڈویژن فوج پہاڑیوں کی پرلی طرف بھیجی جس سے بہت کم فائدہ ہوا اور اپنی تمام فوج لئے ہوئے ایک ہی جگہ پڑا رہا۔ اور اُدھر جرمنی فوج سب ایک جگہ جمع ہوگئی۔

اس اثنا میں مارشل میکمہن نے جو اول فوج کور کے ساتھ جسمیں تھوڑی تھوڑی کمک آکر شریک ہوتی جاتی تھی۔ شہر ہیگینا کے قریب مقیم تھا اور لڑ جانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ولیسمبرگ میں فرانسیسی فوج کی شکست سُنکر۔ اپنی تمام فوج کو بغیر توقف کے جمع کر لیا اور لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اُس نے ایک مضبوط اور بلند مقام تلاش کر کے اپنی فوج کو دریائے سار کے کنارے کنارے شہر ریچ شوفن سے الساس شاس تک پھیلا دیا۔ فرانسیسی میمنہ کی فوج قصبہ ریچ شوفن پر مقیم تھی جو قرب شہر اور پہاڑیوں کی وجہ سے محفوظ جگہ تھی۔ اور قلب کی فوج اُس مقام میں خیمہ زن تھی جو فروش ویلر اور شہر دوارتھ کے درمیان واقع ہے اور میسرہ الساس ہاسن تک پھیلی ہوئی تھی اس کے قریب ایک گاؤں اور ایک پہاڑی تھی ان پہاڑیوں کی مغرب کی جانب جو میدان پڑا ہوا تھا میکمہن کا مقدمۃ الجیش یہاں بہت مضبوط تھا اور میمنہ اور میسرہ کی فوج محفوظ جگہ پر تھی اور میکمہن کی فوج ایسی جگہ مقیم تھی کہ اگر دشمن حملہ کرتا۔ تو ہر ایک قسم کی روک اُس کو حائل ہوتی مثلاً احاطہ اور دیہات اور باغات اور ندیاں وغیرہ۔ پس میکمہن اسی مقام پر دشمن کے حملہ کرنے کا منتظر ہو کر مقیم ہوا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ بندوبست جنگ کے واسطے لائق کمانڈر کو کرنے چاہئیں وہ اُس نے سب کرلئے۔ میکمہن کی فوج سینتالیس ہزار تھی اور اُس نے اس فوج کو دو قطاروں میں صف آرا کیا۔ اور سواروں کی فوج الگ فوج محفوظ کے طور پر علیحدہ رکھی۔

ولیعہد پرشیا کے پاس بھی دشمن پر حملہ کرنے کے لئے بہت فوج موجود تھی۔ اُس نے قلب میں دو کورز بوبریا کی فوج کے اور دو کورز پرشیا کی فوج کے رکھے۔ اور ایک ڈویژن وٹمبرگ کی فوج کی تھی۔ غرضکہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج اور چار سو توپیں لیکر ولیعہد پرشیا۔ فرانسیسی سپہ سالار میکمہن کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا۔ پرشیا کی فوج نے مجبوراً اپنا رُخ اب دہنی جانب پھیرا اور اسٹراسبرگ کو جو سڑک جاتی ہے اُس سے وہ ذرا علیحدہ کر دئے گئے۔ اس وجہ سے ۶۔ اگست کی صبحکو جرمنی کی فوجیں ذرا دور دور ہو گئی تھیں۔ اور جبکہ پرشیا کی قلب اور میمنہ فوج کی فرانسیسی فوج سے مُڈبھیڑ ہوئی۔ پرشیا کی فوج کے بہت سے ڈویژن بہت فاصلہ پر دور تھے۔

جنگ وُوارتھ

۶- اگست کو دن نکلے کے دو گھنٹے کے بعد پرشیا کی قلب و میمنہ کی سپاہ نے لڑائی شروع کردی فرانسیسی فوج نے بھی اسکا سختی کے ساتھ جواب دیا جسکی وجہ سے پانچویں پرشیا کور نے اپنی توپیں لغرض حفاظت آگے کیں جرمنی کے کمانڈر ابھی تک اپنی فوج کے بڑھکر حملہ کرنے کے منتظر تھے - بوبریا کی فوج نے آگے آگے بڑھکر فرانسیسی میسرہ فوج پر حملہ کرکے اُنہیں پریشان کر دیا مگر دس بجے کے قریب یہ بوبریا کی فوج واپس ہٹنے پر مجبور ہوئی - جب یہ فوج پیچھے ہٹ گئی تو پرشیا کی پانچویں کور فرانسیسی فوج کی زد میں آگئی - میکمہن نے اس موقع کو پاکر اپنی فوج سے دشمن کی اس تنہا فوج پر حملہ کرکے اس کو نیست و نابود کرنا چاہا اور ووارتھ کے قریب دو گھنٹے تک نہایت خونریز لڑائی رہی - دونوں فوجیں نہایت بہادری سے لڑیں لیکن پرشیا کی گیارہویں کور کے آجانے سے - فرانسیسی فوج جو اب کم تعداد تھی مجبوراً پیچھے اپنے مرکز پر ہٹ آئی - اب جرمنی فوج کے آگے بڑھنے کی باری آئی اور پرشیا کی دو کور نے فروش ویلر کے نزدیک بلندیوں پر بہادری کے ساتھ حملہ کیا اور بوبریا کی ایک فوج نے فرانسیسی میسرہ فوج پر حملہ کر دیا - حملہ اور اس کی مدافعت دونوں بڑی بہادری سے کی گئی - جرمنی کی فوج جبکہ وہ پہاڑیوں پر چڑھنے کا ارادہ کرتی تھی کئی دفعہ بھاری نقصان کے ساتھ پیچھے ہٹا دی گئی - فرانسیسی فوج گو تعداد میں بہت کم تھی مگر اپنی بلند جگہ کی وجہ سے بہت فائدے میں رہی - دو بجے جرمنی کی کل فوج لائن میں آگئی اور اب ولیعہد پرشیا نے دشمن کے قطعی مقابلہ کی ٹھان لی - ولیعہد کی فوج میکمہن کی فوج سے ادھر لڑتی رہی اُدھر بوبریا کی فوج کو فرانسیسی میمنہ کی فوج پر حملہ کرنے کو روانہ کیا - اور بوبریا کی دوسری فوج اور ورٹمبرگ کی فوج کو دشمن کی میسرہ فوج پر روانہ کیا - فرانسیسوں نے جرمنی کی فوج قلب پر نہایت دلیری سے حملہ کیا کہ جرمنی کی فوج کچھ منتشر ہوگئی لیکن آخرکار فرانسیسی فوج ویلر پر پسپا ہوئی - میکمہن نے اب سب حصہ فوج کو اپنی قلب فوج میں ملا لیا - مگر جرمنی فوج اب حملہ کرتی ہوئی بڑھی آتی تھی یہاں تک کہ فرانسیسی قلب اور میمنہ فوج کی دو دو الگ الگ حصے ہوگئے - جرمنی فوج نے فرانسیسی میسرہ فوج بھی پیچھے ہٹا دی یہاں تک کہ شام کے چھ بجے سے پہلے پہلے وہ فرانسیسی فوج جو ووارتھ کے قریب پہاڑیوں پر بڑی مضبوطی سے مقیم تھی اب جی چھوڑ کر بھاگنے لگی - اور نیڈربرون اور سیورن اور راسٹراسبرگ کو جو سڑکیں جاتی ہیں - اُن سڑکوں پر ہوکر فرانسیسی

فوج نے راہ گریز اختیار کی۔ جب یہ فرانسیسی فوج بھاگ نکلی تو جرنیل ڈی فیلی کی فرانسیسی فوج نے جو پیچھے سے آگئی تھی جرمنی فوج کا تھوڑی سی دیر تک مقابلہ کیا۔ لیکن فرانسیسی فوج کو یہ کامل اور فاحش شکست ہوئی۔

بیس ہزار سے زیادہ فرانسیسی فوج مقتول اور مجروح اور قیدی ہونے سے کم ہوگئی۔ تیس توپیں اور چھ مٹر یلیوز جرمنیوں کے ہاتھ آئیں۔ اور تھوڑے عرصہ کے لئے میکمہن کی فوج گویا بالکل معدوم ہوگئی۔ لڑائی کا نقشہ اور فرانسیسی اول کور کا خزانہ فاتح فوج کے ہاتھ لگا اور بہت سا مال نقد اور لیڈیوں کی پوشاکیں اور زیورات جرمنی فوج کو ہاتھ لگے جنکو فرانسیسی فوج بھاگتے ہوئے چھوڑ گئی تھی۔ ایک روزنامہ اخبار کے نامہ نگار نے لڑائی کے ایک دن کے بعد یہ موقع جنگ جاکر دیکھا اور وہ حسب ذیل حالات بیان کرتا ہے۔

"میں نے یہ جنگ گاہ ایسے وقت میں دیکھا کہ مقتول ابھی تک دفن نہیں کئے گئے تھے اور اُن کی تعداد دیکھ کر یہ خیال ہوسکتا ہے کہ لڑائی کیسی خونخوار ہوئی ہوگی۔ شہر وورتھ ایک زرخیز وادی میں واقع ہے اور اس کے قریب جہاں فرانسیسی فوج مقیم تھی ایک بڑا جنگل ہے جسمیں درخت کثرت سے ہیں۔ دریائے بروڈر قصبہ وورتھ میں ہوکر بہتا ہے جسکے کناروں پر بھی بہت درخت اُگے ہوئے ہیں اور یہ دریا وادی کے مشرق کی طرف ہے۔ اس جگہ جرمنی فوج مقیم تھی جو چپ و راست بہت دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ سڑک کے کنارے پر سپاہیوں کی نوکدار ٹوپیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور ایک درخت کے نیچے بندوقوں کا انبار لگا ہوا تھا۔ فرانسیسی توپخانہ نے اس لڑائی میں خوب کام دیا۔ اور گو مختلف جماعتیں جرمنی کشتگان کو وورتھ کے مشرقی جانب دفن کرنے میں مصروف تھیں۔ مگر اُس کے مغربی جانب بندوقوں کی آواز دو ایک دفعہ آئی۔ یہاں پرشیا اور بویریا کی فوج بہت مضبوطی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور فرانسیسیوں کا بہت نقصان ہوا۔ فرانسیسی فوج دشمن کو آگے بڑھنے سے جب روکنے آئی تو اُس کی تمام کی تمام کمپنیاں کٹ جاتی تھیں۔ اس مقام پر جرمنی کی فوج بہت ضایع ہوئی کیونکہ جرمنی کشتگان بھی بہت پڑے ہوئے تھے۔ مگر فرانسیسی مقتولان بکثرت تھے۔ جس راہ سے فرنچ فوج بھاگ گئی تھی وہاں فولادی سینہ بند اور برنجی کلاہ کثرت سے پڑی ہوئی تھیں اور ہر طرف سینکڑوں گھوڑوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور مغربی جانب جنگل کی طرف یہ خوفناک نظارہ اور زیادہ مہیب تھا۔

افسروں اور سپاہیوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں۔ خون کے گڑھے بھرے ہوئے تھے۔ قبور اور رائفل اور کپڑے پڑے ہوئے تھے۔ فرانسیسی بہت گھبراہٹ سے بھاگے تھے کیونکہ جدھر سے وہ بھاگے تھے گاڑیاں اُلٹی ہوئی پڑی ہوئی تھیں اور اسباب سڑک پر پڑا ہوا تھا اور سپاہیوں کے تھیلے پڑے ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ فرانسیسی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ گو اس وقت تک بہت سے زخمی اُٹھا کر لے گئے تھے تاہم ٹھیک ٹھیک نقصان کا پتہ لگانا ناممکن ہے۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس لڑائی میں دس ہزار فرانسیسی اور سات ہزار جرمنی فوج ماری گئی اور جرمنی والوں نے سات ہزار فرانسیسی فوج کو گرفتار کیا۔ چار ہزار کو لڑائی میں اور تین ہزار کو تعاقب کر کے اسیر کر لیا۔ علاوہ ازیں بہت سی توپیں اور جھنڈے جرمنی والوں کے ہاتھ لگے۔ غرضکہ یہ جنگ ووارتھ فرانس کے حق میں بہت خراب ہوئی۔ جب ولیعہد جرمنی اس میدان میں سے گذرا۔ تو جرمنی کے زخمی بخوشی اُٹھے اور خوشی سے چلائے کہ ملک جرمنی ہمیشہ محفوظ رہے "

یہ لڑائی فاتح اور مفتوح دونوں کے لئے قابل فخر تھی۔ جرمنی کی فوج تو بے شمار تھی۔ لیکن دوپہر تک اس کو کچھ زیادہ فائدہ نہ ہوا اور کئی گھنٹوں تک فرانسیسیوں کی جگہ بہت مضبوط رہی۔ فرانسیسیوں نے نہایت بہادری اور استقلال سے مقابلہ کیا اور باقاعدہ اور چُست اور اعلےٰ درجہ کی فوج ہونے کا ثبوت دیا لیکن ختم لڑائی پر انہیں خوف کے آثار پائے گئے اور دشمن کی فوج کی بے شمار تعداد دیکھ کر وہ بڑی گھبراہٹ میں بھاگ نکلے۔ شروع شروع میں جرمنی فوج کا حملہ اچھے طور سے نہ تھا۔ فوج الگ الگ ہو گئی تھی اور اگر ڈی فیلی کی فوج بھی آکر میکمہن کی فوج کی شریک ہو جاتی۔ تو میکمہن کو جرمنی کی قلب فوج پر دو دو دفعہ حملہ کرنے کا موقع مل گیا تھا اگر وہ حملہ کر دیتا تو اس لڑائی کا نتیجہ اور ہی طرح کا نکلتا۔ اس بات کو جرمنی والوں نے بھی مان لیا ہے۔ کہ اگر جرمنی کے سواروں کے رسالے اُس وقت اور بہادری سے لڑتے جس وقت کہ فرانسیسی فوج نے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا تو میکمہن کی تمام فوج برباد ہو جاتی اور اگر یہ نہ ہوتا تو بیشک ماری بہت جاتی اور تو بچا نہ تو بالکل ہی برباد ہو جاتا۔ جس طریقہ سے ولیعہد نے اپنی فوج کو دو طرفہ فرانسیسیوں سے لڑایا وہ طریقہ بیشک قابل تعریف ہے گو خطرہ سے خالی نہیں تھا اور گو یہ بات تامل سے کہی جاتی ہے کہ اُس نے احتیاط سے عمل کیا اور اغلباً اُس کو اتنی بڑی فتح کی اُمید نہ تھی مگر تاہم اُس نے مثل اصلی جرنیل کے مضبوطی اور جرأت سے عمل کیا۔ میکمہن نے نہایت ہشیاری اور چستی اور قواعد دانی سے اپنی فوج کو لڑایا

لیکن اُس کو ذرا پہلے بھاگنا چاہیے تھا جبکہ اُس کی دیگر دستہ فوج لڑ رہی تھی تاکہ اتنا نقصان نہ ہوتا۔ سٹر یلیوز کا یکھن نے اس موقع پر استعمال نہیں کیا۔ یہ شاید اس وجہ سے تھا کہ درختوں اور جنگل کی وجہ سے اُس کا موقع نہیں ہو سکا۔ ورنہ اگر موقع ہوتا تو یہ ہشیار جرنیل موقع کو کب ہاتھ سے جانے دیتا۔ مگر آخری حصہ دن میں فرانسیسوں سے ایک غلطی ہوئی کہ چھٹی کورز کے کاریسیر بریگیڈ کو بڑھتے ہوئے جرمنی فوج سے ایسی جگہ مقابلہ کرنے کا حکم دیا گیا کہ جو جگہ رسالہ کے لئے بالکل خراب تھی۔ اور اس وجہ سے یہ اعلےٰ درجہ کا رسالہ بالکل تباہ اور قتل ہو گیا۔

جنگِ فورباچھ

جبکہ مفصلۂ بالا خونخوار لڑائی فرانسیسی لائن فوج کے میمنہ پر ہو رہی تھی۔ ایک اور لڑائی اُس کی فوج قلب کے قریب دوسرے پہلو پر ہو رہی تھی۔ ۵۔ اگست کو فرانسیسی دوسری کورز نے ساربروک کی بلندیوں کو خالی کرنا شروع کیا جس پر تین دن پہلے سے قبضہ کئے ہوئے تھی اور شام ہوتے ہوتے یہ فوج اُس وادی کے قریب جو اس مقام سے فورباچھ کو جاتی ہے پھیل گئی۔ اس لڑائی کا سرکاری بیان حسب ذیل ہے ۔

۶۔ اگست کی سہ پہر کو، کورز ڈی آرمی کا ایک دستۂ فوج ہرجن باچھ تک بڑھ گیا جو ساربروک سے بجانب شمال و مغرب ۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور دریائے سارتک جگہ بجگہ اپنی تھوڑی فوج ڈالدی۔ دشمن نے اس سے پہلی رات کو ساربروک کی قواعد کی جگہ خالی کر دی تھی۔

دوپہر کے قریب سواروں کی ڈویژن فوج زیرکمان جنرل رہین بین اس قصبہ میں سے گذری۔ سواروں کے دو ہکواڈرن آگے آگے تھے جس وقت کہ وہ پریڈ کے سب سے بلند موقع پر پہنچا اور جنوب سے جس وقت وہ نظر آئے۔ تو اسپیچرن کے نزدیک جو پہاڑیاں ہیں وہاں سے اُن پر فیر کئے گئے ۔

یہ قواعد کی پہاڑی ایک وادی کے سر پر ہے جو فورباچھ اور اسپیچرن تک پھیلی ہوئی ہے اور دوسری جانب اس کے وہ بلندی ہے کہ جو اسپیچرن قصبہ کی وجہ سے اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ پہاڑیاں عمودی طور سے اس وادی سے کئی سو فیٹ بلند ہیں اور ایک قدرتی قلعہ کے طور پر ہیں۔ جو ناممکن الفتح ہے بہت سی برجوں کے طور پر یہ پہاڑ چاروں طرف نکلا ہوا ہے اور بہ حالت محصور ہونے کے یہ ناقابل التسخیر ہے۔ جو

فرانسیسی افسران کہ اسجگہ گرفتار ہوئے تھے وہ خود یہ بیان کرتے تھے کہ پرشیا والوں کی اس جگہ پرحملہ کرنیکے خیال پر ہم ہنستے تھے ۔ فرانسیسی ۲ کورز میں ہر ایک کا یہ خیال تھا کہ اگر اسپیچرن پر حملہ کیا گیا تو تمام محاصرین بالکل تباہ ہو جاوینگے ۔

ایک بجے اور ۲ بجے کے درمیان ۱۴ ڈویژن ساربروک پہنچے ۔ فوراً جنوب کی طرف روانہ ہو کر اس وادی میں جو ساربروک اور اسپیچرن کے درمیان واقع ہے ایک مضبوط فرانسیسی فوج سے اُسکی مڈبھیڑ ہوئی اور فوراً فیر کرنا شروع کر دیا ۔ اس وقت جنرل فروسارڈ پھر لوٹا اور اپنی کل فوج سے اسپیچرن پہاڑی پر پھر قابض ہو گیا ۔ ۳ کورز کا ایک ڈویژن زیر کمان جنرل بیزین بر موقع اُس کی مدد کو آ گیا ۔ ۱۴ ۔ ڈویژن کو اوّل اوّل تو بڑی تعداد فوج سے مقابلہ کرنا پڑا ۔ اس وجہ سے دشمن سے صرف سامنے سے ہی لڑنا بے فائدہ تھا ۔ جنرل وان کمیکی نے اس لئے دشمن کی میسرہ فوج پر شہر اسٹرنگ کی جانب سے الگ حملہ کرنا چاہا لیکن پانچ پلٹن فوج جو اُس نے اس مقصد کے لئے علیحدہ کیں وہ فرانسیسی مضبوط فوج پر کسی قسم کا اثر ڈالنے کے لئے بالکل کمزور تھیں ۔ دو دفعہ فرنچ فوج میسرہ پر حملہ کیا گیا لیکن جنرل فروسارڈ نے ہر دفعہ حملہ آوروں کو پسپا کر دیا ۔ ۳ بجے کے قریب جبکہ کل فوج ڈویژن مصروف کارزار تھی لڑائی بڑی تیزی سے جاری رہی ۔

توپوں کے برابر شلک سے پرشیا کی فوج کے دیگر دستے جو فاصلہ پر تھے ادھر متوجہ ہوئے جنرل بارنیکو کے ماتحت جو ڈویژن تھا وہ سب سے اوّل آ پہنچا ۔ اُس کی فوج کے دو توپخانے اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے بہت تیزی سے آ پہنچے ۔ اس کے بعد ہی ۴۰ ۔ پیدل فوج زیر کمان کرنل رکس اور ۹ ۔ ہزار کے تین اسکوڈرن آ پہنچے ۔ اس وقت ۵ ۔ ڈویژن کا مقدمۃ الجیش ونٹربرگ پہاڑی پر مقیم نظر آیا ۔ جنرل سٹوپ نگل جو اُس روز سلٹ باچھ پر مقیم تھے حسب الحکم جنرل آلون سلبین معہ اپنے کل ڈویژن فوج کے توپوں کی آواز پر یہاں پہنچگئے ۔ دو توپخانے سڑک اعظم پر روانہ ہو کے تیزی سے یہاں آئے ۔ ساربروک سی نوئن کرچن تک کچھ پیدل فوج بذریعہ ریل بھیجی گئی ۔

۳½ بجے جنرل گبن کی فوج نے معہ جنرل کمیکی کے کمکی فوج کی دشمن کی فوج پر حملہ کر دیا ۔ یہ حملہ پہاڑی پر جہاں جنگل زیادہ تھا وہاں پر کیا گیا ۔ ۴۰ ۔ پیدل نے جسکے داہنی جانب ۱۵ ۔ ڈویژن فوج کی اور بائیں جانب چار پلٹنیں ۵ ۔ ڈویژن کی تھیں ۔ حملہ شروع کیا ۔ فوج کے پانچویں اور ۱۶ ۔ ڈویژنوں کو محفوظ رکھا گیا ۔

حملہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا ۔ جنگل پر قبضہ کر لیا گیا اور فرانسیسی وہاں سے ہٹا دئے گئے ۔ حملہ آور دو

سے اور زیادہ بلندی پر آگے بڑھ کر فرانسیسی فوج کو جنگل کی جنوبی حد تک ہٹا دیا۔ یہاں پر فرانسیسیوں نے مقیم ہو کر توپخانہ اور سوار اور پیدل ملا کر پھر مقابلہ کرنا چاہا۔ مگر جرمنی کی پیدل فوج بالکل نہیں ہٹی اس مقام پر ۵۔ ڈویژن کے توپخانہ نے بڑی بہادری سے کام کیا توپخانہ کی دو باڑیاں ایک تنگ اور خراب پگڈنڈی سے اسپیچرن کی پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ اُن کی مدد سے دشمن کا ایک اور نیا حملہ پسپا کیا گیا۔ جرمنی کی میسرہ فوج پر اسلنگن اور اسپیچرن کی جانب سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ لیکن ۵۔ ڈویژن نے جو بطور محفوظ فوج کی مقیم تھی اس حملہ کو روک دیا۔ یہ لڑائی جو کئی گھنٹے تک دونوں جانب سے نہایت تہورانہ طور سے ہو رہی تھی اب اس سے اور سخت پہلو اختیار کیا۔ فرانسیسی فوج نے جو تعداد میں بھی زیادہ تھی اب کے کل فوج سے پھر حملہ کرنا چاہا جب سے کہ ہم نے جنگل پر قبضہ کیا تھا فرانسیسی فوج کا یہ تیسرا حملہ تھا۔ لیکن ہماری پیدل اور توپخانہ کے استقلال سے یہ حملہ بھی رد ہوا۔ جس طرح کہ لہر کسی پہاڑ سے ٹکر کھا کر پیچھے ہٹ جاتی ہے اسی طرح سے فرانسیسی پلٹنیں ہماری بہادر فوج نے منتشر کر دیں۔ اس آخری ناکامیابی پر فرانسیسی فوج میں واپس لوٹنے کا بگل ہوا۔ اس لڑائی میں فرانس کی ۲۰ پلٹنیں تھیں اور ایک پوری کور کا توپخانہ تھا اور ایک قابل التسخیر مقام پر مقیم تھی اور پرشیا کی ۲۷ پلٹنیں تھیں اور ایک ڈویژن کا توپخانہ تھا۔ اس پر بھی فرانس کو شکست ہوئی اور پرشیا والوں کے ہاتھ میں میدان رہا یہ ایک بڑی بھاری فتح ہوئی کیونکہ جرمنی والوں کی نسبت فرانس کی سب چیز زیادہ تھی۔ فوج زیادہ تھی۔ توپیں زیادہ تھیں فوج بہت مضبوط جگہ پر مقیم تھی لیکن تاہم جرمنی کی فتح ہوئی رات ہو جانے سے فرانسیسی فوج کو بھاگنے میں زیادہ سہولیت ہو گئی۔ تاکہ بھاگ جانا فوج کا معلوم نہ ہو اسلئے فرانسیسی توپخانہ میدان جنگ کے جنوب میں پہاڑیوں پر مقیم رہا۔ جہاں کہ وہ بہت عرصہ تک متواتر توپیں چلاتا رہا مگر اُس سے فوج جرمنی کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔

یہ میدان جنگ سواروں کے رسالہ کے حملہ کے لئے بالکل کام کا نہ تھا۔ اس لئے وہ اسمیں شریک نہیں ہو سکے۔ تاہم یہ فتح بڑی مشہور فتحوں میں سے ہوئی۔ جنرل فروسارڈ کے ماتحت جسقدر فوج تھی اُسکی ہمت ٹوٹ گئی تھی۔ اس لئے وہ بالکل منتشر ہو گئی۔ جس راہ سے کہ یہ فوج جلدی سے بھاگی تھی اُس راہ کا پتہ بے شمار گاڑیوں اور سامان اور کپڑے وغیرہ سے جو وہاں پڑا ہوا تھا ملتا تھا۔ فوجی بھگوڑوں سے تمام جنگل بھرا ہوا تھا۔ بہت سا سامان رسد اور ہر قسم کی چیزیں جرمنی والوں کے ہاتھ آئیں۔

جبکہ اسپیچرن پہاڑی پر لڑائی ہو رہی تھی ۱۳-ڈویژن پرشیا کی فوج نے دریائے سار کو قصبۂ ورڈن پر عبور کرکے فوربا چھ پر قبضہ کیا۔ خوراک اور رسد اور کپڑوں کے بڑے بڑے انباروں پر قبضہ کیا جرنیل فروسارڈ جو اپنی فوج کو پیچھے ہٹائے لئے جاتا تھا اور جس کی مدد کے لئے جرنیل بیزین کی دو ڈویژن فوج پہاڑی پر آگئی تھیں۔ اس فوج ۱۳-ڈویژن نے فروسارڈ کو جنوب مغرب کی جانب ہٹنے پر مجبور کیا اور جو سڑک کہ شہر سینٹ اوالڈ کو جاتی ہے وہ بالکل صاف کرالی۔

اس لڑائی میں دونوں جانب کا نقصانِ عظیم ہوا۔ صرف ۵-ڈویژن کے ۲۳۰۰ سپاہی مارے گئے اور ۱۴۰۰ زخمی ہوئے۔ ۱۲ پیدل کے ۲۲۱ افسر اور ۴۰۰۰ سپاہی قتل اور زخمی ہوئے اس کے بعد چالیسویں اور آٹھویں اور ۴۸۔ اور ۳۹ اور ۷۴ پلٹنوں کا بہت نقصان ہوا۔ اور توپخانوں کو بھی بڑا نقصان پہنچا توپخانوں کے مقتول اور مجروحوں کی تعداد دونوں جانب برابر تھی۔ غیر مجروح قیدی جو جرمنی والوں نے گرفتار کئے وہ ۲۰۰۰ سے زیادہ تھے اور ہر گھنٹے بڑھتے جاتے تھے۔ علاوہ اسکے چالیس پل پیپوں کے اور بہت سے خیمے جرمنی والوں کو ملے۔

اس فتح سے جرمنی فوج کی بڑی تعریف ہوئی کیونکہ وہ دن بھر اپنے سے زیادہ تعداد دشمنوں سے لڑتی رہی اور ایک مضبوط جگہ سے دشمن کو مار کر ہٹا دیا۔ گو فرانسیسی بھی تھوڑے عرصہ تک بہت بہادری سے لڑے لیکن وہ بہت قتل ہوئے اور لڑائی کے آخر میں اُن کی ہمّت ٹوٹ گئی اور پیچھے ہٹ جانا اُن کے لئے شکست ہو گیا۔ اوّل جرمن ڈویژن کا آگے بڑھنا ذرا وقت سے پہلے تھا لیکن جب لڑائی شروع ہو گئی اُسوقت جنرل کمانڈروں کی تقسیم فوج بالیاقت تھی معلوم ہوتا ہے کہ حملہ کے لئے اُنہوں نے اچھے موقع تلاش کر لئے تھے۔ بعض عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ جنگل کی آڑ لے کر اُنہوں نے بڑی عقلمندی سے فرانسیسی میمنہ فوج کو پریشان اور برباد کر دیا۔ دوسری جانب فرانسیسی فوجیں بہت بری طرح صف آرا ہوئی تھیں۔ اُنہوں نے موقع نکل جانے کے بعد حملہ کیا۔ ۶۔ تاریخ کی دو لڑائیاں جنکو کہ جرمنی والوں نے دوارتھ اور فوربا چھ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ان کے نتیجے سے وہ فاحش غلطی ظاہر ہوتی ہے جو فرانسیسی کمانڈر انچیف نے علم جنگ کے قاعدہ سے کی تھیں اور فرانسیسی فوج کو ایسی خراب جگہ مقیم کر رکھا تھا۔ فرانسیسیوں کا اگلا دستہ فوج دو حصے کر دیا گیا تھا۔ اور اُس کے پھر آپس میں ملکر دوبارہ دشمن کی فوج سے مقابلہ کرنے کا شبہ کیا جاتا تھا۔ فرنچ فوج میمنہ زیر کمان میکمہن کوہ وسجز کے پیچھے بحالت انتشار

ایک بد دلی کی حالت میں پڑی ہوئی تھی۔ ڈی فیلی کی فوج اُن دو فوجوں کے درمیان تھی جنکو وورا تھ اور فوربا چھ پر شکست ہوئی تھی اور وہ اب دشمن کی زد میں تھی۔ فرانسیسی قلب اور میسرہ کی فوج بڑی دور اور ایک دوسری سے فاصلہ پر تھی۔ وہ اور رفرو سارڈ کی فوج جو قریب تھی مگر شکست یافتہ یہ سب اس قابل نہ تھیں کہ جرمنی کی فوج کو جواب شل پل آب کے آگے بڑھی چلی آتی تھی کامیابی سے روک سکیں۔ جرمنی کی فوجیں اب دریائے سار کو عبور کر کے بڑھی جاتی تھیں اور وسجز کی گھاٹیوں میں سے آگے گذر رہی تھیں۔

فرانسیسی فوج کی اس بربادی کی خبر نے تمام قوم میں اور خصوصًا پیرس میں جوش عظیم پیدا کر دیا لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ لیکن کسی قسم کا فساد نہیں ہوا معلوم ہوتا تھا کہ حب الوطنی کے جوش نے تمام لوگوں کے دلوں کو بھر دیا ہے۔ ۷۔ اگست کی دوپہر کو شہنشاہ بیگم نے مفصلۂ ذیل اعلان پیرس میں شایع کیا:۔

"اے فرانسیسی قوم"

جنگ کے شروع سے اب تک ہماری کوئی فتح نہیں ہوئی۔ ہماری فوج نے بہت نقصان اٹھایا۔ ہم کو استقلال کے ساتھ اب جلدی سے دشمن کو شکست دینا چاہیے۔ اور ہم میں ایک پارٹی ہو وہ کون۔ پارٹی فرانس۔ اور ہم میں ایک جھنڈا ہونا چاہیے وہ کون سا۔ ہماری قومی عزت کا جھنڈا۔ میں تم لوگوں کے درمیان میں ہوں۔ اور میں اپنا فرض ادا کرنے کو موجود ہوں۔ جہاں کہیں کہ خطرہ کا خوف ہوگا وہاں تم سب مجھکو فرانسیسی علم کی حفاظت کرنے کو سب سے پہلے موجود پاؤ گے میں تمام معززین شہر سے کہتی ہوں کہ وہ انتظام کو برپا رکھیں۔ اور جو شخص کہ مخل انتظام ہو گا تو وہ گویا ہمارے دشمنوں کا سازشی ہو گا۔

راقم یوجین۔

پیرس میں ایک حالت محاصرہ کا اعلان کر دیا گیا اور وزارت نے ایک اعلان شایع کیا جس کے آخری فقرے حسب ذیل ہیں:۔

جو خبریں کہ جنگ گاہ سے موصول ہوئی ہیں اُن کے دیکھتے اب ہم سب کا فرض ہے کہ ملک کی حفاظت کریں ہم تمام لوگوں کو از راہ حب الوطنی آگاہ کرتے ہیں کہ اب وہ ہمت سے کام لیں۔ چیمبرز کے جمع ہونے کا حکم دیدیا گیا ہے۔ اب ہم کو چاہتے کہ پیرس کو محاصرہ کی حالت میں کر دیں تاکہ فوجی تیاری

کے عمل درآمد میں آسانی ہو جاوے۔ کوئی کمزوری کا نشان یا آپس میں تفرقہ نہ ڈالا جاوے۔ ہمارے وسائل بہت ہیں ہم کو قوت سے لڑنا چاہیے اور تب ملک محفوظ رہے گا۔

۸ اگست کو پیرس میں ایک حکم جاری ہوا کہ نیشنل گارڈ نامی فوج جو یہاں تیار کیگئی ہے اُس میں تیس سے چالیس برس کی عمر والے آدمی جن کے جسم صحت دہیں اور جو اس سے پہلے شریک نہیں ہوئے ہیں شریک ہو جاویں۔

۹ اگست کو یہ خبر آئی کہ پرشیا والوں کا ایک لشکر دریائے سار کے کنارہ جمع ہو رہا ہے اور فرانسیسی فوج شہر مٹز کے سامنے جمع ہونی شروع ہوئی ہے۔ اس تاریخ کو پرشیا کے سفیر نے انگلستان کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کئے اور فرانسیسی سفیر کو دستخط کرنے کی اجازت پہنچ گئی۔ اس معاہدہ کا منشا یہ تھا کہ بلجیم جو اس جنگ میں فریقین جنگجو سے علیحدہ رہا ہے اگر اُس پر کسی نے حملہ کیا تو انگلستان دوسرے فریق سے ملکر بلجیم کی حفاظت کے واسطے فریق غدار سے لڑے گا۔ لیکن جنگ کی عام کارروائیوں میں شریک ہونے کا انگلینڈ ذمہ وار نہیں ہے۔ اس روز فرانسیسی چیمبر میں بڑا تماشہ ہوا۔ سخت سخت الفاظ بولے گئے اور بعض ممبروں میں تو گھونسہ بازی تک کی نوبت آگئی۔ ایک ووٹ پاس ہوا کہ وزارت قابل بھروسہ نہیں ہے۔ ایم اولیویرا اور اُسکے ساتھیوں نے اسپر استعفا داخل کیا اور کونٹی ڈی پالیکاؤ کو نئی وزارت کے بھرتی کرنے کا کام سپرد ہوا۔

۱۰۔ اگست کو پرشیا والوں نے اسٹراسبرگ کا اوّل محاصرہ کیا اور ریلوں پر جو وہاں سے اطراف میں جاتی تھیں قبضہ کر لیا۔ باشندگان شہر نے شہر کو حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔

۱۱۔ اگست کو شاہ پرشیا نے فرانسیسیوں کے نام ایک اعلان شایع کیا جس کا یہ مضمون تھا کہ ہم صرف سپاہیوں اور فوج سے جنگ کر رہے ہیں اور فرانسیسی شہری آدمیوں سے جو لڑائی میں شامل نہیں ہم جنگ نہیں کرتے۔ بلکہ اُنکی عزت مد نظر رکھی جاویگی۔

فصل دوم

فرانسیسیوں کو اور شکستیں

جنگ وُرتھ میں خوفناک شکست پا کر میکمہن کی فوج منتشر ہو گئی تھی اور اُس کی فوج میمنہ کا ایک

بڑا حصہ شکستہ دل ہوکر بھگنا اور اسٹراسبرگ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ باقیماندہ فوج اُس کی اُن سڑکوں پر پھیل گئی تھی جو کہ وسجز میں سے گذر کر جنوب کی جانب جاتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مارشل نے بیچ میں پہنچکر ڈی فیلی کی فوج سے شامل ہوجانے کا ارادہ کیا تھا اور شہر نیڈر برون پر مقیم ہوجانے کا عزم کر لیا تھا۔ لیکن اُس کی فوج جرمنی والوں کی شکل دیکھتے ہی بھاگ گئی اور وہ جلدی سے سیورن واپس چلا آیا۔ یہاں اپنی بھاگی ہوئی فوج کو جمع کرکے اُس نے جلدی سے مغرب کی جانب کوچ کیا۔ اس عرصہ میں باقیماندہ فرانسیسی فوج نے لورین پر باہمی شریک ہونے کی کوشش کی۔ دشمن کے خوف سے یہ فوجیں اِدھر اُدھر بھاگی بھاگی پھرتی تھیں۔ مگر بوجہ فاصلہ بعید کے جو درمیان اُن کی پہلی لائن کے جو سار پر مقیم تھی اور دوسری لائن کے جو مٹز پر مقیم تھی۔ تھا۔ اس دیر سے وہ لورین کے راہ پر سے ہٹ گئی۔ ڈی فیلی جو کہ سب سے الگ بیچ میں پڑا ہوا تھا۔ اب اُس لشکر میں پہونچنے کے ناقابل تھا۔ اب اُس نے جنوب کی طرف اس اُمید میں رُخ کیا کہ شاید میکمیہن سے ملجاوے۔ بہت خوش قسمتی کی بات ہوتی اگر وہ پانچویں کورز کو جو خطرہ میں تھی بچا سکتا۔ فروسارڈ تو فوربا خ میں شکست پاکر اپنی باقی فوج کے ساتھ مٹز کی طرف چلا گیا تھا۔ اور سینٹ اوالڈ اور روسٹ کے مقاموں کو خالی چھوڑ گیا تھا۔ جنرل لا ڈمیرلٹ کی فوج پر ابھی تک کوئی حملہ نہیں ہوا تھا وہ اُن سب میں تعداد میں بھی زیادہ تھی۔ ۴ کورز کے تھیون ویلی کو خالی کرکے چلا آیا تھا اور دریا موزل کے کنارے کنارے مٹز کی جانب بڑھ رہا تھا۔ بے زین کو ۳۔ کورز کے ساتھ مٹز سے آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا تھا تاکہ وہ مقابلہ کے لئے لشکر کو جمع کرے۔ اور وہ شہر نیڈ پر ایک جگہ مقیم ہوا یہ ایک ایسا مقام تھا کہ فرانسیسی فوج کو بڑا نقصان پہنچتا۔ اگر دشمن آکر اس پر حملہ کر دیتا۔ امپیریل گارڈ فوج مٹز کے قریب اپنی جگہ پر مقیم تھی۔ کروبنرٹ کی ۶۔ کورز کا ایک حصہ بڑے قلعہ مٹز کی طرف جا رہا تھا اور باقی ماندہ فوج شہر نانسی پر مقیم تھی۔ ۷۔ کورز یعنے ڈوے کی فوج اپنی جگہ پر مقیم رہی۔ سوائے اُس ڈویژن کے جو ورتھ میں لڑا تھا اور وہ یہاں سے بہت فاصلہ پر تھا۔

وورباخ اور وورتھ کی لڑائیوں کے تین دن کے بعد فرانسیسی فوج کی مفصلہ بالا کیفیت تھی۔ میکمہن اپنی شکست خوردہ میمنہ فوج کے ساتھ جسکی جانب اب ڈی فیلی آ رہا تھا اصل فوج سے بہت فاصلہ پر تھا اور اُس کی میسرہ اور قلب کی فوجیں بھی آپسمیں شریک نہ تھیں اور مٹز پر جمع ہوتی جاتی تھیں۔ یہ فوج جو یہاں مقیم تھی اور جس پر فرانس کی اُمیدیں وابستہ تھیں۔ اس میں تین کورز شامل تھیں یعنی دو شکست یافتہ

کورزا اور کچھ حصہ ۶۔ کورز کا جس کی تعداد غالباً ایک لاکھ پچاس ہزار کی تھی اور جس میں چار سو یا پانسو توپیں تھیں اور یہ خوب معلوم تھا کہ مقابلہ دشمن کی بیشمار فوج کے جو اس سے پہلے سرحد پر فتح پا چکی ہے یہ فوج دشمن کی فوج کے مقابلہ کے لئے بالکل ناکافی ہے۔ اس عرصہ میں جرمنی کی فوج نے میکمہن کی منتشر شدہ فوج کے دستوں کو شکست دی اور قید کیا۔ جرمنی فوج جو تعداد میں دو لاکھ تھی سارے نیڈ کو بڑھی جا رہی تھی اور میسرہ پر ولیعہد جرمنی تھا جو ووسجز کی گھاٹیوں میں سے گذر کر اس سڑک پر جا رہا تھا جو سیم پگنی کو جاتی ہے۔ ان حالات میں یہ کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی اگر شہنشاہ فرانس جنہوں نے نیڈ میں بہت سی فوج جمع کر لی تھی بہت جلد میٹز کو واپس لوٹ آتی اور قلعہ کی پناہ میں اپنی باقیماندہ میسرہ اور قلب کی فوج کی صف آرائی کرتے اور یہ بات بہت ہی اچھی ہوتی اگر وہ واپس بہت جلد لوٹ آتی۔ لیکن بد شگونی سے شہنشاہ اپنی تلون مزاجی اور کاہلی سے جلد نہیں لوٹے۔ اور خطرہ جو جلدی سے لوٹ آنے کی حالت میں رفع ہو جاتا پھر سر پر آ موجود ہوا۔ ۱۰ اور ۱۱ اگست تک میٹز پر تمام فرانسیسی فوج سوائے میکمہن۔ ڈی فیلی اور ڈووے کی فوج کے جمع ہو گئی۔ اور اس جگہ قلعہ میں فوج رکھ کر باقی فوج کو براہ وردن چالنز پر بھیجدینا چاہئے تھا جہاں کہ شکست یافتہ میسرہ کی فوج اس فوج سے مل جاتی اور اگر اچھے طور سے صف آرائی کی جاتی تو مارنی اور سین کی لائن کی بھی حفاظت ہو سکتی تھی تین دن بیکار کھو دئے۔ اس عرصہ میں شہنشاہ میٹز میں پڑے رہے۔ کبھی فوجوں کا معائنہ کرتے کبھی جنگ کے لئے کونسلیں کرتے اور کبھی لڑائی کے نقشے کی تجویزیں سوچتے رہتے۔ ۱۴ اگست تک کل فوجیں اپنی جگہ پر مقیم ہیں۔ صرف ۱۴ کو یہ حکم دیا گیا کہ موزل کو عبور کر کے آگے بڑھیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس توقف کا ذمہ دار کون تھا آیا شہنشاہ تھے یا جنرل بے زین تھا جو کہ کمانڈر انچیف ہو گیا تھا۔ یہ کہدینا کافی ہوگا کہ اس توقف سے فرانس پر بڑی مصیبت پڑی اور فوجوں کی بڑی بربادی ہوئی۔ اس عرصہ میں جرمن کی فوجیں بڑی تیزی سے بڑھی آ رہی تھیں اور میٹز پر ولیعہد کی بے شمار فوج جمع ہو گئی۔ ۱۳ اگست کو اسٹائن میٹز کی فوج بھی آ گئی اور پرنس فریڈرک چارلس کی فوج نے موزل کو پانٹا موسن پر عبور کر لیا اور شمال کی جانب بڑھا آ رہا تھا اور اگر فرانس کی فوج اب براہ وردن چالنز پر پیچھے بھی ہٹتی تو پرنس چارلس کی فوج سکو روک سکتی تھی۔ بغرضیکہ جرمنی کی دو لاکھ پچاس ہزار فوج معہ آٹھ سو توپوں کے لورین کے قلعہ کے چاروں طرف ملک میں پھیلی پڑی تھی۔

فرانس کی فوج میٹز پر چاروں طرف سے دشمن کے بیچ میں تھی اور اگر چالنز کی طرف واپس ہٹتی تو بھی دشمن کا خوف تھا اور اگر میٹز کے آگے روانہ ہوتی تو بھی بے شمار دشمنوں کے حملہ کرنے کا اندیشہ تھا۔ ۱۴ اگست کو فرانسیسی مقدمۃ الجیش نے ورڈن جاتے ہوئے دریائے موزل کو عبور کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کے افسروں کو اس بات کا کچھ خیال نہیں رہا کہ جرمنی کی فوج پہلے ہی سے واپس ہٹنے کو روکنے کے لئے پڑی ہوئی ہے۔ شہنشاہ فرانس اس فوج کے ہمراہ تھا اور بغیر کسی قسم کے نقصان کے اس فوج نے میٹز کو خالی کر دیا۔ لیکن میٹز سے تھوڑی دور آگے جا کر قیام کر دیا۔ اور شہنشاہ دوسرے روز آگے روانہ ہو کر چالنز میں پہنچ گئے۔ اور اس چلے جانے سے انہوں نے فوج کی کمانڈ چھوڑ دی۔ جو فرانس کی حالت دیکھتے یہ کہنا چاہئے کہ ان کو یہ کمانڈ نہیں لینی چاہئے تھی مگر کل فرانسیسی فوج ۱۶ تاریخ تک موزل پر نہیں پہنچی۔ فوج کی تیسری کورز یعنی لا اڈمیرلٹ کی کورز اور فروسا کی اور ۳ کورز جو بجائے بے زین کے اب جنرل ڈکلین کے زیر کمان تھی۔ یہ سب میٹز کی مشرقی جانب مقیم رہیں اور ۱۴ اگست کی سہ پہر تک ان فوجوں نے کوچ نہیں کیا۔ اس فوج پر پرشیا کی ۷ کورز اور لشکر دوم کی ایک کورز نے زیر کمان جنرل اسٹائن میٹز حملہ کر دیا۔ فرانسیسی فوج نے دو چار دیہات کے پیچھے قیام کیا اور اپنے گرد اگرد خندقیں کھود لیں۔ فرانسیسی بہت بہادری سے لڑے۔ دمدمے بنا کر اور گڈھے کھود کر ان کی آڑ میں سے پرشیا والوں کا مقابلہ کیا۔ مگر جرمن والے جو بتدریج آگے بڑھتے جاتے تھے انہوں نے نہایت عمدہ طور سے آگ برسائی یعنی بندوقیں اور توپیں بہت جلد اور نشانہ باندھ کے فیر کرتے تھے جس کا ثبوت اس سے ہو سکتا ہے کہ جب ایک گڈھا اور دمدمہ پرشیا والوں نے فتح کر لیا تو باوجود اس آڑ کے وہاں پر سات سو اکیاسی فرانسیسی مقتول پائے گئے۔ تین یا چار گھنٹے تک نہایت خونخوار لڑائی رہی حملہ آوروں کا بھی بہت نقصان ہوا چونکہ وہ توپخانہ قلعہ کی زد میں آ گئے تھے اور دوسری جانب فرانسیسی بہادری سے لڑے تھے مگر شام ہوتے ہی فرانسیسی فوج پسپا ہوئی اور قلعہ کی آڑ میں پناہ لی۔ اس سے حملہ آوروں کا مقصد پورا ہو گیا یعنے فرانسیسی فوج اپنی سابقہ جگہ پر مقیم ہو گئی اور ہر گھنٹے جرمنی کی فوج برابر چلی آتی تھی۔

دوسرے روز اور پرشیا کی فوجیں ورڈن کی سڑک پر سے برابر چلی آ رہی تھیں اور شہر میٹز

کی چاروں جانب پھیل گئیں۔ لیکن شاہ کے مراسلوں سے یہ بات ظاہر معلوم ہوتی ہے کہ ابھی تک پوری کامیابی مشتبہ معلوم ہوتی تھی۔ اور فرانسیسی فوج کا واپس ہٹ جانا ناممکن نہ تھا۔ اسی اثنا میں بے زین جس کو اب تمام کارروائیوں کا ذمہ دار سمجھنا چاہیے دریائے موزیل کو عبور کر کے مٹز کی جانب آ رہا تھا اور آگے روانہ ہونے کے لیے فوج کا سامان آگے روانہ کر دیا تھا اور فوج مقدمۃ الجیش سے ملکر شام کے قریب فوج کے دستے مارس لاٹور اور ویون ویل کے [illegible] پہنچ گئے تھے۔ یہ دونوں شہر ان دو سڑکوں پر ہیں جو ورڈن اور ایٹین کو جاتی ہیں۔ [illegible] بے زین کے پیچھے کی جانب مٹز کی طرف پھیلی پڑی تھی۔ ایک ایسے جرنیل کو جس نے پوری لیاقت کا ثبوت دیا ہو الزام دینا نازیبا ہے کہ وہ استقلال کے ساتھ آگے نہیں بڑھا۔ حالانکہ اس نے ایسے خطرناک موقع پر فوج کا کمانڈ لیا تھا۔ درحقیقت فرانس کے لیے یہ وقت بڑا خطرناک تھا اور اس جرنیل کو اس بات سے واقف ہونا چاہیے تھا کہ پرشیا کی فوج اس کی جانب چلی آ رہی ہے اور اس کی فوج کے پیچھے ہٹ جانے کو وہ قطعی طور سے روک سکتی ہے اور بے زین جو ۱۴ یا ۱۵ اپریل اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے چلا تو یہ فاصلہ اس کی مقصد برآری کے لیے بہت کم تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو خطرہ واقع ہونے والا تھا اس سے بے زین آگاہ نہ تھا چونکہ ۱۵ تاریخ کی شب کو یا دوسری صبح اس نے یہ پیغام بھیجا کہ وہ معہ اپنی کل فوج کے ۱۶ تاریخ کو ایٹین میں پہونچ جاویگا [illegible] وہ اپنے دشمن کی پہونچ سے باہر ہو جاوے گا۔

جنگ ویان ویلی

۱۶۔ اگست کو مٹز کے قریب یہ لڑائی واقع ہوئی۔ اور مفصلہ ذیل بیانات اس شخص نے تحریر کیے ہیں کہ جو اس لڑائی میں موجود تھا:-

آج صبح لشکر دوم دشمن کی دیکھ بھال کے لیے نکلا تھا کہ یکایک اس کو جنگ پیش آگئی۔ صبح کے پانچ بجے ہم ڈیان کورٹ سے روانہ ہوئے اور ہم نے خیال کر لیا تھا کہ شکست کھانے کے بعد ہمارا یہ معمولی کوچ ہے کہ یکایک توپخانہ کی چند باڑیاں اور سواروں کا ایک سکواڈرن ہم سے الگ ہوا اور ہم کو معلوم ہوا کہ مٹز کی جانب دشمن کی دیکھ بھال کے لیے یہ جاتا ہے۔ پرشیا کی فوج

کے محافظ سوار کچھ فاصلہ پر نظر آئے۔ ہم جلدی سے کوچ کرکے ۲۔ ڈویژن کے سواروں کے کیمپ پر پہنچ گئے جو جنرل کپین بار بن کے زیر کمان تھی وہ بھی تیار ہو گیا اور ہم سب ایک چھوٹے سے گاؤں دیان ویلی کی جانب بڑھے تھوڑی دیر بعد سواروں کی بندوق کے فیر ہونے کی آوازیں آنے لگیں اور سوا نو بجے توپ کے چلنے سے معلوم ہوا کہ لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ پرشیا کی فوج نے لڑائی شروع کردی اُس وقت اُس کی تعداد یہ تھی کہ ۲۔ رسالہ تھا اور ایک پیدلوں کا بریگیڈ تھا اور چھ باٹریاں توپخانہ کی تھیں۔ اور ہماری فوج پرشیا کی فوج سے چار گنا زیادہ تھی۔ توپوں کا چلنا اب متواتر شروع ہو گیا اور پرشیا کی فوج نے بشکل نصف دائرہ کے آگے بڑھنا شروع کیا۔ فرانسیسی فوج اپنی میسرہ کی جانب سے ذرا پیچھے ہٹ گئی اور معلوم ہوا کہ دیان ویلی پر مقیم ہو گی جہاں بلندیوں پر اُن کا توپخانہ موجود تھا اس کا جواب پرشیا والوں نے یہ دیا کہ وہ بھی پیچھے ہٹنے لگے۔ گیارہ بجے پیدلوں کے اول بریگیڈ کی آٹھ پلٹنیں زیر کمان جنرل الیمین ٹر یلیوز کی برستی ہوئی آگ کے سامنے بڑھیں پرشیا والوں کی نسبت فرانسیسی توپیں بہت جلد جلد چلتی تھیں۔ لیکن اس سے نقصان کم ہوتا تھا ایک موقع پر فرانسیسی اور پرشیا کے توپخانوں کا مقابلہ ہو گیا۔ اور فرانسیسی توپخانہ سے سات گولے جتنی دیر میں چلتے اُتنی دیر میں پرشیا کے توپخانہ سے تین گولے چلتے تھے۔ لیکن اس تین بار کے فیر ہی سے فرانسیسی توپخانہ بالکل خاموش ہو گیا۔ میں نے بعد ختم لڑائی اس امر کا ایک توپخانہ کے افسر سے ذکر کیا اور اُسنے میری کلام کی سن و عن تصدیق کی۔ میمنہ اور میسرہ سب جانب کے پیادے لڑائی میں مصروف تھے کہ ہزار کی ایک رجمٹ سواران معہ توپخانہ کے ایک بارٹی کے گھوڑے دوڑاتی ہوئی آئی اور گاؤں کا چکر دے کر میسرہ کی جانب پیادگان سے لڑائی میں مصروف ہو گئی یہ ایک بہت خوشنما نظارہ تھا مگر جبکہ یہ جوش اور گرد و غبار جاتا رہا تو بہت سے لال کوٹ اور گھوڑوں کی نعشیں زمین پر نظر آنے لگیں اور مجھے اس بات کا یقین ہوا کہ آج کل رسالہ سواران کو بغیر پیادگان اور توپخانہ کی مدد کے پیادوں کی لڑائی کے لئے بھیجنا گویا اُن کو موت کے منہ میں بھیج دینا ہے۔

فوج ڈریگون رسالہ کا ایک اسکوڈرن زیر کمان پرنس وجین اشٹاتن لڑائی میں شریک تھا اور اُس میں سے نصف سے زیادہ سوار میدان جنگ میں کام آئے۔ پرشیا کے توپخانہ نے ایک

چھوٹی سی پہاڑی پر مقیم ہو کے فرانسیسی فوج پر بہت صحیح نشانہ سے گولہ باری شروع کی اُس سے گھبرا کر فرانسیسی میمنہ فوج نے پھر پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ لڑائی کے آغاز سے اسوقت تک یہی معلوم ہوتا رہا کہ ہماری فوج دشمن کے مقابلہ کے لئے بہت کم ہے۔ ہماری ایک فوج اسوقت تک نہیں آئی اور اُس کا بہت انتظار تھا۔

اس وقت تک ہر سپاہی کی یہ رائے تھی کہ فرانسیسوں نے نہایت قابل تعریف طور سے آگ سائی اور بمقابلہ جنگ حال کی گولہ باری کی ۱۸۶۶ء کی جنگ کی آتشباری مثل بچوں کے کھیل کی تھی۔ اور علاوہ ازیں وہ کہتے تھے کہ فرانسیسی جسقدر آج جمے ہیں۔ اتنے استقلال سے آجتک نہیں لڑے تھے۔ لیکن بوجہ پیادوں کی کمی کے سواروں کو جو پیدلوں اور توپخانہ سے لڑنا پڑا۔ اس وجہ سے سواروں کی بہت بڑی تعداد ماری گئی۔ ایک رجمنٹ یعنے ۷۔ کیرلسیر فوج کو توپخانہ کی ایک باٹری پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا اور وہ توپخانہ کے اوپر جا پڑی اُس میں ایک جوان انگریز بھی تھا جس نے پرشیا کی فوج میں نوکری کرلی تھی اور ابھی اُس کو لفٹنٹی کا عہدہ ملا تھا وہ سب سے پہلے توپخانہ پر جا پڑا۔ رجمنٹ میں کل آدمی تین سو تھے لیکن نتیجہ بہت خراب رہا۔ جبکہ میں نے دوبارہ اس رجمنٹ کو دیکھا تو اُس میں مشکل سے سو آدمی ہی باقی رہے تھے۔ ۲½ بجے محفوظ توپخانہ بھی بُلا لیا گیا اور اب توپوں کا بہت جلد جلد چلنا شروع ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت آفتاب بھی آدمیوں کا ذبح ہونا دیکھنے کے لئے ہمارے بہت قریب آ گیا تھا کیونکہ گرمی کی وہ شدت تھی کہ بیان سے باہر ہے اور ہر جانب سے یہی آواز کان میں آتی تھی کہ پانی۔ پانی۔ خدا کے لئے رحم کر کے پانی پلاؤ۔ بیماروں کے اُٹھانے کے لئے جسقدر آدمی مقرر تھے وہ اپنا کام نہایت جلدی اور عمدگی سے کر رہے تھے۔ لڑائی کے میدان سے فوج کے بڑھنے یا اور کسی سبب سے آگ کے برسنے کے کم ہوتے ہی یہ لوگ اپنے رحم والے کام پر جاتے تھے اور بیمار کو گاڑی میں ڈالکر لاتے تھے ایک گھنٹہ تک لڑائی اور برابر جاری رہی اور اس عرصہ میں بہت سی فوج گرفتار بھی ہو گئی تھی۔ پونے چار بجے پرشیا والوں نے اپنے حملہ کو بدلا اور میسرہ سے حملہ موقوف کر کے میمنہ فوج کی جانب سے دو پلٹنیں ایک پہاڑی کے پیچھے چلی گئیں اور تھوڑی سی دیر کے لئے دونوں جانب آتشباری موقوف ہو گئی۔ اور گیارہ گھنٹے کے کوچ اور لڑائی کے بعد یہ کوئی تعجب کی بات نہیں معلوم ہوتی۔ ۵ بجے کے قریب سویں کور لڑائی کے لئے پھر بڑھی۔

اب دونوں جانب سے پھر آگ تیزی سے برسنی شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ پاؤ سیل تک فرانسیسی فوج پیچھے
ہٹ گئی۔ لیکن لڑائی کے آخر تک وہ وہاں مقیم رہی۔ شام کے وقت جرمنی رسالہ کو پیدلوں پر حملہ کرنے کا
پھر حکم دیا گیا۔ لیکن اس حملہ میں سواروں کا بہت نقصان ہوا۔ چونکہ آٹھ بج چکے تھے اور کچھ نظر نہ آتا
تھا جب رسالہ واپس آیا تو بہت سے گھوڑوں پر سوار موجود نہ تھے۔ ۱۶۔ اگست کی یہ لڑائی ہے جس پر
مارشل بے زین نے فرانسیسیوں کی فتح کا دعویٰ کیا۔ گو یہ بات ضرور ہے کہ فرانسیسیوں کی نسبت جرمنی
والوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ لیکن فرانس کے دو جھنڈے اور سات توپیں جرمنی والوں کے
ہاتھ لگیں اور دو ہزار فرانسیسی قید ہوئے اور یہ سب باتیں فتح ظاہر نہیں کرتیں۔ علاوہ اس کے
فرانسیسیوں کا پسپا ہونا روک دیا گیا تھا اور وہ قصبات ویان ویلی اور ڈون کورٹ سے جو ورڈن
اور اٹین کی سڑک پر واقع ہیں ہٹنے پر مجبور کر دیئے گئے تھے اور مجبوراً ان کو مٹز کی جانب جانا پڑا
اور جرمنی کی فوج کے لئے اب چالنز جانے کو رستہ صاف تھا۔ مارشل مذکور نے اپنے لفٹنٹوں کو بھی
یقین دلایا کہ ۱۶۔ تاریخ کو ہماری فتح ہوئی اور فرانسیسی فوج جو واپس پیچھے ہٹی تھی تو اس کے پاس
گولا اور بارود سامان جنگ ختم ہو گیا تھا اس وجہ سے ہٹی تھی یہ الفاظ مارشل نے کہکر سپاہیوں کی ڈھارس
بندھائی۔ اس کی پاس فوج کی ۴۔ کور تھی جنکی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار تھی اول اس کو یہ چاہتے
تھا کہ کوئی مضبوط جگہ تلاش کر کے باستقلال دشمن سے لڑتا تاکہ چالنز جانے میں اس کو آسانی ہو جاتی۔
اس کو ایسی جگہ ان میدانوں میں ملی جہاں کہ نالے کثرت سے تھے اور تھوڑی تھوڑی دور پر جنگل تھا اور
یہ جنگل ایک گاؤں گریولٹ نامی سے شمال مشرق کی طرف شہر راویٹ لامان تک پھیلا تک اس سڑک کے
برابر پھیلا ہوا تھا جو شہر مٹز سے سرحد کو جاتی ہے۔ ۱۷۔ اگست کو مارشل اپنی فوج کو اس لائن پر قیم کرنے
میں مصروف رہا اور نہایت عقلمندی سے فوج کی حفاظت کے انتظام کرتا رہا۔ فرانسیسی فوج میسرہ نے
گریولٹ گاؤں پر اسجگہ قبضہ کیا تھا کہ جہاں اٹین اور ورڈن کی سڑکوں کا اتصال ہوا ہے اور جہاں
سے مٹز کو سڑک اعظم جاتی ہے اس جگہ ایک بلند مقام پر فرانسیسی فوج مقیم ہوئی۔ جس کے نیچے جنگل تھا
اور چاروں طرف کا ملک اس بلندی پر سے دکھتا تھا اور سامنے خندقیں کھودی تھیں اور توپخانہ مقیم
تھا اور پیچھے ایک فرانسیسی قلعہ مسوم بہ سینٹ کوئینٹن تھا۔ ان وجوہات سے یہ مقام ناممکن الفتح معلوم ہوتا
تھا۔ فرانسیسی فوج قلب گو اس قدر مضبوط نہ تھی مگر بلند مقام پر مقیم تھی اور اس کے سامنے دشمن کے

آنے کے لئے بہت سی رکاوٹیں تھیں اور اُس کے بھی چاروں طرف خندق کھودی گئی تھی۔
بے زین نے اس مضبوط مقام گریولٹ پر ایک لاکھ دس ہزار فوج ٹھیرائی اور مٹز کے قریب بیس ہزار
فوج محفوظ رکھی۔

اس انتظام سے فرانسیسی کمانڈر کی ہشیاری اور چالاکی معلوم ہوتی ہے اور بیشک اور دوسرا
شخص بھی اس سے زاید بندوبست نہ کرسکتا۔ جبکہ بے زین یہ تیاریاں بچاؤ کی کر رہا تھا۔ جرمن کمانڈر
حملہ کرنے کا بندوبست کر رہے تھے۔ ۱۷۔ اگست کو تمام فوج پونٹ اے موسون سے روانہ ہوکر
ایک لائن میں آگئی تھی اور ورڈن اور اٹیین کی سڑکوں پر شہر روزن ویلی سے شمال کی جانب ڈون
کارٹ تک قبضہ کئے ہوئے تھی اور اس کے علاوہ جو فوج مٹز پر تھی وہ اس کی مدد پر اور تھی جرمنی
کے جرنیلوں کے پاس اب ۹۔ کورز تھیں اور ایک حصہ ۱۰۔ کورز کا تھا اور اور فوج کمک کے لئے آگئی تھی
اس وجہ سے جرمنی کی کل فوج کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار کی تھی اور یہ فرانسیسی فوج سے مقابلہ کرنے کو کافی
تھی۔ کیونکہ گریولٹ پر فرانسیسی فوج میسرہ بہت مضبوط جگہ مقیم تھی۔ اور پرشیا والوں کو یہ جگہ فتح کرنا
بہت مشکل کام تھا۔ اس وجہ سے پرشیا والوں نے اپنے لشکر عظیم کا ایک بڑا حصہ بے زین کی فوج کے
مقابلہ کے لئے بھیجا تاکہ حملہ کرکے اُس کو دوسری جانب لوٹا دیں اور اس عرصہ میں میسرہ پر بھی حملہ جاری
رکھکر فرانسیسی فوج پر دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا۔ تاکہ فرانسیسی اس دباؤ سے اگر اٹیین اور ورڈن کی سڑکیں
چھوڑکر شہر مٹز کی جانب بڑھیں تو وہاں جو پرشیا کا توپخانہ مقیم ہے وہ گولہ باری کرکے فرانسیسی فوج کو
بالکل تباہ کردے۔ جرمنی کمانڈروں کی یہ تجویز تھی۔ اور بے زین کی فوج کے مقابلہ کے لئے انہوں نے
۵ کورز بھیجیں اور ۳ کورز فرانسیسی میسرہ فوج سے لڑنے کے لئے رکھیں۔ اور ایک کورز سالم اور دوسری
کورز کا ایک حصہ فوج سرحد سے خط و کتابت جاری رکھنے کے لئے مٹز کی شرق میں محفوظ رکھا۔

جنگ گریولٹ

اس خونریز جنگ کی بابت جرمنی سرکاری بیان حسب ذیل ہے:-

۱۸۔ اگست کی صبح کو ہمارے دونوں لشکروں کا مقام اس طرح تھا کہ ۷۔ کورز تو قصبہ گریولٹ
کے جنوب میں مقیم تھی اور ۸۔ کورز اور اول رسالہ سواران کا ڈویژن قصبہ ریزن ویلی کے جنوب میں تھا

اوّل کورز اور تیسرے رسالہ سواروں کا ڈویژن شہر سٹن کے مقابل دریائے موزل کے داہنے کنارے مقیم تھے۔ یہ کل فوجیں لشکر اوّل کہلاتی تھیں اور شہر بوئے ڈی واکس سے گریولٹ تک پھیلی ہوئی تھیں اور اس لشکر اوّل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اگر لشکر دوم پر دشمن حملہ کرے تو یہ اُس کی مدد کرے۔ لشکر دوم جس کا ایک حصہ لشکر اوّل کے قریب رہا کرتا تھا وہ ورڈن کی سڑک کے شمال کی طرف جاتا تھا اور اُس کی فوجیں حسب ذیل مقاموں پر متعین تھیں۔ ۱۲۔ کورز ڈی آرمی کو قصبہ مارس لاٹور سے قصبہ جارنی تک کارروائی کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور فوج گارڈس کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ مارس لاٹوس اور ویان ویلی کے بیچ میں سے ڈون کورٹ کی جانب بڑھے۔ اور نویں کورز کو یہ حکم تھا کہ سڑک اعظم کو شہر ریزون ویلی پر عبور کرکے شہر کالری فرم کی جانب کوچ کرے جو شہر سینٹ مارسل کے شمال میں ہے۔ یہ تینوں کورز اوّل لائن میں تھیں اور ان مقامات متذکرۂ بالا پر قبضہ کرنے سے سڑک اعظم پر ان کا قبضہ ہو جاتا۔ اس فوج کی روانگی سے پہلے سکینی اور پرشیا کے رسالوں نے کوچ کیا۔ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ اگر دشمن نے اپنے مقام سے کوچ نہ کیا ہو تو اُس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ دشمن سٹن کے سامنے مقیم ہو گیا ہے اور پھر تینوں کورز داہنی جانب پھر جاویں اور اول اور دوم دونوں لشکر حملہ کرنے کو بڑھ جاویں۔ دوسری لائن میں ۳۔ اور ۱۰۔ کورز ڈی آرمی کی فوج تھی جو شہر پونٹ اے موسن سے رات کے ۲ بجے روانہ ہو گئی تھی اور شہر بگرزیز کی جانب بڑھی جا رہی تھی۔ ۱۰½ بجے صبح کے ہم کو معلوم ہوا کہ دشمن نے کوچ نہیں کیا اور شہر سٹن کے سامنے جو آخری سلسلہ پہاڑیوں کا ہے اُس پر مقیم ہے۔ اُس وقت لشکر دوم کو یہ حکم دیا گیا کہ داہنی جانب سے ذرا ہٹ کر اور تھوڑی دور لشکر اوّل سے رہکر اپنی قلب فوج کو شہر ورنی ویلی اور امان ویلرز کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے۔ جب یہ فوج اُس جانب چلی جاوے اُس کے بعد دشمن کی فوج میمنہ پر اور سامنے کی فوج پر حملہ کر دیا جاوے۔

" سب سے پہلے نویں کورز ڈی آرمی کو دشمن کی فوج کا مقدمۃ الجیش ملا۔ بارہ بجے کے قریب شہر ورنی ویلی کے قرب و نواح میں توپیں چلنے کی آوازیں آنے لگیں اور اس سے معلوم ہوا کہ وہ فوج لڑائی میں مصروف ہے اس لئے لشکر اوّل کو حکم دیا گیا کہ اپنے توپخانہ سے دشمن کے سامنے کی فوج پر گولہ باری کرے۔ لشکر اوّل نے سوا بجے کے قریب اپنے آہستہ مگر پورے نشانہ والے گولوں سے لی پاونٹ ڈی جور پہاڑی کی دشمن کی فوج پر گولہ باری شروع کی۔ فرانسیسوں نے اس کا جواب اپنے بے شمار توپخانہ سے دیا۔ توپوں

کی گرج میں ہٹریلیوز کی آواز صاف طور سے خوب پہچانی جاتی تھی۔ درمیان دو اور ۳ بجے کے پیادوں کو لڑائی میں بلایا گیا۔ اب یہ معلوم ہو گیا کہ دشمن کی تمام فوج اُن پہاڑیوں پر مقیم ہے جو قصبہ سینٹ میری آچینی سے قصبہ مینٹ ایل تک پھیلی ہوئی ہیں اور قصبہ بوس لاکسی سے قصبہ پاونٹ ڈی جوڑ کی سڑک اعظم کے اتصال تک برابر چلی گئی ہیں۔ دشمن کی یہ جگہ بڑی مضبوط تھی۔ پہاڑیوں کی بلند چوٹیوں پر قلعے تھے اور دمدمے اور گڑھے کھود کر فوج اُن میں بٹھا دی تھی اور ایک کے ذرا اوپر آگے ایک دمدمے اس طور سے بنائے تھے جیسے کس کے تماشے میں جگہیں بنائی جاتی ہیں۔ ہم ان پہاڑیوں پر اوّل سے قبضہ نہیں کر سکے کیونکہ ہم کو شمال اور مشرق دونوں جانب لڑائی کی تیاریوں میں مصروف رہنا پڑا۔ اور ہماری بہت سی فوج مشرق کی جانب بھی جب بڑھی تب ہم کو معلوم ہو گیا کہ فرانسیسی بھی بجانب شمال نہیں جاوینگے اور اسی وجہ سے فرانسیسی فوج کے میمنہ والے دستہ کو ہم چاروں طرف سے نہیں گھیر سکے۔ اب سوائے اس کے کہ اس مضبوط جگہ پر حملہ کر دیا جاوے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ یہ لڑائی بڑی دیر تک ہوتی رہی اور بہت سخت لڑائی تھی۔ سکینی کی فوج نے فرانسیسی میسرہ فوج پر حملہ کیا اور فوج گارڈ قصبہ سینٹ میری آچینی کے پاس لڑتی رہی اور بعد اس کے سینٹ پریوٹ لاماٹگینی کی پہاڑی پر اور بعد ازاں اسی نام کے قصبہ پر اور ڈون کارٹ پر فرانسیسوں سے لڑی۔ علاوہ ازیں قصبہ سینٹ ایل کی داہنی جانب قصبات ہوبن ویلی۔ بوس ڈی لاکسی اور برنی ویلی کے شمال کی جانب جو سڑک سٹنے سے ورڈن کو جاتی ہے۔ ان سب مقامات پر فوج گارڈ کا کچھ حصہ اور نویں ۹ کورز مشغول کارزار رہی۔ قصبہ گریولٹ اور بوس ڈی واکس سے دریائے موزل کے کنارے تک ۷۔ اور ۸۔ کورز لڑتی تھیں اور اوّل کورز کا ایک بریگیڈ اس دریا کے پرلے کنارے سے فرانسیسوں پر گولہ باری کر رہا تھا۔ فرانسیسوں کی تمام فوج سوائے میکمہن اور ڈی فیلی کی تھوڑی سی فوج جو کہ یہاں جمع ہو گئے تھے۔ ہماری لاثانی بہادر فوج نے آخرکار یہ پہاڑیاں فتح کر لیں۔ رات کے ہوتے ہی ہماری فوج نے تمام فرانسیسی فوج کو پسپا کر دیا۔ ہماری فوج میسرہ یعنے دو کورز ڈی آرمی جو گذشتہ رات کے دو بجے سے کوچ کرتی ہوئی آئی تھی اور آتے ہی لڑائی میں شریک ہو گئی۔ اس فتح میں اس فوج سے بڑی مدد ملی۔

½۸ بجے رات کے جبکہ بالکل اندھیرا ہو گیا یہ لڑائی ختم ہوئی۔ رات کو شکست خوردہ فرانسیسی اپنے اُس لشکر گاہ میں شہر سٹز کو چلے گئے جہاں خندقیں کھود رکھی تھیں۔ لیکن بے شمار فرانسیسی زخمی سپاہی

اور فوج کے دستے میدان کارزار میں موجود تھے۔ شاہ پرشیا نے جو اس لڑائی میں فوج کی کمان کئے تھے
اور آخری حصہ لڑائی کے وقت ایک پہاڑی پر سے جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھی - ریزن ویلی کو اب اپنا ہیڈکوارٹر
(صدر مقام) مقرر کیا - ہمارا نقصان اس جنگ میں بہت ہوا - اس لڑائی میں فرانسیسی گرفتار بھی کم ہوئے
جس کی یہ وجہ ہوئی کہ قلعہ کے قریب کی وجہ سے تعاقب کرنا ناممکن تھا - اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کا
پیرس سے تعلق خط وکتابت چھٹ گیا - یہ ایک بڑی مشہور فتح ہے اور ہم کو زیادہ تر خوشی یہ اور ہوئی
کہ اس لڑائی میں پرشیا اور سیکسنی اور ہشیا کی فوج شانہ بہ شانہ ہو کر دشمنوں سے لڑے - جرمنی فوج کی یہ
تجویز تھی کہ جنرل بے زین کی فوج میسرہ پر چند گھنٹے تک حملہ جاری رکھا جاوے تاکہ نویں اور بارہویں
کو اور فوج گارڈ شامل ہو کر فرانسیسی میمنہ فوج پر حملہ کردیں - اس وجہ سے فرانسیسی میسرہ فوج کے مقابلہ پر بہت
فوج روانہ کی گئی - بارہویں کور نے فرانسیسی میمنہ فوج کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا - دوپہر کے بعد قصبہ ورنی ویل
کے دونوں جانب جو فرانسیسی فوج مقیم تھی وہاں سے ہٹ گئی اور جرمنی کی فوج نے ان دونوں جگہوں
پر قبضہ کرلیا اور اسی عرصہ میں ۷ - اور ۸ - کور نے جو فرانسیسوں سے لڑائی ہوئی جنوب میں بہت بڑھ گئی
تھی قصبہ گریولٹ پر قبضہ کرلیا شام ہونے کے قریب جرمنی فوج کی دوسری کور نے گریولٹ کی شرقی
جانب سے فرانسیسوں پر آخری حملہ کردیا - اور اس وقت فرانسیسی فوج اپنے قلعوں کی آڑ میں پیچھے ہٹنے پر
مجبور ہوئی - اور جرمنی فوج آگے بڑھ گئی - ۱۸ - اگست کی یہ بڑی خونریز لڑائی ہوئی - اس میں فرانسیسی فوج
کے انیس ہزار آدمی ضایع ہوگئے اور جرمنی فوج کا جس قدر نقصان ہوا اُس کے سُننے سے جرمنی میں
ماتم ہوگیا - چونکہ اس لڑائی میں جرمنی کے پچیس ہزار سپاہی قتل ہوئے - اس سے فرانسیسی فوج کی بہادری
اور بے زین کی عقلمندی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ فرانس کی فوج بمقابلہ فوج جرمن کے تعداد میں
بہت کم تھی اور کئی دفعہ شکست پا چکی تھی مگر یہاں اُس نے اپنے دشمنوں کو سخت صدمہ پہنچایا - اس مارشل
نے اپنی فوج کو بالکل مدافعانہ کارروائی پر محدود رکھا - اور فرانسیسوں نے ازخود کوئی حملہ جرمنی کی فوج پر نہیں
کیا - اس لئے فرانسیسوں کو ہر دفعہ شکست ہی ہوئی تھی جرمنی فوج نے جو لمبے لمبے کوچ کئے - گو موقع تو ایسا
ہی تھا مگر یہ بات خطرہ سے خالی نہ تھی - فرانسیسی فوج پر گریولٹ میں جو حملہ کیا گیا - اس حملہ میں جانوں کا
بیحد نقصان ہوا - اور خاصکر رسالہ سواراں کا نوناس ہوگیا - گو جرمنی کی فتح ہوئی - مگر جنرل اشاتن مٹز
کا جو جرمنی فوج کی کمانڈ پر تھا - بوجہ اس قدر نقصان جانوں کے شکریہ اس فتح کا ادا نہیں کیا گیا -

مارشل بے زین نے یہ لڑائی ایسی عاقلانہ تدبیر سے کی کہ جرمنی والوں کا بیحد نقصان ہوا۔ اب تمام فرانسیسی فوج مٹز کی جانب پسپا ہو گئی۔ اور جرمنی فوج نے اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ چالنز کے جانے کا راستہ اور اٹیین اور ورڈن کی سڑکیں اب سب جرمنی فوج کے قبضہ میں تھیں۔ فرانسیسی فوج جو اب چاروں طرف سے گھر گئی تھی اب اُس کو نکلنے کا صرف ایک چارہ تھا کہ اپنے دشمن پر جسکی تعداد بہت زیادہ تھی فتح پا کر نکل جائے۔ بے زین کی فوج اب اسطرح گھر گئی تھی کہ فرانس کی دوسری اور فوج سے اُس کے خط و کتابت وغیرہ سب بند ہو گئے تھے اور مٹز کے قلعہ میں یہ فوج محصور ہو گئی۔ اب اُس کے لئے صرف دو چارہ کار تھے۔ یا تو وہ دشمنوں میں سے راستہ چیر کر نکل جاوے اور یا اپنے تئیں جرمنی فوج کے حوالہ کر دے۔

اخبار کولون گزٹ کے مشہور نامہ نگار ہانس وچن ہوزن نامی نے اس ۱۶۔ اگست کے معرکہ کارزار کا حال میدان جنگ سے مفصلہ ذیل تحریر کیا تھا۔

یہ لڑائی بڑی خوفناک ہوئی اور جہاں کہیں ہماری جرمنی فوج بڑھی اُس کے پیچھے بربادی ہی کے آثار نظر آتے تھے۔ میدان جنگ گویا قربح خانہ ہو گیا تھا۔ نعشوں سے تمام میدان بھرا ہوا ہے فرانسیسی فوج کے لال پاجامے اور سفید اور چمکدار ٹوپیوں سے میدان بھرا ہوا تھا۔ فرانسیسی دفتر فوج سے سفید کاغذ کے سیکڑوں ورق میدان میں اُڑتے پھرتے تھے اور مثل بگلوں کے معلوم ہوتے تھے جبکہ وہ ہوا میں اُڑتے تھے ہتھیار دھوپ میں چمک رہے تھے لیکن جنکے ہتھیار تھے وہ موت کے مُنہ میں چلے گئے تھے۔ مقتول سپاہیوں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور سینے کھلے ہوئے پڑے تھے معلوم ہوتا تھا گویا خدا سے یہ کہہ رہے ہیں کہ آدمی کی ہاتھ میں ہمارے قتل کے لئے کلی کیوں دیدی تھی شہر کورز کی جانب جو سڑک جاتی ہے جب میں اُس پر مُڑا۔ تو مجھے بہت خوفناک نظارہ نظر پڑا۔ فرانسیسوں کی نعشوں کے ڈھیر کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں فرانسیسی ایک ایک انچہ زمین کیواسطے نہایت بہادری سے لڑ لڑ کر پیچھے ہٹتے تھے۔ ہماری جرمنی سپاہیوں کی نعشیں بھی ان میں کہیں کہیں پڑی ہوئی تھیں۔ گھوڑوں کی نعشوں اور ٹوٹے ہوئے ہتھیاروں۔ خیموں۔ چوبوں۔ قبوروں بندوقوں اور توپوں اور سپاہیوں کی نعشوں سے میدان جنگ بالکل بھرا ہوا تھا۔ مقتول سپاہیوں کی آنکھیں خوفناک طور سے کھلی ہوئی تھیں جنکو کسی محبتی ہاتھ نے بند نہیں کیا تھا۔ گذشتہ سب لڑائیوں

سے یہ لڑائی سخت تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ایسے خوفناک ہتھیار نہ تھے جو ابآدمی
کی تباہی کے لئے ایجاد کئے گئے ہیں۔ سوئی دار کارتوسی بندوق نے بہت جانوں کا نقصان فرانسیسی
فوج میں کیا اور چیسا پو بندوق سے جرمنی کی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ جرمنی فوج کے نقصان کی جو فہرست
تیار ہوئی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرمنی کا بیحد نقصان ہوا۔ مٹز سے ورڈن کو جو سڑک جاتی ہے
اُس پر سخت معرکہ ہوا۔ مُردوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں اور اُن کی وردی سے فوراً معلوم ہو جاتا تھا کہ
یہ سپاہی فلاں فوج کا تھا۔ گاڑیاں بہت سی ٹوٹی ہوئی پڑی تھیں۔ تھیون ویلی اور ریزن ویلی دیہات
میں بھی نقصان جانوں کا ہوا تھا۔ یہاں پر فرانسیسی اور جرمنی ڈاکٹر اپنے کاموں میں مصروف دیکھے جاتے
تھے۔ زخمیوں کی گاڑیوں اور پلنگوں سے سڑک بھری ہوئی تھی۔ خون کے گڈھے کے گڈھے بھرے
ہوئے تھے اور گاڑیوں میں سے زخمیوں کے چہرے زرد اور سفید نظر آتے تھے۔ مُردہ سپاہیوں کو
گلیوں میں سے لیجارہے تھے۔ گو ہم کو فتح حاصل ہوئی ہے لیکن جرمنی کو یہ گراں فتح بے انتہا خون کے عوض
ہوئی ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ جنگ کب ختم ہو گی۔ گو اب جنگ سے دونوں قومیں نفرت کرتی ہیں۔ مگر لڑے
برابر جاتی ہیں اور کسی کی جانب سے جنگ کا اختتام نہیں کیا جاتا ہے۔ بندوق ابھی کامل طور سے آدمی
کی جان لے لیتی ہے جنگ کے بعد ان ہتھیاروں میں اور بھی زیادہ ترقی کی جاوےگی تا کہ انسان
کی جان کی اور زیادہ جلدی سے بربادی ہوا کرے۔ اُس وقت خدا جانے یہ ہتھیار اور
کیا غضب ڈھاوینگے۔ جرمنی کے سپاہی بڑی بہادری سے لڑے۔ شروع شروع میں تو
وہ اس لڑائی کو کچھ خیال ہی نہیں کرتے تھے۔ اُن کا مقولہ تھا کہ یہ صرف ذرا سا سخت کام
ہے لیکن اب جبکہ اُن کو روزمرہ لڑائی کرنا پڑی تو اُن کا مقولہ ہے کہ ہر لڑائی میں موت یقینی
ہے اور صرف موت ہی سے فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ افسران فوج جب ایک دوسرے سے
دوستانہ طور پر ملا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ آہا ابتک آپ زندہ ہیں۔ خدا جانے یہ
لڑائی کب ختم ہو گی جبکہ ابھی سے رجمنٹ کم ہوتی ہوتی پلٹنیں رہ گئی ہیں اور پلٹنیں کم ہوتی
ہوتی کمپنیاں رہ گئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک دونوں قومیں خوب تھک نہ جاویں گی
یہ لڑائی ختم نہ ہو گی۔ ہماری بہادر فوجیں فرانسیسی فوج کو روز شکست دیکر مقاموں پر مقام
چھینے جاتی ہیں۔

فصل سوم

اسٹراسبرگ کا محاصرہ مختلف حالات جنگ۔ جنگ بیومونٹ اور جنگ کارگنن

معلوم ہوتا ہے کہ ۴۔ اور ۱۶۔ اور ۱۸۔ اگست کو فرانسیسی فوج کو جو فاحش شکستیں ہوئیں۔ اس سے مارشل بے زین کو بڑا صدمہ ہوا۔ کیونکہ ۱۸۔ تاریخ کی لڑائی کے خونخوار نتیجے کی پیرس میں کوئی اطلاع نہیں پہونچی۔

۱۵۔ اگست کو پرشیا والوں نے شہر اسٹراسبرگ پر گولہ باری شروع کردی۔ اس شہر کے قلعہ کی فوج نے جو زیر کمان جنرل اُہرچ تھی محاصرین پر گولہ باری کرکے اُن کو ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ ۲۰۔ اگست کو شہر فالسبرگ کے قلعہ نے جو وسجز کی پہاڑیوں میں ہے۔ اپنے تئیں پرشیا والوں کو بچند شرائط سپرد کردیا۔ شہر میٹز اور چالنز کے درمیان خط و کتابت کا راستہ فرانسیسوں کے لئے بالکل مسدود اور بند ہوگیا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ شہر چالنز کو شہنشاہ فرانس نے اپنا ہیڈکوارٹر بنا رکھا تھا۔ اور شہنشاہ معہ پرنس امپیریل (ولیعہد فرانس) کے وہاں اب مقیم تھے۔ کونٹ ڈی پالیکاؤ وزیر اعظم فرانس نے مجلس پارلیمنٹ فرانس کو یہ اطلاع دی کہ ۱۸۔ اگست کو پرشیا والوں کو فرانسیسی فوج پر حملہ کرکے کچھ ایسا بہت زیادہ فائدہ نہیں ہوا اور پرشیا کی فوج کو شہر جاؤمونٹ کی کھانوں (معدن) کی جانب بھگا دیا گیا ہے۔

چونکہ فرانسیسی میمنہ کی فوج قتل ہونے سے بچ گئی تھی اور اب از سر نو جمع کی جارہی تھی گو یہ فوج میسرہ اور قلب فرانسیسی فوج میں مقام میٹز پر شامل نہ ہوسکی۔ اُسی اثنا میں ولیعہد پرشیا کی فوجیں کوہ وسجز کے دروں میں سے گذر رہی تھیں۔ بتاریخ ۱۷۔ اگست اس شاہزادہ کی فوج کوہ وسجز کو عبور کرکے اس سڑک اعظم پر پہونچی جو شہر سرئی برگ کو جاتی ہے لیکن پیدل فوج شاہزادہ کی ابھی نہیں آئی تھی اور ۱۷۔ اگست تک دریائے موزل کے کنارے شہر نانسی پر مقیم رہی گو شاہزادہ کی فوج کا رسالہ سواران آگے بڑھ کر چیم پکینی کے میدانوں سے بھی آگے بڑھ گیا تھا۔ ۲۱۔ اگست کو میکمہن جسکے ساتھ ڈی فیلی کی فوج شریک ہوگئی تھی اپنی فوج کے ہمراہ یکایک چالنز سے روانہ ہوکر شہر ریلینز میں آگیا جہاں کہ ایک کونسل جنگ منعقد ہوئی تھی۔ اور اس بات کے محرک بایا تو مارشل میکمہن کی رگ حمیت

تھی کہ اُس نے اپنے ساتھی بے بذین کو مصیبت سے چھٹکارا دلانے کا ارادہ کرلیا ہوگا یا یہ بات
ہوگی کہ اُس کو خفیہ طور سے اطلاع ملی ہوگی کہ اگر معہ فوج پیچھے ہٹ کر پیرس کو واپس آنا پڑا تو بڑا
خوف ملک میں پھیل جائے گا اور یہ بھی خوف تھا کہ کہیں اس پیرس میں واپس جانے سے قوم
فرانسیس شہنشاہ کو معزول نہ کردے۔ اسلئے اس کو یہ ترغیب دی گئی کہ شہر مٹز کو جاکر بے زین کی
فوج کے ساتھ شریک ہو کر جو ۱۴ اگست سے محصور ہے جرمنی کی فوج پر حملہ کردے۔ ۲۲ اگست
کو میکمہن کے لشکر نے بجانب شمال کوچ کرنا شروع کردیا اور شہنشاہ فرانس نے معہ پرنس امپیریل
کے اس لشکر کے پیچھے پیچھے کوچ کیا جرمنی کے کمانڈروں کو اس بات کا پورا یقین تھا کہ میکمہن
جرمنی فوج کے حملہ کا انتظار کررہا ہوگا یا پیرس میں واپس جانے کا ارادہ کررہا ہوگا لیکن جبکہ اُن کو
یہ اطلاع ملی کہ وہ شہر ریم کی طرف شمال کی جانب جارہا ہے تو کچھ عرصہ تک اُنھوں نے اس بات کا
یقین نہیں کیا مگر کچھ عرصہ بعد جب اس خبر کی تصدیق ہوگئی تو دن مولٹکی کمانڈرانچیف جرمنی نے
مارشل کے ارادہ کو فوراً تاڑ لیا اور اُس کے تدارک کی تیاریاں کرنے لگا۔ کہ اگر ولیعہد سیکسنی کی
فوج دریائے میوز کے کنارہ کنارہ جاوے تو اُس کے راستہ میں میکمہن کی فوج سے ضرور مڈبھیڑ
ہوگی اور بر تقدیر اگر ولیعہد پرشیا کی فوج بھی میکمہن کی فوج کے قریب آجاوے تو اس صورت میں
سرحد پر فرانسیسی فوج چاروں طرف سے جرمنی فوج سے گھر جاوے گی۔ اسلئے افواج جرمنی کو یہی حکم
دیا گیا کہ وہ شمال کی جانب بڑھیں اور ۲۶ اگست کو ولیعہد سیکسنی دریائے میوز کی جانب شہر سٹینی
کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ بڑھا جارہا تھا اور ولیعہد پرشیا اپنی فوج کے ساتھ بڑے بڑے کوچ
کرکے شہر کلرمونٹ۔ اور گرینڈ پری آپ سے بھی گذر گیا تھا اس اُمید میں کہ میکمہن کی فوج کے پچھلے
حصہ پر جبکہ وہ مشرق کی جانب جارہا ہو حملہ کردیا جاوے۔ جبکہ ولیعہد سیکسنی حسب الحکم شاہ جرمنی کے شہر
بار لی ڈیوک کی طرف ولیعہد پرشیا کی فوج کی داہنی جانب ہوکر جارہا تھا تو میکمہن نے اس بات کا ضرور
خیال کیا ہوگا کہ اب جرمنی کی تمام فوج کو چیر کر نکلنا ناممکن ہوگیا ہے میکمہن جو شہر واؤزیرا اور گرینڈ پری
اور وارینس کی جانب جارہا تھا۔ اس سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ شہر ورڈن میں جاکر مقیم ہوجائے لیکن
مٹز میں جو فوج محصور تھی اُس فوج کا اس کو بہت خیال تھا جبکہ ولیعہد پرشیا معہ اپنی فوج کے شہر سٹون
کے سامنے میکمہن سے لڑائی کرنے کے لئے خیمہ زن ہوا تو میکمہن نے اپنی فوج کو ایسی ہشیاری سے

صف آرا کیا تھا کہ جرمنی کی ۵ کورز کے کمانڈر نے یہ رپورٹ کی کہ چونکہ میرے سامنے دشمن کی فوج کے تین ڈویژن صف آرا ہیں اسلئے میری فوج حملہ کرنے کے لئے پوری نہیں ہے لیکن میکمہن اُس وقت درحقیقت شہر سیڈان کے قریب جانے کے لئے اپنی فوج کو دریائے میوز سے جلدی جلدی پار اُتار رہا تھا اور اگر وہ توپخانہ اور میٹرلیوزکو آگے رکھکر ہشیاری سے اپنی یہ کارروائی نہ چھپاتا اور دشمن کو دھوکہ نہ دیتا تو اُس وقت اُسپر وہی مصیبت پڑتی جو چند دنوں کے بعد اُس پر پڑی اور جسمیں بے انتہا جانوں کا نقصان ہوا میکمہن کا ارادہ مغرب کی جانب جانے کا تھا مگر جرمنی کی فوج دباؤ ڈالتے اُس کو مشرق اور جنوب کی جانب ہٹائی جارہی تھی اور اس طرح سے وہ شہر مٹز سے دور ہوتا جاتا تھا اب اُس نے ایک مضبوط جگہ پسند کرکے دریائے میوز کے جنوبی کنارہ پر قیام کرلیا لیکن اُسکے اس قیام سے چار روز پہلے جرمنی جنرل مالٹ کی نے نقشہ پر اُنگلی رکھکر یہ تبلا دیا تھا کہ اگر میکمہن نے اس جگہ پر قیام کرلیا تو اُس کی تمام فوج برباد ہوجاوے گی اور درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ اُس لڑائی کی خوفناک کیفیت اور اُس کے نتیجوں سے آئندہ فصل میں اطلاع دیجاویگی۔

۲۲۔ اگست کو جرمنی کی فوج نے شہر مٹز کو بالکل گھیر لیا اور تھیون ویلی اور مونٹ میڈی اور مٹز کے دریا آمد و رفت کا راستہ بالکل مسدود کردیا۔

۲۴۔ اگست کو یہ بات سرکاری طور پر مشتہر کی گئی کہ جرمنی کی فوج جو اسٹراسبرگ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے اُس میں سے فوج پیدل نے شہر کہل کے توپخانہ کی مدد سے قلعہ اسٹراسبرگ سے ہزار گز کے فاصلہ پر مدمے بنا کر اُس میں قیام کرکے اپنی اس کارروائی میں کامیاب ہوگئی ہے اور ریلوے اسٹیشن پر بغیر کسی قسم کے نقصان کے قابض ہوگئی ہے۔ شہر کی داہنی جانب کی فصیل پر گولے برساکے اُسکو توڑ ڈالا ہے اور سلحہ خانہ برباد کردیا گیا ہے۔ شہر کہل میں قلعہ سے آگ برساکر بہت سے گھر جلادئے گئے ہیں۔ ۲۵۔ اگست کو جرمنی فوج اور آگے بڑھی اور قلعہ اسٹراسبرگ سے چار سو یا پانسو گز کے فاصلہ پر پہونچ گئی ہے۔ شہر میں بہت سی عمارتیں جلا کر خاکستر کردی گئیں۔

۲۶۔ اگست کو جنرل ٹروچو نے پیرس میں یہ حکم جاری کیا کہ تمام مفلس لوگ جنکے پاس کھانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے پیرس سے نکالدئے جاویں کیونکہ اُن کی موجودگی سے عوام کی ذلت اور مال کو خطرہ ہے وزیر داخلیہ فرانس کے پاس ۲۷۔ اگست کو شہر وردن کے حاکم کی جانب سے مفصلۂ ذیل اطلاع پہونچی

۲۵۔ اگست کو صبح کے نو بجے پرشیا کی ایک فوج نے جسکی تعداد آٹھ ہزار یا دس ہزار ہوگی اور جو زیر کمان ولیعہد سیکسنی کی تھی شہر ورڈن پر حملہ کیا۔ توپخانہ اور پیدل جنکی تعداد چار ہزار ہوگی مصروف کارزار رہی۔ تین گھنٹے تک مقابلہ رہا۔ اس عرصہ میں تین سو شل (ایک قسم کا گولہ) شہر میں پھینکے گئے۔ ہمارے توپخانہ سے پرشیا والوں کا بہت نقصان ہوا۔ بعدازاں پرشیا والے پیچھے ہٹ گئے۔ ہماری جانب سے پانچ آدمی مارے گئے۔ بیماروں کے لئے جو شفاخانہ گاڑیوں میں تھا پرشیا والوں نے اُس پر بندوقیں چلائیں۔ ہمارے دو آدمی مارے گئے اور تیسرا آدمی زخمی ہوا۔

ایک شخص نے جو اسٹراسبرگ میں مقیم تھا ۲۶۔ اگست کو شہر اسٹراسبرگ کے جو محصور ہو گیا تھا مفصلۂ ذیل حالات لکھے ہیں:۔

آج صبح جب میں فوج میں گیا تو معلوم ہوا کہ تین بجے سے نو بجے صبح تک تو جرمنی فوج نے ذرا سرگرمی سے حملہ نہیں کیا تھا مگر اب بڑی تیزی سے حملہ کیا جا رہا تھا اور ریاست بیڈن کی توپیں پرشیا کی توپوں سے بھی تیز چلتی تھیں اور اُن میں آواز بھی زیادہ تھی رات سے توپخانہ کی چار باڑیوں نے حملہ میں اور شرکت کر لی ہے اور ۸ بجے سے شام کے ۷ بجے تک برابر توپیں چلتی رہیں اور تمام رات یہ توپیں حملہ کئے جاویں گی اور فرانسیسوں کو پانچ منٹ بھی آرام سے نہیں بیٹھنے دینگی۔ جرمنی کی فوج میں اسوقت ایک سو چھپن (۱۵۶) توپیں ہیں جو شہر اور قلعہ پر بربادی برسانے کے لئے تیار ہیں اور تین سو توپیں اور دوسری فوج میں ہیں جو یہاں سے قریب پڑی ہے اور اسی طرح سے جرمنی فوج کا بے انتہا گولہ بارود موجود ہے۔ پرشیا کے توپخانہ کے یہاں پر چھ ہزار گولنداز ہیں اور اسی قدر ریاست بیڈن کے توپخانہ کے ہیں۔ جنرل اہرچ کی جتنی قلعہ بند فوج ہے اُس کے مقابلہ میں فوج محاصرہ بہت زیادہ ہے۔ باشندگان اسٹراسبرگ کا خوف اور مصیبت ہر روز بڑھتی جاتی ہے۔ قلعہ کہل کا جس میں جرمنی کی فوج مقیم ہے گولوں سے اُڑا دینا گو شہنشاہی فوج کے کمانڈروں کے لئے تو چاہے کھیل ہی ہو مگر باشندگان اسٹراسبرگ کی تو یہ موت ہے کیونکہ ہر روز شہر پر جرمنی کی جانب سے گولے برسائے جاتے ہیں جس سے غریب باشندگان کی جان و مال کا بہت نقصان ہوتا رہتا ہے کہل کی مقیم فوج نے اب اسکا یہ بدلہ لیا ہے کہ اسٹراسبرگ کی فصیل گولوں سے توڑ ڈالی ہے اور شہر میں گولوں سے آگ لگ گئی اُس سے بہت سخت نقصان ہوا۔ آج دوپہر کو ایک بجے گولوں کی وجہ سے

اسٹراسبرگ میں دس جگہ آگ لگ رہی تھی - چھ بجے شام کے اُن شعلوں سے جو جلے ہوئے گھروں
میں سے اُٹھتی تھی تمام آسمان پر شفق سی پھیلی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور محلہ روبرٹ سجا کی جانب اسقدر
دھواں تھا کہ ریاست بیڈن کے پہاڑ جو وہاں سے نظر آتے تھے بالکل دکھائی نہیں دیتے تھے اور
جرمنی فوج سے اس دھوئیں میں جو لال لال گولہ آکے پڑتا تھا وہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا شبِ یلدا میں
تیر شہابی معلوم ہوا کرتا ہے - فرانسیسی گولوں سے آج کوئی گانوں نہیں جلا کیونکہ اُن کی زیادہ توجہ اُس
توپخانہ پر رہی جو رات میں جرمنی کی فوج نے دمدمے بنا کر فرنچ قلعہ کی دیوار سے اٹھارہ سو گز کے فاصلہ پر
بنائے تھے اور اُسی پر فرانسیسی گولے برسائے رہے لیکن اُن کے گولے اُن پر بھی باقاعدہ نہیں پڑتے تھے
اور جرمنی والے متواتر فرانسیسوں پر گولہ باری کئے جارہے تھے - میرے سامنے جو گولے کہ جرمنی والوں
نے شہر اور قلعہ پر ۵ منٹ کے عرصہ میں چلائے اور جو بوجہ قریب ہونے کے مجھے بہت اچھی طرح
نظر آتے تھے اُن کی تعداد ایک سَو نوتھی یعنی ایک منٹ میں چھ توپخانوں سے سات سے زیادہ
گولے چلتے تھے - اس گولہ باری سے جو تباہی اور بربادی رعایا پر ہوتی ہے اُس کا اندازہ ناظرین
اس بات سے کرسکتے ہیں کہ اسٹراسبرگ سے ملا ہوا شہر سینٹ میری لی بون ہے اور یہ اسٹراسبرگ سے
بڑا ہے - اس شہر پر ایک گھنٹہ میں پانسو گولے برسائے گئے جنکی وجہ سے مکانوں کی چھتیں پاش پاش
ہوگئیں بازار اور مکانوں کے قریب گولہ گر کے جب اُڑتا تھا تو بہت سارے مکانات اور عمارات منہدم
ہوجاتے تھے - عورتیں اور بچے اپنے بستروں پر مُردہ پڑے پائے جاتے تھے - عمارات جل کے خاکستر
ہوجاتی تھیں اور عورتیں اور مرد خواہ جوان ہوں یا بوڈھے یا بچہ جو اُس کی جھپٹ میں آتے تھے اگر وہ مرتے
نہ تھے تو لنگڑے اور زخمی ضرور ہوجاتے تھے - اس سے بھی سخت باشندگان اسٹراسبرگ پر یہ مصیبت
پڑی ہوتی تھی کہ کھانے کی تمام اشیا گراں ہوتی جاتی تھیں - قصائی گوشت دس روپیہ فی سیر کا دیتے
تھے - باورچی دس یا بارہ آنے سے کم میں ایک روٹی نہ دیتے تھے - دودھ - گھی - پنیر اور ترکاریوں
کے لئے سیر بھر وزن کی قیمت میں اگر سیر بھر سونا بھی دیا جاتا تھا تب بھی یہ چیزیں نہ ملتی تھیں - نہایت
سادہ خوراک کی قیمت بھی چوگنی بڑھ گئی تھی اور ان چیزوں کی قیمتیں ہر روز بلکہ ہر گھنٹے گراں ہوتی جاتی
تھیں - بیشک باشندگان اسٹراسبرگ کی مصیبت بیان نہیں ہوسکتی ناظرین اس مصیبت کو خود قیاس کرسکتے
ہیں - آج ہیڈ کوارٹر میں یہ افواہ اُڑ رہی ہے کہ اسٹراسبرگ کے معزز باشندوں کا ایک گروہ جس کا سرگروہ

اسٹراسبرگ کا میٹر (حاکم) تھا جنرل اُہرچ کے پاس کل ایک پیغام لے کے گیا تھا کہ اب آپ قلعہ کو جرمنی والوں کے سپرد کر دیں کیونکہ باشندگان پر بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے اسپر جرنیل نے اپنی میز پر سے ایک ریوالور (تمنچہ) اُٹھا کر میئر کو وہیں مار ڈالا کہ یہ تمہاری غداری کی سزا ہے۔ لیکن ایک فرانسیسی افسر سے ایک ایسے حادثہ کا ہونا قابلِ یقین نہیں ہے مگر مجھے یہ خبر ایک معتبر آدمی کی زبانی معلوم ہوئی ہے۔ لیکن ایک بات یقینی ہے کہ باشندگان شہر جنرل اُہرچ اور اُس کی فوج سے اس قدر ناراض ہیں کہ جرنیل مذکور کو جتنا خوف اپنی بیرونی دشمن فوج پرشیا سے ہے اسی قدر خوف باشندگان اسٹراسبرگ سے ہے۔ کل علی الصباح اسٹراسبرگ کا بشپ (پادری اعظم) جرمنی کی فوج میں آیا اور جرنیل ورڈر کمانڈر فوج سے ملاقات کی خواہش یہ کہکر ظاہر کی کہ گرجا کی طرف سے خصوصًا اور باشندگان اسٹراسبرگ کیطرف سے جو لڑائی میں شامل نہیں ہیں عمومًا آپ سے صلح کی گفتگو کرنے آیا ہوں۔ لیکن جرنیل ورڈر نے بشپ کی ملاقات سے انکار کر دیا اور اپنے اڈیکانگ کی معرفت کہلا بھیجا کہ جرمنی فوج کو ہدایت کر دی جاویگی کہ وہ حتے الامکان کیتھڈرل (گرجا اعظم) کو نقصان نہ پہنچاویں اور شہر کو بھی ضرورت سے زیادہ نقصان نہ پہنچایا جاوے گا۔ بعد ازاں بشپ کی اردلی میں دو سوار مقرر کرکے اُس کو شہر کے دروازہ تک پہنچوا دیا اُسی اثنا میں ایک ایسی درخواست جنرل اُہرچ کے پاس بھیجی گئی تھی اور فرانسیسی فوج کے جو جو نقصانات شہر سٹز پر ہوئے تھے وہ سب اُس میں مفصل طور سے لکھدئے تھے اور درخواست کی گئی تھی کہ قلعہ کو آپ جرمنی کی فوج کے سپرد کر دیں زیادہ محصور رہنے سے سوائے اس کے کہ سینکڑوں جانوں کا نقصان ہو اور کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جرنیل نے اُس کا صرف یہ زبانی جواب دیا کہ جب تک میرے زیر حکم ایک آدمی بھی رہے گا تب تک میں اسٹراسبرگ نہ چھوڑوں گا اور اس کے بعد ہی فورًا فرانسیسی فوج نے جرمنی کی فوج پر گولہ باری شروع کر دی۔ افسوس باشندگان اسٹراسبرگ۔ تم کو بشپ کی مداخلت سے بھی کوئی فائدہ نہ پہنچا۔

۲۷۔ اگست کو پرشیا کا ایک جاسوس مسمی چارلس ہارڈت پیرس میں گرفتار کیا گیا اور اُسکے گولی مار دی گئی۔ پیرس میں اب ہر قسم کی رسد غلہ وغیرہ کی جمع کرنا شروع کر دیگئی۔

۲۸۔ اگست کو یہ خبر پہونچی کہ پرنس امپیریل شہر سیڈان میں آگیا ہے اور اسی تاریخ کو ۱۳۰۔ آرمی کور جسمیں پچاس ہزار آدمی تھے مارشل مکمہن کی فوج میں شامل ہونے کو پیرس سے روانہ کیگئی۔ آج کی

تاریخ چالیس ہزار فرانسیسی گرد و نواح سے آکر پیرس میں داخل ہوئے ۔
۲۹۔ اگست کو پیرس کے تمام باشندگان کو یہ حکم دیا گیا کہ بہ طور پیشبندی تمام قسم کی رسد و خوراک
وغیرہ جمع کرلیں تاکہ اگر محاصرہ ہو تو کام آوے ۔ اور جنرل ترو چو نے ایک اعلان شایع کیا کہ پیرس میں جو
شخص اصلی باشندہ فرانس کا نہ ہو یا اُن ممالک کا رہنے والا ہو جن سے آجکل فرانس برسرِ جنگ ہے وہ
شہر پیرس اور ضلع سین سے تین دن کے عرصہ میں سب نکل جاویں ۔ اب اس بات کی تیاریاں ہونے
لگیں کہ اگر پرشیا کی فوج بڑھتی چلی آوے تو پیرس کے گرداگرد نوے میل اور ایک سو بیس میل تک مقابلہ کرکے
پرشیا کی فوج کو رد کا جاوے ۔

۲۹۔ اگست کو پرشیا کی فوج نے موضع وریزی پر حملہ کرکے جو درمیان شہر وزیرس اور راگنی کے واقع ہے
اُس پر قبضہ کرلیا ۔ اسی تاریخ کو پرنس امپیریل شہر منزیریس میں پہنچ گیا ۔

اسٹراسبرگ ہٹز ۔ اور ٹول ان سب محصور شہروں پر اب بڑی سختی سے حملہ کیا گیا ۔ اسٹراسبرگ میں
تو بہت نقصان ہوا ۔ تمام بڑے بڑے بازار برباد ہو گئے ۔ ایک گولہ لڑکیوں کے مدرسہ کی چھت
پر جا کر گرا جس سے سات لڑکیاں مر گئیں اور چار زخمی ہوئیں ۔ بہت سے لوگ تہ خانوں میں رات کو
سونے لگے ۔ آلو کی قیمت تیس روپے فی سیر ہو گئی اور دوسری خوردنی اشیار کی قیمت بھی اسی نسبت
سے بڑھ گئی تھی ۔ صرف گھوڑے کا گوشت کھانے کو ملتا تھا ۔ باشندوں نے جنرل اُہرچ سے التجا
کی کہ وہ محاصرین سے صلح کرلے مگر اُس نے یہی جواب دیا کہ جب تک شہر راکھ کا ڈھیر جلکر نہ ہو جائیگا
میں اپنے تئیں سپرد نہ کروں گا ۔

۳۰۔ اگست کو یہ خبر پہنچی کہ مارشل میکمہن نے اب اپنا صدر مقام سڈان کو مقرر کرلیا ہے میکمہن لمبے
لمبے کوچ کرکے شہر مونٹ میڈی کے قرب و جوار میں پہنچا اور ولیعہد جرمنی بھی اُس کا تعاقب
کرتے ہوئے اُس کے قریب جا پہنچا ۔ ۲۹۔ اگست کی شام کو میکمہن کی فوج کا بڑا حصہ قصبہ ووکس
میں مقیم تھا جو شہر کارگنن کے قریب ہے اور شہر مونٹ میڈی سے تو گویا ملا ہوا تھا شہنشاہ
نیپولین بھی یہاں آ پہنچے تھے اور اُن کے قیام کی تیاریاں ہو رہی تھیں ۔ ۳۰۔ اگست کو
کارگنن پر ایک لڑائی ہوئی جس میں فرانسیسی فوج کو شکست ہوئی اور کئی مٹریلیوز جرمنی والوں کے
ہاتھ لگیں ۔ یہ لڑائی بڑی سرگرمی سے ہوئی اور دونوں فوجوں کا بہت نقصان ہوا ۔ اس لڑائی

کا جرمنی سرکاری بیان حسب ذیل ہے:-

"ہم نے سیکمہن کی فوج پر شہر بیومونٹ کے نزدیک حملہ کیا - فرانسیسوں کو شکست ہوئی اور حدود بلجیم کی طرف وہ بھگا دیئے گئے - فرانسیسوں کے لشکرگاہ پر ہمنے قبضہ کر لیا ہے - دشمن کا چند میل تک تعاقب کیا گیا - رات ہو جانے کی وجہ سے تعاقب ختم کیا گیا"

دوسرے دن ۳۱ - اگست کو لڑائی پھر شروع ہوئی اور اس لڑائی کے چند حالات اخبار ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے حسب ذیل لکھے ہیں:-

۳۱ - اگست کو علے الصباح یہ حکم دیا گیا کہ گاڑیاں اور بیل جو باہر فصیل کے کھڑے ہوئے ہیں وہ تمام شہر میں بلائے جاویں - اس وقت شہر میں تمام فوجیں موجود تھیں جو شہر میں رات کو داخل ہوئی تھیں - میں نے گھوڑے پر سوار ہو کے محلہ پورٹی ڈی بیرس میں جانا چاہا جہاں کہ یہ گاڑیاں اور بیل ٹھیرائے گئے تھے لیکن راستوں اور گلیوں میں فوج اور گھوڑوں کی ہجوم کی وجہ سے مجھے پیدل جانا پڑا - جبکہ میں وہاں پہونچا تو دیکھا کہ گاڑیاں تیز تیز وہاں جا رہی تھیں اور بیل بھاگے ہوئے جا رہے تھے - اور خوف زدہ دہقانوں کے رونے چلانے کی آوازیں آ رہی تھیں - جو اپنے گاؤں چھوڑ کر یہاں شہر میں پناہ لینے کے لئے آئے تھے - مگر ان بیچاروں کو کیا خبر تھی کہ یہاں جو وہ پناہ لینے آئے تھے یہاں پر بھی سخت مصیبت پڑی ہوئی تھی - اس طرف کے شہر کے دروازے فوراً بند کر لئے گئے اور فوجیں دوسرے دروازہ سے موضع ڈونی ذی کی جانب قطار در قطار جا رہی تھیں جہاں کہ میکمہن کی فوجیں مقیم تھیں اور پرشیا کی فوج کے حملہ کا انتظار کر رہی تھیں جو فرانسیسی فوج کے قریب پڑی ہوئی تھی - صبح کے دس بجے کے قریب چھ یا سات میل کے فاصلہ پر توپوں کے چلنے کی آواز سنائی دی جو موضع بیزیلس کی جانب سے آ رہی تھی - میں فصیل شہر پر چڑھ کر اس جانب دیکھنے لگا وہاں سے مجھے پرشیا کی فوج خوب نظر آتی تھی اور دوربین سے ان کو گولہ باری کرتے ہوئے میں صاف دیکھ سکتا تھا مگر مجھ کو فرانسیسی فوج کی لائن اچھی طرح نظر نہ آتی تھی وہ ذرا درختوں کی آڑ میں تھی جو شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی - دوپہر کے قریب میں شہر سے باہر نکلا اور اس بلندی پر کھڑا ہو کے جو شہر کے قریب ہے میں نے دیکھنا شروع کیا - جبکہ میں شہر سے آدھ میل ہی گیا ہوں گا کہ مجھے فرانسیسی پیدل فوج محفوظ کی رجمنٹیں ملیں - ان کے ہتھیار ایک جگہ جمع تھے اور آگ میں سے دھواں

نکل رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کھانا کھاکے بیٹھے ہیں۔ میں آگے بڑھتے چلا گیا اور ہر جگہ توپخانہ اور پیدل کی محفوظ فوجوں میں سے گذرتا رہا۔ موضع بیزیلس میں جسکو جرمنی والوں نے جلا دیا تھا اب شعلے اُٹھ رہے تھے۔ کچھ عرصہ تک آپسمیں فریقین میں توپیں چلتی رہیں۔ دو بجے کے قریب پرشیا کی پیدل فوج پُل کو عبور کرکے موضع ڈوزی کی جانب بڑھی اور فوراً بندوقیں بڑی تیزی کے ساتھ چلنا شروع ہوئیں اور یہ کارروائی ۱۰ منٹ تک جاری رہی۔ میں نے خیال کیا کہ فرانسیسی اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے ہوں گے چونکہ درختوں کی وجہ سے میں اُن کو اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لیکن چھ مٹرلیوز کی ایک باڑی نے آگے بڑھ کر درختوں میں سے جرمنی کی فوج پر گولہ باری شروع کردی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا چھ باڑھیں ایک دفعہ چلی ہیں۔ ۴½ بجے کے قریب گولہ باری ہر جگہ بند ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ پرشیا کی فوج بڑی گھبراہٹ سے پیچھے ہٹ گئی تھی۔ فرانسیسی اپنی اُسی جگہ پر قایم رہے۔ آج کی لڑائی کا کوئی نتیجہ نہ نکلا مگر کل آئندہ کے عجب حادثہ کی وجہ سے اس کا بیان کردینا ضروری تھا۔

اخبار "ملٹیر وچن بلاٹ" جو برلن کا ہفتہ وار فوجی خبروں کا اخبار ہے ۳۱۔ اگست کا حسب ذیل بیان کرتا ہے۔

"آج صرف دونوں فوجوں کی تھوڑی سی دیر لڑائی ہوئی اور ہماری فوج دریائے میوز کو چند جگہوں سے عبور کرگئی ہے اسلئے فرانسیسی فوج جو سیڈان پر واپس لوٹ گئی تھی وہ گویا گھر گئی ہے بشرطیکہ وہ رات ہی رات میں شہر میزیس کی جانب نہ چلی جاوے۔"

فرانسیسی فوج میزیریس کی جانب نہیں گئی بلکہ سیڈان پر ہی پیچھے ہٹ گئی جہاں کہ پرشیا کی دو فوجوں کے بیچ میں وہ شل شکار کے گھر گئی۔

فصل چہارم

فرانسیسیوں کی اور شکست۔ شہنشاہ نیپولین کا اپنے تئیں سپرد کردینا۔ بہت سے آدمیوں کی رائے میں فرانسیسی فوج حکام نے علم جنگ کے اصول سے جو غلطی کی تھی اُس کی تصدیق۔

جنگ سیڈان

سے ہو گئی جو یکم ستمبر ۱۸۷۰ء کو واقع ہوئی - اس جنگ کی بابت سرکاری جرمنی بیانات حسب ذیل ہیں:
شہر ڈونچری - ۲ - ستمبر - ۳۰ - اگست کی لڑائی کے بعد یہ بات غالب معلوم ہوتی تھی کہ اب فرانسیسی
فوج آرمی ڈی بوزڈ پر آخری تباہی پڑنے والی ہے - ۳۰ - کی شام کو فرانسیسی فوج نے پرشیا کی فوج
۴ - کورز ڈی آرمی اور بویریا کی فوج پر گولہ باری کی اور شہر موسن کی جانب پیچھے ہٹ گئی اُس روز
جرمنی فوج کا بہت بڑا حصّہ دریائے میوز کے بائیں کنارے پر مقیم رہا لیکن جو فوج زیر کمان ولیعہد
سیکسنی تھے اُس نے کئی جگہ سے دریا کو عبور کر کے موسن سے آگے کارگنن اور سیڈان کی جانب کوچ
کر دیا تھا - اور ہمارے تیسرے لشکر نے ۳۱ - اگست کو حسب ذیل حرکت کی - اوّل بویریا کی کورز نے
رنکورٹ کی راہ ریمیلی کی جانب کوچ کیا - پرشیا کی ۱۱ فوج سٹون سے شہر ہائے چمیری اور چی یوز کی
طرف بڑھی اور اُس کو یہ حکم تھا کہ دریائے میوز کے بائیں کنارے پر ٹھیر جاوے اور ڈونچری کے مقابل
خیمہ زن ہووے جو دریا کے اُس پار ایک چھوٹا سا شہر ہے ۱۱ - کورز کے بعد پرشیا کی ۵ - کورز نے
کوچ کیا اور فوج پہلی بویریا کورز کے بعد دوسری کورز روانہ ہوئی ریاست ورٹمبرگ کی فوج بھی شہر وندرسی
اور بوڈن کورٹ کی راہ دریائے میوز کی جانب بڑھی - یہ سب فوجیں جن جن سڑکوں پر تھیں یہ سب
سڑکیں سیڈان پر آکر ملتی تھیں - ہم کو یہ حکم تھا کہ فرانسیسی فوج کو گھیرے رہیں یہاں تک کہ وہ اپنے تئیں
سپرد کر دیں یا ملک بلجیم کی حدود میں گھس جاویں اور چونکہ یہ آخر الذکر کارروائی زیادہ ممکن معلوم ہوتی تھی تو فوج
جرمنی کو ۳۰ - تاریخ کے حکم کا آخری فقرہ یہ بھی تھا کہ اگر اُس حد پر بھی فرانسیسی فوج ہتھیار نہ ڈالے تو بلجیم کے
ملک میں فوج اُس پر حملہ کرتی چلی جاوے -

۳۱ - اگست کو کوئی مشہور معرکہ نہیں ہوا - صرف شہر ریمیلی میں اوّل بویریا کورز نے فرانسیسی فوج پر حملہ
کر دیا اور بڑی دیر تک گولہ باری کر کے فرانسیسی فوج کو پیچھے بھگا دیا اور دوپہر کو دریائے میوز کے کنارے
پہنچ گئی - ولیعہد پرشیا معہ اپنے اسٹاف کے ۳۱ - اگست کی یہ مفید کارروائی اُس بلندی سے دیکھ
رہے تھے جو موضع اسٹون کے گرجا کے قریب ہے ولیعہد پرشیا نو بجے صبح کے اپنے لشکرگاہ پریمونٹ
سے یہاں آگئے تھے اور ریمیلی کی وادی کا انہوں نے ایک حصّہ دیکھا جب یہ لڑائی ختم ہو گئی تو ولیعہد

پرشیا شہر چمیری کو گئے اور وہاں اپنی فوج میں رات بسر کی - بویریا کی دو کورز اور ورٹمبرگ کی فوج کو
جو احکام دئے گئے تھے اُن کے پورا کرنے میں کسی قسم کی دقت اُن کو نہیں ہوئی - پرشیا کی ۵ کورز
جو براہ چمیری جا رہی تھی اور کمانڈر انچیف فوج جرمنی کے سامنے سے گذری تھی وہ اپنی منزل مقصود پر
ذرا شام سے دیر ہوتے پہونچی - یکم ستمبر کی صبح ہونے سے پہلے پہلے جرمنی کی فوج میں ہر قسم کی تیاری
مکمل ہو چکی تھی - جو افواج دریائے میوز کے بائیں کنارہ پر تھی اور خاصکر فوج گارڈس وہ دریا کے عبور کرنے
کے لئے تیار کھڑی تھی اور جو افواج دریا کے داہنے کنارہ پر زیر کمان ولیعہد سیکسنی تھی وہ حملہ کرنے کے
لئے صرف حکم کی منتظر تھی اور ہماری فوج ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس قدر تیار تھی کہ اگر
ذرا سا بھی اشارہ پاتی تو شہر سیڈان کو چاروں طرف سے گھیر لیتی -

اوّل اوّل یہ ارادہ کیا گیا تھا کہ ۲ ستمبر تک حملہ ملتوی کر دیا جائے کیونکہ یہ مناسب معلوم ہوا کہ سیکسنی کی فوج کو ایک دن کا
آرام دیا جاوے بسبب اسکے کہ اس فوج نے ۳۰ اور ۳۱ تاریخ کو جو لمبے کوچ کئے تھے اس سے یہ بہت تھک گئی تھی لیکن جبکہ شاہ پرشیا ۵ اور ۶ بجے
شام کے درمیان شہر وندریسی کو جانے کے لئے شہر چمیری میں سے گذرے تو وہاں شاہ پرشیا نے
ولیعہد پرشیا - جنرل ون مولٹکی اور جنرل بلومنتھل سے مشورہ کر کے یہی ارادہ کر لیا کہ شہر سیڈان اور
فوج پر جو درمیان دریائے میوز اور کوہ آرڈینس کے پڑی ہوئی ہے کل یکم ستمبر ہی کو حملہ کر دیا جاوے
یکم ستمبر کو ایک بجے رات کے ولیعہد سیکسنی کے پاس حکم پہونچا کہ یکم ستمبر کو آگے بڑھ جاؤ اور صبح کے ۵ بجے
ہی گولہ باری شروع کر دو -

ہماری فوج لڑائی کے لئے اس طرح صف آرا تھی - کہ ہماری میمنہ کی جانب سیکسنی کے ولیعہد کی فوج
تھی اُسکی مقدمۃ الجیش فوج میں ۱۲ - کورز ڈبی آرمی تھی اُس کے بعد ۴ - کورز اور گارڈس تھی اور پیچھے
۴ - ڈویژن رسالہ سواران تھا اور اُن کی پشت پر شہر ریبلی تھا - ولیعہد سیکسنی کی وہ فوجیں جو دریائے
میوز کے بائیں کنارہ پر تھیں وہ دریائے میوز کو موضع ڈوزسے پر عبور کر آئی - اس فوج کی بائیں جانب
اوّل بویریا کی کورز مقیم تھی اور اُس کے پیچھے دوسری کورز تھی - بویریا کی فوج نے اپنا پل دریا پر موضع
بیزیلس کے مقابل ڈال لیا تھا - ۱۱ - پرشیا کورز نے اپنا پیپوں کا پل رات ہی رات میں شہر ڈونچری سے ایک ہزار
قدم ورے ڈال لیا تھا - اُسکے تھوڑی ہی دور بائیں جانب ۵ - کورز نے ایک اور پل سے دریا کو عبور
کر لیا - اور اُسی جانب تھوڑے سے فاصلہ پر موضع ڈوم لی منزل کے قریب ورٹمبرگ کی فوج نے دریا کو

عبور کرا - ۷ کور بطور فوج محفوظ کے اگینی اور لاجینی کے درمیان مقیم تھی - اس فوج کے مقابلہ میں سکمن فیلی کرو بنرٹ - اور دوئے کی باقیماندہ فوج اور نئی بارھویں کور جو جنرل لبرن کے ماتحت تھی یہ سب فرانسیسی فوجیں تھیں - فرانسیسی فوج کا مرکز قلعہ سیڈان تھا اور بائیں جانب فرانسیسی فوج موضع گیوون تک اور داہنی طرف موضع بیز بریس تک پھیلی ہوئی تھی اور اس فرانسیسی لشکرگاہ کی عقب میں کوہ آرڈینس کی پہاڑیاں تھیں -

ولیعہد پرشیا شہر چیری سے ۴ بجے صبح کے گھبی میں روانہ ہوا - ڈونچری کی سڑک پر شہر چیویز پر ولیعہد مذکور گھوڑے پر سوار ہوا - اور شہر ڈونچری کے نزدیک دریائے میوز کی وادی میں ایک پہاڑی پر مقیم ہوا اُسکے قریب ہی ایک مختصر محل جو بنام شاتو ڈونچری موسوم تھا واقع تھا اس جگہ سے تمام جرمنی فوج نظر آتی تھی اور چاروں طرف جو لڑائی ہو وہ بھی نظر آسکتی تھی - شہر سیڈان دریائے میوز کی وادی میں ایک بہت دلفریب جگہ پر آباد ہے اور دریا کے ہر دو جانب پہاڑیوں پر قلعہ جات بنے ہوئے ہیں دریا کے داہنے کنارہ پر پانی کے قریب ایک تھوڑا سا قطعہ چراگاہ کا ہے اور سیڈان کی بائیں جانب تھوڑے سے فاصلہ پر ایک کشادہ میدان ہے جسکے بیچ شہر ڈونچری واقع ہے - اسکی دائیں جانب دریائے میوز نے دو چکر کاٹے ہیں اُن کے بیچ میں ایک قطعہ زمین ہے جس پر موضع اگیس آباد ہے اور اُس کی بائیں جانب موضع ویلٹ اور داہنی جانب موضع گلیزی آباد ہے - اگیس اور سیڈان کے بیچ میں موضع فلوئنگ ہے اور اس کی داہنی جانب دریا کے داہنے کنارہ پر قصبہ گیوون ہے ڈونچری سے ایک پل پر ہو کر سیڈان کو سڑک اعظم جاتی ہے اور دونوں شہروں کے بیچ میں سڑک پر موضع فرینوی آباد ہے موضع بیزیلیس جسکے مقابل بوریا کی فوج پڑی ہوئی تھی وہ سیڈان سے جنوب مغرب کی طرف ہے اور موضع ڈورسے جہاں سے فوج گارڈس نے دریا کو عبور کیا تھا سیڈان سے ذرا دور داہنی جانب ہے -

صبح کے وقت ایک گہرے کہر نے تمام وادی اور پہاڑیوں کو چھپا رکھا تھا ½ ۷ بجے صبح کے بادلوں میں سے آفتاب نکلا اُس وقت بڑا حبس اور گرمی ہوگئی - ولیعہد سیکسنی کی فوج نے ۵ بجے کے تھوڑی دیر بعد حملہ کرنا شروع کر دیا ½ ۵ بجے ہماری داہنی جانب سیڈان کے پیچھے سے توپوں کی متواتر آواز آنے لگی اس سے معلوم ہوا کہ ہماری فوج نے دشمن پر حملہ کر دیا ہے لیکن فرانسیسی

فوج پہاڑیوں پر مضبوط جگہ پر مقیم تھی اور اُن کو اُن کی جگہ سے ہٹانا دشوار تھا جبکہ یہ لڑائی اس جانب ہورہی تھی ہماری فوج میسرہ نے اپنے تئیں میدانوں کی بلندیوں پر تیار کرلیا تھا اور ۵۔کورز سیدھی چلی گئی تاکہ دشمن کے پچھلے حصہ فوج پر حملہ کرے۔ لڑائی کے نقشہ کے موافق ہماری داہنی جانب میمنہ سے آپسمیں مل جانے کا ان فوجوں کو حکم تھا اور یہ بھی حکم تھا کہ دشمن کو چاروں طرف سے بالکل گھیر لیا جاوے تاکہ وہ کوہ آرڈینس کی جانب پیچھے نہ ہٹ سکے۔ ورٹمبرگ کی فوج اور رسالہ کا چوتھا ڈویژن اس فوج کی مدد کے لئے میدان کی حفاظت کے لئے بھیجا گیا کہ شاید اگر دشمن اِدھر سے پیچھے ہٹے تو یہ فوج اُس کو روکے گو یہ بات غالبات سے معلوم نہیں ہوتی تھی چونکہ دشمن کو معلوم تھا کہ اس جانب سے دریائے میوز کا عبور کرنا مشکل ہوگا اور ڈوبچری اور سیڈان کے درمیان میں جو ریلوے پل تھا وہ دشمنوں نے خود ہی توڑ ڈالا تھا۔ سوا نو بجے گیارہویں آرمی کورز نے فرانسیسی دستۂ فوج پر یہاں تک حملہ کیا کہ اُس کو فرانسیسی لشکرگاہ کے قریب تک ہٹاتے ہوئے چلی گئی۔ اس وقت توپخانے بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنی کارروائی میں مصروف تھے سیکسنی کی فوج جو اسی وقت کے لئے محفوظ رکھی گئی تھی اب وہ آگے بڑھی اور اُس نے حملہ کرنا شروع کردیا تھوڑی ہی دیر میں فرانسیسی میمنہ فوج نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ لیکن اُنہوں نے پرشیا کی دو فوجوں کو اپنے پیچھے مقیم پایا۔ اُس مقام پر جہاں کہ پرشیا کی ۱۱ کورز نے پہاڑیوں پر سے اُتر کر دشمن پر حملہ شروع کردیا تو ½ ۱۰ بجے کے قریب فرانسیسی فوج نے حملہ کے جواب میں فیر کرنا کم کردئے۔ بعض جگہوں میں اور خاصکر ایگس اور اُن میدانوں میں جو سیڈان کی جانب جاتے ہیں لڑائی سختی سے ہورہی تھی۔ چونکہ ہماری جانب سے توپخانہ سے گولہ باری ہورہی تھی اسلئے فرانسیسیوں نے اپنے سواروں کو توپخانہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ فرانسیسی رسالہ نے دو دفعہ بہت بہادری سے حملہ کیا لیکن اُن کی پیدل فوج بھاگ نکلی اور بارہ بجے سے پہلے پہلے بہت سی فرانسیسی پلٹنوں نے اپنے تئیں ہمارے سپرد کردیا۔ ہماری ۵۔کورز بھی اب ایک دور کے رستہ سے پہاڑیوں پر چڑھ گئی اور بڑی سخت لڑائی کے بعد فرانسیسیوں کو کوہ آرڈینس کی طرف بھگانے میں کامیاب ہوئی۔ ½ ۲ بجے یہ خبر معلوم ہوئی کہ فرانسیسی محفوظ توپخانہ جسکو شہنشاہ نے ہماری ۵ کورز کے مقابلہ کے واسطے مقرر کیا تھا اُسکو پیچھے ہٹا دیا گیا ہے اور یہ کہ فرانسیسی پیدل فوج کے صرف چند دستے بھاگ کر سرحد کے پار ہوگئے ہیں۔ اب اسطرح سے فرنچ فوج کا بھاگنا مسدود کرکے ابہم

کو میدان کارزار کی درمیانی فوج سے کام رہ گیا یعنے اُس فوج کو پہاڑیوں سے بھگا دیا جا دے تو صرف یہ قلعۂ سیڈان اُن کے آخری پناہ لینے کی جگہ رہجاتا ہے۔ سوا ایک بجے پرشیا کے توپخانوں نے داہنی اور بائیں طرف سے فرانسیسی فوج پر اس قدر تیزی سے گولہ باری شروع کر دی اور دونوں آپسمیں قریب آتے گئے معلوم ہوتا تھا اب فرانسیسی فوج بالکل گھر جاوے گی۔ فوج گارڈس بغیر رُکے بڑھی چلی جاتی تھی اور یہ فوج ۱۲۔ کورز ڈی آرمی کے کبھی پیچھے اور کبھی برابر برابر فرانسیسی فوج میسرہ پر بڑھی جاتی تھی۔ سوا دس بجے کے قریب فوج گارڈس جسکے آگے اُس کا توپخانہ تھا سیڈان کی بائیں جانب جنگل کی جانب چلی جارہی تھی اُن کے فیروں سے جو دھواں آگے بڑھ بڑھ کے اُٹھتا تھا تو ہم خیال کرتے جاتے تھے کہ وہ فرانسیسی فوج کو پیچھے ہٹا کر کیسی جلدی جلدی زمین پر قبضہ کر رہے ہیں فوج گارڈس کی مدد بویریا کی فوج نے اچھی طرح کی۔ فرانسیسیوں کی بڑی تیز مدافعت کے بعد بویریا والوں نے موضع بیزیلیس فتح کر لیا جو جل رہا تھا۔ بعد اس کے سیڈان کے جنوب مغرب میں موضع بلن کو اُنہوں نے فتح کر لیا اور وہاں ایک تنگ درہ میں بویریا کی فوج کو بہت تکلیف پہونچی۔ اس جگہ سے اُنہوں نے موضع ولیٹ پر آگ برسانی شروع کی۔ جسکا مینار شعلوں سے فوراً جل گیا۔ چونکہ فرانسیسی توپخانہ کو اب خاموش کر دیا گیا تھا۔ اسلئے اب فوج ۱۱۔ اور ۱۲ کورز کی سیڈان کی جانب بڑھنے میں اب کوئی چیز مانع نہیں رہی فرانسیسی فوج نے پسپا ہو کر اب جلد جلد قلعہ میں واپس جانے کا سامان کر لیا تھا۔ لڑائی ابھی تک جاری ہی تھی کہ بہت سارے فرانسیسی قیدیِ جنگ پہاڑیوں پر سے میدان میں لاتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

فوج گارڈس دو بجے سے ذرا پہلے پانچویں کورز فوج کے ساتھ شامل ہو گئی تھی۔ اب جرمنی فوج نے فرانسیسیوں کو بالکل بطور دائرہ کے گھیر لیا۔ فرانسیسیوں کو معلوم ہوا کہ اب ہم زندہ دیوار (فوج) کے بیچ میں گھر گئے ہیں اور سیڈان کے چھوٹے سے قلعہ میں پسپا ہونے کے لئے مجبور کئے گئے ہیں۔

فوج کے چاروں جانب کہیں یہاں کہیں وہاں بہت سے گاؤں جلتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ فوجوں کے دستے کہیں کہیں آپسمیں لڑ رہے تھے اور توپوں کا چلنا ابھی تک بند نہیں ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد بالکل خاموشی ہو گئی۔ اور ہم نے اس بات کا انتظار کیا کہ دیکھیں اب فرانسیسی اپنے

اس خطرناک حالت میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اگر وہ برابر مقابلہ پر اور حملہ کی مدافعت پر اڑی رہی تو لاحاصل ہے۔ سیڈان کی قسمت پر اب آخری مُہر لگ چکی ہے۔

۴ بجے کے قریب ولیعہد پرشیا نے ہیڈکوارٹر میں یہ پیغام بھیجا کہ ہماری کامل فتح ہوگئی ہے۔ اور فوراً اس کے بعد معہ ڈیوک آف کوبرگ۔ اور دیگر شہزادگاں اور افسران کے شاہ پرشیا سے ملنے کو روانہ ہوا جو اُس دن شہر ڈونچری کی داہنی جانب ایک پہاڑی پر مقیم تھے۔ چونکہ قلعہ سیڈان کے بُرج پر کوئی سفید جھنڈا نہیں اُڑا گیا۔ اس لئے ½ ۴ بجے ہم نے فیر کرنا پھر شروع کر دیا۔ بوریا کے توپخانوں نے قلعہ پر گولے برسائے۔ سوا ۴ بجے کے قریب ہمارے ایک گولے سے قلعہ میں آگ لگ گئی۔ ایک بھوسی کے انبار میں آگ لگ گئی تھی اور آناً فاناً میں دھوئیں سے تمام آسمان تاریک ہوگیا۔ اس وقت فرانسیسوں نے عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی۔ ولیعہد ابھی تک شاہ پرشیا کے پاس ہی تھے کہ وہاں یہ اطلاع دیگئی کہ شہنشاہ نپولئن بھی سیڈان ہی میں موجود ہیں۔ اسپر ہم آگاہ ہوئے کہ ہم نے فرانس کی اصلی فوج کو صرف شکست ہی نہیں دی ہے بلکہ بارہ گھنٹے کی لڑائی کے بعد جنگ کے فتحمندانہ نتائج کی ضمانت بھی ہم نے حاصل کر لی ہے یعنے شہنشاہ نپولین کو بھی ہم گرفتار کر لینگے۔

ہماری جانب سے پرشیا کی فوج کے لفٹنٹ کرنل ون بروسارٹ فرانسیسوں سے عہد و پیمان کرنے کے لئے معتمد مقرر کئے گئے۔ اُسی دن شام کے وقت کرنل ون بروسارٹ شاہ پرشیا کے پاس شہنشاہ فرانس کا (جو اب اسیر جنگ ہوگئے تھے) ایک خط لائے وہ خط شہنشاہ فرانس نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ اور اُس میں صرف یہ چند لفظ تھے "میں اپنی فوج کا سرگروہ ہوکر اب نہیں مرسکتا اسلئے میں اپنی تلوار یورمیجسٹی (حضور) کے قدموں پر رکھتا ہوں"

یہ امر واقعی ہے کہ نپولئن اس لڑائی کے غالب نتیجے سے اوّل ہی آگاہ ہوکر موضع الگیس کے قریب ۴ گھنٹے تک ہماری گولہ باری کا حتے الامکان جواب دیتا رہا اور آگے روانہ نہوا رات کو شہنشاہ سیڈان ہی میں رہے۔ سپردگی کے شرائط کل تک ختم ہوجاوینگے۔

۵ بجے کے قریب رات کو ولیعہد پرشیا اپنے ہیڈکوارٹر میں آئے اور ہیڈکوارٹر کے تمام افسران اور فوج نے اپنے اس تیسرے لشکر کے کمانڈر کا خوشی کی وجہ سے مناسب موقعہ تہوار کی طرح خوشی منا کر استقبال کرنا چاہا۔ موضع کے بڑے بڑے بازاروں اور محلوں میں روشنی کی گئی اور سپاہیوں نے

رستہ میں دو رویہ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں میں موم بتیاں لے کر روشنی کی۔ جبکہ ہز رائل ہائینس ولیعہد قریب پہونچے تو بڑے زور سے نعرہ ہائے خوشی مارے گئے۔ بینڈ باجے نے جرمن نیشنل انتھم (قومی گیت) بجایا اور پھر شکست خوردہ فوج کے لئے ڈیڈ مارچ (ایک قسم کا حسرتناک گیت) گایا۔

جبکہ میدان کارزار سے ہماری فوج واپس آئی تو سپاہیوں نے آج کی لڑائی کے نتیجہ معلوم کرنے کی بڑی خواہش ظاہر کی۔ یہ تو ظاہر ہی تھا کہ آج اُنہوں نے بڑا مفید کام کیا ہے۔ اور سپاہی ایک ایسی فتح میں شامل ہونے سے جو دنیا کی تواریخ پر اثر ڈالے گی اور ہمارے مُلک کی تاریخ میں بھی شاید ہی کوئی لڑائی اس لڑائی کے برابر ہو۔ مغرور معلوم ہوتے تھے۔

۲۔ستمبر کو صبح کے دس بجے شاہ پرشیا ڈونچری اور فریپری کے بیچ میں سڑک اعظم پر ولیعہد پرشیا سے ملے۔ ہز میجسٹی (شاہ پرشیا) بگھی میں سے اُتر کر جنرل مولٹکی سے ملے جو اس واسطے آیا تھا کہ سپردگی کے بارہ میں جو عہد و پیمان ہو رہے ہیں اُن سے شاہ کو مطلع کرے۔ چونکہ ابھی تک ابتدائی معاہدہ کا کوئی قطعی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔ اس لئے جنرل مولٹکی واپس چلا گیا اور اُس سے پھر ملنے کے لئے شاہ پرشیا نے وہ پہاڑی مقرر کی جو موضع فری نوئس اور ڈونچری کے درمیان واقع ہے جہاں سے کہ گذشتہ روز ولیعہد پرشیا نے لڑائی کی کمان کی تھی۔ اُسی جگہ بارہ بجے کے بعد سپردگی کے شرائط کا خلاصہ شاہ پرشیا کو پیش کیا گیا اور اُس پر شاہ پرشیا نے دستخط کر کے ولیعہد اور افسران ہیڈکوارٹر کو جو گرد اگرد جمع تھے۔ بآواز بلند پڑھ کر سنا دیا۔ شہنشاہ فرانس سیڈان سے صبح کے پانچ بجے ہی روانہ ہو گئے اور قلعہ سے جو سڑک ڈونچری کو جاتی ہے اُس سڑک پر شہنشاہ نے کونٹ بسمارک سے ملاقات کی۔ شہنشاہ نے اب سیدان جانا نہیں چاہا۔ اسلئے سیڈان کی سڑک کی بائیں جانب موضع ویلٹ اور فری نوئس کے درمیان ایک محل موسوم بہ ویلا بلیو یو میں شہنشاہ کو پہنچا دیا گیا۔ شہنشاہ کے ہمراہ ایک بڑا مضبوط دستہ سواران کا کر دیا گیا تھا اور اب شہنشاہ کی بابت شاہ پرشیا کے حکم کا انتظار تھا۔ اس پُر واقعات جنگ میں یہ ایک بہت مشہور نظارہ تھا جبکہ ایک بجے کے قریب شاہ پرشیا معہ ولیعہد پرشیا اور ڈیوک آف سیکس کوبرگ اور پرنس ولیم آف ورٹمبرگ اور معہ دیگر شہزادگان اور افسران کے محل ویلا بلیو یو کے باغ میں شہنشاہ فرانس سے ملاقات کرنے کے لئے داخل ہوئے۔ شہنشاہ

نپولین نے اس فاتح سیڈان کا محل کے زینہ تک نیچے اُتر کر آگے بڑھکر استقبال کیا۔شہنشاہ نے اپنی
فوجی ٹوپی اُتار لی اور ادب سے جھک گیا۔پھر وہ شاہ اور ولیعہد پرشیا کو لے کر محل کے اندر آیا جہاں اُن
میں آدھے گھنٹے تک گفتگو رہی۔بادشاہ پرشیا نے ریاست کیسل کے نزدیک جو محل ولہلمشوہی ہے وہ شہنشاہ
فرانس کے رہنے کے لئے شہنشاہ سے کہا اور قیدی شہنشاہ نپولئن سوم نے یہ بات شکرگذاری کیساتھ
منظور کی۔شہنشاہ فرانس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ میرے اُس حصہ سفر کے راستہ میں جو فرانسیسی علاقہ
میں ہو کر گذرتا ہے ایک بڑا مضبوط فوجی دستہ میری اردلی میں ہونا چاہئے۔شہنشاہ فرانس نہائت متاثر
ہوا جبکہ ملاقات کے اختتام پر شاہ اور ولیعہد پرشیا سے اُس نے رخصتانہ اجازت لی۔شہنشاہ فرانس
کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جنکو شہنشاہ نے اپنے جیبی رومال کے پیچھے چھپانے کی کوشش کی۔شاہ
پرشیا نے اپنی وضع سنجیدہ اور بادبہ قایم رکھی۔۳ستمبر کو صبح کے نو بجے شہنشاہ فرانس ڈونچری سے
بلجیم کی حدود کی طرف روانہ ہوا۔۲۔بلیک ہزار رسالہ کا ایک اسکوڈرن شہنشاہ کی گاڑی کے آگے آگے
تھا۔شہنشاہ جنکے چہرے پر رنج سے زردی چھا گئی تھی سب سے اگلی گاڑی میں تھے۔اُن کے ہمراہ اُسی
گاڑی میں جنرل کاسل نابیٹھا تھا۔قیدی جنرل اور افسران اور درباریان اور نوکر چاکران سب کی گاڑیاں
شہنشاہ کی گاڑی کے پیچھے تھیں۔شہنشاہی نشانات تمام گاڑیوں پر تھے اور شہنشاہی اصطبل کے گھوڑے
جُتے ہوئے تھے۔سب سے پیچھے رسالہ ہزار کا ایک دستہ سواران تھا اور یہ تمام قافلہ بلجیم کے شہر بوئلن
کی جانب روانہ ہوا۔ایک متعجب گروہ فرانسیسوں کا یہ روانگی کا تماشا دیکھ رہا تھا مگر اُسنے کسی جوش کا
بیرونی اظہار نہیں کیا۔پرشیا کا جنرل ون بوئن شہنشاہ کے ہمراہ جرمنی تک گیا۔جس جرمنی فوج نے
شہنشاہ کو حدود بلجیم تک پہنچایا وہ فوج زیر کمان کونٹ لی نار تھی۔

مفصلۂ ذیل نقل اُن شرائط کے ہیں جن پر مارشل میکمہن کی فوج نے اپنے تئیں سپرد کر دیا:۔

"سیڈان۔۲ستمبر۔جرمنی کے کمانڈر انچیف کو ہز مجسٹی شاہ پرشیا کی طرف سے اور شہنشاہ
فرانس کی طرف سے جنرل کمانڈنگ انچیف کو عہد و پیمان کے جو اختیار دئے گئے ہیں اُن دونوں
نے مفصلہ ذیل عہدنامہ منظور کیا ہے۔

"شرط اول۔وہ فرانسیسی فوج جو زیر کمان جنرل ومپفن کے ہے اور جو سیڈان میں
درحقیقت چاروں جانب سے بے انتہا فوج میں گھر گئی تھی۔اس فوج کے تمام سپاہیان وافسران

اسیران جنگ ہیں۔

شرط دویم۔ چونکہ یہ فوج نہایت بہادری سے مدافعت حملہ کرتی رہی اسلئے اس فوج کے سب جنرل اور افسران سے یہ رعایت کی جاتی ہے کہ اُن کی عزت کا لحاظ کرکے یہ تحریر لے لی جاوے کہ وہ موجودہ جنگ میں جرمنی کے برخلاف نہ تو ہتھیار اُٹھاوینگے اور نہ موجودہ جنگ کے دوران میں قوم جرمن کے فائدوں کے برخلاف کوئی عمل کرینگے۔ جو افسر کہ اس شرط پر راضی ہیں وہ اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھینگے یعنے اُن سے ہتھیار نہیں لئے جاوینگے اور اُن کا ذاتی مال و اسباب بھی وہی رکھینگے۔

شرط سوم۔ اور تمام فوج کے ہتھیار اور فوجی سامان جھنڈے اور علم اور توپیں اور گھوڑے اور سامان جنگ اور گولہ و بارود اور گاڑیاں وغیرہ وغیرہ سیڈان میں جرمنی کے محکمہ کمسریٹ کو فوراً سپرد کردینی چاہئیں۔

شرط چہارم۔ شہر سیڈان جرمنی کے قبضہ میں فوراً دے دیا جاوے۔ اسی حالت موجودہ میں جیسے کہ اب ہے اور ۲۔ستمبر کی شام سے پہلے پہلے شاہ پرشیا کا قبضہ اُس پر کر دینا چاہئے۔

شرط پنجم۔ جو افسران کہ شرط دوم پر رضامند نہ ہوں گے وہ اور دیگر تمام فوج فرانس یہ سب اسیران جنگ ہونگے۔

یہ تجویزیں ۲۔ستمبر سے شروع ہونگی اور ۳۔ستمبر تک ختم ہو جاویں گی۔ تمام سپاہی قصبہ ڈیز کے نزدیک دریائے میوز سے اُتارے جاوینگے اور جرمنی افسران کے سپرد کردئے جاوینگے مگر اسمیں استثنا یہ ہے کہ فوجی ڈاکٹر پیچھے رکھے جاویں گے تاکہ وہ زخمیوں کا علاج کریں۔

شاہ پرشیا نے شہنشاہ فرانس کے اپنے تئیں سپرد کردینے اور شہنشاہ فرانس کی ملاقات کے دلچسپ احوال اور شہر سیڈان کی سپردگی کے احوال سے ملکۂ پرشیا کو مفصلۂ ذیل خط میں اطلاع دی:-

"میں نے گولہ باری کے بند ہونے کا حکم دیا۔ اور لفٹنٹ کرنل ون بروسارٹ کو صلح کا جھنڈا دیکر اس درخواست کے ساتھ فرانسیسی فوج میں بھیجا کہ قلعہ سیڈان اور فوج کو اب ہمارے سپرد کردو۔ ایک بویریا کا افسر اُسکو راستہ میں ملا اور اُس سے کہا کہ تمہارا انتظار قلعہ میں ہو رہا ہے کرنل بروسارٹ

قلعہ میں داخل ہوا اور وہ بے خبر شہنشاہ فرانس کے روبرو لایا گیا۔ شہنشاہ نے ایک خط میرے نام کا
اُس کو دیا۔ شہنشاہ نے اُس سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ کرنل بروسارٹ نے کہا کہ قلعہ اور فوج
کا سپرد کر دینا ہم چاہتے ہیں۔ اس پر شہنشاہ نے جواب دیا کہ اس معاملہ میں جنرل ڈی ویمفن سے کہو
جس نے جنرل میکمن کے زخمی ہونے پر فوج کی کمان لے لی ہے۔ پھر شہنشاہ نے کہا کہ میں اپنے
ایڈجوٹنٹ جنرل ریلی کو خط دیکے شام کے پاس تمہارے ہمراہ بھیجوں گا۔ سات بجے ریلی اور بروسارٹ
میرے پاس آئے۔ بروسارٹ ذرا پہلے آگیا تھا اور بروسارٹ کی زبانی یہ مجھے تحقیق طور پر معلوم ہوا
کہ شہنشاہ فرانس بھی قلعہ سیڈان میں موجود ہے۔ تم خیال کر سکتے ہو اس بیان سے ہم سب اور خاصکر
مجھ پر جیسا کچھ اثر ہوا۔ ریلی اپنے گھوڑے سے کودا اور شہنشاہِ فرانس کا خط مجھے یہ کہتے ہوئے دیا کہ مجھکو
اس سے زیادہ گفتگو کا حکم نہیں ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں نے خط کھولا میں نے اُس سے یہ کہا
کہ اول شرط یہ ہے کہ فوج فرانسیسی اپنے ہتھیار رکھدے۔ خط اس طرح سے شروع ہوا تھا کہ
میں اپنی فوج کا افسر ہو کر اب نہیں مر سکتا۔ اسلئے میں یور مجیسٹی کے قدموں پر اپنی تلوار رکھتا ہوں
اور باقی سب آپ کو اختیار ہے۔ میں نے اس خط کا یہ جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کے اسطرح
ہونے پر مجھے بڑا رنج ہے اور آپ اپنی جانب سے کسی کو مختار کر کے بھیجیں تاکہ اُس سے سپردگی
کے شرائط کئے جاویں۔ جبکہ میں نے جنرل ریلی کو خط کا جواب لکھکے دے دیا تو چونکہ جنرل ریلی سے
اور مجھسے پرانی شناسائی ہے میں نے اُس سے دو چار باتیں کیں۔ اور اسطرح سے یہ کام ختم ہوا۔
میں نے مولٹکی کو عہد و پیمان کرنے کے اختیارات دے دئے ہیں اور بسمارک کو ہدایت کر دی ہے
کہ وہ بھی اُس کے ہمراہ رہے اور اگر کوئی پولیٹکل سوال اُٹھے تو اُس کا جواب دے۔ چونکہ ۲ ستمبر
کی صبح تک مولٹکی کے پاس سے عہد و پیمان کے بارہ میں کوئی خبر نہیں آئی اور یہ عہد و پیمان ڈنچری
کے ڈونچری میں ہو رہے تھے۔ اسلئے مطابق قرار داد کے میں میدان کارزار میں گیا اور آٹھ بجے
مولٹکی سے میری ملاقات ہوئی جو شرائط سپردگی پر میری منظوری لینے آرہا تھا۔ اُس نے مجھے اطلاع
دی کہ شہنشاہِ فرانس ۵ بجے صبح کے سیڈان سے چلے گئے ہیں اور ڈونچری میں آئے ہیں چونکہ وہ مجھسے
ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے قریب ہی ایک باغ اور محل تھا اور میں نے وہ جگہ ملاقات کیلئے
پسند کری۔ سیڈان کے آگے جو پہاڑی ہے میں دس بجے وہاں پہونچا۔ مولٹکی اور بسمارک ۱۲ بجے میرے پاس

شرائط عہد و پیمان پر دستخط کرا کے لے آئے۔ ایک بجے میں مع ولیعہد اور دیگر افسران اور سواران کے روانہ ہوا اور محل کے سامنے میں گھوڑے سے اُتر پڑا جہاں شہنشاہ فرانس میرے استقبال کو آئے اور مجھ سے ملاقات کی۔ ہماری ملاقات پاؤ گھنٹہ تک رہی۔ ہم دونوں اس حالت میں ایک دوسرے کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے ہیں کہ تین برس ہوئے جب نپولین کو اُس کے پورے عروج پر دیکھا تھا۔ اور اس موقع پر دیکھ کر جو کچھ مجھے عبرت ہوئی میں اُس کا بیان نہیں کر سکتا۔ بعد اس ملاقات کے ۱/۲ ۲ بجے سے ۱/۲ ۸ بجے تک میں تمام فوج میں گھوڑے پر سوار پھرتا رہا جو سیڈان کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ میری فوج نے جس طرح سے میرا استقبال کیا اور جسطرح فوج گارڈس سے میں ملا جو فرانسیسی فوج سے کٹ کر اب دسواں حصہ رہ گئی ہے یہ سب ایسی باتیں ہیں کہ میں آج بیان نہیں کر سکتا۔ فوج میں اسقدر محبت اور عقیدت دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ اب زیادہ خدا حافظ میرے دل میں اس خط کے اخیر میں بہت جوش ہے اور دل متاثر ہو رہا ہے۔ اور مجھے جوش رقت ہو رہا ہے۔

راقم۔ ولہلم۔

جبکہ جرمن لشکر گاہ میں یہ بات معلوم ہوگئی کہ شہنشاہ نے اپنے تئیں سپرد کر دیا تو کونٹ بسمارک کے لئے بڑی خوشی کے نعرے لگائے گئے۔ کونٹ بسمارک کو جب فوج نے مبارکباد دی تو بسمارک نے اسکا حسب ذیل جواب دیا۔

"جنٹلمین"

اس جنگ میں جو فتحیابی ہوئی ہے۔ اس میں میری کوئی کارروائی نہیں ہے۔ ہاں تم شاہ اور ون مولٹکی کو مبارکباد دو۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ لیکن ایک لمحہ کے لئے آپ توقف کریں۔ میں نے صرف ایک کام کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری کوششوں سے کل جنوبی ریاستہائے جرمنی نے ہماری فوج کی اپنی کل فوج سے مدد کی ہے۔ اور یہ انہیں کی مدد اور بویریا اور ورٹمبرگ کی بہادر فوجوں کی مدد سے ہوا ہے کہ ہم نے آج فتح پائی ہے

سیڈان کے اس واقعہ کے متعلق ایک غمناک اور دل توڑنے والا حادثہ موضع بیزیلیس میں ہوا جسکا ذکر ایک عینی شاہد حسب ذیل بیان کرتا ہے۔

جو لڑائی کہ اس قصبہ کے باہر ہوئی اُس میں فرانسیسی بہت بہادری سے لڑتے۔ اور وہ جنگل میں ایسا

ہو کر چلے جاتے مگر وہ اس قصبہ کی گلیوں میں بھگا دئے گئے - اور اس موقع پر طریقہ جنگ زمانہ حال کا ایک بڑا افسوسناک حادثہ واقع ہوا - فرانسیسی فوجیں پسپا ہوتے ہی گھروں میں گھس گئیں اور کھڑکیوں میں سے فوج جرمنی پر فیر کرنا شروع کیا - فرانسیسی فوج یہاں بڑی بہادری سے لڑی اور اپنے تئیں سپرد کرنا نہیں چاہتی تھی اور فوج جرمنی بھی استقلال سے حملے کئے جاتی تھی - اور شہر میں کوئی ایک سو جگہ کے قریب آگ لگ رہی تھی - اور عورتوں اور بچوں اور بوڑھے آدمیوں کو جلتے گھروں میں سے کوئی نہیں نکالتا تھا - اور برابر لڑے جاتے تھے - افسوس اس تہذیب کے زمانہ میں ایسی بیدردی!
اس قصبہ کی آبادی قریب تین ہزار کے ہے - اور یہ قصبہ ہی ہے مگر بہت سی باتیں اسمیں شہر کی سی ہیں - بہت سے آدمی رات کو تہ خانوں میں مکانوں کے جلکر گرجانے سے سوتے تھے - اور دہوئیں سے دم گھٹ کر وہ سب مر گئے - خاص قصبہ میں زخمیوں اور ڈاکٹروں پر جبکہ وہ زخمیوں کا علاج کر رہے تھے گولیاں چلا کر ان کو مار ڈالا گیا - اس سے زیادہ اور کیا ظلم کی بات ہو سکتی ہے -

فصل پنجم

پیرس کی حالت - اعلان سلطنت جمہوری - اور اسٹراسبرگ اور ٹول کا محاصرہ -

شہنشاہ نپولین سوم نے اپنے تئیں شاہ پرشیا کو ۲ ستمبر ۱۸۷۰ء کو سپرد کیا اور دوسرے دن شاہ پرشیا نے اس واقعہ سے ملکۂ پرشیا کو بذریعہ تار اطلاع دی اور شکست یافتہ شہنشاہ کی رہائش کے لئے جو مقام مقرر کیا تھا اُس سے بھی ملکۂ پرشیا کو آگاہی دی -

سیڈان میں فرانسیسی فوج پر جو مصیبت پڑی تھی اور شہنشاہ فرانس نے اپنے تئیں سپرد کر دیا اس خبر کے سنتے ہی شہر پیرس میں بڑی دہشت چھا گئی - ۳ ستمبر کی رات کے ایک بجے جنرل ڈی پالیکاؤ وزیر اعظم فرانس پارلیمنٹ فرانس میں گیا اور ممبران کو اطلاع دی کہ مارشل میکمہن کی فوج سیڈان میں واپس بھاگ آئی ہے اور باقی فوج نے اپنے تئیں دشمنوں کو سپرد کر دیا اور شہنشاہ بھی اسیر جنگ ہو گئے ہیں - پھر اُس نے یہ کہا کہ اس خبر کے سننے سے اس واقعہ کے نتائج پر بحث کرنے کے لئے ہاؤس (پارلیمنٹ) ابھی تیار نہیں ہے - کیونکہ ابھی تک جلسہ وزرا میں اس بات پر گفتگو نہیں ہوئی ہے اور اس لئے میری رائے میں کل آئندہ تک بحث کرنا ملتوی

کردیا جاوے۔

ایم جولیس فاور نے ایک تحریک پیش کی کہ شہنشاہ اور اُس کے خاندان کے تمام حقوق دربارہ حکومت فرانس کے ضبط کر لئے جاویں اور ایک پارلیمنٹری کمیٹی کو مقرر کرکے اُسکو اختیار حکومت دیدئے جاویں اور اُس کا یہ بھی فرض ہو کہ دشمن کو فرانسیسی علاقہ سے باہر نکالدے۔ اور جنرل ٹروچو کو گورنر پیرس کے عہدہ پر مستقل کردیا جاوے۔

ایم جولیس فاور کی تجویز کو سب ممبروں نے نہایت خاموشی سے سُنا اور کچھ جواب نہ دیا۔ تمام مجلس میں سناٹا رہا۔ چیمبر نے دیگر اجلاس کرنے کی تجویز کی اور یہ جلسہ برخاست ہوا۔

چند اخبارات میں یہ بات مشتہر ہوئی کہ پرنس امپیریل مُلک بلجیم کو بھاگ گیا ہے۔ ۴۔ ستمبر کے اخبار جرنل آفیشل میں مفصلۂ ذیل اعلان جلسۂ وزرار کی جانب سے شایع ہوا۔

"اُے فرنچ قوم"

مُلک پر بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ تین دن کی بہادرانہ لڑائی کے بعد مارشل میکمہن کی فوج میں سے چالیس ہزار فوج اسیر جنگ ہو گئی ہے۔ مارشل کی فوج کے مقابلہ میں پرشیا کی تین لاکھ فوج تھی۔ جنرل ومپفن نے۔ جس نے کہ مارشل میکمہن کے زخمی شدید ہو جانے کے باعث فوج کی کمان لی تھی سپردگی پر دستخط کردئے ہیں"

اس سپردگی سے ہم بے ہمت نہیں ہوئے ہیں۔ پیرس کو اب محاصرہ میں سمجھنا چاہئے ملک میں فوجیں بھرتی کی جارہی ہیں۔ تھوڑے عرصہ میں ایک نئی فوج پیرس میں داخل ہوگی اور ایک اور نئی فوج دریائے لوائر کے کنارے بھرتی کی جارہی ہے۔ تمہاری حب الوطنی۔ تمہارا اتفاق۔ اور تمہاری قوت وہمت ہی سے فرانس محفوظ رہے گا"

شہنشاہ اس لڑائی میں اسیر جنگ ہو گئے ہیں۔ تمام حکام کے ہمراہ ملکر گورنمنٹ کارروائی کریگی اور وقت کی مناسب تدبیریں کیجاوینگی"

۴۔ ستمبر کو اتوار کی شام کو مجلس واضعان قانون جمع ہوئے اور جنرل ڈی پالیکاؤ نے "ایک بل پیش کیا جسکا منشا یہ تھا کہ ایک کونسل آف گورنمنٹ مقرر کیجاوے اور نیشنل ڈیفنس (قومی حفاظت) مقرر کی جاوے جسمیں پانچ ممبر مقرر ہوں جس کو لیجسلیٹو باڈی (مجلس واضعان قانون) منتخب کریں

اور ممبران کونسل کی منظوری سے وزرا مقرر ہوا کریں اور جنرل پالیکاؤ کونسل کے لفٹنٹ جنرل مقرر رہیں "

ایم تھیئرز نے ایک تحریک پیش کی جس پر رامست اور حیپ کے مرکزنھی (ضلع) کے ۵۴ ممبروں کے دستخط تھے۔ اُس نے کہا کہ باہم قومی اتفاق ہونے کے لئے یہ پیش کی جاتی ہے۔ اُس تحریک کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"موجودہ حالت کی وجہ سے چیمبر ایک گورنمنٹ اور نیشنل ڈیفنس کے کمیشن مقرر کرتی ہے"

جنرل پالیکاؤ نے یہ تجویز پیش کی کہ جونہی کہ موجودہ مصیبت سے ملک آزاد ہو تو عوام سے بھی مشورہ لیا جاوے۔

چیمبر نے اس تمام تجویزوں کو بڑا ضروری خیال کیا اور ان تجویزوں کو منظور کرکے مجلس وزرا کو لکھا کہ ایک کمیشن مقرر کی جاوے۔ اسکے بعد جلسہ ملتوی ہوا۔

مجلس کے ملتوی ہونے پر محکمہ لیجسلیٹو باڈی کے سیڑھیوں پر عوام کا ایک بڑا مجمع ہوا اور سلطنت کے زوال اور جمہوری حکومت کے قیام کی خوشی میں بڑے زور شور سے نعرۂ ہائے خوشی لگائے کہ خدا سلطنت جمہوری کو تا ابد قایم رکھے۔ محلہ پانٹ کنکارڈ میں جو لوگ تھے یہ نعرے سنکے اُنھوں نے بھی خوب خوشی کے نعرے لگائے۔ نیشنل گارڈ فوج اور دیگر تمام فوج نے عوام الناس سے بھائی چارہ کرلیا۔ نیشنل گارڈ کی مسلح اور غیر مسلح جماعت جسکی ایک بڑی تعداد تھی باوجود دربانوں کے سخت روک ٹوک کی عدالت کے احاطہ میں گھس گئی اور احاطہ میں تل رکھنے کو جگہ باقی نہ تھی اس قدر انبوہ کثیر آدمیوں کا تھا (نیشنل گارڈ عوام الناس سے تھے جو اب قومی حفاظت کے لئے بغیر تنخواہ بطور والینٹرز کے اپنے ملک کے بچاؤ کے لئے فوجی خدمات کے لئے تیار ہوئے ہیں) نیشنل گارڈ جو پل پر مقیم تھے وہ بھی چلاتے ہوئے چیمبر کیطرف دوڑے اور اُن کے عقب عوام الناس کے گروہ در گروہ چلے آتے تھے۔ نہایت ہی وحشیانہ جوش تھا۔ اور سب کی آواز یکساں تھی جبکہ وہ خوشی میں غل مچا کے کہتے تھے کہ خدا جمہوری سلطنت کو تا ابد قایم رکھے۔ شہنشاہ کا کوئی نام نہ لیتا تھا۔ جمہوری کی تعریف میں مارسلیز (ایک قسم کا مداحی گیت) گایا گیا۔ اور جمہوری سلطنت مقرر ہونے کی خوشی میں لوگ خوشی میں آپسمیں معانقہ کرتے اور بغلگیر ہوتے تھے۔ کسی قسم کی بدانتظامی یا بلوہ اور فساد نہیں ہوا۔

عوام کے ہاتھوں میں تین رنگ کے بہت سے جھنڈے بھی تھے۔

نیشنل گارد کے سپاہی ہر جانب سے محلہ لا لیگسلا کی جانب آ رہے تھے۔

تین بجے کے بعد نیشنل گارڈ کی ایک بڑی جماعت اور ساکنان شہر پیرس جمبر کے بالاخانوں میں داخل ہوئے اور جبکہ پریزیڈنٹ بعد ختم جلسہ اُٹھ گیا تب یہ سب لوگ کمرہ میں آئے۔ اصلاع جب کے ڈپٹی ہوٹل ڈی ولی میں اپنی جائے قیام پر گئے۔ ایم ہگارڈ اور ایم گمبیٹا کو عوام الناس مارے خوشی کے اپنے کندھوں پر چڑھا کے لے گئے۔

ایم راچفورٹ ہوٹل ڈی ولی میں موجود تھا جو کہ اب عوام الناس سے بھر گئی تھی اور کھڑکیوں میں سے ٹکٹ پھینک رہا تھا تاکہ عوام اُن پر ووٹ (رائے) دیں۔ اس مجمع نے شہنشاہی علامات ہر جگہ سے توڑ ڈالے اور سپاہیوں نے بارک کی کھڑکیوں میں سے عوام سے بھائی چارہ کا عہد کیا۔ ٹولیریز (شہنشاہی محل) کا دریا کی جانب کا دروازہ توڑ ڈالا۔ ۴ ستمبر کو شہنشاہ کی معزولی اور خاندان بوناپارٹ کی حکومت کا اختتام مشتہر کیا گیا اور یہ سب کارروائی (محل) لیجسلیٹو پیلس کی سیڑھیوں پر سے مشتہر کی گئی۔

۵ ستمبر کو اخبار "جنرل آف ڈی فرنچ ریپبلک" میں مفصلۂ ذیل اعلان شایع ہوا۔

"اے فرانسیسی قوم:

عوام الناس نے چیمبر کو اب موقوف کر دیا ہے جو اس خطرہ کی حالت میں ملک کے بچانے میں تساہل کرتی ہے۔ اور جمہوری سلطنت کی ضرورت ہے ۱۷۹۲ء کی بغاوت بھی تقرر سلطنت جمہور سے فرد ہوئی تھی۔ اسلئے اب سلطنت جمہوری کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یہ گردش سلطنت احقاق حق اور حفاظت عامہ کے لئے کیجاتی ہے۔

اے ساکنین شہر۔ تمہاری حفاظت میں یہ شہر پیرس ہے اسکی حفاظت کرو۔ کل تم فوج کے ہمراہ ہو گے تاکہ اپنے ملک کے دشمنوں سے بدلہ لو۔"

نئے وزرا اس طور سے مقرر کئے گئے۔ جنرل ٹروچو۔ معہ کامل فوجی اختیارات اور نیشنل ڈیفنس کے پریزیڈنٹ آف گورنمنٹ مقرر کئے گئے۔ ایم جولیس فاور۔ وزیر صیغۂ خارجیہ مقرر ہوا۔ ایم گمبیٹا وزیر داخلیہ جنرل ڈی فلو وزیر جنگ۔ ایم فورچن وزیر بحریہ۔ ایم کریمو وزیر معدلت عامہ۔ ایم ہگارڈ وزیر مال۔ ایم جولیس سیمون وزیر تعلیم عامہ اور مذہب۔ ایم میجن وزیر زراعت۔ اور ایم ڈوریان وزیر تعمیرات

مقرر ہوا۔

وزرا کے حکم سے مجلس اضعان قانون موقوف کی گئی جو از سرنو پھر مقرر ہو گی اور مجلس سینٹ اور کونسل آف اسٹیٹ کی پریزیڈنٹی بالکل موقوف کر دیگئی۔

ہتھیاروں کی ساخت اور فروخت کیلئے بالکل آزادانہ طور سے اجازت دے دیگئی۔

ایم ایٹین اریگو شہر پیرس کا میئر (حاکم) نامزد ہوا اور ایم فلو کے اور ایم بریسو اُسکے مشیر مقرر ہوئے۔

تمام پولٹیکل اور دیگر جرایم جو ہو چکے تھے اُن کے مرتکبوں کو معافی دیدی گئی۔

سلطنت جمہوری کا تقرر شہر لوین۔ بورڈو اور دوسرے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں شتہر کیا گیا۔ فرانسیسی اخباروں سے معلوم ہوا کہ ۸ ستمبر کو شہنشاہ بیگم پیرس سے روانہ ہو گئیں اور اُسی دن شام کو ملک بلجیم میں پہنچ گئیں۔

۵۔ ستمبر کے اخبار ٹائمس میں یہ خبر چھپی کہ ہر دو ولیعہد پرشیا اور سیکسنی معہ ایک بڑی فوج کے پیرس کی جانب بڑھے جا رہے ہیں۔ شاہ پرشیا اور کونٹ بسمارک بھی فوج کے ہمراہ ہیں۔ ۵ ستمبر کے ایک تار سے واضح ہوا کہ پرشیا کی فوج نے شہر مونٹ میڈی پر ۴۔ ستمبر کو گولہ باری کی لیکن فرانسیسوں نے بہادرانہ طور سے مدافعت کی۔ شہر کا ایک حصہ گولہ باری کرکے تباہ کر دیا گیا۔

۶۔ ستمبر کو پرنس امپیریل شہر ڈوور (ملک انگلینڈ) میں پہونچ گیا اور لارڈ وارڈن ہوٹل میں ٹھیرا۔ ڈیوک ڈی گریمونٹ جو پیشتر ہی انگلینڈ میں آگیا تھا اُس کی ملاقات کے لئے ڈوور گیا یہ پرنس کچھ عرصہ ڈوور میں رہکر معہ اپنے نوکر چاکروں کے شہر ہیسٹنگز کو چلا گیا۔

۶۔ ستمبر کو وکٹر ہیوگو (اس کا زمانہ شہنشاہی میں پولٹیکل جرم میں فرانس سے اخراج ہو گیا تھا) بھی پیرس میں داخل ہوا۔ جب کہ وہ ریلوے اسٹیشن پر اُترا۔ عوام نے اُس کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ عوام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اُس نے کہا کہ میں فرانس میں جمہوری کے تقرر ہوتے ہی واپس آیا ہوں تاکہ پیرس کو جو تہذیب کا دار الخلافہ ہے دشمن سے بچاؤں اور وحشیانہ حملہ جو اُس پر کیا جاوے اُس کو ہم سب ملکے روکیں۔ پیرس جب فتح پاویگا کہ کل لوگ آپسمیں اتفاق کرلیں اور تمام کینہ وحسد دل سے دور کریں۔ آپسمیں بھائی چارہ کرنے سے آزادی محفوظ رہے گی۔ جس دن وکٹر ہیوگو فرانس میں آیا اُسی دن ایم لوئی بلانک (اخراج شدہ) بھی پیرس

میں آگیا تھا۔

۷ ستمبر کو جنرل ٹروچو نے ایک اعلان شایع کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ۔ دشمن پیرس کی طرف بڑھا آرہا ہے۔ پیرس کی حفاظت سے تو اطمینان ہے۔ قرب و جوار کے اضلاع میں بچاؤ کے لئے تیاریاں کرنے کے احکام جاری کر دئے گئے ہیں۔ گورنمنٹ کو تمام لوگوں کی حب الوطنی اور بہادری پر اعتبار ہے۔

۷ ستمبر کو ایم جولس فاور۔ فرانسیسی سفیر صیغۂ خارجیہ نے تمام ممالک کے فرانسیسی سفیروں کے نام ایک سرکلر بھیجا کہ ہم نے امن کی حکمت عملی پر کارروائی جاری رکھی ہے اور شاہ پرشیا نے اپنی طرف سے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ فرانس سے لڑائی نہیں کرتے بلکہ خاندان نپولین سے لڑائی کرتے ہیں۔ تو اب وہ خاندان شہنشاہ کا معزول کر دیا گیا ہے اور فرانس آزاد ہو گیا ہے۔ اگر شاہ پرشیا اس ناپاک جنگ کو اب بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں تو وہ تمام دنیا کے روبرو اسکے ذمہ وار ہیں۔ اگر اُنھوں نے یہی رائے قایم کر لی ہے تو ہم بھی جنگ کو قبول کرتے ہیں۔ ہم اپنے ملک کی ایک انچہ زمین اور اپنے قلعوں کا ایک پتھر بھی اُن کو نہیں دینگے۔ اگر ہم ایسے صلح کر لیں جو بعزتی کی صلح ہو اُس صلح سے تو برباد ہو جانا بہتر ہے۔ ہمارا سب سے بڑھکر یہ منشاء ہے کہ ایک پائدار صلح ہو جاوے۔ جو کچھ ہمارے اغراض اور فوائد ہیں سب افق یورپ کے اغراض کے ہیں۔ علاوہ اسکے ہمارے پاس مضبوط فوج ہے اور فوج کے علاوہ تین لاکھ آدمی بطور والینٹر لڑنے کیلئے موجود ہیں جو اخیر وقت تک لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ پیرس میں اوّل تو لڑنے کے لئے قلعے ہیں اور قلعوں کے بعد فصیلیں اور برج ہیں اُن کے بعد وہ مضبوط دمدمے ہیں جو دشمن کی روک کے لئے بنائے گئے ہیں جو تین ماہ تک کار آمد ہو سکتے ہیں اگر بر تقدیر پیرس بھی دشمنوں کے ہاتھ میں چلا جاوے تو پھر تمام ملک بدلہ لینے کو تیار ہو جاوے گا۔ ہم نے تمام باشندگان فرانس اور ساکنان پیرس کی مرضی سے حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے اور اب ہم صلح چاہتے ہیں۔ لیکن اگر یہ بربادی کرنے والی جنگ ہی ہمارے مقابلہ میں جاری رکھی جاوے گی تو ہم اخیر دم تک اپنا فرض انجام دینے کے لئے تیار ہیں اور ہم کو کامل یقین ہے کہ سچائی اور انصاف ہی آخر میں فتح پاوینگے۔

۸۔ ستمبر کو شہنشاہ بیگم یوجین انگلستان پہنچ گئیں اور فوراً شہر ہیٹنگز کو روانہ ہو گئیں تاکہ شہزادہ امپیریل

اپنے بیٹے کے ساتھ رہیں -

اخبار ڈیلی نیوز کے خاص نامہ نگار نے ۸ ستمبر کو شہر کارلسروہ سے مفصلۂ ذیل احوال تحریر کیا:-

اس وقت اُس فوج جرمنی کی تعداد جو شہر اسٹراسبرگ کے سامنے زیر کمان جنرل ورڈر ہے ستر ہزار ہے یہ ظاہر ہے کہ اس قدر مضبوط فوج اسٹراسبرگ کے محاصرے کو صرف ایک کامیاب نتیجہ پر لانے ہی کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ اگر کوئی اور فوج اسٹراسبرگ کے چھڑانے کے لئے بھی آوے تو اُس کی مدافعت کیلئے بھی کافی ہے اسٹراسبرگ کی کمزوری بہ سبب اُسکے جائے وقوع کی ہے - اگرچہ وہ برائے نام دریائے رائن پر آباد ہے لیکن درحقیقت دریا سے تین میل کے فاصلہ بستا ہے - دریا اور قلعجات کے درمیان ایک میدان وسیع پڑا ہوا ہے جو محاصرین کے توپخانہ کے ومدمے بنانے کے لئے کافی جگہ ہے - زمین وہاں ایسی ہے جو کہ محاصرین کو بہت فائدہ دے سکتی ہے - شہر اسٹراسبرگ بھی ایک کھلے میدان میں آباد ہے میں نے خود دیکھا ہے کہ جرمنی کی جرمنیں فرانسیسی توپخانہ کی عین زد میں جارہی تھیں لیکن بوجہ زمین کی ہمواری کے وہ بالکل پناہ میں تھیں اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ محاصرین یہاں کسی قدر فائدہ اُٹھا سکتے ہیں - محاصرین کے لئے ایک اور یہ فائدہ ہے کہ شہر سنڈوس ہیم سے اسٹراسبرگ کو جو سڑک جاتی ہے اُس کی داہنی جانب جو پہاڑیاں ہیں اُسپر سے شہر کا اندرونی حصہ محاصرین کی عین زد میں ہے - یہاں سے شہر کی اندرونی فوج کی ہر ایک حرکت معلوم ہو سکتی ہے اگر کوئی نیا دمدمہ بناتے ہیں یا پرانے کام کی مرمت کرتے ہیں تو اُن کا کام روکنے کے لئے فوراً تدابیر اختیار کئے جاتے ہیں - جو نگہبان سپاہی کے اس بلند زمین پر اندرونی شہر کے حالات دیکھنے کے لئے متعین ہیں وہ اشاروں کے ذریعہ سے سب احوال جرمنی فوج سے کہدیتے ہیں جو دمدموں اور خندقوں میں مقیم ہے رات کے وقت تو بیشک محصورین اور محاصرین کی ایک سی حالت ہو جاتی ہے کیونکہ محاصرین بہ سبب تاریکی کے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے - فرانسیسی فوج نے بہت دفعہ قلعہ سے نکلکر دشمن کا مقابلہ کیا اور اُس کو حیران کیا اور اُس کے توپخانہ کو نقصان پہونچایا - اگر محاصرین کی بہت بڑی تعداد نہ ہوتی تو بیشک فرانسیسی فوج کامیاب ہو جاتی - اس قلعہ سے نکلکر حملہ کرنے کا سوائے چند سپاہیوں کے خون بہانے کے اور کوئی فائدہ اس سے نہیں ہے کہ آپسمیں دشمنی بڑھتی جارہی ہے -

جنرل اُہرچ کمانڈر فوج اسٹراسبرگ نے ۹ ستمبر کو یہ تار بھیجا کہ اب حالت بہت خراب ہو گئی ہے - میرا ارادہ

آخر وقت تک لڑنے کا ہے جو وقت کہ اب بہت دور نہیں ہے۔ آج صبح فوج نے قلعہ سے نکلکر خوب بہادری سے مقابلہ کیا اور اسمیں بہت سے آدمی کام آئے مگر کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔ توپخانوں کے فیروں سے کان بہرے ہوئے جارہے ہیں۔ تیسرا دمدمہ جرمنی کی فوج نے ۱۱۔ستمبر کی رات کو قلعہ سے دو سو گز کے فاصلہ پر بنا لیا ہے۔

۱۰۔ستمبر کو شہر ٹول پر پھر گولہ باری شروع کی گئی اور نو گھنٹے تک جاری رہی شہر کا بہت نقصان ہوا اور فوج قلعگیر نے بہت دلیری سے مقابلہ کیا لیکن پرشیا کی فوج اور توپخانہ اپنی جگہ پر مقیم رہا۔ پیچھے نہیں ہٹا۔ محاصرہ کے لئے اب بڑی بھاری توپیں لائی گئیں ہیں اور ٹول کے قلعہ کو سمجھ لینا چاہیئے کہ گویا اُس کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے شہر لاؤن کی سپردگی کے بعد جب فوج شہر میں داخل ہوئی تو اُس نے فصیل کو بارود سے اُڑا دیا پچاس آدمی جرمنی کی فوج کے قتل ہوئے۔ اور تین سو آدمی فرانسیسی فوج کے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے ڈیوک ولیم آف میکلنبرگ شویرن (جرمنی) بھی زخمی ہوا۔

فصل ششم

شہر مٹز کا محاصرہ۔ پرشیا اور فرانس کے سرکاری کاغذات۔ شہر ٹول کی سپردگی

۱۸۔اگست کی اُس خونریز لڑائی کے بعد جس سے فرانسیسی فوج کی اس قدر بربادی ہوئی جنرل بے زین نے ایک لاکھ فرانسیسی فوج کے ساتھ مٹز کے مشہور مضبوط قلعہ میں پناہ لی۔ پرنس فریڈرک چارلس نے جکے ساتھ ایک لاکھ تیس ہزار جرمنی کی فوج تھی مٹز کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

جب کہ دشمن کی فوج نے مٹز کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو مارشل بے زین نے اپنی فوج کو حسب ذیل ایڈریس دیا:۔

"اوّل کام جو اب ہم سب کو کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ دشمن کو برابر حیران کرتے رہیں۔ اور یہ بات اس طرح ہو سکتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے فوجی کالم دشمن پر حملہ کرنے نکلا کریں۔ اس صورت میں ان کو فوجی کالم کو شکست کبھی نہیں ہونے کی کیونکہ حملہ کرکے جب وہ دیکھیں کہ دشمن قابو پاتا معلوم ہوتا ہے تو وہ فوراً قلعہ میں چلے

آیا کریں جو اُن کے لئے مضبوط جائے پناہ ہے اس طرح سے حملہ کرتے رہنے میں دشمن کی فوج کی تعداد اور جائے قیام سب اچھی طرح معلوم ہوتا رہے گا اور موقع پڑ جاوے تو سامان رسد خوراک وغیرہ اور نیز دشمن کی توپیں بھی ہاتھ آسکتی ہیں۔ اور اس طرح سے ہماری فوج میں چستی اور چالاکی رہے گی اور قواعد جنگ کی مشق بھی ہوتی رہے گی یہ نتیجے جب حاصل ہو سکتے ہیں کہ ہمارے سپاہی رات کی روانگی میں مشق بہم پہنچائیں اور اس میں بھی مہارت بہم پہنچائیں کہ اسباب کے لئے زیادہ باربرداری کی ضرورت نہو۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر سپاہی اپنے ساتھ ایک بڑی تعداد کارتوسوں کی رکھا کرے اور ایک یا دو بسکٹ جیب میں ڈال لیا کرے۔ اس سے زیادہ تیاری فضول ہے کیونکہ اُس کو اپنی جائے قیام سے بہت عرصہ الگ ہنا نہیں پڑا کرے گا اُن تمام باتوں کے حاصل ہونے کے لئے ہم ایک کتاب کی جسکا نام "آرمی اِن ڈی فیلڈ" ہے اور جس کو جنرل بگوڈ نے تصنیف کیا ہے۔ سفارش کرتے ہیں کہ تمام سپاہی وہ کتاب جو علم جنگ کی ہو دیکھا کریں۔ ان سب باتوں کے علاوہ ایک یہ بات ہے کہ وقت بڑی دولت ہے۔ اس کی قدر کرنا چاہئے "

چند روز تک تو فرانسیسی فوج محصور بالکل خاموش رہی۔ جرمنی فوج جو اُن کو گھیرے ہوئے تھی اُس سے لڑ کر نکل جانے کا کوئی ارادہ نہیں کیا گیا۔ لیکن ۳۱ اگست کو فرانسیسی فوج نے یہ ارادہ کیا کہ اب آج جرمنی فوج پر حملہ کرکے اور اُن کو چیر کر شمال کی جانب شہر تھیون ویلی کی طرف چلی جاوے۔ یہ ارادہ ظاہرا میکمہن سے صلاح کرکے کیا گیا ہوگا کیونکہ یہ عام خیال تھا کہ قلعہ مٹز سے شہر پیرس تک زمین کے اندر اندر ایک تار لگا ہوا ہے اور اُس میں سے بے زین اور میکمہن کے آپسمیں صلاح اور مشورے ہوا کرتے ہیں۔ مگر فرانسیسی فوج کو اپنی اس کوشش میں اور اسی طرح اگلے دن کی کوشش میں بھی محض ناکامی ہوئی اور محصورین بڑے بھاری نقصان کے ساتھ قلعہ میں واپس بھگا دئے گئے۔

چند دنوں کے بعد جنرل ومپفن جس نے کہ لڑائی سیڈان میں مارشل میکمہن کے زخمی ہونے کے بعد فوج کی کمان لے لی تھی ایک صلح کا جھنڈا لئے ہوئے مٹز میں آیا اور محصورین کو یعنے فوج قلعہ گیر کو اطلاع دی کہ میکمہن کی فوج کو جو بیزین کی فوج کی مدد اور اُس کو رہائی دلانے آرہی تھی کامل شکست ہوگئی ہے اور اُس فوج نے اپنے تئیں دشمن کو سپرد کر دیا ہے اور ومپفن نے یہ بھی کہا کہ اب زیادہ مدافعت کرنا بالکل لاحاصل ہے۔ بے زین کے چال چلن میں یہ ایک مشہور خوشنما نشان ہے کہ اُس نے اپنے تئیں اور اپنی فوج

کے سپرد کر دینے سے بالکل انکار کر دیا۔ اگرچہ وہ بالکل گھر گیا تھا اور تنہا رہ گیا تھا اور کسی قسم کی مدد کی امید نہیں ہی تھی اور گولے لینے کرنے میں اُس کو اپنی کامیابی کا بھی یقین نہ تھا۔

جرمنی کی توپوں سے قلعہ سٹز میں مؤثر گولہ باری کرنے کے لئے اچھے طور سے جگہ توپوں کے لئے بنانے میں بہت عرصہ لگا۔ لیکن آخر کار ۹۔ستمبر کو فوج جرمنی نے گولہ باری شروع کر دی۔ مگر اس گولہ باری سے کچھ فائدہ فوج جرمنی کو نہیں ہوا۔ جبکہ یہ نئی جگہ توپیں رکھنے کے لئے بنگئی۔ تو ایک ذرا سی غلطی ایک ہزار گز کی ہوگئی یعنے جرمنی کی توپیں پانچ ہزار گز پر گولہ باری کر سکتی تھیں اور اب جس جگہ وہ رکھی گئی تھیں وہاں سے قلعہ سٹز چھ ہزار گز کے فاصلہ پر تھا۔ یہ بات سچ ہے کہ موضع فراسکاٹی پر جو جرمنی توپخانہ مقیم تھا تو وہ فرانسیسی توپخانہ مقیم مون ٹگنی کی عین زد میں تھا اور فرانسیسوں نے جو اپنا توپخانہ اس جگہ سے ہٹا لیا یہہ پرشیا کی فوج کی گولہ باری کی وجہ سے نہیں ہٹایا بلکہ دریائے سوزل کی طغیانی کی وجہ سے ہٹایا گیا تھا چونکہ دریا کی طغیانی سے وہاں کے تمام دمدمے وغیرہ بہ گئے اور فرانسیسی گولندازوں کو مجبوراً وہاں سے ہٹنا پڑا۔ علاوہ ازیں جرمنی فوج نے جو گولہ باری کی اُس سے سوائے اس کے کہ مواضعات لیسی اور لونگ ویلی کے مکانوں میں چند سوراخ ہوگئے اور بارود جرمنی فوج کی ضایع ہوئی جرمنی فوج کو اور کوئی فائدہ نہیں ہوا

شہر سٹز کا محاصرہ آٹھ ہفتہ تک رہا بعد اُس کے جرمنیوں نے اُس کو فتح کر لیا۔ اس کے متعلق جو جو کارروائیاں ہوئیں وہ ترتیب وار لکھی جاتی ہیں۔

ایم بسمارک (وزیر خارجیہ جرمنی) نے شمالی جرمنی تعہد کے سفیران متعینہ ممالک ہائے غیر کو اب وسط ستمبر کے قریب دو سرکلر بھیجے۔ جس میں سے ایک حسب ذیل ہے:

مقام شہر ریمس۔ ۱۳ ستمبر۔ جو تعلقات کہ ہمارے ملک فرانس سے ہیں۔ اُن کے سمجھنے میں دوستانہ ممالک میں بھی غلط فہمی ہوئی ہے اسلئے حسب الہدایت اس بارہ میں شاہ پرشیا کے جو خیالات ہیں اور جس رائے سے جرمنی کی تمام گورنمنٹیں متفق ہیں آگاہی کے لئے روانہ کئے جاتے ہیں۔ فرانسیسی قوم نے اپنے شہنشاہ کو معزول کر کے جو جمہوری سلطنت قایم کی اور تمام قوم نے اس بات پر نہایت خوشی کا اظہار کیا تھا تو ہمارا خیال ہوا تھا کہ فرانسیسی قوم حامی امن ہے اور اب فرانسیسی امن کی بابت خیالات ظاہر کرینگے۔ مگر واقعات مابعد نے ہمارا یہ شبہ رفع کر دیا اور ہم پر ظاہر ہوگیا کہ فرانس کی قوم کے امن پسند خیالات بھی نہایت آسانی سے دشمنی میں متبدل ہو جاتے ہیں۔ فرانس کے پارلیمنٹ کے ڈپٹی اور سینیٹر اور ملک

کے اخبارات - یہ سب یکزبان ہو کر جنگ کے اوپر اصرار کر رہے ہیں تاکہ جرمنی پر کسی عنوان فتح پاویں
اور ان لوگوں کا جوشِ غضب اس قدر تیز تھا کہ چند اشخاص جو حامی امن اور امن دوست تھے وہ بھی
ان کی مخالفت نہ کر سکے اور شہنشاہ نیپولین نے غالباً یہ بات شاہ پرشیا سے جھوٹ نہ کہی تھی کہ عوام کی
رائے سے وہ جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے تھے - یہ واقعات یاد کر کے ہم کو فرانسیسی قوم کے خیالات پر یقین
نہیں ہو سکتا کہ وہ ضامن امن و امان ہو سکتی ہے ہم اس بات سے بھی واقف ہیں کہ موجودہ جنگ کی وجہ سے
فرانس کی ہمیشہ یہی خواہش رہے گی کہ وہ ہم پر پھر حملہ کرے - اور اس بات کا اُس کو کچھ خیال نہیں ہوگا کہ
ہم نے اُس سے کیا کیا شرائط کرائے ہیں - اپنی شکست اور ہماری فتح فرانسیسی قوم کبھی نہیں بھولیگی -
اگر ہم اب فرانس کو بغیر کسی حصۂ ملک حاصل کئے خالی کر دیں اور تاوان جنگ بھی نہ لیں اور کوئی دوسرا
فائدہ سوائے لشکر کی عظمت کے حاصل کریں تب بھی فرانسیسی قوم ہم سے ہمیشہ اُس دن کی تلاش میں رہا
کرے گی جبکہ اُن کو اُمید ہو گی کہ اب کامیابی سے جرمنی سے بدلہ لیا جا سکتا ہے - ہماری قوت جب ۱۸۶۶ء
میں بڑھ گئی تھی اسی وجہ سے ہم پر ۱۸۷۰ء میں بھی جنگ کی گئی تھی اور ہم کو پھر جو فتح حاصل ہوئی تھی اُسکی
وجہ سے ہم نے فرانس کو کسی قسم کے جوش دلانے کی ترکیب نہیں کی نہ ہمارا یہ ارادہ تھا کہ اب ہماری جانب
سے سنین جنگ شروع ہو جاویں - اگرچہ ہم کو اب بھی اُمید ہے کہ احتیاط اور صبر کے ساتھ اگر دونوں ملکوں
کے رشتۂ اتحاد ظاہر کئے جاویں تو دونوں قوموں کو فارغ البالی حاصل ہو سکتی ہے اور زمانۂ امن و امان شروع
ہو جاوے - لیکن چونکہ اب ہم تلوار کھینچنے پر مجبور کر دئے گئے ہیں جسکو کہ ہم میان میں رکھنا چاہتے تھے اس لئے
اب ہماری یہ خواہش ہے کہ امن و امان ہونے کے لئے ہم صرف فرانس کے اپنی جانب دوستانہ اظہارات
ہی نہیں چاہتے بلکہ امن و امان کے قیام کے لئے اب زیادہ ضمانت چاہتے ہیں تاکہ وہ اب ہم پر حملہ
نہ کر سکے - ۱۸۱۵ء میں یورپ کے دول نے جو قیامِ امن یورپ کے لئے فرانس کے برخلاف ایک
اتحاد قایم کیا تھا جو بنام "پاک اتحاد" مشہور ہے اور دیگر تدابیر فرانس کے برخلاف کی تھیں کیونکہ فرانس
کو اس زمانہ میں یہ لالچ ہو گئی تھی کہ سب ملک فرانس ہی فتح کرلے - اُن تدابیر کا کرنا بھی اب قرین مصلحت
نہیں ہے اور اب جرمنی نے فرانسیسی حملوں کو تنہا ہی روکنے کا ارادہ کر لیا ہے - اور اس لئے اب ہم
یہ بات کرنے کے لئے مجبور ہوئے ہیں کہ جرمنی کی آئندہ حفاظت اور فرانس کے آئندہ حملہ کی روک کے
لئے فرانس سے پوری ضمانت لیں - چونکہ جرمن قوم ایک امن پسند قوم ہے کہ جسکی وجہ سے تمام یورپ

کے امن کی بھی ضمانت ہو سکے۔ یہ ضمانت ہم کسی فرانسیسی عارضی گورنمنٹ سے نہیں چاہتے بلکہ یہ ضمانت ہم خود فرانسیسی قوم سے ہی چاہتے ہیں۔ چونکہ چاہے فرانس کی کسی قسم کی حکومت ہو۔ فرانس کی عادت جرمنی پر ہمیشہ حملہ کرنے کی ہو گئی ہے۔ اس لئے ہماری جانب سے صلح کے شرائط اس قسم کے مترتب کئے جاوینگے جس کی وجہ سے فرانس کو حدود جرمنی پر اور خصوصاً جنوبی جرمنی حدود پر کوئی اور حملہ کرنا بہت ہی مشکل ہو جاوے اور یہ ترکیب عملی یوں ہو سکتی ہے کہ ہم فرانس کا کچھ ملک لیکر اپنی سرحد کو مغربی جانب اور بڑھاویں گے۔ اور ہم فرانسیسی قلعوں پر قبضہ رکھیں گے اور اُن کو جرمنی کے نہایت مضبوط قلعہ بناوینگے جہاں سے کہ اور حملہ کی حالت میں پوری مدافعت ہو سکے۔

تم سب کو ہمارا منشاء معلوم ہو گیا ہے اگر کوئی اندریں بارہ سوال کیا کرے تو اسی منشا کے موافق جواب دیدیا کرو۔

دوسرا سرکلر پرنس بسمارک کا حسب ذیل تھا۔

۱۶۔ستمبر شہر میوکس۔ موجودہ گورنمنٹ فرانس نے جو خواہش صلح ظاہر کی ہے اُس کے خالص ہونے پر ہم یقین نہیں کر سکتے ہیں چونکہ موجودہ گورنمنٹ فرانس کے ممبران اپنی زبان اور اپنے عمل سے عوام کے جوش کو اور اُبھار رہے ہیں اور عوام پر جنگ کی وجہ سے جو مصیبتیں اور تباہیاں پڑ رہی ہیں اُن کے اوپر اُن کو جوش دلا کر اُن کو ہم سے اور زیادہ نفرت انگیز کر رہے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو ہم خواہش صلح کو خالص کس طرح تصور کریں۔ اس طریقہ سے تو صلح اور ناممکن ہوتی جاتی ہے صلح کے لئے تو نہایت خاموش اور سنجیدہ الفاظ میں حالت ملک ظاہر کیجانی چاہیئے تاکہ ہم کو اس بات کا یقین ہو کہ بیشک عوام ایمان سے صلح چاہتے ہیں۔ یہ درخواست کہ ہم چند روز کے لئے لڑائی موقوف رکھیں اور اگر یہ بات ہم بلاضمانت شرائط صلح کے منظور کر لیں تو یہ بات ایسی ہو گی جس سے ظاہر ہو کہ ہم میں فوجی اور پولیٹکل قوت فیصلہ نہیں ہے یا ہم جرمنی کے اغراض و فوائد سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ فرانس کے موجودہ حکام کو جو یہ اُمید ہے کہ دیگر دول یورپ اب فرانس کی جانب ہو کر مداخلت کرینگے معلوم ہوتا ہے اسی اُمید پر فرانسیسی قوم صلح کی طلبگار نہیں ہوئی ہے۔ جبکہ فرانسیسی قوم کو یہ معلوم ہو جاوے گا کہ اُنہوں نے خود غرضی سے لڑائی اکیلے ہی شروع کر دی تھی اور جرمنی نے بھی اکیلے ہی اُن کے مقابلہ کا ارادہ کر لیا ہے اور یہ کہ اب جرمنی سے وہ عہد و پیمان بھی اکیلے ہی کر سکتی ہے۔ تب فرانسیسی قوم لڑائی کا جاری رکھنا موقوف

کردے گی جس سے اب بھی اُس کو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ دول یورپ کی مداخلت کی اُمید پر فرانسیسی قوم کا لڑائی کو جاری رکھنا۔ باوجودیکہ اُن کی یہ اُمید بر نہیں آسکتی۔ یہ فرانسیسی قوم کے لئے ظلم ہے" بعد اس کے بسمارک نے اس بات کا اشارہ کرکے کہ ہم شہنشاہ کی گورنمنٹ ہی تا ہنوز سرکاری طور پر تسلیم کرتے ہیں اور اسٹراسبرگ اور مٹز کے فرانس کے قبضہ میں رہنے سے جرمنی کو خوف رہا کریگا۔ کونٹ بسمارک نے اس کے آگے اسی مراسلہ مذکورۂ بالا میں حسب ذیل اور تحریر کیا ہے:۔

"اس بیس برس کے عرصہ میں ہم نے فرانس پر کبھی حملہ نہیں کیا اور وہ ہمارے ملک پر ہمیشہ حملہ کرتا رہا ہے اسلئے ہم فرانس سے اس کے سوا اور کچھ ضمانت نہیں چاہتے کہ ہم آئندہ اپنے ملک میں حفاظت سے رہیں۔ فرانس سے اب اگر یونہی بغیر ملک لئے صلح کرلیجاویگی تو وہ اُس کو مہلتِ جنگ سمجھیگا۔ اور تاکہ اپنی موجودہ شکست کا ہم سے بدلہ لے جب کبھی اُس کی طاقت کافی مضبوط ہوجاویگی یا بیرونی ممالک سے اتحاد ہوجاوے گا تو وہ ہم پر پھر اُسی خودسری سے حملہ کردے گا جیسا کہ اس سال میں حملہ کردیا تھا فرانس کے لئے ہمارے ملک پر آئندہ حملہ کرنا مشکل کرنے کے لئے۔ چونکہ اب بھی اُسی کی جانب سے حملہ شروع ہوا تھا جس سے یورپ کے امن میں خلل ہورہا ہے۔ اور اُس کے حملہ کی آئندہ مدافعت کرنے کے لئے ہم اب یورپ کے اغراض پر لحاظ کرکے عمل کرینگے اور یورپ کے اغراض بھی صلح ہے۔ ہم فرانس سے اپنی حفاظت کی ضمانت چاہتے ہیں۔ ہمارے اس اعتدال پر اور ہمارے اس حق بجانب اور صاف درخواست پر کوئی شخص اعتراض نہ کرسکے گا۔"

۱۴۔ ستمبر کو ایم تھیرز لنڈن میں وارد ہوا اور ارل گرینوائل نے اُس سے ملاقات کی ایم تھیرز کے لنڈن آنے کا اصلی حال ظاہر نہیں کیا گیا لیکن یہ کہا جاتا تھا کہ وہ ایک اہم کام کے لئے آیا ہے اور پیرس کے اخباروں نے یہ اشارۃً بیان کرنا شروع کیا کہ اس ملاقات کی غرض یہ تھی کہ اب دول متحدۂ یورپ کی مداخلت کا وقت آگیا ہے۔

۱۷۔ ستمبر کو فرانسیسی بیڑۂ جہازات جو چند ہفتے سے بحیرۂ جرمن میں پڑا ہوا تھا اور جس نے تمام دیگر جہازوں کی آمدورفت بند کررکھی تھی واپس بلا لیا گیا اور جہازوں کو آزادانہ طور سے آمدورفت کی اجازت ہوگئی۔

لارڈ لائنس۔ برٹش سفیر متعینۂ فرانس کی کوششوں سے کونٹ بسمارک۔ فرانسیسی سلطنت

جمہور کے وزیر خارجیہ ایم جوئیں فاور سے ملاقات کرنے پر رضامند ہو گیا - ایم فاور کی جانب سے اس ملاقات کا مطلب یہ تھا کہ مہلت جنگ ہو کر پھر شرائط صلح کئے جاویں چنانچہ ۱۹ ستمبر کو ایم جوئیں فاور نے کونٹ بسمارک سے پرشیا کی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں ملاقات کی - اور پھر کئی ملاقاتیں ہوئیں لیکن دوستانہ تعلقات قایم نہ ہو سکے اور اب یہ سمجھ لیا گیا کہ ابھی صلح ہونے کا زمانہ بہت دور ہے -

۱۷ - اور ۱۸ - ستمبر کو فوج محاصرین نے اسٹراسبرگ پر حملہ کرنا شروع کیا اور آگے بڑھی لیکن فوج جرمنی کا بہت نقصان ہوا اور وہ پسپا ہوئی - اسٹراسبرگ سے جو لوگ بھاگ کر چلے آئے تھے وہ بیان کرتے تھے کہ شہر میں خوراک کافی موجود ہے -

گورنمنٹ فرانس نے اب اپنا صدر مقام پیرس سے شہر ٹورس میں منتقل کر لیا اور تمام سفیران ممالک غیر نے اُس شہر میں سکونت اختیار کی -

میٹز کے سامنے ۲۳ - ستمبر کو ایک بڑا تیز حملہ ہوا - فرانسیسی فوج نے جرمنی فوج کو چیر کر تھیون ویلی کیجانب جانے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس ارادہ کی تکمیل کے لئے اُنہوں نے قصبۂ مرسی لاہانٹ پر ایک مصنوعی حملہ بھی کیا تا کہ جرمنی فوج کی توجہ اُدھر مبذول رہے اور یہ اِدھر حملہ کردیں - چار گھنٹے تک بڑی سخت گولہ باری جاری رہی آخر کار فرانسیسی فوج پسپا ہوئی - یہ لڑائی کئی میل تک ہوئی - فرانسیسی فوج کا بہت نقصان ہوا پرشیا کی فوج کے جتنے آدمی گرفتار ہوئے - بے زین نے اُن کو پرشیا کی فوج میں واپس بھیجدیا -

فرانس کی عارضی گورنمنٹ کی جانب سے مقام ٹورس سے ۲۷ ستمبر کو ایک سرکلر در بارۂ گذشتہ معاہدۂ صلح شایع ہوا جس کا مضمون حسب ذیل تھا :-

"ایم جوئیں فاور کی رپورٹ مورخہ ۲۱ - ماہ حال ست - جو دربارہ گفتگوئے صلح کی ہے جو فوج پرشیا کے ہیڈ کوارٹر میں ہوئی - یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ حال کے قایم ہونے کے دوسرے روز پیرس میں اُسکے تمام سفیرانِ ممالک غیر سے ملاقات ہوئی - شمالی امریکہ - سوٹزرلینڈ - اٹلی - اسپین اور پُرتگال نے سرکاری طور سے فرانسیسی جمہوری سلطنت تسلیم کر لی ہے - دوسرے دیگر ممالک نے اپنے سفیروں کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ نئی گورنمنٹ فرانس سے نیم سرکاری تعلق قایم کرلیں - ایم جوئیں نے بیان کیا ہے کہ اس جنگ کے حل ہونے کے لئے بہت سی تجویزیں بتلائی گئیں مثلاً دوسری طاقتوں سے اتحاد وغیرہ کر لینے کا - مگر چونکہ وقت گذرا جاتا تھا اور دشمن قریب آتا جاتا تھا اس لئے میں نے خود

براہِ راست تدبیر اختیار کی۔ اسلئے ۱۰ ستمبر کو میں نے ایم ڈی بسمارک سے دریافت کیا کہ آیا تم صلح کرنے پر راضی ہو۔ اول تو اُس نے جواب دیا کہ وہ ایسی تجویز کو پسند نہیں کرتا چونکہ ہماری گورنمنٹ کو اس نے بتلایا کہ ابھی باترتیب اور قاعدہ سے قایم نہیں ہوئی ہے لیکن اُس نے یہ دریافت کیا کہ جو صلح کہ تم کرنا چاہتے ہو اُس کی کیا ضمانت دیسکتے ہو اُس دولت کے سفیر نے کہ جس کی معرفت ہماری یہ گفتگو ہوئی تھی مجھ سے کہا کہ اب مجھکو پرشیا کی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں جانے سے تامل نہیں کرنا چاہئیے میں نے وہاں جانا چاہا لیکن میں نے اپنا افسوس بھی ظاہر کردیا کہ حسب قرارداد یہ شرائط صلح خفیہ نہیں رکھی گئیں۔ میں پرشیا والوں کے ہیڈ کوارٹر میں گیا اور بسمارک سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ظاہر کیا کہ فرانسیسی لوگ آزادی کی بہت قدر کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر کردیا کہ فرانسیسی ایسی کوئی شرط نہیں کرینگے جسکی رو سے صلح مجوزہ ایک ناپایدار مہلت جنگ ہی ثابت ہو۔ بسمارک نے جواب دیا کہ "اگر مجھکو پایدار اور مدامی صلح کے ممکن ہونے کا یقین ہوجاوے تو فوراً ابھی صلح کرلی جاوے گی" اُس نے بیان کیا کہ فرانس کی موجودہ گورنمنٹ کی حالت قابل اطمینان نہیں ہے اور اگر چند دنوں میں پیرس پر قبضہ نہ کیا جاویگا تو عوام الناس اُس کو تباہ کردینگے۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ فرانس سیڈان کی سپردگی بہت کم بھولیگا جس طرح سے کہ وہ واٹرلو وغیرہ کی بھولا نہیں ہے اور جسکا ہم سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ پھر کونٹ بسمارک نے یہ کہا کہ "فرانسیسی قوم کا جرمنی پر حملہ کرنے کا مستقل ارادہ معلوم ہوتا ہے"۔ میں اُس کے بیانات کے جوابات دیتا رہا اور جنگ کے سبب اُس کو بتائے اور میں نے اُس سے یہ کہا کہ تم صلح کی بابت جو شرائط چاہتے ہو وہ ٹھیک ٹھیک ظاہر کردو۔ اس کا بسمارک نے یہ جواب دیا کہ "جرمنی کی حفاظت کے لحاظ سے یہ امر ضروری ہے کہ جرمنی فرانس کے کسی حصہ پر قبضہ رکھے" تاکہ جرمنی کی حفاظت کی ضمانت ہوجائے۔ اور اسلئے اضلاع بالائے رہائن اور نشیبی رہائن اور اضلاع موزل معہ قلعہ میٹنس اور سوسون کے جرمنی کے قبضہ میں رہنا ضروری ہیں اور ان کو اب جرمنی چھوڑنا نہیں چاہتے"۔ جبکہ میں نے یہ اعتراض کیا کہ اس امر کے لئے کل فرنچ لوگوں کی منظوری ہونا چاہئیے جیسا کہ یورپ کے کل عوام کا قانون ہے اور بغیر اُن کی منظوری کے اُن اضلاع کا قبضہ ناجائز ہوگا۔ اس پر بسمارک نے کہا کہ "وہ خود اسبات سے اچھی طرح سے آگاہ ہے لیکن چونکہ جرمنی والوں کو فرانسیسیوں سے تھوڑے ہی عرصہ میں اور جنگ کرنا پڑے گا اسلئے جرمنی اپنے تمام فائدوں کے ساتھ ان اضلاع پر قبضہ رکھے گی"۔ میں نے

(ایم فاور) اُس پر یہ جواب دیا کہ یورپ حدِ اعتدال سے گذر جانے کا بہانہ رکھکر پرشیا کے قبضہ کی مخالفت کرے گا اور علاوہ ازیں ہم کو یہ شرائط ہی منظور نہیں ہیں۔ ہم بطور ایک قوم کے مر سکتے ہیں مگر ہم اپنے تئیں بے عزت ہونا پسند نہیں کرتے۔ تمام عوام فرانس کے صرف اسبات کے مجاز ہیں کہ وہ اپنے ملک کا کوئی حصّہ دے سکیں۔ بہر حال ہم ملک کی رائے اس بارہ میں لینگے۔ آخر میں میں نے یہ بھی کہا کہ پرشیا تو فتحیابی کے نشہ میں فرانس کے برباد کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ بسمارک نے اس بات سے انکار کیا میرے اس کہنے پر کہ سلطنت جمہوری کے اجلاس تک وقت ملنا چاہیئے تاکہ ان شرائط پر غور کیا جاوے اس پر بسمارک نے کہا کہ اسبات کے لئے مہلتِ جنگ کی ضرورت ہوگی اور پرشیا والے مہلتِ جنگ ہرگز منظور نہیں کرتے۔ ۱۹۔ستمبر کی شام کو قصبہ فیریریس میں بسمارک سے میری دوسری دفعہ پھر ملاقات ہوئی اب کی دفعہ بسمارک نے مہلتِ جنگ دینا منظور کی جو میں نے کہا کہ پندرہ دن کی ہونی چاہئے اور دوسرے دن بجے صبح کے اُس نے میرے پاس مفصلہ ذیل شرائط منظور کر کے بھیجیں

جس کا مضمون یہ تھا کہ مہلت جنگ کی ضمانت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ اسٹراسبرگ۔ ٹول اور فالسبرگ پر جرمنی کا قبضہ ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ میں نے اُس سے یہ کہا تھا کہ اسمبلی (مجلس جمہوری) کا پیرس میں اجلاس ہوگا۔ اُس حالت میں بطور ضمانت اُس نے قلعہ مونٹ ویلیرین مانگا۔ جس کی زد میں عین پیرس آباد ہے۔ میں نے اس بات پر اعتراض کیا اور کہا اس سے بھی آسان تو یہ بات تھی کہ تم پیرس ہی مانگتے۔ میں نے اُس سے کہا کہ اسمبلی کا شہر ٹورس میں اجلاس ہوگا اس حالت میں پیرس کے برخلاف اب ضمانت کی کیا ضرورت ہے۔ بسمارک نے پھر یہ درخواست کی کہ قلعہ اسٹراسبرگ میں جو فوج محصور ہے وہ اپنے تئیں بطور اسیران جنگ سپرد کر دیوے۔ میں نے اس تجویز پر ناراضی ظاہر کی بسمارک شاہ پرشیا سے صلاح و مشورہ کرنے گیا۔ شاہ نے بھی یہی اصرار کیا کہ اسٹراسبرگ کی محصور فوج اپنے تئیں بطور اسیرانِ جنگ سپرد کر دیوے مجھے جو اختیارات تھے وہ اب ختم ہو گئے تھے۔ میں وہاں سے اٹھا اور میں نے رخصت چاہی اور بسمارک سے یہ ظاہر کر دیا کہ جب تک پیرس میں سامان جنگ اور فوج موجود ہے ہم برابر تم سے لڑے جاویں گے۔ ایم فاور بیان کرتے ہیں کہ میں صلح کے لئے گیا تھا اور جرمنیوں میں فتح کا جوش اور اُن میں جنگ کا ارادہ پایا۔ اسلئے یورپ کی تمام سلطنتوں پر یہ واقعات ظاہر کر دئے جانے بہتر ہیں ۱۲۔ ماہِ حال کو ایم فاور نے ایک سرکاری مراسلہ بسمارک کے پاس بھیجا کہ نیشنل ڈیفنس کی گورنمنٹ تمہارے

پر صلح کے لئے تیار نہیں ہے - ایم فاور بیان کرتے ہیں کہ میرا یہ کام بے فائدہ نہیں ہوا کیونکہ پرشیا کی دھوکہ
وہی سب پر ظاہر ہو گئی ہے - سلطنت پرشیا نے وقت جنگ یہ اعلان دیا تھا کہ وہ نیپولین اور اُس کی سپاہ
سے جنگ کریگی - اور فرانسیسی قوم کا پرشیا ادب ملحوظ رکھتی ہے - لیکن آج سب پر ظاہر ہو گیا کہ پرشیا والوں کا
کیا ارادہ ہے - اخیر میں ایم فاور نے تمام ملک فرانس کے کل باشندگان کو یہ ترغیب دی ہے کہ یا تو جلسہ وزرا
کو موقوف کر دیا جاوے یا کل قوم کو چاہئے کہ اخیر دم تک دشمن سے لڑائی جاری رکھے -

سرکاری بیان جرمنی کا متذکرۂ بالا واقعہ کی بابت حسب ذیل ہے :-

"ایم جولیس فاور نے شمالی جرمنی تعہد کے صدر نشین (بسمارک) سے اپنی ملاقات کی جو رپورٹ شایع
کی ہے وہ کچھ درست ہے لیکن بالکل صحیح نہیں ہے - صرف مہلت جنگ کا سوال زیر بحث تھا کسی حصہ
ملک کے لینے کی بابت کونٹ بسمارک اپنے خیالات تب ہی ظاہر کرینگے جبکہ حصہ ملک کے جرمنی کو دینے کا
اصول منظور کر لیا جاوے "

۲۷ - ستمبر کو چھ گھنٹے کی گولہ باری کے بعد شہر ٹول نے اپنے تئیں سپرد کر دیا - فوج قلعگیر کو اسیران جنگ
اُنہیں شرائط پر کر لیا گیا جو شرائط کہ سپردگی سیڈان پر کی گئی تھیں - اس شہر کا محاصرہ ۱۴ - اگست کو شروع
ہوا تھا - ۱۶ - اگست کو اُس جانب حملہ کیا گیا جسطرف توپیں نہ تھیں - مگر یہ حملہ پسپا کر دیا گیا اور کئی سو جرمنی
فوج ماری گئی - بعد ازاں ایک بے ترتیب گولہ باری ہوتی رہی جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوا یہ گولہ باری ۲۳
تاریخ کو شروع ہوئی - جو توپخانہ کہ اس محاصرہ میں موجود تھا اُس میں پرانے زمانہ کی میدانی توپیں تھیں -
بوریا کی ریلوے کمپنی نے جس کی لائن شہر ویسمبرگ - نانسی - اور پیرس تک ہے اُس نے پندرہ
دن کے عرصہ میں شہر ٹول کے گردا گرد ایک شاخ ریلوے کے بنا دینے کا ادعا ئے خواہش کیا - لیکن
مولٹکی نے جواب دیا کہ نہیں ہمیں ریل کی ضرورت نہیں ہے - ہم پندرہ دن سے پہلے ہی اس شہر کو
فتح کر لینگے - جرمنی کے حملہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ اس قلعہ کی دوہری فصیل تھی اور دوہری خندق
تیس فیٹ چوڑی تھی اور بے شمار برج تھے اور پچھتر توپیں قلعہ پر چڑھی ہوئی تھیں جن میں سے ۲۶
بھاری بھاری توپیں رفل کی تھیں جو فرانسیسی اسٹراسبرگ سے لائے تھے جبکہ اُنہوں نے ٹول کو
سرگرمی سے بچانے کا ارادہ کر لیا تھا - بڑی بھاری توپیں محاصرہ کی جرمنی سے یہاں پہنچیں اور کوہ ہچل
کی ایک پہاڑی پر جانب شمال اُن کو جمایا گیا اور جنوب مغرب کی جانب پہاڑی پر دوسرا توپخانہ

مقرر کیا گیا اور جنوب مشرق میں ایک تیسرا توپخانہ مقرر کیا گیا۔ ۲۶ تاریخ تک جرمنیوں کی مفید کارروائی نہیں ہوئی۔ ۲۷۔ تاریخ کی صبح ہوتے ہی تیسرے اور چوتھے توپخانہ کی باڑیوں نے ایک دم سے گولہ باری شروع کردی اور تمام فوج نے ملکر حملہ کر دیا جو زیر کمان گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ شورین کے تھے۔ تمام دن گولہ باری رہی فوج قلعگیر بھی گولہ باری کرتی رہی مگر اُس کی گولہ باری کسی کام کی ثابت نہیں ہوئی۔ شام کو بسبب گولہ باری کے شہر میں ۳ جگہ آگ لگ رہی تھی۔ تمام باشندوں نے جمع ہوکر اب کمانڈنٹ فوج فرنچ کو یہ ترغیب دی کہ وہ قلعہ پر سفید جھنڈا نصب کردیں اور قلعہ کو سپرد کردیں۔ کرنل مانتقل کمانیر فوج محاصرین نے یہ درخواست صلح فوراً قبول کرلی اور جرمنی کی فاتح فوج اُسی شام کو سات بجے شہر میں داخل ہوگئی۔ شرائط سپردگی بالکل وہی تھیں جو سیڈان پر ہوئی تھیں۔ میونسپلٹی کی ایک کونسل نے سپردگی سے ناراضگی ظاہر کی لیکن باشندگان شہر نے بے فائدہ بربادی کا اسقدر خوف دلایا کہ سول اور فوجی حکام سپردگی پر رضامند ہوگئے۔

قلعگیر فرنچ فوج کی تعداد بہت ہی کم نکلی۔ کل دو سو فوج تھی اور دو ہزار عام آدمی تھے جو لڑائی کے لئے حب الوطنی سے آگئے تھے۔ اور کوئی باقاعدہ گولنداز نہ تھا میجر بک ایک پنشنر بوڑھا افسر رسالہ اس فوج کا کمانڈنٹ تھا۔ محاصرہ کے دوران میں ۵۰۰ عوام کی نئی فوج کو توپوں کا فیر کرنا سکھلایا گیا تھا۔ جو توپخانہ سے گولہ باری کرتے تھے لیکن ۲۷۔ تاریخ کے حملہ کے پسپا کرنے میں تمام مرد باشندگان شہر جن کے پاس ہتھیار تھے شامل ہوئے تھے۔ اس لڑائی میں نقصان فریقین کا بہت کم ہوا۔

فصل ہفتم

پیرس کی طرف جرمنی فوج کا بڑھنا۔ دارالخلافت کے قلعہ و محافظ نکابیان

شہر اسٹراسبرگ کی سپردگی

اب جرمنی کی فوج نے بتدریج مگر باستقلال پیرس کی جانب کوچ شروع کردیا۔ سیڈان اور ہیومونٹ کی خونریز لڑائی کے بعد کہ جو معزول شہنشاہ اور اُس کی فوج کے واسطے اس قدر بربادی بخش ثابت ہوئیں کھلے میدان میں پھر بہت ہی کم جنگ ہوئی۔ فرانس کی فوج جس طرح شکست پر شکست کھاتی

کھاتی تھک گئی تھی اسی طرح جرمنی کی فوج بھی فتح پر فتح کرتی تھک گئی تھی اورخاصکر جرمنی کو یہ فتح بہت
ہی گراں پڑی یعنے جرمنی فوج کا بھی بہت ہی سخت نقصان ہوا۔اب جرمنی والوں کو اپنی اس ضائع
شدہ فوج کے عوض دوسری فوج بھرتی کرکے کمی پورا کرنے کے لئے وقت کی ضرورت تھی۔لیکن تاہم
جرمنی کی فاتح فوج نے استقلال سے مگر آہستہ آہستہ فرانسیسی دارالخلافہ کیطرف کوچ کردیا۔

جرمنی کی فوج کے تین لشکروں نے اب بتدریج پیرس کی جانب کوچ کردیا۔اس فرانسیسی فوج
نے جو پیرس میں تھی اور جنرل وینوئی کے کونسلے جو ابھی تک جرمنی فوج سے نہیں لڑی تھی راہ
گریز اختیار کی۔ ۱۷ستمبر اور ۱۸ستمبر کو جرمنی فوج کا ایک بڑا حصہ پیرس تک پہنچ گیا ۱۹ستمبر کو ولیعہد پرشیا
کی فوج کے مقدمۃ الجیش اور کچھ فرانسیسی فوج سے مڈبھیڑ ہوگئی۔فرانسیسی فوج نے اچھی طرح مقابلہ کیا۔
لیکن فرانسیسوں کی کچھ بے قاعدہ فوج نے جرمنی کی فوج کی شکل دیکھتے ہی بھاگنا شروع کردیا اسلئے فرانسیسی
کو مجبوراً اپنی جگہ چھوڑکر پسپا ہونا پڑا اوراُن کے بہت سے آدمی گرفتار ہوئے اور بہت سی توپیں جرمنی
فوج کے ہاتھ آئیں۔

۲۲ستمبر کو مقام وارسیلیز سے ولیعہد پرشیا نے ملکہ پرشیا کو ایک تار اس مضمون کا بھیجا کہ شہر اسلینہ
سے شہر ونسنس تک پیرس کا محاصرہ کرلیا ہے اور فرانسیسی فوج کو ان دونوں شہروں کے بیچ میں سے
پیرس کی جانب واپس بھگادیا ہے۔ایک مضبوط دمدمہ اور سات توپیں ہمارے ہاتھ لگیں اور
ہمارا نقصان بہت خفیف ہوا۔شاہ پرشیا نے اُسی تاریخ کو ملکہ پرشیا کے پاس جو تار بھیجا اُس کا مضمون
یہ تھا کہ جب ۵ پرشیا کے کورز اور ۲-بویریا کی کورز نے دریائے سین کو قصبۂ ویلی نوسینٹ جارج پر عبور
کرلیا تو جنرل وینوئی کی فوج کے تین ڈویژنوں نے سیکاکس کی پہاڑی پر سے ہماری فوج پر حملہ کردیا۔
لیکن آخرکار فرانسیسی فوج قلعہ جات پیرس کے پیچھے بھگادی گئی۔سات توپیں اُن کی ہمارے ہاتھ
آئیں اور بہت سی فرانسیسی فوج گرفتار ہوئی۔ہماری لوین رجمنٹ کے سپاہی بہت کام آئے۔معلوم ہوتا
ہے کہ پیرس کے تمام باشندوں نے باستثنا چند یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ مرجاویں گے مگر دشمن کو
اپنے تئیں سپرد نہ کریں گے۔غالباً یہ بات یوں معلوم ہوتی ہے کہ پیرس کے چاروں طرف جو مضبوط
قلعے بچاؤ کے لئے ہیں اُس پر اُن کو اپنی کامیابی کا پورا اعتماد ہے اور جو درحقیقت بہت ہی مضبوط
ہیں جنکا بیان حسب ذیل ہے:۔

پیرس کا خاص قلعہ پنج گوشہ ہے اور اُسمیں ۹۴ برج ہیں اور اُن کے آگے دمدمے بنے ہوئے ہیں اور قلعہ کے
اندر کا احاطہ شمالاً جنوباً آٹھ ہزار پانسو گز کا ہے اور شرقاً غرباً اس سے بھی تھوڑا سا زیادہ ہے وہ فصیل خورد جس کو
دشمن چڑھکر فصیل کلاں تک پہنچتا ہے ۳۰ فیٹ بلند ہے اور اس قلعہ سے بیرونی قلعہ جات پیرس کا فاصلہ کسی
کا دو ہزار گز ہے اور کسی کا تین میل کا ہے۔ ان قلعجات کا سلسلہ شہر پیرس سے شمال اور مشرق اور جنوب کیجانب
پھیلا ہوا ہے۔ یہ قلعے اندر سے شرقاً غرباً اُنیس ہزار اور شمالاً جنوباً پندرہ ہزار گز رقبہ کے ہیں شہر سینٹ ڈینس مع
اپنے تین قلعوں کے پیرس کے سب سے اخیر شمالی مدافعت کی جگہ ہے اس شہر کے ایک حصہ پر بھی دمدمے وغیرہ بنے
ہوئے ہیں۔ سینٹ ڈینس کے شمال کی جانب قلعہ ڈی لابرچ ہے۔ اور اس قلعہ سے میل بھر آگے قلعہ ڈبل کورون
ڈیو نورڈ ہے جو شہر ڈینس کے بالکل شمال میں ہے۔ شہر ڈینس کے جنوب مشرق میں قلعہ ڈی ایسٹ ہے یہ قلعہ
مربع ہے اور اُسمیں برج بھی ہیں۔ اس سے اور تین میل آگے جنوب مشرق کی طرف قلعہ ڈی آبرویلیئر بھی
پنجگوشہ قلعہ ہے اور اسمیں برج بھی ہیں۔ ان سب متذکرہ بالا قلعوں میں سینٹ ڈینس کی نہر جاری ہے۔ اور
ان مہرسہ قلعجات کے درمیان جو میدان پڑا ہوا ہے اُسمیں نہر کے کناروں پر تین جگہ تین چھوٹے چھوٹے قلعے اور
بنے ہوئے ہیں۔ پیرس کی یہ تمام حفاظتی (قلعجات) تو میدان میں ہیں۔ لیکن قلعہ ڈی آبرویلیئر اور نہر اورق کے
جنوب میں زمین بہت بلند ہے اور اس بلند میدان کی وجہ سے مشرقی پیرس خوب محفوظ ہے اور یہ میدان شہر
ون سنس تک چلا گیا ہے پیرس سے بہت آگے جاکے یہ میدان مائل بہ نشیب ہوتا جاتا ہے اور اس میدان کے
اس اُتار پر قلعجات بنے ہوئے ہیں۔ اُنمیں سے اوّل قلعہ ڈی روسن ویلی ہے یہ مربع قلعہ ہے اور اس میں بھی برج
ہیں اور اس کے آگے دمدمے بنے ہوئے ہیں جو اُس سڑک تک پھیلے ہوئے ہیں جو پیرس سے سیٹرا اور نہر اورق
کو جاتی ہے۔ اور میدان پر جو قلعے ہیں اُن کے نام یہ ہیں۔ قلعہ ڈی نوئزی۔ قلعہ ڈی روزنی۔ اور قلعہ ڈی نوجنٹ
یہ سب مربع قلعہ ہیں اور ان کے باہر دمدمے علیحدہ بنے ہوئے ہیں۔ شہر روسن ویلی اور قصبۂ نوئزی کے درمیان
ایک چھوٹا سا قلعہ موسوم بہ نوئزی ہے۔ قلعجات نوئزی اور روزنی کے درمیان چھوٹے قلعے مانٹرل اور لاباسیل
ہیں۔ روزنی اور نوجنٹ کے درمیان قلعہ فونٹنی ہے۔ نوجنٹ سے ساڑھے چار میل کے فاصلہ پر ایک قلعہ اور
ہے جس کا نام قلعہ چارنٹن ہے اور یہ قلعہ سب قلعجات متذکرہ بالا سے بڑا ہے۔ یہ پنج گوشہ قلعہ ہے اور دریائے
سین اور دریائے مارن کے اتصال سے جو گوشہ بنا ہے اُس پر یہ قلعہ بنا ہوا ہے۔ دریائے سین کے بائیں
کنارہ پر جو قلعجات ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے۔ اوّل تو قلعہ آیوری ہے جو قلعہ چارنٹن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ

پر ہے۔ اور اس قلعہ کی زد میں شہر لانس کی ریلوے اور سڑک اور دریائے سین اور دریائے مارن کے گھاٹ وغیرہ ہیں یہ قلعہ قصبۂ آیوڑی اور وڑی کے درمیان بلند میدان پر بنا ہوا ہے اور آرلینز کو جو ریلوے جاتی ہے وہ اس کے قریب ہے گویا ریلوے لائن کا یہ محافظ ہے۔ دوسرا قلعہ لبٹری ہے اور یہ بھی بلند میدان پر ہے۔ بٹری کا قلعہ شہر پیرس کے خاص قلعہ سے ایک میل سے کچھ کم ہے اور شہر اورسی کو جو ریل جاتی ہے وہ اور شہر فونٹین بلیو کو جو سڑک جاتی ہے یہ سب اس کی زد میں ہیں اورسی کی ریل کی سڑک کی دوسری جانب قلعہ مونٹروگ ہے جو شہر ٹولوس کی سڑک کے قریب ہے پھر اس کے آگے ایک اور قلعہ ہے جس کا نام ڈی ونوس ہے اور جو شہر چیورونزا اور شہر وارسلیز کی ریلوے کا محافظ ہے اور سب سے اخیر قلعہ "ڈی ایسی" ہے جو بلند میدان کی مغربی اُتار کی طرف ہے اور وارسلیز کو جو ریل اور سڑک جاتی ہے وہ دونوں اس کی زد میں ہیں۔ اور پیرس سے نکلکر دریائے سین کا جو پہلا موڑ ہے وہ بھی اس قلعہ کی زد میں ہے یہ آخری پانچ قلعے ایسے عمدہ جگہ پر بنے ہوئے نہیں ہیں جیسے وہ قلعے ہیں جو پیرس کے مشرق کی طرف اُس کی حفاظت کے لئے ہیں۔ چونکہ جس میدان میں یہ بنے ہوئے ہیں وہ جنوب کی جانب بہت دور تک چلا گیا ہے اور وہ میدان بعض جگہ سے اتنا بلند ہو گیا ہے کہ اُس بلندی سے یہ قلعے عین زد میں ہو گئے ہیں۔

مغربی جانب شہر پیرس جنوباً قصبۂ ایسی سے قصبۂ سینٹ ڈینس تک شمالاً دریائے سین کے دوبارہ واپس لوٹ آنے سے محفوظ ہے یعنے دریائے سین مغربی جانب پیرس کے بطور خندق کے اس طرح ہو گیا ہے کہ جبتک دشمن یہ دریا عبور نہ کرلے مغربی جانب سے پیرس میں داخل نہیں ہوسکتا ہے یہاں آکر دریا سے ایک دوسرا موڑ بنجاتا ہے اور کچھ قطعہ زمین مثل جزیرہ نما کے پانی سے محدود ہو جاتی ہے۔ اس جزیرہ نما میں جو پیرس کے مرکز سے عین مغربی جانب ہے ایک اور قلعہ بنا ہوا ہے اور اُس کا نام مونٹ ویلیرین ہے۔ یہ قلعہ اُس ریلوے کے قریب ہے جو شہر کلاؤڈ کو جاتی ہے۔ جنرل ٹرڈچو نے اس قلعہ کی توپوں کی عین زد میں ایک میدان لشکرگاہ کے لئے بنا کے اُس کی چاروں جانب خندقیں کھدوادی تھیں اور اُس کا یہ خیال تھا کہ جب دشمن سے لڑتے لڑتے پیرس میں غلہ و خوراک وغیرہ بالکل نہ ملے گی اور پیرس کے باشندے جب سپردگی کے لئے حیران کرنے لگینگے۔ تب یہاں آجاؤنگا۔ یہ قلعہ بذات خود ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ اور اس پر گولہ باری نہیں ہوسکتی تھی شہر پیرس اس قلعہ کی عین زد میں ہے۔

۱۵ ستمبر کی رات وہ جرمنی فوج جس نے اسٹراسبرگ کا محاصرہ کر رکھا تھا دریائے رہائن کے بائیں کنارہ

قلعہ کہل کے مقابلہ میں اپنے توپخانہ کی باٹریاں جمانے میں کامیاب ہوئی ۱۷ستمبر کو ۱۲سو فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکلکر اس توپخانہ پر حملہ کیا اور اُن کے مقابلہ میں ریاست بیڈن کے چار سو سپاہی تھے۔بیڈن والے اپنی جگہ پر قایم رہے اتنے میں پرشیا کی اور فوج اُن کی مدد کو آگئی۔اور فرانسیسی فوج کو واپس بھگا دیا۔اس مصاف میں فرانسیسی بہت قتل و زخمی ہوئے اور بہت سے دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو گئے۔اور تین توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں۔جرمنی فوج کی گولہ باری سے فصیل قلعہ میں ایک شگاف ہو گیا تھا دریائے رائن کے بائیں کنارے پر جو دمدمے اور قلعے تھے اب اُن سب کو جرمنی توپخانہ نے گھیر لیا تھا جنھوں نے اب متواتر اور بربادی بخش گولہ باری جاری رکھی۔فرانسیسی فوج بھی اس گولہ باری کا جواب دیتی تھی اور اُن کی گولہ باری سے بعض اوقات جرمنی فوج بہت ضایع ہو جاتی تھی۔شہر اسٹراسبرگ رات دن گولہ باری کی وجہ سے دھوئیں میں چھپا رہتا تھا۔قلعوں کا بہت بڑا حصہ اب ملبہ ہو ہو کر گر رہا تھا۔۱۷ستمبر کو یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ اگر جنرل ورڈر اپنے دو ہزار آدمی کو جان کے خطرہ میں ڈال کر حملہ کرے تو وہ شہر کو فتح کر سکتا ہے۔جرمنی فوج نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ غبارہ پر چڑھ کے قلعہ میں جو بارود کا میگزین ہے اُس میں غبارے سے اڑنے والے مادّہ کا گولہ پھینک دیا جائے فوج محاصرین نے جو دمدمے اپنی حفاظت کے لئے بنا لئے تھے اُن سب میں آپس میں تار لگا ہوا تھا اور سب جگہ سے یہ تار جرمنی ہیڈ کوارٹر میں پہونچتا تھا۔

۱۸ستمبر سے ۲۲ستمبر تک اسٹراسبرگ پر برابر گولہ باری جاری رہی اور جان اور مال کا بہت نقصان ہوا۔بعض اوقات قلعہ میں سے فرانسیسی فوج نکل کر جرمنی فوج پر حملہ کیا کرتی۔مگر ہمیشہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دی جاتی تھی۔"

آخر کار ۲۷ستمبر کی صبح کو ایک سفید جھنڈا جسکو ایک فرانسیسی افسر پکڑے ہوئے تھا قلعہ کی فصیل پر سے اُڑتا ہوا دکھائی دیا۔گولہ باری فوراً بند کر دی گئی۔اور محاصرین اور محصورین کی گفتگو ہو کر شرائط صلح کی تحریر کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر ہوئی۔شہر کے چھوڑ دینے کا ابتدائی معاہدہ جب مکمل ہو گیا تو فرانسیسی فوج نے ۲۷ستمبر کی دوپہر کو شہر اسٹراسبرگ چھوڑنا شروع کر دیا۔اس کی بہادر محافظوں میں سے اوّل جنرل اُہرچ قلعہ سے نکلا۔اُس کے پیچھے افسران اسٹاف تھے۔اور جرمنی فوج کے کمانڈر جنرل ورڈر سے ملنے گیا جنرل ورڈر اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا اور آگے بڑھکر جنرل اُہرچ سے ملا اور اُس سے مصافحہ کیا۔اس کے بعد جنرل بیرل اور تمام افسران فوج قلعہ میں سے نکلے اور بعد ازاں تمام قواعد داں اور بیقاعدہ فوج جھنڈے لئے ہوئے

اور کندھوں پر ہتھیار رکھے ہوئے نکلے۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ سوائے معدودے چند سپاہ کے اس فوج کا برتاؤ نہایت خراب تھا۔ اور شرائط سپردگی کے خلاف اس طرح سے عمل کرتے تھے جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ فوج اپنے افسران کی مطیع نہیں ہے۔ اور جنرل اُمپح کی سپردگی کا سب سے بڑا سبب یہی ہوا (یعنے سپاہیوں کی نافرماں برداری) دو تہائی سے زیادہ فوج شراب پئے ہوئے تھی۔ اور شراب پی پی کے نہایت مدہوش ہو رہی تھی۔ جبکہ یہ فوج شہر کے برباد شدہ دروازہ سے باہر نکلنے لگی تو سینکڑوں فرانسیسی سپاہی بوجہ نشہ شراب کے لڑکھڑا کر گرپڑے اور اُن کی زلفیں اور ہتھیار پتھروں کی دیواروں سے لگ لگ کر چکنا چور ہو گئے اور بعضوں کے ہتھیار خندق میں گر پڑے۔ ایک پلٹن نے صرف یہ خوشی کا نعرہ مارا کہ خدا سلطنت جمہوری کو قایم رکھے سلطنت پرشیا کو قایم رکھے! اور شہنشاہ کو قایم رکھے۔ افسروں نے بھی ان سپاہیوں کو باقاعدہ رکھنے کی کوشش نہیں کی نہ اُن کو اُن کے ہتھیار برباد کرنے سے روکا اور جو کہ سپردگی کے شرائط کے بموجب جرمن فاتحان کو دینے چاہئیں تھے۔ پرشیا اور بیڈن کی فوجوں نے جو فتح کا بینڈ باجہ بجایا بہت سے فرانسیسی سپاہی اُس پر ناچنے ہی لگ پڑے۔ بعض سپاہی گھانس پر لوٹ گئے اور ناقابل فہم الفاظ نکالنے لگے۔ بعضوں نے جرمنی سپاہیوں سے معانقہ ہی کرنا چاہا اور جرمنیوں نے اُن کو جھڑک کر الگ کر دیا۔ یہ تمام نظارہ بہت ہی تکلیف دہ اور نفرت انگیز تھا اور ان کے چال و چلن سے فرانسیسی فوج سے نفرت ہوتی تھی۔ جنرل اُمپح بھی جنرل ورڈر سے ملاقات کرنے کے دوران میں اس فرانسیسی فوج کے طرز عمل سے بہت دل ہی دل میں شرمندہ ہوتا تھا۔

سپردگی کے بعد شہر اسٹراسبرگ کی جو حالت تھی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ اسٹراسبرگ کے مغربی اور شمالی مغربی مضافات تو بالکل ویران ہو گئے تھے محلہ فابرگ نیشنل تو جلکے بالکل جلا ہوا ملبہ پڑا ہوا معلوم ہوتا تھا اور محلہ پیری جس جگہ آباد تھا وہ بالکل ویران ہو کر وہاں میدان نکل آیا تھا۔ اس میں نہایت بلند نوساختہ بڑے خوبصورت مکانات اور عمارات تھیں جن پر سینکڑوں روپے صرف ہوئے تھے۔ اس کی بجائے اب صرف یہ رہ گیا تھا کہ کہیں کہیں کوئی دیوار کھڑی نظر آجاتی تھی یا لوہے کے جلے ہوئے ٹکڑے نظر آتے تھے یا راکھ کے ڈھیر نظر آتے تھے فصیل شہر پر اگر کوئی دیکھتا تو فابرگ اس طرح سے نظر آتا تھا گویا کوئی دبا ہوا شہر معلوم ہوا ہے اور اُس کا ملبہ اوپر کھود کھود کے ڈالا جا رہا ہے۔ اس قدر کامل اور پوری بربادی اسکی ہوئی تھی کہ اگر کوئی شخص یہ کہتا اب سے چھ ہفتہ پیشتر یہ شہر نہایت

خوبصورتی سے آباد تھا اور یہاں بڑے مخیر لوگ رہا کرتے تھے اور روپے کے لین دین کا کاروبار یہاں خوب ہوا کرتا تھا تو شاید کسی کو بمشکل یقین آتا۔ جدھر آنکھ اُٹھا کے دیکھتے سوائے بربادی اور تباہی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ بڑے بڑے بُرج اور مکانات جو گر گئے تھے یا اب گر رہے تھے۔ مکانات گرجا۔ اور کارخانجات اور قلعہ کی فصیلیں یہ سب گر گر کے خاک ہوتے جاتے تھے اور درختوں کا یہ حال تھا کہ کوئی بالکل ہی گر گیا تھا اور کوئی گرنے کی حالت میں تھا۔ اُنیسویں صدی کا یہ کیسا غمگین نظارہ تھا۔ ہمارے زمانہ میں تہذیب کو جو ایسا مکمل سمجھ لیا گیا ہے اور سائنس (علم) کی ہر شاخ میں ترقی ہو رہی ہے اس بربادی کو سوائے اس کے اور کیا کہا جاوے کہ یہ بربادی بھی ایک ضمیمہ تہذیب ہے۔ ہماری فخریہ ترقی کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں روپوں پر پانی پھر گیا اور لاکھوں کی لاگت اور بڑی محنت اور عقل سے جو چیزیں مہیا کی گئیں تھیں وہ یوں برباد کر ڈالی گئیں۔ اصلی بات تو یہ ہے کہ درحقیقت جنگ تمام بے وقوفیوں سے بڑھ کر بیوقوفی اور تمام جرموں سے بڑھکر جرم ہے۔ ہمیں اس جگہ اس بحث سے کیا غرض۔ اب ہم اپنے کام کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں۔ اسٹراسبرگ کا قلعہ بالکل راکھ کا ڈھیر نظر آتا تھا شہر کا اندرونی حصہ گو اس قدر برباد تو نہیں ہوا تھا جتنا کہ اسٹراسبرگ کے مضافات اور دیگر قرب وجوار کی عمارات ہوئی تھیں لیکن چونکہ یہ درمیانِ شہر میں تھا اس کا بھی بہت نقصان ہوا۔ محلہ کلیبر پلیٹ میں جو نہایت مشہور تفریح گاہ تھا وہ بنیاد سے چھت تک بالکل برباد ہو گیا تھا۔ گرجا اور شہنشاہی محل اور اعلےٰ اعلےٰ عمارات تمام چکنا چور ہو رہی تھی۔ نہر کے تین یا چار پل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اُڑ گئے تھے اور بعض عالیشان مکانات ایسے شکستہ ہو گئے کہ مجبوراً اُن کو اُسی وقت گرا دینا پڑا۔ شہر میں تمام سڑکیں بوجہ گولوں کے گرنے کے اکھڑی ہوئی ہوئی تھیں اور گڈھوں پر گڈھے ہو رہے تھے۔ شہر کا باغ دوران محاصرہ میں قبرستان بنایا گیا تھا اور اب وہاں تمام سپاہیوں اور سویلین اور مرد و عورت اور بچے وغیرہ کی قبریں بنی ہوئی تھیں۔ بالمختصر یہ ہے کہ اس مشہور زمانہ شہر اسٹراسبرگ پر جو مصیبتیں نازل ہوئیں۔ اُس کے بیان کرنے کے لئے کافی الفاظ نہیں ہیں۔

گولہ باری سے اسٹراسبرگ میں جو نقصان ہوا اُس نقصان کی میزان بہت زیادہ ہے۔ شہر کے چار سو مکانات برباد ہوئے اور سترسو شہری آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔ اور آٹھ ہزار آدمی بے گھر ہو گئے۔ اسٹراسبرگ کے نقصان کا اندازہ اٹھارہ کروڑ فرانک یا ستر لاکھ پونڈ اور اسّی لاکھ پونڈ کے درمیان

کیا گیا تھا - یہودیوں کے محلہ میں اور ماہی گیروں کے محلہ میں اور محلہائے سینٹ نکولاس اور ننکن سیٹ اور بروگلی میں اور اسٹین اسٹریسی کے قریب بہت ہی سخت نقصان جان و مال ہوا -

فصل ہشتم

پیرس کے سامنے لڑائی - شہنشاہ نپولین کا تحریری اعلان

وسجنز میں لڑائی

جرمنی فوج اب پیرس کی جانب بڑھی جا رہی تھی اور اُس کے روکنے کے لئے اب ایسی کوئی فرانسیسی فوج نہیں رہی تھی کہ جو قواعددان فوج کہی جا سکے - اس لئے ستمبر کے اخیر میں جرمنی فوج نے پیرس کا پورا محاصرہ کر لیا اور بیرونی دنیا سے پیرس کے تمام تعلقات مسدود ہو گئے - بے شمار قواعددان سپاہی کہ جنھوں نے گذشتہ خونریز لڑائیوں میں فتح پائی تھی - اس شہر کے چاروں جانب پڑی ہوئی تھی اور فوج کے آٹھ یا ۸ کور تھیں جن کی تعداد دو لاکھ دس ہزار سے دو لاکھ چالیس ہزار تک تھی اور شمال مشرق سے جنوب مغرب تک پیرس کو گھیرے ہوئے تھی - ریل کی سڑکوں پر رسالہ سوار ان محاصرہ کئے ہوئے تھے -

۳۰- ستمبر کو فرانسیسی فوج نے زیر کمان جنرل وینوئی اور جنرل ڈوکروٹ فوج محاصرین پر حملہ کرنے کی کوشش کی -

قلعجات آئوری اور مان ٹروگ سے اُن پہاڑیوں کی چوٹیوں پر گولہ باری کی گئی جو قصبہ چوزی لی روئے سے قصبہ لاہے تک پھیلے ہوئے ہیں تاکہ جرمنی فوج کی توجہ ادھر منعطف کرا کے لانگ بویو کے میدان پر حملہ کر دیا جاوے - دریائے سین کی وادی اور ادس وادی کے درمیان جس پر شہر بیوری آباد ہے ایک پہاڑی حائل ہے جس کی چوٹی بہت چوڑی ہے اور یہ ۲ میل تک عریض ہے - اس کے مشرق کی طرف دریائے سین کی جانب قصبۂ چوزی لی روئے سے ذرا اوپر موضع تھیاس آباد ہے - اور مشرقی طرف شہر بیوری کی جانب لاہے آباد ہے - وینوئی کی غرض یہ تھی کہ شہر چیویلی پر قبضہ ہو جائے - اس لئے وہ پچیس ہزار فرانسیسی فوج ہمراہ لے کر سامنے بڑھا - اور جنرل ڈوکروٹ مغرب کی طرف شہر بوگیوال کی جانب دشمن

کی دیکھ بھال کے لئے چلا - اور جنرل ڈیکیسی نے شہر نوجنٹ کے سامنے اسی غرض سے کوچ کیا - نوجنٹ پر
دریائے سین اور مارن کے اتصال پر اور فرانسیسی فوج بھی پڑی ہوئی تھی شہر ڈینس سے آگے شمال
کی جانب بھی فوج کو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے کوچ کرنے کا حکم بھی دیا گیا تھا - علاوہ پچیس ہزار فوج
متذکرۂ بالا کے ۲۰ - اور ۱۲ - اور ۱۰ - اور ۲۷ - اور ۵۰ - اور ۱۵ - اور ۹۰ - فوجیں بھی سٹریلیوز اور توپوں
کے ساتھ اس حملہ میں مصروف تھیں اور بہت سی نئی بھرتی شدہ فوج کے سپاہی بھی اس میں شریک تھے
اور یہ سب فوج قلعہ "ایسی" کے عقب سے قلعہ منٹروگ تک پھیلی پڑی تھی - فوجی رپورٹ کے مطالعہ سے یہ واضح
ہوتا ہے کہ جنرل دینوئی کا یہ ارادہ تھا کہ اگر ممکن ہو سکے تو قصبات - لاہے اور چیویلی - تھیاس اور چوزیلی روئی
پر قبضہ کر لیا جاوے - چونکہ اس قبضہ کرنے سے شہر وارسلیز کے ساتھ آمد و رفت کی راہ جاری ہو سکتی تھی - اوّل
اوّل تو اُس فرانسیسی فوج کو جو ایک شب پہلے قلعجات آیوڑی بٹیٹری - اور منٹروگ کے پیچھے جمع ہوئی تھی پوری
کامیابی حاصل ہوئی - فوج گلھیم بریگیڈ اور ۳۵ - اور ۴۲ - نے چیویلی پر قبضہ کر لیا اور مڈھوئی کے ڈویژن فوج نے
تھیاس پر قبضہ کر کے تھوڑے عرصہ کے لئے جرمنی توپخانہ کی ایک باڑی پر قبضہ کر لیا مگر توپوں کو نہیں لیجا سکے -
اس فوج پر اب پرشیا کی تیس ہزار فوج نے حملہ کیا - جنرل ڈاکیسی جو شہر کریٹیل کی طرف لڑ رہا تھا اُس کو بھی اب پیچھے
ہٹنا پڑا - لیکن جنرل ٹروچو فوج کے اس طرح لڑنے سے خوش ہوا اور اُس نے فوج کے طرز عمل کی تعریف
کی - فرانسیسی بائیس ہزار فوج دشمن کی دیکھ بھال کے لئے نکلی تھی لیکن پرشیا والے زیادہ تعداد بتلاتے ہیں -
جرمنی کی فوج کے نو سو یا ایکہزار آدمی مارے گئے اور فرانسیسی فوج کے بارہ سو آدمی قتل و گرفتار ہوئے -
لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ صبح ہوتے ہی قلعوں سے گولہ باری شروع ہو گئی اور پھر پیدل فوج نے آگے
بڑھنا شروع کیا اور میدانی توپخانہ نے شہر چیویلی کے سامنے گولہ باری شروع کی اور پیدل فوج تین لائن
میں ہو کر آگے بڑھی - اس پیدل فوج کا میمنہ حصہ سڑک پر ہوتا ہوا اُس پہاڑی کی چوٹی تک گیا جو وادی
سیری میں ہے اور جو درمیان قلعہ ہائٹس بردری اور قلعہ لاہے کے واقع ہے - اور پیدل فوج کا میسرہ شہر
فنٹن بلیو کی سڑک پر ہو کر شہر لاہے کی طرف گیا - باوجودیکہ جرمنی فوج کے ۲ - کور نے چیویلی میں سے گھروں
اور دیواروں کی آڑ میں سے فرانسیسی فوج کی مدافعت کی لیکن ۳۵ - فرانسیسی فوج نے آٹھ بجے شہر چیویلی
لے لیا - فوج میسرہ جو زیر کمان جنرل مڈھوئی تھی اُس کو کامیابی کم ہوئی - چونکہ اس فوج پر لاہے سے جرمنی فوج
نے سخت گولہ باری کی - جب فوج میمنہ موضع تھیاس میں پہنچی تو وہاں پر جرمنی کی بہت فوج دکھائی دی اور چونکہ

جنرل دینوئی کو اور زیادہ حملہ کرنے کی ہدایت نہیں کی گئی سوائے اس کے کہ دشمن کی دیکھ بھال کر کے فوج پرشیا کی تعداد معلوم کریں اور ان کو ذراسی بھڑکا دے۔ اس لئے جنرل وینوئی پیچھے ہٹ آیا۔

۱۲ اکتوبر کو شہنشاہ نپولین کا اعلان شایع ہوا۔ یہ بعنوان "خیالاتِ شہنشاہ فرانس" طبع ہوا تھا۔ اور اس کا دیباچہ اس طور سے شروع ہوا ہے کہ ایم جولیس فاور نے جو گفتگو کونٹ بسمارک سے صلح کے لئے کی تھی اور اس میں ناکامیابی ہوئی۔ بسمارک نے اس بات کی ٹھیک رپورٹ ولہلمشوہی میں شہنشاہ کے پاس فوراً بھیجدی تھی۔ شہنشاہ نے اس پر غور کر کے ایم ڈی کاسلنا کے ہاتھ مفصلہ ذیل نوٹ خود اپنے ہاتھ سے لکھکر پرشیا کے ہیڈ کوارٹر میں بھیجا جسکا مختصر خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"۲ ستمبر یعنے جب سے قدرت نے مجھ کو اپنی تلوار شاہ پرشیا کو سپرد کر دینے پر مجبور کر دیا۔ شاہ پرشیا مجھ اپنے قیدی کو ہر مصیبت سے جو فوج جرمنی ملک فرانس پر برپا کر رہی ہے اور جسکو شاہ مذکور جرمنی کے فوائد کہتے ہیں مطلع رکھتے ہیں یا جیسے میری رائے ہی اور جسکی کہ اب کونٹ بسمارک کے خطوط سے اور تصدیق ہو گئی ہے مجھ کو مطلع رکھنا چاہتے ہیں۔ ۴ ستمبر تک تو میں نے اپنے خیالات یوں محفوظ رکھے تاکہ شہنشاہ بیگم کو ملک کی خواہش کے موافق عمل کرنے کی پوری آزادی رہے۔ لیکن ۴ ستمبر سے میں ہمیشہ یہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ فرانس اپنے اصلی حدود سے اپنے دشمنوں کو نکالدے۔ گو فرانس نے میرے خاندان کے حقوق زائل کر دیئے ہیں۔ فرانس بے شک ایسے کوئی شرائط قبول نہیں کرے گا جس سے اس کے ملک کی آبرو جاوے۔ اور شاہ جرمنی نے بھی بروقت ملاقات یہ تذکرہ کیا تھا کہ وہ بہ نسبت فرانس کی بربادی کی اس سے اتحاد ہونے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ اگر شاہ کے درحقیقت یہ خیالات ہیں تو ان کے عملدرآمد کے لئے کوئی شئے مانع نہیں ہو سکتی۔ فرانس اور جرمنی کے حدود پر جو قلعہ جات تھے اور جو اب برباد ہو گئے ہیں۔ فرانسیسی بیشک عقلمندی کا ثبوت دینگے اگر ان کے رکھنے پر اصرار نہ کرینگے۔ اور صلح اور اتحاد ہر حال میں بہتر ہے ورنہ دوسری حال میں تو اس قسم کی جنگ سے جیسا آجکل فرانس اور جرمنی میں ہو رہا ہے سوائے اس کے اور کوئی انجام نہیں ہوتا کہ ایک ملک بالکل برباد ہو جاوے۔ فرانس پر جو مصیبت پڑ رہی ہے اس کا تمام سبب یہ ہے کہ فرانسیسیوں میں پولیٹکل اتفاق نہیں ہے۔ اور اگر اب صلح نہ کر لی گئی اور جنگ ہی جاری رکھا گیا تو یہ بات جرمنی اور فرانس دونوں کے لئے بہت ہی بربادی بخش ثابت

ہو گی"

تیپولین

مقام ولہلمشوہی - مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۷۰ء -

ووجے کے پہاڑوں میں لڑائی

سیڈان کی لڑائی کے بعد چند فرانسیسیوں نے جرمنی فوج سے لڑنے کیلئے اپنا ایک دستۂ فوج بنایا تھا جو فرینکس ٹیرئر کہلاتا تھا۔ اس دستۂ فوج میں خاصکر وہ آدمی تھے جو فرانسیسی لشکر میں سے بھاگ گئے تھے یا جو فوج سے بچھڑ کر پیچھے رہ گئے تھے۔ اور ان فرینکس ٹیرئر کی لڑائی کا طریقہ وہ تھا جس کو گوریلا کہتے ہیں (گوریلا اُس قسم کے حملہ کو کہتے ہیں کہ کمینگاہ میں بیٹھ کر دشمن کی بیخبری میں اُس پر حملہ کر دینا) رفتہ رفتہ یہ دستۂ فوج بڑھتا گیا اور آخرکار اُس کی کئی پلٹنیں مقرر کی گئیں۔ جرمنی کمانڈروں کو ان کے اس طریقۂ جنگ پر نہایت غصہ آیا۔ اور سیڈان کی ایک بڑی مضبوط فوج پر میجر جنرل ڈیکن ہالڈ کو افسر اعلےٰ مقرر کرکے ان فرینکس ٹیرئر کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تا کہ وہ ملک کو ان کے وجود سے صاف کرے اور ان کا کامل انتشار ہو جاوے۔ یہ جرمنی فوج تین حصہ ہو کے روانہ ہوئی اور یہ قرار ہوا تھا کہ یہ تینوں [illegible] راؤن لی ایٹپ اور شہر ایپوال کے درمیان آپس میں جمع ہوں۔ ان پہاڑوں کے درے بہت [illegible] بمشکل عبور ہوئے اور اُن میں سے بہت سے درخت وغیرہ کاٹے گئے تا کہ گاڑیوں کے لئے راستہ ہو جائے ان دروں کے بچاؤ کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی گئی سوائے اس کے کہ قصبۂ سینٹ ڈییس اور ایپوال کی سڑک پر موضع جیبنی پر ۶ اکتوبر کو فرانسیسی فوج نے مقدمۃ الجیش جرمنی پر حملہ کیا۔ لیکن فرانسیسی بہت آسانی سے بھگا دیئے گئے۔ اسی دن جرمنی کی اس فوج نے جو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے گئی ہوئی تھی قصبہ [illegible] کے درمیان فرینکس ٹیرئر سے مقابلہ کرکے ان کو کامل شکست دی۔ ۷ اکتوبر کو قصبہ راؤن پر [illegible] ہوئی جس پر فرانسیسی قابض تھے لیکن جبکہ جرمنی کی فوج کے تینوں ڈویژنوں کے افسر ایک ساتھ ہی آ پہنچے تو فرانسیسیوں نے کوئی مقابلہ نہیں کیا۔ شہر کے ایک کنارے اور جنگل اور مضافات کے مکانوں پر آگ برسانے کے بعد فرانسیسی منتشر کر دیئے گئے۔ ۹ اکتوبر کو تیسرے ڈویژن کی میمنہ فوج پر ایک [illegible] فرانسیسی دستۂ فوج نے حملہ کیا جو شہر برووریس اور رامبرولیر کے جنوب میں سے جلدی سے آگئی تھی۔

صبح کے وقت نہایت گہرا کہرا پڑ رہا تھا جس کی وجہ سے دن نکلے لڑائی شروع ہوئی اور جس کی وجہ سے جرمنی
فوج کو قصبہ ایشوال کی بلندی پر مقام کرنا پڑا۔ سوا نو بجے مطلع صاف ہو گیا اور فوج نے آگے کوچ شروع
کیا۔ قصبہ روبیٹی لائز جس پر فرانسیسی قابض تھے اور جہاں اُنہوں نے توپخانہ کی دو باٹریاں قایم کر دی
تھیں اس پر جرمنی فوج نے بہت جلد قبضہ کر لیا مگر ذرا آگے جنگل میں بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ ایک بجے فرانسیسوں
کی ہمت ٹوٹ گئی اور اُن کا آگ برسانا بھی کم ہو گیا اور جرمنی فوج بھی تھک گئی تھی۔ فرنچ پیدل فوج کے بہت
سے دستوں کے پاس ایک بھی کارتوس باقی نہیں رہا اور دو توپیں جنسے ۱۰ بجے سے برابر گولہ باری ہو
رہی تھی۔ اُن کے لئے بھی گولہ اور بارود نہیں رہا۔ ڈیڑھ بجے فرانسیسی فوج کی اور کمک آ گئی اب فرانسیسی
توپخانہ نے پھر گولہ باری شروع کر دی اور اُن کی پیدل فوج نے چارو نطرف سے حملہ کرنا پھر شروع کر دیا۔
جرمنی توپخانہ سے بھی گولہ باری ہوتی رہی بلکہ جرمنی توپخانہ نے نسبتاً بہت اچھا کام کیا۔ اب فوج محفوظ بلائی
گئی اور ۲ بجے سب فوج کو حملہ کیلئے آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ڈھول اور نفیریوں کی آواز کا جنگل میں
بڑا غل و شور ہوتا رہا۔ فرانسیسوں نے حملہ کا انتظار کیا اور وہ قدم بقدم پہاڑی کی چوٹی تک پیچھے ہٹا دئے گئے
اس کے بعد فرانسیسی بڑی گھبراہٹ میں پہاڑ کے نیچے شہر لا بورگنس کی جانب بھاگے۔ اور بھاگتے ہوئے
اُن پر اس قدر آگ برسائی گئی کہ سیکڑوں مارے گئے۔ شہر لا بورگنس پر دوبارہ فرانسیسوں نے مقابلہ
جم کر کرنا چاہا لیکن وہ وہاں سے بھی بھگا دئے گئے اور اب فرانسیسی بڑی گھبراہٹ میں شہر بروریس اور
رامبرویلیر کی جانب بھاگ گئے۔ تمام میدان جنگ میں اور جنگل میں اور جس راہ سے فرانسیسی بھاگے تھے وہاں
بھی بہت دور تک قبوریں۔ بندوقیں اور سامان بکھرا ہوا پڑا تھا۔ رات کو جرمنی فوج جنگل میں مقیم رہی
اور موضع روبیٹ لائز جلتا ہوا نظر آتا رہا۔ اس لڑائی میں جرمنی فوج کی تعداد ۲۰۰۰ اور ۳۰۰۰ کے درمیان
تھی جنہوں نے سات گھنٹے کی سخت لڑائی کے بعد اپنے سے دگنی تعداد کے دشمنوں کو شکست دیکر
چھ سو فرانسیسوں کو گرفتار کیا اور ایک بہت بڑی تعداد کو منتشر کر دیا۔ فرنچ قیدیوں کے بیان کے مطابق
اس لڑائی میں فرانسیسی جنرل ہیٹوین کے زیر کمان تھے یہ سب وسنجز اور شہر میرتھ کے عوام تھے جو لڑائی
کے لئے جمع ہو گئے تھے اور دو چار رجمنٹیں تھیں۔ فرنکس ٹیر اس فوج میں شاذ و نادر ہی تھے۔ فرانسیسوں
کے پاس آٹھ یا نو توپیں تھیں لیکن رسالہ سواران نہ تھا۔ یہ فرانسیسی رجمنٹیں شب گذشتہ کو نہایت جلدی جلدی
کوچ کر کے شہر بورڈو۔ مارسیلز اور فرانس کے جنوبی قلعوں سے آئی تھیں۔ فرانسیسی فوج کی تعداد آٹھ ہزار

یا نو ہزار تھی اور فریح قیدی اُس کو بارہ ہزار اور چودہ ہزار کے درمیان بتاتے تھے۔ جرمنی فوج کے ۲۰ افسر اور ۲۰۰۳ سپاہی قتل ہوئے۔ ان میں وہ تعداد بھی شامل ہے جو زخمی ہوئے یا گم ہوگئے اور جرمنی فوج کے پندرہ گھوڑے مارے گئے۔ ایک باٹری توپخانہ نے ۳۰۰ دفعہ اور دوسری باٹری نے ۳۵۴ دفعہ گولہ باری کی ۷۔ کو فوج جرمنی اور آگے بڑھی اور ۸ کو سب جرمنی فوج آپسمیں شریک ہوگئی اور شہر سینٹ ڈی اور راؤن پر بغیر مخالفت قبضہ کر لیا۔

۲۔ اکتوبر کی صبحکو شہر مرسی لاہاٹ میں جو شہر ٹنر کے قرب وجوار میں واقع ہے ایک بڑی سخت آواز سنی گئی معلوم ہوا کہ ۷۔ جرمن کور کی سفر مینا نے شہر بلپٹری کے نزدیک جو عمارات موسوم بہ لیگرنگ آکس بوئی تھے اُس کے نیچے زمین کھودکر اور بارود بھر کر اُس کو اُڑا دیا ہے۔ یہ جگہ فرانسیسی فوج کو جب وہ قلعہ سے نکلکر پرشیا کی فوج پر حملہ کرتی تھی بطور دمدمے کے کام دیتی تھی اور پرشیا والے اس پر قبضہ نہیں کر سکتے تھے چونکہ یہ عمارات قلعہ کوتیلن کی زد میں تھی۔ اور قلعہ پر فرانسیسی قابض تھے۔ چھ بجے صبحکے اس قلعہ سے بڑی سخت گولہ باری شروع ہوئی۔ اور گولے دریائے موزل کی وادی سے آگے شہر آرس تک جاتے تھے۔ ۳۔ جرمن کورز ڈی آرمی نے ۳۔ ڈویژن کو لڑائی میں مصروف ہوتے دیکھا۔ ۱۶ اور ۲۱۔ پیدل فوج جو آرس میں مقیم تھیں۔ انہوں نے سب سے پہلے لڑنا شروع کردیا اور اُس فرانسیسی پیدل فوج پر جو درمیان شہر آرس اور ٹنر کی وادی موزل میں سے آرہی تھی جھپٹ کر حملہ کردیا۔ اس کے علاوہ شہر واکس کی پہاڑی کے دونوں جانب سے جرمنی فوج نے فرانسیسی فوج پر گولہ باری شروع کردی۔ فرانسیسیوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن آخر کار پسپا ہوکر قلعہ میں پناہ لی جرمنی کے توپخانہ سے فرانسیسی فوج بہت ضایع ہوئی اور بہت سی فرانسیسی فوج قید ہوئی۔

اس کے دوسرے دن سہ پہر کو بے زین نے یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ اب پرشیا کی فوج سے لڑکر اسکو چیر کر تھیون ویلی کی جانب کوچ کردیا جاوے۔ اس سے پہلے [illegible] اور پرشیا کی فوج نے بے زین کو موضع لیڈان قیاب سے بھگا دیا تھا اور اپنی تھوڑی تھوڑی فوجیں مواضعات سینٹ ریمی پیٹی ٹس ایٹ گرانڈ ٹیس ٹیپس اور واکس میں مقیم کردی تھیں۔ کہر بہت سخت پڑ رہا تھا۔ اُس کی [illegible] میں بے زین اپنی فوج بڑھائی لے گیا اور موضع لیڈان جانب پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے توپخانہ سے گولہ باری شروع کردی اسمیں بھی ناکامیاب ہوکر اس نے اپنی توجہ موضع پیٹی ٹس ایٹ گرنڈ ٹیس ٹیپس کی طرف [illegible] منعطف کی اور پرشیا کی تھوڑی تھوڑی فوجیں جس جس جگہ مقیم تھیں وہ سب جگہ

منہدم کر ڈالیں۔ ان دیہات پر قبضہ کر کے اس نے ایک بڑی فوج داہنی جانب دریائے موزل کے قریب بھیجی اور یہ فوج وادی موزل تک پہنچی اور پرشیا کے توپخانوں نے دریا کے دو نو جانب سے گولہ باری کر کے یہاں اس فوج کو آگے بڑھنے سے روکا۔ اور جرمنی فوج کی ۱۰۔آرمی کور ز لینڈ وہیر کے دو بریگیڈ نے آگے بڑھکر اس فرانسیسی فوج کا نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ ۵۰۔ لینڈ وہیر رجمنٹ کے فیوزیلیئر پلٹن جرمنی کی فوج کے تو گویا تمام کے سپاہی ہی مارے گئے۔ اس رجمٹ کی دوسری پلٹنوں اور ۵۹۔ لینڈ وہیر رجمٹ کے بھی بہت سے آدمی کام آئے۔ آخر کار ۴ بجے کے قریب ۱۰۔ آرمی کور ز اور لینڈ وہیر رجمٹ نے برابر بڑھتے جاکر فرانسیسی فوج کو بھگا دیا۔ جرمنی اور فرانسیسی فوج کے ان گاؤں میں بندوق کی نوکوں سے بہت دور تک دست بدست لڑائی رہی۔ ۵۔ لینڈ وہیر ڈویژن کا کمانیر جنرل ون برانڈ اشائن بھی زخمی ہوا۔ جرمنی فوج کی کامل فتح ہوئی۔ جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ کثرت سے سپاہی مارے گئے اور بہت ہی مجروح ہوئے فرانسیسی فوج کا نقصان اس سے بھی زیادہ ہوا۔ فرانسیسی فوج کا تمام میدانی توپخانہ اور فوج پیدل لڑنے کے لئے نکل آئی تھی اس کے علاوہ قلعہ سینٹ جولین اور قلعہ سینٹ الائی سے بھی گولہ باری ہوتی تھی۔ جرمنی کی کل ۱۰۔ اور ۳۔ آرمی کورز اور لینڈ وہیر ڈویژن مصروف کارزار تھی۔ ۱۰۔ آرمی کورز کا جنرل ون دوئٹ ان سب فوج کا افسر اعلےٰ تھا۔ فرانسیسیوں نے اس طرح شہر وینی اور شہر چیلس۔ اور چارلی۔ اور لااورمی پر حملہ کیا تھا جو قلعہ سینٹ جولین کے شمال مشرق کی طرف آباد ہیں مگر وہاں سے فرانسیسی فوج رات ہوتے ہی پسپا ہوئی۔

۵۔ اکتوبر کو فرانسیسی جنرل ریان نے معتین بریگیڈ سواران اور پیدل اور ۳ بیٹری توپخانہ کے شہر توڑے کی جانب کوچ کیا۔ سات بجے صبح کے وہ موضع چاسیس کے پاس پہنچا۔ سواران کے ایک اسکوڈرن نے اس گاؤں کو گھیر لیا اور رایل بورین رجمنٹ کے پانچ سپاہی گرفتار کر لئے۔ باوجودیکہ جرمنی توپخانہ سے گولہ باری ہو رہی تھی اور جس کی گولہ باری سے کئی فرانسیسی توپیں ناکارہ بھی ہوگئیں تھیں۔ لیکن تاہم یہ فرانسیسی فوج آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور جنرل ریزاری کے بریگیڈ نے داہنی جانب سے اس قصبہ کے گرد چکر لگایا۔ جرمنی فوج کے ۴ سو پانچ سو سوار تھے اور دو ہزار پیدل تھے ان کو مجبوراً پیریس کی جانب بہت جلدی جلدی واپس آنا پڑا۔ فرانسیسیوں نے توڑے کے باہر جاکر تین یا چار گھنٹے تک جرمنی فوج کا تعاقب کیا۔ بعد اس کے فرانسیسی فوج بوجہ تھک جانے کے مقیم ہوگئی جنرل ریان نے دیکھ بھال کر کے دشمن کی پوری طاقت معلوم کر لی تھی اور یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ اس فوج کے ہمراہ پرنس البرٹ آف سیکس بینجن اور پرنس سیکس آلٹن برگ بھی ہیں۔ اس لڑائی میں جنرل ریان نے جرمنوں سے

ایک گلۂ مویشی بھی چھینا - جس میں ۷۴۱ گائیں اور ۲۲۵ بھیڑیں تھیں اور یہ گلہ شہر آرتھینی کو بھیجدیا -

فصل نہم

محاصرہ ہائے شہر پیرس - شہر سوئی سنس اور شہر میپی - اور جنگ آرلینز -

شروع اکتوبر میں جبکہ پیرس محصور ہو رہا تھا باشندگانِ پیرس میں بڑا جوش اور استقلال تھا کہ عوام کی صدا یہ تھی کہ جنگ کو جاری رکھا جاوے اور ہم اپنے تئیں ہرگز سپرد نہ کریں گے - جبکہ پیرس کا محاصرہ اول ہی اول ہوا تو شہر میں نہایت ہی بدانتظامی پھیل گئی لیکن پھر انتظام ہو گیا - غلہ خوراک اور سامان جنگ یعنے گولہ بارود کا تخمینہ لگایا گیا تھا کہ یہ سب سامان اس قدر موجود ہے کہ دو مہینے تک باشندگان پیرس کو کافی ہوگا - اور پیرس میں کم سے کم چار لاکھ پچاس ہزار مسلح آدمیوں کی فوج موجود تھی اور اسی قدر آدمی اور بھی تھے جنسے فوج بھرتی ہو سکتی ہے قلعوں کی زد میں اگر یہ ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ جرمنی فوج ہے تو قلعوں سے فوراً گولہ باری ہوتی تھی اور دریائے سین میں جو جنگی کشتی توپ دار تھی وہ کسی جرمن توپخانہ کی باڑی کو بلند میدان سیوریس میڈون پر نصب نہ ہونے دیتی تھی - لیکن جس کا نام محاصرہ ہے وہ یہاں پورا پورا نہیں ہو سکا چونکہ یہاں سے بیرونی دنیا کو خطوط وغیرہ بھیجنے کے بہت سے وسائل تھے اور بعض بڑے عجیب تھے منجملہ اُن کے سب سے عجیب ذریعہ آمد و رفت کا غبارے تھے جن میں مسافر و خطوط پیرس سے بیرونی دنیا کو آتے جاتے تھے - نامہ بر کبوتروں کے ذریعہ سے بھی بیرونی دنیا سے خط و کتابت جاری تھی - اور پیرس کے باہر جرمنی فوجیں بڑی مصروفیت سے بھاری بھاری توپیں قلعوں کے مقابلہ پر چڑھانے میں مشغول تھیں - فرانسیسی قلعجات پر کل توپیں ۲۲۰۰ تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

قلعہ چارنٹن پر ۷۰ توپیں تھیں اور قلعہ ون سنس پر ۱۱۷ اور نوجنٹ پر ۵۳ - اور روزنی میں ۶۳ اور نوسی لی سک میں ۵۷ - رومن ویلی میں ۹۴ - بروبلیئر میں ۶۶ سینٹ ڈینس میں ۵۲ - لابرچ سینٹ ڈینی میں ۷۲ - مونٹ ویلیرین میں ۹۰ - ایسی میں ۴۶ - وانوئیس میں ۴۵ - مانٹروگ میں ۴۳ - بیٹری میں ۴۰ - اور قلعہ آیوڑی میں ۷۰ توپیں تھیں -

۲۴ ستمبر کو شہر سوئی سنس کا محاصرہ شروع ہوا - پرشیا کی فوج نے شہر ریس سے آکر تمام دیہات پر قبضہ کر کے اُس بلندی پر قبضہ کر لیا جس کی زد میں ریلوے اسٹیشن تھا - اس فوج میں بہت سے رسالہ سواران اور کئی ہزار فوج پیدل تھی اور توپخانہ بہت کم تھا فصیل شہر سے پرشیا کی فوج درختوں اور خندقوں کی آڑ میں ریلوے اسٹیشن کی جانب

بڑھتی ہوئی دکھائی دی۔ فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر اس فوج پرشیا کا مقابلہ کیا اور اپنے توپخانہ سے سڑک کے
اُن تمام درختوں کو گرا دیا جو اُن پر گولہ باری سے روکتے تھے۔ یہ لڑائی ایک بجے دوپہر سے صبح کے چھ بجے تک
رہی۔ لڑائی کے شروع ہوتے ہی فرانسیسی فوج پندرہویں لائن کا کمانڈر ڈینس ٹانگ میں گولی لگنے سے مجروح ہوا
ابھی لڑائی جاری ہی تھی کہ جرمنی فوج کے ایک دستہ نے جس میں تین سو آدمی تھے ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کر لیا۔
دوسرے دن ۲۶ ستمبر کو پھر لڑائی شروع ہوئی اور فرانسیسی توپخانہ کی گولہ باری سے فوج پرشیا کا بہت نقصان ہوا
اُسی تاریخ اور بہت سے دیہات پر حملہ کیا گیا اور شہر ریمس کی سڑک پر قبضہ ہو جانے سے پرشیا کی فوج پیرس
کی سڑک تک قابض ہو گئی۔ ۲۶ ستمبر کو پرشیا کی فوج نے کٹے ہوئے درختوں کی آڑ میں اور تھوڑا تھوڑا آگے بڑھنا
شروع کیا اور اُن کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے ایک توپخانہ کی باڑی موضع ویلوینو کے سامنے نصب کرنا
چاہتے ہیں جو دریائے ایزن کے بہت خوبصورت پل کے قریب ہے اور افسوس کہ جس پل کو تین ہفتے ہوئے
بارود سے اُڑا دیا تھا۔ فرانسیسی فوج نے اس جگہ سے پرشیا کی فوج کو ہٹانے کا ارادہ کر کے حملہ کرنے کا ارادہ کیا
اور جرمنی فوج جہاں مقیم تھی یہ جگہ اس قدر بلند تھی کہ قلعہ کی فصیل کے تمام فرانسیسی گولنداز نظر آتے تھے اور جرمنی
کی فوج اُن پر گولہ باری کرتی تھی۔ فوج پرشیا آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی کہ اُن کے درمیان اُڑنے والے گولوں اور
گراب کی ایک بوچھار آ کے پڑی اور پڑ کر آ اڑی۔ ڈیڑھ گھنٹہ سے کم عرصہ میں قلعہ اتا سینٹ جین اور سینٹ والنٹ
اور گیٹ سینٹ مارٹن سے ڈیڑھ سو گولے جرمنی کی فوج پر برسائے گئے۔ اس کے بعد قلعہ گیٹ سینٹ مارٹن سے
ایک فوج نے نکل کر اُس پر حملہ کر دیا۔ فرانسیسی فوج بہت بہادری سے لڑی لیکن جرمنی فوج جس جگہ مقیم تھی وہ بڑی
مضبوط جگہ تھی اور اُس کے گرد خندقیں کھودی ہوئی تھیں۔ اس لئے فرانسیسی فوج جرمنی فوج کو اس جگہ سے
ہٹا نہیں سکی اور اس لئے ایک گھنٹے کی لڑائی کے بعد فرانسیسی فوج مجبوراً سوے سنس میں پھر داخل ہو گئی۔
فرانسیسی فوج کے ۲۰ آدمی مارے گئے اور بارہ یا تیرہ زخمی ہوئے شہر ریمس کے باہر جو آبادی ہے چونکہ اُس میں
پرشیا کی فوج پناہ لیتی تھی اسلئے فرانسیسیوں نے اس آبادی کو بالکل جلا ڈالا۔ ۲۲ ستمبر کو یہ خفیف جنگ شروع ہوئی
تھی اور دوسری شام کو ختم ہوئی۔ شہر ریمس کے باہر دو سو گھر تھے اور وہ ایک تھوڑے سے عرصہ میں بالکل جلا ڈالے
گئے۔ اس آبادی میں کئی کارخانہ تھے اور ایک لوہے کا کارخانہ۔ ایک چکی اور بہت سے نہایت عالیشان مکانات
تھے۔ افسوس جس جگہ دو گھنٹے پیشتر خوشی اور اُمید اور محنت اور بہر فیاضی اور دولت تھی وہ جگہ دو تین ہی گھنٹے کی
عرصہ میں یوں تباہ ہو گئی۔

قلعہ سے گولہ باری کر کے فرانسیسی فوج نے ایک کارخانۂ قالین اور اُن تمام مکانات کو جو ریلوے اسٹیشن کے نزدیک تھے بالکل ویران کردیا۔

۱۳۔ اکتوبر کو چار دن کی گولہ باری کے بعد گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ (افسر فوج جرمنی) نے شہر اور قلعہ سوئی سنس پر قبضہ کرلیا۔ قلعہ کی تمام فوج جس کی تعداد چار ہزار تھی گرفتار ہوئی اور ۱۳۰ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ لگیں۔

شہر بیچی کا محاصرہ وسط ماہ اگست میں کیا گیا۔ اور جرمنی فوج نے ۲۴۔ اگست کو قلعہ پر دہ باڑی توپخانہ سے گولہ باری شروع کردی۔ جرمنی کی فوج محاصرین میں ۴ ورٹمبرگ فوج اور ۸ بویرین فوج کی دو پلٹنیں تھیں۔ ۴ ستمبر کو فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکلکر جرمنی فوج پر حملہ کرکے پھر قلعہ میں لوٹ گئی۔ ۱۱۔ اگست کو اور پھر ۲۵۔ اگست کو قلعہ سے فوج نے نکلکر پھر خفیف جنگ کی۔ فرانسیسی فوج ہر حملہ میں پسپا ہوکر قلعہ میں لوٹ جاتی تھی اور دونوں جانب نقصان بہت کم ہوتا تھا۔ ۱۱ تاریخ سے ۲۰ تک بڑی سخت گولہ باری رہی جس کی وجہ سے کئی توپیں بھی ناکارہ ہوگئیں اور شہر کے ایک سو بیس (۱۲۰) گھر جل کے خاکستر ہوگئے اور قلعہ کا بڑا محل بھی گر پڑا۔ بیس ہزار گولے چلانے کے بعد جرمنی توپخانہ بیکار ہوگیا اور شہر جرمرشل کو بھیجدیا گیا۔ ورٹمبرگ کی فوج بھی واپس بھیجدی گئی اور بویریا کی فوج نگہبانی اور دیکھ بھال کے لئے مقیم رہی۔ ۵-۲ اور ۳۰ ستمبر اور یکم اکتوبر کو فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکلکر جسمیں سوار اور پیدل شامل تھے محاصرین پر حملہ کردیا اور جرمنی کے توپخانہ کی باڑی اور دمدمے سب کو توڑ گئے۔ اس قلعہ کی شکل مثل جبرالٹر کے عمودی ہے۔ ۲۰۰ فیٹ بلند ہے اور برج پر توپیں چڑھی ہوئی ہیں اور قریباً ناقابلِ تسخیر ہے۔ اس میں دو ہزار فرانسیسی فوج مقیم تھی۔ اس شہر کے نواح میں دہقانوں کی زبان جرمنی ہے لیکن اُن کی رگوں میں فرانسیسی خون اور جوش بہت بھرا ہوا ہے۔

۲۔ اکتوبر کو فوج پرشیا نے مختلف اطراف سے آکر شہر بیوائس پر اس عجلت سے قبضہ کرلیا کہ جو نگہبان گرجائے اعظم کے مینار پر اس غرض سے مقیم تھا کہ دشمن کے دیکھتے ہی خوف کا بگل بجا دے وہ بھی خوف کا بگل تک نہ بجا سکا اور حکام میونسپلٹی فوج پرشیا کا بڑھنا نہ روک سکے۔ پرشیا کی فوج نے فوراً مکان ہوٹل ڈی ویلی پر قبضہ کرکے فرانسیسی جھنڈا جو اُڑ رہا تھا نیچے گرادیا۔ مگر شہر کے حاکم کی درخواست پر ۳۔ فرانسیسی سپاہیوں کے ہتھیار اُن سے نہیں لئے گئے تاکہ شہر میں بدانتظامی نہ ہوجاوے۔ فوج پرشیا کے جنرل نے کہا کہ میں شہر بیوائس کو صرف رسد رسانی کے لئے مرکز فوج بنانا چاہتا ہوں تاکہ یہاں سے حسب ضرورت گردو نواح میں غلہ فوج کیلئے بھیجا جاسکے

اور اس نے باشندگان شہر سے درخواست کی کہ اپنی دوکانیں کھلی رکھیں چونکہ جرمنی فوج کو حکم دیدیا گیا ہے کہ جو سامان خریدے اُسکے دام فوراً ادا کرے۔

۸۔ اکتوبر کو جرمنی کی فوج نے شہر اورلین پر قبضہ کرلیا۔ اور ایک سخت لڑائی کے بعد فرانسیسی فوج کو بھگا دیا۔ فرنیکس ٹیریر اور گارڈس موبائل فوج فرانس نے اس جنگ میں بڑی بہادری دکھائی۔ جانبین کا بہت خفیف نقصان ہوا۔

۹۔ اکتوبر کو فرانسیسی عارضی گورنمنٹ کے دارالخلافہ شہر ٹورس میں گریبالڈی داخل ہوا۔ گریبالڈی ایک محب الوطن اٹلی کا باشندہ تھا۔ اُس نے فوج جمع کرکے ۱۸۶۰ء میں جزیرہ سلی کو فتح کرلیا تھا اور وہاں کا اعلےٰ حاکم بھی ہوگیا تھا لیکن اُسی سال اُس نے استعفاء دیدیا۔ بعد اُس کے وہ جزیرہ کیپریرا میں چلا گیا اُس کے بعد ۱۸۶۲ء میں سسلی میں پھر آیا اور روم پر حملہ کرنے کیلئے ایک فوج جمع کی۔ لیکن اُسی سال شہر اسپرومنٹی میں اسکو شاہی فوج نے شکست دی جس میں گریبالڈی زخمی ہوگیا۔ ۱۸۶۷ء میں وہ پوپ کے علاقہ میں داخل ہوتا ہوا گرفتار کیا گیا اور بطور قیدی کے جزیرۂ کیپریرا کو بھیجدیا گیا۔ (از مترجم) یہ اٹلی کا محب وطن کیپریرا سے اس غرض سے آیا تھا کہ فرانسیسی سلطنت جمہور کو مدد دے کے جرمنی حملآوروں کو ملک فرانس سے نکالدے۔ گریبالڈی اس طرح بلاخبر آگیا کہ ریلوے اسٹیشن پر کوئی اُس کے استقبال کو بھی نہ جاسکا۔ فرانسیسی فوج کا ایک نفٹنٹ اُس وقت اسٹیشن پر موجود تھا اُس نے گریبالڈی کو پہچانکر اس اطالین جرنیل کی اردلی میں بطور محافظ چلنا چاہا لیکن گریبالڈی نے جواب دیا کہ مجھ کو تو اردلی میں سپاہی رکھنے کی عادت نہیں ہے۔ اور اب تم جاؤ ہم تم میدان جنگ میں ملیں گے تاکہ فرانسیسی جمہوری سلطنت کو حملآوروں سے بچاویں۔" گریبالڈی جنرل اسبرشٹ کے ساتھ شہر کے حاکم اعلےٰ کے مکان پر گیا اور باوجودیکہ بہت تھکا ہوا تھا اور اسپرومونٹی میں جو زخم لگا تھا اُس سے ابھی تک مجروح اور تکلیف میں تھا لیکن شہر کے حاکم اعلےٰ اور فرانسیسی عارضی گورنمنٹ کے ممبروں سے اُس نے ملاقات کی۔ فرنیکس ٹیریر اور عوام کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ گریبالڈی یہاں آیا ہے تو وہ سب شہر کے حاکم اعلےٰ مکان کے باغ میں جمع ہوئے اور درخواست کی کہ گریبالڈی ہماری قواعد دیکھے۔ اور چلائے کہ خدا گریبالڈی کو ہمیشہ قایم رکھے۔ یہ اٹالین جرنیل ایم کریمو اور ایم گلاس بزو کے ہمراہ مکان کی کھڑکی پر آیا اور اُن سب کو دیکھا لیکن چونکہ بیمار تھا اسلئے نیچے اُن کے پاس نہ جاسکا لیکن ایم کریمو اور ایم گلاس نے نیچے اتر کر اور فرنیکس ٹیریر کی قواعد دیکھی اور پھر گریبالڈی کے پاس آگئے۔ فرنیکس ٹیریر کی درخواست پر ایم گلاس نے

سے جانب آن کے گریبالڈی سے معانقہ کیا۔ گریبالڈی اور ایم کریمیئے فرنیکس ٹیریئر کو کچھ کلمات بہادرانہ جوش کے قایم رکھنے کے لئے کہے اور پھر فرنیکس ٹیریئر یہ چلاتے ہوئے منتشر ہوگئے کہ گریبالڈی ہمیشہ سلامت رہیں اور جمہوری ہمیشہ سلامت رہے! اگر یہ ہمیشہ سلامت رہیگا۔

۹۔ اکتوبر کو ایم گمبیٹا۔ فرانسیسی وزیر داخلہ نے مفصلہ ذیل ہمت دلانے والا اعلان شایع کیا۔

"حسب الحکم گورنمنٹ جمہور میں پیرس سے یہاں اس قدر مقصد سے آیا ہوں کہ پیرس کے لوگوں کی اُمیدیں ہیں۔ جنہوں نے فرانس سے دشمنوں کے نکالدینے کی ٹھان لی ہے۔ اُن سے میں آپ سب لوگوں کو واقف کردوں کہ آج سترہ دن سے پیرس کا محاصرہ ہورہا ہے۔ اور بیس لاکھ آدمی جو وہاں آباد ہیں سب نے آپس کے رنج وعناد دور کرکے اور سلطنت جمہور کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوکر دشمن کی یہ اُمید کہ باشندگان پیرس میں آپس میں خانہ جنگی ہوجاوے گی۔ مایوسی سے متبدل کردی ہے۔ جبکہ سلطنت جمہور قایم ہوئی اُس وقت پیرس میں کوئی توپ اور ہتھیار نہ تھا۔ اور اب اسوقت فوج نیشنل گارڈس چار لاکھ موجود ہے اور ایک لاکھ فوج اور جمع کیجارہی ہے اور ساٹھ ہزار قواعد داں فوج جمع ہوگئی ہے۔ کارخانوں سے اب رات دن توپیں ڈھل کے نکلتی ہیں اور عورتیں دس لاکھ کارتوس روزانہ بنالیتی ہیں نیشنل گارڈ کی ہر ایک پلٹن میں دو دو مٹرلیوز موجود ہیں۔ اور محاصرین پر قلعہ سے باہر نکلکر حملہ کرنے کے لئے میدانی توپیں بھی ڈھالی جارہی ہیں قلعجات میں فوج بحری بھی مقیم کردیگئی ہے اور نہایت عمدہ توپخانہ وہاں موجود ہے۔ ابتک تو اُن کی گولہ باری کی وجہسے دشمن اپنا ذرا سا بھی مورچہ یا دمدمہ نہیں بنا سکا۔ ۴ ستمبر تک پیرس کے خاص قلعہ میں صرف پانسو توپیں تھیں اور اب تین ہزار آٹھ سو ہیں اور ہر ایک توپ کیلئے چار چار سو دفعہ چلائے جانیکا گولا اور بارود موجود ہے۔ جو گولے کہ دشمن پر پھینکے جاتے ہیں اور وہاں گر کے اُڑتے ہیں وہ بھی بڑی سرگرمی سے بنائے جارہے ہیں۔ ہر شخص اُس جگہ پر مقیم ہے جو لڑائی کے لئے اُسکو بتلادی گئی ہے۔ پیرس کے قلعہ میں نیشنل گارڈس برابر مقیم رہتے ہیں اور از صبح تا شام حب الوطنی اور استقلال سے قواعد سیکھتے ہیں۔ اور ان نوبھرتی شدہ سپاہ کا زور بڑھتا جاتا ہے۔

قلعہ پیرس کے عقب میں تیسری لائن دمدموں کی ہے جو پیرس والوں نے حفاظت جمہوری کے واسطے بنائے ہیں۔ یہ تمام کارروائی نہایت سنجیدگی۔ خاموشی اور اتفاق سے ہورہی ہے۔ یہ کوئی بیہودہ خیال

نہیں ہے کہ پیرس نا قابل التسخیر ہے۔ پرشیا والوں کے لئے اب صرف دو ذریعے پیرس پر فتح پانے کے ہیں اوّل تو پیرس میں بغاوت ہوجاوے یا قحط پڑجاوے۔ لیکن پیرس میں نہ بغاوت ہوگی نہ قحط پڑے گا۔"

۱۰۔اکتوبر کو ولیعہد پرشیا کی فوج نے شہر آرٹینی پر حملہ کیا جو شہر آرلینز کے قریب ہے جس فرانسیسی فوج نے یہاں مقابلہ کیا وہ جنرل ریان کے ماتحت تھی اور وہ رجمنٹس اور بہت سی پلٹنیں تھیں۔ اور جرمنی فوج زیر کمان جنرل ون ڈربٹن تھے۔ پانچ گھنٹے تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس لڑائی میں فرانسیسوں کو شکست فاش ہوئی۔ ایک ہزار فرانسیسی فوج قید کی گئی اور ان سے تین توپیں چھینی گئیں شکست یافتہ فرانسیسی فوج بڑی بے ترتیبی سے بھاگی۔

۱۰۔اکتوبر کو پرشیا کی ایک اور فوج نے جس میں چھ اسکوڈرن سواروں کے تھے اور دو رجمنٹیں فوج پیدل تھیں اور توپخانہ کی ایک باٹری تھی شہر ڈور کے نزدیک جو قصبہ چریزی ہے اس پر حملہ کیا۔ باشندگان نے بازاروں اور گلیوں میں دمدمے بنا کر مقابلہ کیا اور بہت عرصہ تک جرمنی فوج کو حیران رکھا۔ لیکن پرشیا کا توپخانہ اپنی جگہ قایم رہا اور باشندگان پر گولہ باری کرتا رہا۔ چریزی کا ایک حصہ اور دیہات چیویلی نیپنھری اور بروسار ڈھلا دئے گئے اور پرشیا کی فوج جو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے گئی ہوئی تھی اُس نے میدان بائس میں جو شہر دوس تک چلا گیا ہے کئی جگہ آگ لگادی۔

اوّل جنگ آرلینز اور اُس کی فتح

یہ جنگ ۱۱۔اکتوبر کو ہوئی۔ جرمنی فوج زیر کمان پرنس آف سکیس مینجن تھے اس فوج کی کل تعداد ۳۵۰۰۰ تھی۔ اور توپخانہ کی باڑی اور پیر بلیوز اس فوج میں بہت تھیں۔ اور یہ فوج بہت قواعد داں اور ہشیار تھی فرانسیسی فوج کی تعداد ۲۵۰۰۰ تھی اور یہ زیر کمان جنرل ریان تھے لیکن اس فوج کا توپخانہ کمزور تھا۔ اور اس فوج کے خاص احکام جنرل ڈی لاسوٹ روگ صادر کرتا تھا۔ اس فوج میں کئی ڈویژن پیدلوں کے تھے اور سواران کی تین رجمنٹ تھیں اور دو کمپنی فرینکس ٹیریئر کی تھیں اور آٹھ سو والینٹر زیر کمان کرنل جارٹ کے تھے۔

صبح کے ۱۱بجے فوج جرمنی کا مقدمۃ الجیش موضع لاکروئی بریکو میں تھا جو شہر آرٹینی اور چیویلی کے بیچ میں واقع ہے

اور ریلوے لائن اور سڑک اعظم کے قریب اور دیگر فوجیں شہر آرٹینی کی طرف مقیم تھیں جو شہر آرلینز کے جنگلات کے سرے پر آباد ہے۔ فرانسیسی فوج شہر چیویلی اور سرکوٹس سے روانہ ہوئی اور فوج کی ایک لائن قایم کرتی رہی تاکہ اگر ضرورت پسپا ہونے کی ہوئی تو اس لائن کی آڑ میں جنگل اور گاؤں میں پسپا ہو کر چلے جاویں اور یہ لائن آرلینز کی طرف چلی گئی تھی۔ اس لائن فوج نے مواضعات ویکس۔ سرکوٹس۔ سرن اور چاٹولیس کا ٹری جینیی اور لا دیلی پر قبضہ کر رکھا تھا۔ تین بجے تک جرمنی اور فرانسیسی فوج میں لڑائی ہوتی رہی۔ لیکن پرشیا کا توپخانہ آگے بڑھتا گیا اور وہ زمین پر قبضہ کرتا گیا اور کچھ جرمنی فوج نے سرکوٹس پر حملہ کر دیا چند گھنٹے کے بعد جرمنی فوج نے فتح حاصل کی اور فرانسیسی فوج اپنی جگہ سے ہٹ دریائے لوائر کے بائیں جانب پسپا ہو گئی۔ بعد اس کے پرشیا کی فوج شہر آرلینز میں داخل ہوئی۔ تین توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ لگیں اور بہت سے فرانسیسی گرفتار ہوئے۔ شہر لیس آبریاس اور آرلینز کے ریلوے اسٹیشن جلکر خاک ہو گئے۔

جانبین کا بہت سخت نقصان ہوا۔ اور خاصکر فرانس کے والنیٹر فوج بہت ماری گئی۔ ان والنیٹروں میں فرانس کے شریف خاندان کے جوان آدمی بہت تھے اور وہ بڑی بے رحمی سے ذبح کئے گئے شام کے قریب لڑائی خاص شہر آرلینز کے قریب ہوئی تھی۔ گولے باشندوں کے گھروں تک پہنچتے تھے اس وجہ سے شہر میں بڑا خوف اور دہشت پھیل گئی تھی۔ فرانسیسی توپخانہ اور سپاہی شکست یافتہ بھاگے جا رہے تھے۔ باشندگان شہر بہت ہی خوف زدہ تھے اور بحالت خوف دوڑتے تھے اور پکارتے تھے کہ وہ پرشیا کی فوج آگئی وہ پرشیا کی فوج آگئی۔

فصل دہم

پیرس کے آگے خفیف معرکے۔ دیگر احوال جنگ۔ شہر سٹرز کا محاصرہ اور اُس کا فتح ہو جانا

ان لوگوں کی خاص توجہ کہ جنکو جنگ فرانس اور پرشیا میں دلچسپی تھی اب اس وقت یعنے وسط اکتوبر میں دونوں محصور شہر پیرس اور مٹز کی جانب لگی ہوئی تھی۔ پیرس کا محاصرہ تو چند ہفتے تک جاری غالباً رہے گا چونکہ وہاں کے باشندوں نے ابھی تک کوئی نشان اطاعت ظاہر نہیں کیا ہے بلکہ برعکس اس کے اپنی جگہ پہ قایم رہ کر دشمن سے برابر لڑنا چاہتے ہیں جسکی بے شمار فوج شہر کو گھیرے ہوئے ہے۔ لیکن شہر سٹرز کا حال ان لوگوں کی زبان سے جو اُس کے اندرونی حالات سے واقف ہیں سُنکر یہ رائے قایم ہو گئی ہے کہ وہ بہت جلد

محاصرین کی اطاعت قبول کریگا۔

۱۳ اکتوبر کو ایک بہت بڑی فرانسیسی فوج زیر کمان جنرل دینوئی۔ دشمن کی دیکھ بھال اور قواعد کیلئے پیرس کے قریب اُس بلند میدان میں مجتمع ہوئی۔ جہاں شہر بگنی اور چٹلن آباد ہیں جنرل سبیل کی ڈویژن فوج نے جسکو چٹلن پر حملہ کرنے کا کام سپرد ہوا تھا۔ اس قصبہ کے دروازہ پر اپنے تیئں جرمنی فوج کے دمدموں کے پاس پایا مگر ایک بہادرانہ لڑائی کے بعد فرنچ فوج نے جرمنی فوج سے یہ جگہ چھین لی۔ اور شہر بگنی پر حملہ کرنے کا کام ضلع کوٹی ڈی اور۔ اور ضلع آبی کی فوج سوبائل کو سپرد ہوا تھا اور اس فوج نے بڑی بہادری سے اپنا کام انجام دیا اور اس فوج کا کمانڈر کونٹ ڈی ڈیمپئر اُس وقت مارا گیا جبکہ وہ اپنی فوج کو حملہ کرنے کیلئے بڑھا رہا تھا۔ یہ لڑائی پانچ گھنٹے تک جاری رہی۔ اس عرصہ میں فرانسیسی فوج نے دیکھ بھال کرکے اور قواعد کرکے باترتیب پسپا ہونا شروع کردیا۔ جرمنی کی فوج اُن پر آگ برساتی رہی اور قلعجات مانٹروگ۔ وین ویس اور ایسی سے جرمنی فوج پر گولہ باری ہوتی رہی۔ فوج بحری نے بہادری سے جرمنی فوج سے لڑائی جاری رکھی اور اس فوج کی آڑ میں فرانسیسی فوج پسپا ہوئی۔ اس لڑائی میں جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا کیونکہ صرف شہر بگنی پر جرمنی کے تین سو سپاہی مرے ہوئے پڑے تھے اور فرنچ فوج کے تیس آدمی قتل اور ۸۰ زخمی ہوئے۔ فرانسیسی فوج نے پرشیا کے ایک سو سے زاید آدمی گرفتار کئے اور سہ پہر کے وقت ان قیدیوں کو پیرس بھیجدیا۔ ان قیدیوں میں بعض بہت ہی نوجوان تھے مگر بہت دُبلے ہو رہے تھے اور اُن کی وردی بھی پھٹی ہوئی بہت خراب حالت میں تھے۔ یہ قیدی جیلخانہ لا روکیٹ میں بھیجدئے گئے۔ اُسی تاریخ یعنے ۱۳۔ اکتوبر کو ایک اور فرانسیسی فوج نے قلعہ مونٹ ویلیئرین سے نکلکر فوج پرشیا پر شہر بوجیول کے قریب حملہ کیا۔ بوجیول دریائے سین کے بائیں کنارے شہر ویلیئرین اور سینٹ جرمن کے بیچوں بیچ آباد ہے۔ بوجیول سے آگے بڑھکر دریائے سین نے جہاں موڑ کھایا ہے جرمنی فوج وہاں مقیم تھی۔ فرانسیسی فوج کی تعداد ۲۵ ہزار آدمیوں کی تھی اور بڑی بڑی چالیس توپیں تھیں۔ ان کے علاوہ میدانی توپیں بے شمار تھیں۔ لڑائی شام تک ہوتی رہی لیکن اس کے بعد فرانسیسی فوج پسپا ہوگئی اور اس نے قلعہ مونٹ ویلیئرین کی توپوں کی زد میں پناہ لی۔ فرانسیسی توپخانہ کی آدھی باڑھی جرمنی فوج کے ہاتھ لگی۔ اس لڑائی میں پرشیا کی فوج نے اپنا توپخانہ بہت کم استعمال کیا۔ جرمنی کا نقصان فرانسیسی نقصان کی نسبت نصف تھا۔ جرمنی فوج کے تین سو یا چار سو آدمی مارے گئے اور ایک سو گرفتار کئے گئے۔ شاہ پرشیا نے اس لڑائی کو مارلی کی پہاڑی پر سے دیکھا جہاں سے ارد گرد کا ملک بہت اچھی طرح نظر آتا ہے۔ جرمنی فوج کی

۴- آرمی کورز کے توپخانہ نے ۵- کورز فوج کے ڈویژن کی مدد جو آکر اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ پیرس کے محاصرہ میں جرمنی فوج کتنی قریب قریب پڑی ہوئی تھی - پرشیا کی فوج کا یہ مقولہ تھا کہ اس لڑائی میں ہماری کامل فتح ہوئی کیونکہ فرانسیسی فوج اپنے قلعوں کے توپوں کی زد سے آگے بڑھکر ہم سے نہیں لڑی اور جبکہ فرانسیسی پسپا ہوئے تب بھی اُنھوں نے اپنے قلعوں کے توپوں کی زد میں جگہ لی اور پسپا ہوتے ہوئے فرانسیسی وہ دونہی توپیں چھوڑ گئے جو پیرس میں بہر ذریعے شمار بنا کر تھیں اور یہ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں - چند دنوں کے بعد جانب مشرق پیرس کے دریا مارنی کے پار قصبۂ جون ویلی پر فرانسیسی فوج نے جرمنی فوج پر اور حملہ کیا لیکن فرانسیسی فوج بہت آسانی سے پسپا کردیگئی -

۱۳- اکتوبر کی شام کو قلعہ مونٹ ویلیرین سے چند گولے قصبۂ سینٹ کلاؤڈ کیجانب پھینکے گئے جن سے اُس قصبہ کے ایک محل شاہی میں آگ لگ گئی اور جو کئی گھنٹے تک جلکر بالکل راکھ ہوگیا اس محل کا تمام سامان فرش فروش وغیرہ محاصرہ سے پہلے ہی اُٹھا لیا گیا تھا -

۱۴- اکتوبر کو جرمنی کی فوج نے ضلع ایریاٹ لواٹر کے صدر مقام شہر جارٹرس پر قبضہ کرلیا یہ شہر ملک فرانس میں غلہ کی سب سے بڑی منڈی تھی -

۱۵- اکتوبر کو قلعہ روزنی اور رومن ویلی سے گولہ باری کرکے جرمنی فوج کو مواضعات گرینیلی اور رینسی کے میدان میں سے بھگا دیا گیا اور اُسی وقت قلعہ نوزی سے جرمنی فوج پر گولہ باری ہوئی جو موضع پونٹ ڈی لا پوڈریٹ کے قریب میدان پر اُس کے گرد خندقیں کھود کر قابض تھی - جرمنی فوج کا یہاں بہت نقصان ہوا - دریائے سین کی بے قاعدہ فوج فرنچ نے اس گولہ باری سے فائدہ اُٹھانے کا ارادہ کرکے موضع بونڈی سے نکل کر اُس جرمنی فوج پر حملہ کردیا - جو نہر اورق کے کنارے کمین میں بیٹھی ہوئی تھی - اور جرمنی فوج کو واپس ہٹا دیا -

۲۴- اکتوبر کو چھ دن کی گولہ باری کے بعد قلعہ شیلس ڈٹ کی فرانسیسی فوج نے جسکی تعداد دو ہزار چار سو تھی مع ۱۳۰ توپوں کے اپنے تئیں جرمنی والوں کے سپرد کردیا -

۱۴- اکتوبر کو جنرل بوئیر جو مارشل بے زین کا ایڈیکانگ تھا مع ایک پرشیا کے افسر کے شہر سے شہر وارسیلز میں وارد ہوا گیارہ بجے دوپہر کے قریب اُس نے کونٹ بسمارک سے ملاقات کی اُس کے بعد کونٹ بسمارک شاہ پرشیا کے پاس گیا - جنرل بوئیر کے اس شاہی ہیڈ کوارٹر میں آنے کی غرض خفیہ رکھی گئی لیکن یہ عام طور سے خیال کرلیا گیا

کہ شہر مٹز کی سپردگی کے بارہ میں یہ جنرل یہاں آیا ہے۔ کیونکہ اس بارہ میں کوئی بات پھر ظاہر نہیں ہوئی۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ اس بارہ میں کوئی عہد و پیمان ابھی نہیں ہو سکا۔ اُس نا اندیشانہ اصول جنگ کے نتیجے جسکی وجہ سے فرانسیسی فوج مٹز میں محصور ہو گئی تھی اور فرانس سے اُس کا تعلق خط و کتابت تک کا بالکل جاتا رہا تھا۔ وہ قابل اصلاح نہ تھے۔ مارشل بے زین جرمنی فوج سے لڑکر اور اُس کو چیر کر نکل بھاگنے کے نا قابل تھا اور کسی قسم کی کمک فوج کی بھی اُس کو اُمید نہ رہی تھی اسلئے اُس کو مجبوراً فاقہ کشی کرنی پڑی۔ اور ۱۸ اگست کے بعد سے بلحاظ اصولِ جنگ اُس کی تقدیر کی بابت جو خیال کر لیا گیا تھا آخر کار بعد کچھ عرصہ کے وہی بات ظہور میں آئی ۲۷ اکتوبر کو یعنے اپنے محصور ہونیکے ستر دن کے بعد کُل فرانسیسی فوج نے جو مٹز میں محصور تھی مع کُل تعداد فوج سوبائل او ر نیشنل گارڈس کے جو بے شمار تھے مجبوراً اپنے تئیں پرشیا کی فوج کے سپرد کر دیا اور فرانس کی یہ آخری باقاعدہ عظیم الشان فوج اس طرح سے اسیر جنگ ہو گئی۔ اس بارہ میں مارشل بے زین کے چال وچلن پر چاہے کسی قدر تشریحیں کیجاویں لیکن اسمیں شک نہیں کہ جب تک ممکن ہو سکا بے زین نے فوج کو سپرد نہیں کیا۔ اگرچہ یہ بات بڑی تعجب انگیز ہے کہ باوجودیکہ اُس کے پاس خوراک وغیرہ بہت کم تھی وہ کس طرح اتنے دنوں تک قلعہ میں قایم رہا۔ اور یہ یقین کر لینا بڑی ہی افسوس کی بات ہوگی کہ یہ شیر دل جنرل مٹز کا مُلک فرانس کا غدار آدمی تھا جیسا کہ ایم گمبیٹا نے اُس پر الزام لگایا ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ایک ہشیار جنرل تو کسی نہ کسی طرح اس قلعہ سے نکل ہی بھاگتا شاید وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے ہونگے کہ فوج محاصرین کی کیا تعداد تھی اور کیسے مضبوط دمدمے وغیرہ اُنہوں نے بنا لئے تھے اور نہ وہ اُس بربادی کا خیال کرتے ہونگے کہ جو اُس وقت غالباً واقع ہوتے اگر بے زین مٹز سے بھاگ جاتا تمام بے تعصب آدمی خیال کر سکتے ہیں کہ مارشل بے زین نے اپنی بہادری کی وجہ سے ایک اس قدر بڑی جرمنی کی فوج کو اتنے دنوں تک سرحد پر ہی مقیم رکھا۔ یہ کچھ کم ہشیاری کی بات نہیں ہے۔ اصل امر یہ ہے کہ جس حالت میں بے زین کی فوج تھی یعنے اُس کے پاس خط و کتابت اور فوج کی کمک اور غلّہ وغیرہ آنا بالکل مسدود ہو گیا تھا ایسی فوج کا اپنے تئیں سپرد کر دینا لازمی ہی ہوتا ہے صرف ایسی حالت میں وقت کا خیال ہوتا ہے کہ کس قدر عرصہ میں ایسا کیا گیا۔ چنانچہ یہ امر ظاہر ہے کہ سپردگی صرف بوجہ فاقہ کشی کی گئی۔ جرمنی فوج جو مٹز کا محاصرہ کئے ہوئے تھی اُس کے صبر و استقلال پر بھی آفرین ہے کہ باوجود فاقہ کے وہ بھی اپنی جگہ قایم رہی۔ جب کہ اس قدر عظیم الشان فوج سے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا جاتا ہے تو اکثر ایسی جگہ فاقہ بھی ہو جایا کرتا ہے۔ اور اس امر سے جرمنی فوج کے افسران کی پوری لیاقت ظاہر ہوتی ہے۔

مٹز کا محاصرہ اور اُس کی فتح کی بابت چند خیالات ظاہر کرکے اب سپردگی کے مفصل احوال سے ناظرین کو مطلع کیا جاتا ہے ۔

۲۶۔ اکتوبر کو مارشل بے زین نے پرنس فریڈرک چارلس کو یہ کہلا بھیجا کہ شرائط سپردگی کے سوچنے کے لئے دوبارہ ایک کانفرنس پھر منعقد کیجاوے ۔ جرمن کی جانب سے اس کانفرنس میں جرمنی کے دونوں لشکروں کیجانب سے جو زیر کمان پرنس فریڈرک چارلس تھے ۔ جنرل سٹہیل اور جنرل کونٹ واٹرسلیبن کمشنر مقرر کئے گئے ۔ اور فرانسیسی فوج کی جانب سے جنرل جیراس معہ دو افسروں کے جو کمانڈر قلعہ "جوفینیئر" کی جانب سے تھے کمشنر مقرر ہوئے ۔ یہ کانفرنس قصبہ فرسکاٹی کے محل میں منعقد ہوئی ۔ جو مٹز کے قریب ہے اور اُسی تاریخ سہ پہر کو یہ کانفرنس تین گھنٹے تک مجتمع رہی ۔ فرانسیسی کمشنر اوّل تو بہت دیر تک رضامند نہ ہوئے لیکن آخرکار جرمنی کے اصلی اصلی شرائط مان گئے ۔ اول مشکل تو اس بارہ میں ہوئی کہ مارشل بے زین نے یہ اصرار کیا تھا کہ افسروں کے ہتھیار نہ لئے جاویں وہ ہتھیار لگائے رہیں ۔ یہ خلاف بحث آخر شاہ پرشیا کی رائے پر چھوڑ دی گئی اور ہز مجسٹی نے ایک مراسلہ کے ذریعہ سے جو ۲۷۔ اکتوبر کو تین بجے رات کے پہنچا افسروں کے ساتھ یہ رعایت منظور کرلی ۔ ۲۷ کے علی الصباح کو کانفرنس موافق اقرار کے پھر منعقد ہوئی اور رات کے آٹھ بجے تک رہی اور شرائط سپردگی پر دستخط ہوگئے جسکی رو سے شہر مٹز اور اُسکے تمام قلعجات معہ توپ گولہ بارود اور کُل ہتھیاروں کے جرمنی فوج کے سپرد کردیئے گئے اور بے زین کی کُل فوج اُنہی شرائط پر سپرد کردی گئی جو سیڈان کی سپردگی پر شرطیں ہوئی تھیں ۔ بے زین کی اس سپردشدہ فوج میں ۶۶ جنرل اور ۳ مارشل (سپہ سالار) اور ۶۰۰۰ افسران اور ایک لاکھ ۷۳ ہزار اور نو تعداد سپاہیان کی تھی ۔ یہ سپردگی ۲۷۔ اکتوبر کے سہ پہر کو زیر عمل لائی گئی اور قلعجات سینٹ کونٹن ۔ پلیٹ ویلی ۔ سینٹ جولین ۔ کوئی لک ۔ اور سینٹ پریویٹ جرمنی فوج کو سپرد کردیئے گئے اور شہر کا دروازہ مزل گیٹ جس طرف سے اسٹراسبرگ کو سڑک جاتی ہے یہاں سے بھی فرانسیسی فوج ہٹ گئی اور ان سب قلعجات اور دروازۂ شہر پر جرمنی کی ۷۔ آرمی کور کے توپخانہ نے قبضہ کرلیا ۔ اس کے بعد فوراً پرنس فریڈرک چارلس نے ایک جرمنی فوج کے ڈویژن کو ملاحظہ کرکے اُس کو پیرس روانہ کردیا اس کے بعد امپیریل گارڈ جو فرانس کی سب سے اعلیٰ فوج تھی وہ اپنے ہتھیار لگائے مٹز سے باہر نکلی اور پرنس کے روبرو سے گذر کر اپنے ہتھیار شہر فراسکاٹی میں جرمنی فوج کو سپرد کردیئے (یہ امپیریل گارڈ شہنشاہ فرانس کا بطور باڈی گارڈ تھا) یہ عزت صرف فوج امپیریل گارڈ ہی کو ملی باقی تمام فرانسیسی فوج سے مٹز کے اسلحہ خانہ پر ہتھیار رکھا لئے گئے اور پھر اس فوج کو شہر کے باہر چھاؤنی میں بھیجدیا گیا تا کہ جب تک اُن کو جرمنی کو روانہ کیا جاوے وہیں ٹھیرے رہیں

اسپیریل گارڈ کا فوج پرشیا نے بڑا ادب اور لحاظ کیا اور کوئی لفظ ہتک کا زبان سے نہ نکالا نہ اپنی خوشی اُنکی گرفتاری پر ظاہر کی۔ اس سے پہلی دوسری فرانسیسی فوج کو دیکھکر اُنہوں نے بڑی خوشی کے نعرے متواتر لگائے تھے نہ کچھ سے پہر کو جرمنی فوج نے شہر میں جا کر اُس فرانسیسی فوج کو سبکدوش کیا جو ابتک شہر کے مختلف دروازوں پر اور سلحہ خانہ وغیرہ پر بطور محافظ مقیم تھی جرمنی فوج پیدل کی دو رجمٹیں اور ایک رجمنٹ سوار ان شہر میں داخل ہوئے۔ جرمنی کے فوجی گورنر جنرل ون زسٹراؤ نے جو ے۔ کور فوج کا کمانڈر تھا شہر مٹز اور قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ مارشل بے زین نے جو یہ شہر سپرد کرو یا تھا۔ اس پر مارشل سے باشندگان شہر بہت ہی ناراض تھے۔ مارشل جرمنی کو روانہ ہوگیا اور فرانسیسیوں نے اُس کو روک کر اُس کے ساتھ بدسلوکی کا جو ارادہ کیا تھا اُن سے وہ بال بال بچگیا جرمنی جاتے ہوئے اُسنے فرانسیسی فوج سے مخاطب ہو کر یہ گفتگو کی کہ جس قدر خیر خواہی اور وفاداری سے لڑنا ممکن تھا یہ سب آپ لوگوں نے کیا۔ جرمنی فوج کو چیر کر نکل بھاگنے کا دوبارہ ارادہ کرنا بالکل فضول ہوتا اور بے فائدہ ہزارہا جانیں ضایع ہوتیں یاد رکھو کہ آپ لوگوں پر صرف بوجہ قحط کے فتح حاصل ہوئی ہے کیونکہ ہم سب قلعہ میں فاقہ مرنے لگے اس وجہ سے ہم نے اپنے تئیں سپرد کردیا ہے اور آپ اُسی بہادری سے لڑے ہو جس طرح آپ کے پہلے فرانسیسی بہادری سے لڑتے تھے اور تاریخ فرانس جنکے ذکر سے بھری پڑی ہے۔ سپردگی کے جو شرائط کئے گئے ہیں اُن کا آپ ہر طرح سے لحاظ کریں اور فرانس کی عزت کا خیال کرکے اُن کی خلاف ورزی ہرگز نہ کریں۔ اور نہ ہتھیار اور نہ سامان کو بگاڑیں۔" فرانسیسی فوج میں اُنیس ہزار آدمی بیمار تھے اور شروع جنگ سے ابتک شہر مٹز میں یا اُسکے قریب ۳۵ ہزار فوج موت سے مرچکی تھی۔

پرشیا کی فوجیں جو ابتک مٹز کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں اب وہ علیحدہ علیحدہ کردی گئیں دو آرمی کورز کے جنمیں سے ہر ایک میں تیس تیس ہزار فوج تھی پیرس کی فوج محاصرین میں شامل ہونے کو پیرس بھیجدیگئیں اور ۲ آرمی کورز کو پرنس فریڈرک چارلس اپنے ہمراہ وسط فرانس کی جانب لے گیا۔ اور باقی فوج شمال کیجانب بھیجدیگئی۔

جرمنی میں بھیجنے کے لئے فرانسیسی اسیر فوج کے دو حصے کر دیئے گئے۔ ستر ہزار کے قریب بذریعہ ریلوے شہر ساربروک سے جرمنی کی جنوبی ریاستوں میں بھیجدیئے گئے اور پچاسی ہزار زیر حراست فوج پرشیا کے شہر سارلوس لے جائے جا کر ریلوے میں براہ شہر ٹریوس ملک پرشیا اور شمالی جرمنی میں بھیجدیئے گئے۔ مارشل بے زین ۳۱۔ اکتوبر کو شہر کاسل میں وارد ہوا اور قیدی شہنشاہ نپولین سے ملاقات کی

مٹز کی سپردگی کی خبر نے افسران سلطنت جمہور کے دل میں بڑا غصّہ پیدا کر دیا اور ایم گمبیٹا نے سلطنتِ جمہور کی جانب سے شہر ٹورس سے ایک اعلان شایع کیا جس میں بے زین کو نمک حرام اور غدار ظاہر کیا۔

۲۸۔ اکتوبر کو چند گھنٹے کی بہادرانہ مدافعت کے بعد شہر ڈیجون بھی فتح ہو گیا جرمنی کی دس یا بارہ ہزار فوج اس شہر کی جانب بڑھی اور اس شہر کے مضافات میں ساڑھے چار بجے تک لڑائی ہوتی رہی اور بعد ازاں جرمنی فوج نے گولہ باری شروع کر دی فرانسیسی کمانڈر فوج یہ دیکھکر کہ مقابلہ کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا شہر سے معہ فوج چلا گیا۔

۲۹۔ اکتوبر کی شام کو ایک مضبوط فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکلکر قصبۂ بورگٹ پر جو سینٹ ڈینس کے مشرق میں ہے جہاں جرمنی فوج مقیم تھی حملہ کر دیا۔ دوسرے دن پرشیا والوں نے سخت لڑائی کر کے اس جگہ کو پھر لے لیا جسمیں پرشیا والوں کے ۵۰۰ آدمی قتل و مجروح ہوئے۔

اس لڑائی میں تیس فرانسیسی افسر اور بارہ سو سپاہی قید کئے گئے۔

۳۱۔ اکتوبر کو ایم تھیرس پیرس میں معہ اُن شرائط تجاویز کے آیا جو کونٹ بسمارک نے دربارہ مہلت جنگ اُس کو بھیجی تھیں۔ مگر فرانس کی عارضی گورنمنٹ نے یہ تجاویز منظور نہ کیں اس لئے یہ تجاویز نامنظور کر دی گئیں۔

فصل یازدہم

پیرس میں جوش۔ فرانسیسوں کا آرلینز پر دوبارہ قبضہ۔ دیگر حالات جنگ۔

پیرس کے باشندگان میں جو لوگ صلح پسند تھے اور جنگجو نہ تھے اب اُن کی اُمیدیں مایوسی میں تبدیل ہو گئیں۔ ایم تھیرز اور کونٹ بسمارک میں دربارۂ مہلت جنگ جو گفتگو ہو رہی تھی کہ آپسمیں عہدنامہ مہلت جنگ تحریر ہو جاوے۔ اُس میں بالکل ناکامیابی ہوئی۔ اور جس کا بابِ گذشتہ کے اختتام پر بطور اختصار ذکر کیا گیا ہے۔

ہر چہار دول متمدنہ یعنے انگلستان۔ روس۔ آسٹریا اور اٹلی نے اب اس وقت یہ تجویز پیش کی کہ تاوقتیکہ ملک فرانس میں نیشنل اسمبلی (با قاعدہ مجلسِ حکومت قومی) کا انتخاب نہ ہولے جب تک ہر دو ملک مہلتِ جنگ

منظور کرلیں نیشنل ڈیفنس (فرانس کی عارضی موجودہ گورنمنٹ) گورنمنٹ نے اس مہلت جنگ کے منظور
کرنے کے لئے یہ شرطیں ظاہر کیں کہ ایک تو پیرس میں اس عرصہ میں سامان خوراک و رسد وغیرہ پھر جمع کرلیا
جاویگا اور دوسرے نیشنل اسمبلی کی تقرری کے لئے یہ ضروری ہے کہ کل فرانسیسی باشندگان کے ووٹ لئے
جاویں۔ پرشیا نے پیرس میں غلّہ و رسد وغیرہ کا جمع کیا جانا تو بالکل صریح طور سے منظور نہیں کیا۔ صرف صوبہ السس
اور لورین کے فرانسیسی باشندگان کو بچند شرائط ووٹ دینے کی اجازت دی۔ گورنمنٹ نیشنل ڈیفنس فرانس نے
بالاتفاق اس مہلت جنگ کو نامنظور کرکے یہ تجویز مسترد کردی۔ اخیر اکتوبر میں پیرس میں صرف دو واقعات
قابل تذکرہ تھے اوّل تو یہی مہلت جنگ کی نامنظوری۔ اور دوسرا یہ امر کہ فرانس کے ایک فرقہ نے جو آزاد
اور جمہوری خیالات کا تھا۔ فرانس کی عارضی گورنمنٹ کو تہ و بالا کرنا چاہا۔ گو فرانس کی خوش نصیبی سے وہ اپنے
اس ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا۔ مارشل بے زین کی شکست اور قلعہ مٹز کے دشمن کے قبضہ میں چلے جانے
سے فرانس کی گورنمنٹ اور باشندگان پیرس کا جوش تھوڑا نہوا اور ہمّت اور بہادری اور زیادہ بڑھ گئی۔ جیسا کہ
اوّل ہم بیان کر آئے ہیں۔ بے زین کی فوج کی بربادی کی خبر پیرس میں ۳۱۔ اکتوبر کو پہنچی اور اسی وقت یہ
بھی معلوم ہوا کہ پرشیا والوں نے سینٹ ڈینس کے قریب قصبہ بورگٹ پر پھر قبضہ کرلیا ہے جسکو فرنچ والنٹیروں
نے دو تین دن پہلے پرشیا والوں سے لے لیا تھا۔ پیرس کے باشندے یہ سنکر نہایت غضبناک ہوئے اور اسی
فرقہ ریڈ ریپبلکن (آزاد و جمہوری) کی سازش سے بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ اس فرقہ کی یہ خواہش تھی کہ جنرل
ٹروچو اور ایم جولیس فاور اور باقی تمام ممبرانِ عارضی گورنمنٹ کو موقوف کردیا جاوے اور کمیون (کمیون اس
بغاوت کا نام ہے کہ جس میں ہر ضلع کو باختیار خود اختیار حکومت حاصل ہو اور بالکل ہر ایک ضلع اپنے کاروبار
میں کسی کا ماتحت نہو) کو مقرر کرنا چاہتے تھے گویا کہ ۱۷۹۲ء کی بغاوت کا نمونہ قایم کیا چاہتے تھے۔ اس فرقہ کو
اس بات کا یقین تھا کہ "عارضی گورنمنٹ کے تمام ممبران ملک فرانس کے غدار نمکحرام ہیں اور پیرس کو بھی دشمنوں کو
عنقریب ہی سپرد کردینے کو ہیں چونکہ ایم تھیئرز پرشیا والوں کے ساتھ پیرس کے باہر مہلت جنگ کیلئے بات
چیت کرنے گیا ہے"۔ اسکے بعد ان باغیوں کا ایک گروہ محلہ ہوٹل ڈی ویلی کے سامنے جمع ہوا جہاں کہ عارضی
گورنمنٹ کی مجلس کا انعقاد ہوا کرتا تھا اور باغی زبردستی کمرۂ اجلاس میں چلے گئے۔ اور جنرل ٹروچو اور ایم جولیس فاور
اور گارنیر پیجیس اور جولیس فری اور جولیس سیمین وغیرہ وزراء کو خوب ڈرایا دھمکایا اور خوب گالیاں دیں اور اس
باغی مجمع نے اپنی موجودگی سے گویا وزراء کو کئی گھنٹے تک قید رکھا۔ اور فوج نیشنل گارڈس کی ایک بیٹری

ایم گسٹوا فلورنس نے کمیشن آف پبلک سیفٹی (حکومت برائے حفاظت عامہ) کا اپنے آپ کو افسر مشتہر کیا اور بیان کیا کہ عوام نے یہ کمیشن حکومت ملک کیلئے قایم کی ہے۔ آخر کار ۳۱۔ اکتوبر کی آدھی رات کو ایم ارنسٹ پکارڈ نے جو عارضی گورنمنٹ کا ایک ممبر تھا اپنے ساتھیوں کی خلاصی کے لئے نمک حلال فوج نیشنل گارڈس کا ایک مضبوط دستہ بھیجا۔ اور اس فوج کے آنے سے یہ بدانتظامی اور زبردستی فرو ہوئی۔ بغیر ایک قطرۂ خون بھی یہ گروہ منتشر کردیا گیا اور چند سرغنے جو نہایت درجہ باغی تھے دوسرے روز گرفتار کئے گئے۔

اس مہلتِ جنگ کے عہد و پیمان کی ناکامیابی پر شروع نومبر میں پیرس میں تین لشکر علیحدہ علیحدہ مقرر کئے گئے۔ لشکر اوّل جس میں ۲۶۶ پلٹنیں نیشنل گارڈس کی تھیں وہ زیر کمان جنرل کلیمنٹ تھامس تھا۔ لشکر دوم جس میں دو کورز دی آرمی اور ایک ڈویژن رسالہ سواران تھا وہ زیر کمان جنرل ڈوکرٹ تھا۔ لشکر سوم جس میں فوج پیدل کی ۷۔ ڈویژن اور رسالہ سواران کے دو بریگیڈ تھے وہ بذات خاص جنرل ٹروچو کے زیر کمان تھا۔

نومبر کے شروع میں جنرل آرلیس پی لیڈائن معہ پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار فرانسیسی فوج کے شہر آرلینس اور شہر ٹورس کے بیچوں بیچ مقیم ہوا اور یہ فوج دس یا بارہ میل میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ درمیان آن دو سڑک اعظم اور ریلوے لائن کے تھی جو شمال مشرق کی جانب سے آکر شہر ٹورس میں ملتی ہیں۔ اور یہ ریلوے لائن جنوب اور مشرق تک یعنے شہر آرلینس سے ٹورس کی جانب۔ دریائے لوائر کے برابر برابر جاتی ہے اور شہر بینیگ بوجنسی اور شہر مر کے درمیان ہوکر گذرتی ہے اور اس ریلوے کی دوسری لائن جو ذرا مغرب کی جانب پڑی ہے وہ شہر شاٹودن۔ فرٹوال اور ونڈوم میں سے گذرتی ہے۔ چونکہ جرمنی کی فوج نے شہرہائے شاٹودن اور آرلینز پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اس لئے دریائے لوائر کی یہ فرانسیسی فوج نہ پیرس کے بچانے کو بڑھ سکتی تھی اور نہ جنرل ٹروچو کے ساتھ ملکر کوئی کارروائی کرسکتی تھی۔ فرانسیسی گورنمنٹ جو شہر ٹورس میں مقیم تھی اس لئے اب اُس کا یہ ارادہ ہوا کہ اب یہ کارروائی کرنی چاہئے کہ جنرل ڈی آرلیس پی لیڈائن معہ اپنی فوج کے شہر آرلینز پر جاوے اور پیرس اور آرلینز کے درمیان اپنی فوج جا بجا مناسب جگہ پر مقیم کرکے بویریا کی فوج کو جو زیر کمان جنرل ون ڈریٹن شہر آرلینز میں مقیم ہے اُس کو محصور کرلے اور آرلینز کی مشرقی جانب سے جنرل پی لیئرز معہ فوج لوائر کے اُس کی مدد کو آجاوے۔ لیکن بویریا کی فوج کے کمانڈر کو فرانسیسوں کا یہ ارادہ معلوم ہوگیا اور وہ معہ اپنی فوج کے ۹۔ نومبر کو آرلینز سے فوراً بسرعت تمام روانہ ہوگیا اور شاہی سڑک پر ہوکر بجانب پیرس پسپا ہوگیا۔ مگر

موضع کولمیئر پر جو دریا کے کنارے واقع ہے فرانسیسی فوج نے اس فوج جرمنی کو جالیا۔ دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی مگر جرمنی کی فوج کو بوجہ کمی تعداد کے شکست فاش ہوئی۔ اس لڑائی کی بابت فرانسیسوں کا بیان حسب ذیل ہے:-

"دریائے لوائر کی فوج نے جو زیر کمان جنرل ڈی آرلیبس ڈی پیلاڈائن تھی۔ دو دن کی لڑائی کے بعد ۱۰ نومبر کو شہر آرلینز کو فتح کر لیا ہے۔ مقتول اور مجروح ملا کر ہمارا نقصان دو ہزار سے کم ہوا ہے اور دشمن کی فوج کا بہت ہی نقصان ہوا ہم نے ایک ہزار فوج جرمنی کی گرفتار کی اور تعاقب سے اُن کی تعداد قیدیوں کی اور زیادہ بڑھتی جا رہی ہے۔ ہمارے ہاتھ پرشیا کی دو توپیں آئیں اور کوئی بیس گاڑیوں سے زیادہ گولہ بارود اور کارتوس کی گاڑیاں معہ اُن کے گھوڑوں کے ہم نے گرفتار کیں اور علاوہ ازیں ایک بڑی تعداد رسد و غلہ کی گاڑیوں کے ہم نے جرمنی والوں سے چھین لی۔ ۹۔ نومبر کو موضع کولمیئر میں لڑائی ذرا زیادہ جمکر ہوئی گو موسم خراب تھا مگر ہماری فوج نہایت بہادری سے لڑے۔

۱۰۔ نومبر کو فرانسیسی کمانڈر فوج نے مفصلہ ذیل حکم اپنی فوج کے نام شایع کیا:-

افسران و سپاہیان فوج دریائے لوائر۔

"کل کی لڑائی میں ہم فتحمند ہوئے۔ دشمن جس جگہ مقیم تھا وہ ہم نے چھین لیں اور اب دشمن پسپا ہو رہا ہے۔ میں نے گورنمنٹ کو تمہاری کارروائی سے اطلاع دی۔ اور گورنمنٹ نے بذریعہ میرے تمہارا شکریہ ادا کیا ہے! اور اب میں تم کو نہایت خوشی سے اُس کا شکریہ پہنچاتا ہوں۔ گورنمنٹ کی اس مصیبت کے زمانے میں تمام مُلک کی آنکھیں تمہاری جانب لگی ہوئی ہیں۔ فرانس کو تمہاری بہادری پر بھروسہ ہے۔ اب ہم سب کو ایسی کارروائی کرنی چاہئے جس سے فرانس کی اُمیدیں بر آئیں۔"

ہیڈکوارٹر۔ ۱۰۔ نومبر ۱۸۷۰ء

"دستخط۔ جنرل کمانڈر انچیف۔ آرلیبس ڈی پیلاڈائین"

لڑائی کے احوال کو مفصل پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی فوج کی لائن شہر وِنڈوم سے شہر بوجنسی تک پھیلی ہوئی تھی۔ اول ہی اول شہر مارچن آئر کے جنگل میں معرکہ ہوا۔ یہاں ایک جرمنی فوج نے شہر بیکون سے آکر فرانسیسی فوج پر قصبۂ سینٹ لارنٹ ڈی بوئی کے قریب حملہ کر دیا۔ لیکن پسپا ہوئی۔ دوسرے روز خود فرانسیسی فوج نے جرمنی فوج پر حملہ کیا۔ یہ لڑائی ۹۔ نومبر کی صبح کو شروع ہوئی اور رات تک ہوتی رہی۔ فرانسیسی فوج نے

کامیابی کے ساتھ قصبات بیکون اور کولمیئرز پر قبضہ کر لیا۔ جنرل چینزی اب بسرعت تمام شہر جینجی کی جانب بڑھا جہاں فوج جرمنی نے جمکر اُس کے حملہ کی مدافعت کی۔ اور اسی وقت جنرل ریان ذرا بائیں جانب شہر سینٹ پریوی لاکولمب کی جانب بڑھا۔ جنرل ون ڈرٹین۔ اس بات سے بروقت آگاہ ہو گیا اور اپنی فوج کو شہر آرلینز خالی کرنے کا حکم دیا اور اپنی تمام فوج کو لیکر براہ شہر آرٹینی اور بیٹی کے پسپا ہوا۔ اس اثناء میں پرشیا کی فوج کے ایک مضبوط دستے نے شہر جینجی سے کوچ کر کے جنرل ریان کا شہر سینٹ پریوی پر بڑھنا روک دیا۔ یہاں سے جنرل ریان جرمنی فوج کی کثرت دیکھکر شہر جینجی کیطرف پھر آیا۔ جنرل پلیڈیز نے بھی اپنی فوج سمیت کوچ کیا اور جنرل ون ڈرٹین کی فوج کے بہت سے سپاہی گرفتار کئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فرانس کی فوج کی بے شمار تعداد نے جنرل ون ڈرٹین کو بغیر اس کے شہر پر حملہ ہوئے شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اور فرانسیسی فوج بسرعت جو جاجن آئی کی جانب پھیل گئی اس لئے بویریا کی فوج کو یہ خوف ہوا کہ فرانسیسی فوج کہیں ہم کو محصور کرنے اور اس طریقہ سے پیرس سے ہماری خط وکتابت جاتی رہی۔ اسی غرض سے فرانسیسی فوج رسالہ کی کئی رجمنٹیں زیر کمان جنرل پلیڈیز سمندر کے کنارے سے آئی تھیں۔ جنرل ون ڈرٹین نے اپنے تئیں اس قدر مضبوط نہ پایا کہ شہر پر قابض رہکر فرانسیسی حملہ کی مدافعت کرتا اور اسی وجہ سے وہ معہ اپنی فوج کے شمال کی جانب شہر پیرس کی طرف براہ شہر چیولی اور شہر ہیٹی کے پسپا ہو گیا۔ شہر ہیٹی کے قریب اُس کی فوج کے پچھلے حصہ پر کئی بار سخت حملہ ۱۰ نومبر کو ہوا اور ان تمام حملوں میں فرانسیسی ہی فتحیاب رہی۔ گو شہر ٹورس میں ایک دفعہ یہ بات بیان کی جا رہی تھی کہ فرانسیسی ۱۰ نومبر کو اس جگہ ذرا سی دیر کے لئے پسپا ہونا پڑا تھا اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنرل ون ڈرٹین شہر ٹوری کی جانب پسپا ہو گیا۔ شہر آرلینز سے اس شہر تک دو دن کی راہ ہے اور جرمنی فوج کے دو ہزار پانسو سپاہی فرانسیسوں نے گرفتار کئے اور دو توپیں فرانسیسوں کے ہاتھ آئیں اور ان کل معرکوں میں جرمنی کی پانچہزار فوج ضایع ہوئی۔ اس لڑائی کی بابت جو جرمنیوں کا بیان ہے وہ فرانسیسی بیان کے مطابق نہیں ہے۔ شاہ پرشیا نے ۱۱۔ نومبر کو کوئین آگسٹا کو جو مراسلہ بھیجا وہ حسب ذیل تھا۔

"جنرل ون ڈرٹین کل کی تاریخ دشمن کی بے تعداد فوج دیکھ کر پیچھے ہٹ آیا۔ وہ لڑتا ہوا آلینز سے شہر ٹوری میں آ گیا ہے اور یہاں اُس کی اور جنرل وٹیچ کی فوج شامل ہو گئی اور شہر چارٹرس سے پرنس البرکٹ بھی معہ اپنی فوج کے اُن میں آکر شریک ہو گیا۔ گرینڈ ڈیوک آف مکلنبرگ بھی معہ اپنی فوج کے جنرل ون ڈرٹین سے آج بلکہ اسکی فوج میں شامل ہو جاویگا۔"

ایک اور جرمنی مراسلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسوں نے جس قدر حملے کئے وہ ہر حملہ میں بڑے نقصان کے ساتھ پسپا کر دیئے گئے۔ اور بعد ازاں جرمنی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ ایک دستۂ فوج نے جسکے ہمراہ بویریا کی محفوظ فوج کے لئے سامانِ جنگ تھا اُس نے اپنا راستہ گم کر دیا اور اُس کے ہمراہ دو توپیں بھی تھیں اور یہ سب سامان فرانسیسوں کے ہاتھ آیا۔ فرانسیسوں کا بیان ہے کہ جرمنی فوج کا پسپا ہونا بالکل باقاعدہ تھا۔ جنرل ون ڈرینٹن نے اپنے نقصان کا صرف مفصلہ ذیل بیان کیا کہ ۴۲ افسران اور ۶۶۰ سپاہیان مقتول او مجروح ہوئے جنرل وِچ اور پرنس البرکٹ اور گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کے آنے سے جو جنرل ون ڈرینٹن کی کمک کو آئے تھے جنرل ون ڈرینٹن کی فوج کی تعداد اب ستر ہزار ہوگئی تھی اور اسکے مقابلہ میں فرانسیسی فوج لوائر کی تعداد غالباً کچھ زیادہ تھی لیکن تواعد داں فوج صرف بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ تھی۔

فرانسیسی فوج کی اس کامیابی اور فتح پر شہر ٹورس میں بڑی خوشی ہوئی اور ایم گیمبیٹا نے اس فوج لوائر کے نام ایک اعلان شایع کیا جسمیں اس فوج کی بڑی تعریف کی اور ہمت بندھائی کہ تمہاری بہادری سے آئندہ بھی اُمید ہے کہ تم دشمن پر فتحیاب ہوگے۔

تھنڑ کے قریب سرحد پر جو شہر تھیون ویلی ہے ۲۴۔ نومبر کو اُس نے بھی اپنے تئیں جرمنوں کے سپرد کر دیا اور دوسرے دن سپردگی کی بالکل تکمیل ہوگئی ۔ اس شہر پر ۲۲۔ نومبر کو ۷۰ توپوں سے گولہ باری شروع کی گئی تھی۔ شہر میں کئی جگہ آگ لگ گئی اور دو دن تک آگ لگی رہی۔ کئی ہزار فرانسیسی قید ہوئے اور کئی سو توپیں محاصرین کے ہاتھ آئیں۔ اُسی دن یعنے ۲۴۔ نومبر کو فرانسیسی فوج موبائل گارڈس کو جو شہر روئی اور امینز کے بیچوں بیچ مقیم تھی جرمنی فوج نے جو زیر کمان جنرل لوڈرٹز تھی شکست دی۔ فوج موبائل اپنا سب سامان میدان کارزار میں چھوڑ کر شہر برَی کی جانب مفرور ہوگئی۔ ایک فرانسیسی فوج کو جس میں چھ پلٹنیں اور توپخانہ تھا۔ جرمنی کی ایک فوج نے جو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے نکلی تھی اور جس میں فوج پیدل کی دو کمپنیاں اور چار اسکوڈرن رسالہ کے اور دو توپیں تھیں قریب سیزریس کے شکست دی۔ اس لڑائی میں جرمنی والوں کا نقصان بہت کم ہوا۔

۲۵۔ اور ۲۶۔ نومبر کی راتوں کو جرمنی فوج نے شہر بلفورٹ کے قلعوں پر دو حملے کئے لیکن فرانسیسی قلعگیر فوج نے جرمنی فوج کو مضبوطی کے ساتھ پسپا کر دیا۔ جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔

۲۶۔ نومبر کی شب کو گریبالڈی کی فوج نے زیر کمان گریبالڈی۔ جرمنی فوج ۴۴۔ رجمنٹ کی رائیفل پلٹن پر تین سخت حملے کئے۔ اس جرمنی فوج کی مدد پر ایک اور جرمنی فوج انگر پلٹن تھی۔ گریبالڈی کی فوج پسپا ہوئی اور بڑی بے ترتیبی

سے بھاگی اور بھاگتے ہوئے اپنے ہتھیار پھینک گئی۔ ۲۰۔ نومبر کو جنرل ورڈر تین بریگیڈ فوج کے ہمراہ فوج گریبالڈی پر حملہ کرنے کو بڑھا اور شہر پیکوس کے نزدیک شہر پلومبیئر کا چکر کاٹ کر گریبالڈی کے پچھلے حصۂ فوج پر حملہ کردیا۔ جرمنی کے ۵۰ سپاہی مارے گئے اور فوج گریبالڈی کے تین سو یا چار سو مقتول و مجروح ہوئے۔ ۲۰ نومبر کو صبح کے نو بجے مشرقی کوہ پرنیز کے فرنکس ٹیرئرا اور پرشیا کے دو دستہ فوج میں جبمیں توپخانہ بھی تھا شہر جیوریلی پر لڑائی ہوئی۔ دوپہر کے دو بجے کے قریب یہ لڑائی شہر نویٹس تک پھیل گئی جہاں کوہ وسجز کے فرنکس ٹیرئر کی ۱۳ کمپنیوں نے جسکے ساتھ شہر بیان کی فوج گارڈ سوبائل بھی شامل ہوگئی تھی پرشیا کی فوج پر حملہ کردیا اور فرانسیسوں کی کامل فتح ہوئی۔ پرشیا والوں کا سخت نقصان ہوا۔ پرشیا کی فوج کے مقتولین سے تمام سڑک بھری ہوئی تھی۔ اور پرشیا کے پندرہ سپاہی گرفتار ہوئے۔

فصل دوازدہم (۱)

دریائے لوائر پر بڑی بڑی لڑائیاں۔ پیرس سے نکلکر فرانسیسی فوج کا دشمنوں سے بہادرانہ مقابلہ

۹۔ اور ۱۰۔ نومبر کی فتح کے بعد جس فتحکو اُس کی بزدلانہ احتیاط نے غیر مفید کردیا جنرل ڈی آرلیبیس شہر آرلینز میں لوٹ آیا شہر کے قریب جنگل تھا اور یہاں فوج کو خیمہ زن کرکے اس مقام کو اپنے لشکر کا مرکز بنانا چاہا۔ اس مقام کو اُس نے مورچوں اور دمدموں سے بہت مضبوط بنالیا۔ اور گو یہ مقام بوجہ قریب ہونے دریائے لوائر کے زیادہ خطرہ سے خالی نہ تھا مگر جنگل کی آڑمیں فوج پسپا بھی ہوسکتی تھی۔ اور اس جگہ مقیم ہوکر اُس نے اپنی محفوظ فوج اور دیگر کمک کو جسکے آنے کی اُس کو اُمید دلائی گئی تھی۔ دریا کے جنوبی کناروں کی جانب بلایا۔ ایگمبیٹا کی کوشش اور عوام کی سرگرمی سے یہ کمکی فوج ایک بے شمار تعداد میں وہاں پہنچگئی اور اول لڑائی کے ۱۵ دن کے بعد جنرل ڈی آرلیبیس کی فوج جو اول تین کور تھیں اب چھ کور ہوگئیں اور اب اس کی فوج میں دو لاکھ ۲۰۰۰۰۰ آدمی ہوگئے اور اس فوج ۴۰۰ یا ۵۰۰ توپیں تھیں۔ یہ تین نئی کور اُس کی پہلی فوج کی نسبت عمدہ کم تھیں۔ اس فوج میں چھوٹی عمر کے لڑکے بہت تھے اور افسران اور سامان اور ترتیب وغیرہ ناقص تھیں۔ جنرل مذکور نے کئی دن تک اس فوج کی درستگی اور قواعد سکھلانے میں اپنی اوقات صرف کی۔ اور پھر اس طریقہ سے اُس فوج کو جابجا متعین کردیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو علم جنگ سے پوری وقفیت ہے۔ اُس نے اپنی فوج قلب کو آرلینز اور شاٹوئیف تک پھیلا دیا جو جنگل اور اُسکے لشکر گاہ کی پناہ میں تھی اور اپنی فوج میسرہ کو اُس سڑک

تک پھیلا دیا جو شہر جین سے شہر مونٹ آرجس تک جاتی ہے اور فوج میمنہ کو شہر ماچن آئر تک پھیلا دیا۔ ان تمام انتظامات سے وہ اس قابل ہو گیا کہ یہاں سے دشمن پر حملہ کرنے کیلئے بڑھے اور پیرس کو جو تمام سڑکیں جاتی ہیں اُن پر اسکا اس طرح قبضہ ہو گیا کہ دشمن بغیر خوف یہاں سے نہیں گذر سکتا۔ اس اثناء میں اُسکے دشمن بھی تیاریوں میں مصروف تھے۔ پرنس فریڈرک چارلس کے لشکر کا مقدمۃ الجیش جو شہر فانٹن بلیو سے شہر نیمورس اور پتھیو ویئر تک پھیلا ہوا تھا ۱۹۔ نومبر کو یا اُسکے قریب جنرل ون ڈریٹن کی فوج سے جا ملا۔ اور جنرل ون ڈریٹن کی فوج تاب اُس سڑک پر پھیلی ہوئی تھی جو شہر انگرویلی سے شہر ٹوری تک ہے اور گو پرنس فریڈرک چارلس کی اصلی فوج ابھی ون ڈریٹن کی شریک نہیں ہوئی تھی تاہم فرانسیسی فوج لوائر کے لئے اب یہ فوج بڑی روک ہو گئی۔ لیکن جرمنی نے اپنی فوج کو جو شکل نصف دائرہ کے ڈال رکھا تھا۔ اس فوج کے چلے آنے سے اُس نصف دائرہ کا ایک گوشہ خالی ہو گیا اور فرانسیسی جنرل ڈی آرلیبس کو اب اس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے تھا۔ گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ جسکے خط و کتابت ون ڈریٹن کے ساتھ جاری تھی اور جس کی فوج مغرب جانب شہر ڈریکس تک پھیلی ہوئی تھی اُس کو شہر لی مانس کی جانب روانہ کر دیا گیا تاکہ وہ مغرب کی فرانسیسی فوج کا تعاقب کرے جسکی حس و حرکت سے شہر وارسیلز میں خوف کیا جاتا تھا۔ گرینڈ ڈیوک نے اس فوج کا شہر سارتھی تک تعاقب کیا اور گو اب اُس کو واپس بلا لیا تھا لیکن تاہم وہ ون ڈریٹن کی فوج سے بہت فاصلہ پر تھا اور نومبر کے آخری ہفتہ تک وہ درمیان شہر نوجنٹ لی روٹرو اور شہر چارٹرس کے تھا۔ اس فوج کی حس و حرکت بھی تیزی کے ساتھ نہیں تھیں اور فوج کو ایک گروہ فرانسیسی موسوم فری شوٹرز نے بہت ستایا اور اُس کی فوج جناح اور پچھلے حصہ فوج پر حملہ کرتی رہی جس سے اُس کی فوج بہت ضایع ہوئی۔

۲۶۔ نومبر کو اُن دونوں فوجوں کے کہ جنمیں سے ایک فوج پیرس کو محاصرہ سے خلاصی دلانے اور دوسری فوج محاصرین مدد دینے آئی تھی۔ یہ حالت تھی جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے۔

فرانسیسوں کو بلحاظ وقت جنگ اس جگہ سے بڑا فائدہ تھا۔ کیونکہ شہر ماچن آئر سے شہر آرلینز ہوتے ہوئے مونٹ آرجس کی سڑک تک کے یہ محرابی لین اُن کے قبضہ میں تھی۔ اور یہ لین شہر نوجنٹ لی روٹرو، چارٹرس اور تو ڑے ہوتی ہوئی شہزادہ فریڈرک چارلس کی فوج میسرہ تک یہ لین پھیلی ہوئی تھی اور شہر مونٹ آرجس کے کچھ مشرقی جانب بھی تھی۔ اور فرانسیسوں کے قبضہ میں وہ سب بڑی بڑی سڑکیں تھیں جو پیرس کو جاتی ہیں۔ اور وہ اپنی فوج کو بہ نسبت دشمن کی نہایت جلد ایک مقام پر جمع کر سکتی تھی۔ اور بہ نسبت فوج جرمنی کے یہ فرانسیسی

فوج ڈگنی تھی۔ چونکہ بعد اس کے کہ پرنس فریڈرک چارلس نے اپنی کچھ فوج محاصرہ پیرس میں شریک ہونے کیلئے بھیجی اُس کے پاس پچپن ہزار یا ساٹھ ہزار فوج سے زیادہ نہ تھی۔ اور جنرل ون ڈریٹن اور گرینڈ ڈیوک آف منلکنبرگ کی فوج کی تعداد ۰۰۰ ۵۰ ہزار سے زائد نہ تھی اور گو درحقیقت فرانسیسی فوج اپنے دشمن کے مقابلہ کی تو نہ تھی لیکن اُس کی نصف فوج میں کل سپاہی بہت عمدہ اور بہادر تھے۔ ان انتظامات سے جنرل ڈی آریلیس کی جنگی لیاقت اور فرانسیسیوں کی حب الوطنی اور سرگرمی معلوم ہوتی ہے اور ان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو جرمنی فوجی کمانڈروں نے دریائے لوائر کی فرانسیسی فوج کو کم تعداد سمجھا تھا یا دشمن نے جرمنی فوجوں کو اتنا دبا رکھا تھا کہ وہ اس جگہ زیادہ فوج روانہ نہ کر سکے۔ اور گو اُنہوں نے فرانسیسیوں کو پھر ایسا کوئی عمدہ موقع کامیابی کا نہیں دیا جیسا کہ فرانسیسیوں کو ۹۔ اور ۱۰۔ نومبر کو موقع ہاتھ لگا تھا لیکن ایک عمدہ کمانڈر اس تھوڑی سی فوج سے ہی بہت اچھی کارروائی کر سکتا ہے۔ اس اثناء میں گورنر پیرس نے بھی یہ خیال کیا کہ پیرس کی خلاصی کیلئے جو تدبیریں اُس نے سوچی تھیں اب اُن کی آزمائش عملی کا وقت آگیا ہے۔ اُس نے مدافعت اور بچاؤ کی تمام ترکیبیں مکمل کر لی تھیں اور محاصرین کی فوج کی لائن کو بہت پیچھے ہٹا دیا تھا اور ذرا اور آگے بڑھکر قصبات ویلی جوف اور اورن پر مورچے اور دمدمے بنائے تھے وہاں سے اُس کو یہ یقین تھا کہ دشمن کی فوج پر کامیابی چھیڑی جا سکتی ہے۔ اور اپنی فوج کو اُسنے نہایت عمدہ قواعد سکھائی تھی اور اس فرانسیسی فوج کی تعداد دو لاکھ تھی اور اسکی رائے میں منجملہ ان دو لاکھ کے ڈیڑھ لاکھ بہت عمدہ سپاہی تھے۔ اس تمام فوج کا یہ کام تھا کہ دشمن کی جمعیت کو چیرنے کی کوشش کرے اور دریائے لوائر کی فرانسیسی فوج جو پیرس کی طرف آرہی ہے وہ اس فوج میں آکر شریک ہو جاوے۔ ماہ نومبر کا آخری ہفتہ اس مشترک مہم کے لئے مقرر ہوا تھا لیکن اتفاق کے وقوع پر بھی بہت کام سپرد کر دیا گیا تھا اور ٹروچو نے ڈی آریلی کی فوج کی حس و حرکت میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی اُسکو اُسی کی رائے پر چھوڑ دیا۔

دریائے لوائر کی لڑائیاں

جنرل ڈی آریلیس نے اب وہ کارروائی شروع کر دی کہ جس سے فوج لوائر کا پیرس کی جانب بڑھنا ممکن ہو سکے۔ اُس نے براہ لیڈن میزیرس اور مونٹ آرجس کے اپنی فوج میمنہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اپنی فوج قلب اور میسرہ کو آگے نہیں بڑھایا۔ اور ۲۸۔ نومبر کو اپنی دو کوروں سے جنمیں غالباً ساٹھ ہزار سپاہ تھی جرمنی فوج کے ایک کور پر جسمیں تیس ہزار فوج تھی اور جو شہر بین لارولنڈ کے قریب اُس سڑک پر پھیلی ہوئی تھی جو فانٹن بلیو سے

شہر سیلن کو جاتی ہے حملہ کر دیا۔ یہ لڑائی نہایت خونریز تھی اور فوجیں بہت بہادری سے لڑیں اور جرمنی فوج کے دو ڈویژن شہر بیتھی ویئرز سے اور آگئے اور فرانسیسی فوج بھاری نقصان کے ساتھ پسپا ہو گئی فرانسیسی فوج کے نوعمر سپاہی جیسا عموماً ہوتا ہے۔ خوف زدہ ہو کر سینکڑوں اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر پیچھے رہ گئے۔ لیکن جرمنی کی فوج بھی پیچھے ہٹ گئی اور ... قیدی فرانسیسوں نے گرفتار کئے۔ جنرل ڈی آریلیئس جس نے بلحاظ علم جنگ کے ایک بہت ہی بڑی غلطی کی تھی شہر آرلینز میں اپنی لشکرگاہ پر واپس آگیا اور دو دن تک بے کار پڑا رہا۔ اور یہ توقف اُسکے لئے اور بھی مہلک ثابت ہوا۔

۲۷۔ نومبر کو فرانسیسی فوج شہر شاٹودن سے سونٹ آرجس تک پھیلی ہوئی تھی اور ان دونوں شہروں کا فاصلہ ۲۰ میل کا ہے۔ اس دن جرمنی کی فوج نے فرانسیسی فوج میمنہ پر سونٹ آرجس میں حملہ کر دیا اور انہوں نے معلوم کر لیا کہ نہایت آسانی سے اس فرانسیسی فوج کی سب لائن کو ہم فتح کر سکتے ہیں۔ اس لئے جرمنی فوج آگے بڑھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر شاٹودن سے فرانسیسی چلے گئے۔ دیگر چھوٹے چھوٹے معرکے قصبات آرٹینی۔ نیولا بائس سینٹ لوپ اور بیان رولنڈی اور جبین پر ہوئے لیکن ان میں کوئی خاص بات قابل تذکرہ نہیں ہے۔ ۲۹۔ نومبر کو ایک بڑا معرکہ شہر ایمنز کے سامنے ہوا۔ اس لڑائی میں فرانس کی فوج نے شمال سے آکر جرمنی کی فوج اوّل آرمی پر جو زیر کمان مانٹیفل تھی حملہ کر دیا۔ شروع شروع میں تو یہ لڑائی فرانسیسوں کے حق میں اچھی رہی جو ۴½ بجے تک اپنی جگہ پر قایم رہی لیکن جرمنی کے طاقتور توپخانہ اور بے انتہا فوج کی وجہ سے فرانسیسی شہر بریٹین بکس سے ہٹ گئے۔ فرانسیسی فوج کو قصبہ بووس پر شکست ہوئی لیکن قصبہ ڈوری میں فرانسیسی اپنی جگہ پر قایم رہے۔ اس لڑائی میں جس قدر جرمن فوج شریک تھی اُسکی تعداد تیس ہزار تھی۔

جرمنیوں کا بیان ہے کہ اول لڑائی درمیان فرانس کے شمالی فوج اور جرمن کی اوّل آرمی (فوج) کی شہر سوریل میں واقع ہوئی۔ فرانسیسی فوج جو خوب مسلح تھی اور جرمنی فوج سے زیادہ تھی ضلع سوم کی جانب واپس بھگا دی گئی اور یہ فوج بھاگ کر شہر ایمنز کے سامنے اپنی لشکرگاہ میں مقیم ہوئی جسکے گرداگرد خندقیں کھدی ہوئی تھیں۔ اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کے کئی ہزار آدمی ضایع ہوئے۔ جرمنی ہزار کی ۹۔ رجمنٹ نے ایک فرانسیسی بحری پیدل فوج کو بالکل تباہ کر دیا۔ جرمنی فوج کا بھی کثرت سے نقصان ہوا۔ اس لڑائی میں جرمنی کی فتح ہوئی اور اس کا ظاہر ثبوت اس بات سے ہوا کہ لڑائی ختم ہونے کے تھوڑی دیر کے بعد ضلع سوم کے حاکم نے یہ اعلان شایع کیا:۔

"اے باشندگان شہر سوم - آزمائش کا دن آپہنچا ہے۔ باوجود ہماری کوششوں کے شہر آمینز کو اب دشمن عنقریب ہی فتح کر لینگے۔ کونسل جنگ کی یہ رائے ہے کہ فرانس کی فوج شمال کو پسپا ہو جانا چاہیئے اور فوج نیشنل گارڈس ہتھیار ڈال دے۔ میں فی الحال تمہارے درمیان سے جاتا ہوں لیکن اُمید ہے کہ جلد واپس آجاؤں گا۔ خاموشی اور صبر کے ساتھ بھروسہ رکھو اُمید ہے کہ ملک فرانس محفوظ رہے گا۔ فرانس ہمیشہ قایم رہے۔ سلطنت جمہور ہمیشہ قایم رہے۔"

پرنس فریڈرک چارلس نے اب اپنی تمام فوج ایک جا جمع کرلی اور اب اُس نے دل میں یہ ٹھان لی کہ فرانسیسوں کو ایک قطعی شکست دینی چاہیئے۔ ۲۰۔ نومبر کو وہ شہر پتھیوی ویٹرزا ور میان رولنڈ کے درمیان مقیم ہوا اور شہر فانٹن بلیو کو اپنی پشت کی جانب رہنے دیا اور شہر بیان پر جنرل ڈی آریلیش نے جو حملہ کیا اُس کا بڑی بہادری سے جواب دیا اور ڈی آریلیش کی فوج کو بہت سخت صدمہ پہنچایا۔ جرمنی میمنہ فوج نے زیر کمان گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ۔ جو شہر ڈری سے ورانگلکر پیرس اور آرلینز کی سڑک پر ووالائن میں مقیم تھی فرانسیسی فوج لوائر پر جو زیر کمان جنرل چینزی تھی حملہ کردیا۔ اس جنرل نے جو ۲۲۔ نومبر کو شہر چٹی سے آیا تھا اس گرینڈ ڈیوک کے مقدمۃ الجیش لشکر کو جو زیر کمان جنرل ون ڈیٹن تھا واپس بھگا دیا لیکن دوسرے دن یہ گرینڈ ڈیوک اپنی کل فوج لیکر آگے بڑھا اور فرانسیسی فوج کو شہر لوگنی اور پوپری کی جانب بھگا دیا اور یہاں آخری جگہ فرانسیسوں کا لشکر گاہ بھی فتح کرلیا جو شہر آرٹینی کے نہایت قریب واقع ہے جرمنی فوج کے ہاتھ گیارہ توپیں آئیں اور کئی سو فرانسیسی گرفتار ہوئے پہلی دسمبر کا واقعہ صرف یہ ہے کہ پرنس فریڈرک چارلس جو شہر بیان میں مقیم تھا وہاں سے روانہ ہوا اور فرانسیسی فوج کو جو آرلینز کے جنگل میں تھی وہاں سے ہٹا دیا اور اُن کی دو توپیں گرفتار کیں۔ بعد اس کے اور بہت سے فائدے جرمنی فوج کو لوائر کی اس فرانسیسی فوج کی زک سے ہوئے اور ۲۔ اور ۳۔ دسمبر کو میکلنبرگ کی فوج نے اور جنرل میں اسٹائین کی فوج نے فرانسیسی فوج کو پسپا ہونے پر مجبور کرکے شہر آرلینز کا مضافات شہر سینٹ جین اور اُس کی ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کرلیا ۳۰ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں اور ایک ہزار سے زیادہ فرانسیسی گرفتار ہوئے جرمنی فوج کا نقصان بھی بہت ہوا جرمنی فوج کے جنرل رنگل کے ڈویژن کے بہت آدمی مارے گئے۔ ۴۔ دسمبر کی شام کو ایک سخت لڑائی کے بعد جس میں فرانسیسوں کی توپیں اور فوج بہت ضایع ہوئی جرمنی فوج نے شہر آرلینز کو پھر فتح کرلیا اور فرانسیسی فوج پسپا ہوئی اور جرمنی فوج نے تھوڑی دور تک اُن کا تعاقب کیا۔ ۲۔ دسمبر کو جرمنی فوج کی ۳۔ اور ۹۔ آرمی کورز نے فرانسیسی فوج کو شہر چلی آنا ہوئے اور شہر چیویلی کی راہ بجانب آرلینز بھگا دیا۔ اور ۵۔ دسمبر کو جرمن کی اسی فوج نے حسب الہدایت پرنس فریڈرک چارلس شہر فابرگ سینٹ جین ڈی لاریلی کی مضافات اور اُس کی ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کرلیا۔ اور گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کے ماتحت جو فوج تھی وہ اور مغربی جانب اس شہر کے نہایت قریب چلی گئی۔ بوجہ رات ہونے کے زیادہ تعاقب

نہیں کیا گیا۔ فرانسیسوں کی چالیس توپیں ہاتھ آئیں اور ایک ہزار سے زاید فرانسیسی گرفتار ہوئے۔

فرانسیسی گورنمنٹ مقیم ٹورس نے اس لڑائی کا حال جرمنیوں کے بیان سے بالکل مختلف بیان کیا۔ فرنچ گورنمنٹ نے ۳۔ دسمبر کو ان لڑائیوں کی رپورٹ شایع کی وہ اس طرح پر ہے کہ چند لڑائیوں کے بعد جو پہلی اور ۲۔ دسمبر کو ہوئی اور جس میں جرمنیوں کا بہت نقصان ہوا۔ لیکن ان لڑائیوں کی وجہ سے فرانسیسی فوج لوائر کا آگے بڑھنا موقوف ہو گیا ہے ۴۔ دسمبر کی رات کو جنرل آرلیئس نے ٹورس میں ایک تار بھیجا کہ اب آرلینز کو خالی کر دینا اور دریا کے بائیں کنارہ پسپا ہو جانا ضروری ہے۔ اُس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اُس کے اختیار میں اسوقت دو لاکھ فوج ہے اور پانسو سے زائد توپیں ہیں اور ایک مضبوط جگہ پر مقیم ہے جسکی حفاظت پر بحری توپخانہ ہے۔ اور اس جگہ جنرل آرلیئس دشمن کے حملے کی مدافعت کے لئے تیار ہیں۔ جنرل مذکور نے اپنے پسپا ہونے کے اوپر اس دلیل سے اصرار کیا ہے کہ جنگ گاہ میں موجود ہونیکی وجہ سے میں معاملات سے بہ نسبت دیگر غیر موجودین کے زیادہ آگاہ ہوں۔

فرانس کی گورنمنٹ نے جو کونسل مشورہ منعقد کی اُس کی یہ راے ہوئی ہے کہ آرلینز پر اُس کے موچوں اور مدد مول کی مدد سے پورے طور سے قبضہ رکھا جاوے اور یہ کہ جنرل آرلیئس پیرس سے بہت فاصلہ پر نہ رہیں لیکن چونکہ جنرل کا یہ بیان ہے کہ پسپا ہونا ضروری ہے چونکہ پسپا ہونے سے فوج کا نقصان بہ نسبت خالی کر دینے آرلینز کے بہت کم ہوگا اسلئے اُسکو پسپا ہونے کا اختیار دیا جاتا ہے۔

فرانسیسی گورنمنٹ نے فوج لوائر کے کمانڈر کو حکم مذکورۂ بالا بذریعہ تار بھیج دیا اور ایم گمبیٹا نے اُس میں یہ حکم اور زیادہ لکھا کہ ”میں نے سابق میں جو جو احکام دربارہ جمع ہونے فوج کے آرلینز میں اور دشمن کی مدافعت جاری رکھنے کے لئے دیئے تھے وہ اب منسوخ کر دیئے جاتے ہیں۔ ایم گمبیٹا نے جنرل ڈی آرلیئس کو یہ اور لکھا کہ اگر ضرورت ہو تو آرلینز کو خالی کر دیا جاوے اور شہر ٹورس میں جتنے جنرل فوج ہیں وہ تمہارے ماتحت کر دی گئی ہیں“

آخر کار جنرل آرلیئس نے ٹورس میں ایک اور مراسلہ بھیجا اور اُس کے ذریعہ سے گورنمنٹ فرانس کو مطلع کیا کہ ”میں نے اپنی تجویز جنگ تبدیل کر دی ہے اور ۱۶ اور ۱۷ کور کو بھیج دیا ہے اور ۱۸ اور ۲۰۔ کور کو اپنے پاس بلا لیا ہے اور میں خود آرلینز میں مقیم ہو کر شہر کے بچاؤ کی تدبیریں کر رہا ہوں۔ بعد اس کے جنرل آرلیئس نے کامیابی کے ساتھ مدافعت کرنا ممکن نہ پایا اور شہر آرلینز کو خالی کر دیا اور ۴۔ دسمبر کی آدھی رات کو جرمنی فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ ان لڑائیوں میں فرانسیسی فوج کا نقصان بمقتولین مجروحین و قیدیوں میں سولہ ہزار فوج کا ہوا۔ جرمنی والے فرانسیسی نقصان کو اور بھی زیادہ بتلاتے ہیں۔

جبکہ یہ واقعات شہر آرلینز کے شمال اور جنوب میں ہو رہے تھے پیرس کی فوج نے ایک اور کوشش دشمن کی فوج کو چیر کر
نکل جانے کی کی۔ ۲۸۔ نومبر کی رات کو قلعجات پیرس نے اور خاصکر اُن قلعوں نے جو جنوب کی جانب تھے بڑے
خوفناک طور سے گولہ باری شروع کر دی۔ اور شہر سینٹ جرمین سے دریائے سین اور مارنی کے اتصال تک گولوں
اور گولیوں کی بوچھار برابر محاصرین کی لائن پر ہو رہی تھی۔ اس گولہ باری کی آڑ میں جو خاصکر اسوجہ سے کی گئی تھی تاکہ
فوج لوائر کو حملہ کر دینے کا حال معلوم ہو جسکا خیال کیا گیا تھا کہ وہ فوج بہت دور نہیں ہے۔ قلعجات مانٹروگ۔ بیسٹری
اور آیوڑی سے بہت سی فوج نکل آئی اور بعد دریائے سین کی جنگی کشتیوں اور شہر ویلی جو لف کے توپخانہ کی مدد اور
اپنی خاص توپوں کی مدد سے اس فرانسیسی فوج نے فوج جرمنی سے شہراز لاہے۔ چیویلی۔ اور چیوزی لی روئی کے فتح کرنے
کی کوشش کی جو محاصرہ کے دائرہ کے قریب شہر آرلینز کی سڑک پر واقع تھے۔ یہ بھی ارادہ کر لیا گیا تھا کہ مشرق اور جنوب
مشرق سے بھی فوج آکر اس مہم میں شریک ہووے لیکن اس دن دریائے مارنی میں یکایک طغیانی ہو گئی۔ اور
فرانسیسی فوج بغیر قطعی لڑائی کے قلعوں میں لوٹ آئی۔ دوسری شب کو گولہ باری پھر شروع کی گئی۔ اور ۳۰۔ نومبر کو علی الصباح
ایک لشکر عظیم زیر کمان جنرل ڈوکرٹ۔ جنوب مشرقی اور مشرقی قلعوں سے اُس جانب کی جرمنی فوج پر حملہ کرنے کے لیے
روانہ ہوا۔ جنوب مشرق پر جنرل وینوئی کا حملا اور ایسا ہی شمال سے سینٹ ڈینس سے حملہ ہونا یہ کارروائی صرف جرمنی
فوج کو دھوکہ دینے کے لئے کی گئی تھی ورنہ یہ درحقیقت حملہ نہ تھا۔ لیکن دوکرٹ نے جو حملہ کیا وہ بہت ہی سخت تھا ساٹھ ہزار
فوج کو لے کر جسکی مدد پر بہت سی محفوظ فوج تھی ڈوکرٹ قلعہ ونسنس کے سامنے سے دریائے مارنی پر بہیوں کا پل ڈالکر
دریا کو عبور کر لیا۔ اور ایک کالم فوج کو شہر برنیل میں اُتار دیا جو اُس قطعہ زمین پر آباد ہے جو دریائے سین اور دریائے مارنی
کے بیچ میں بطور جزیرہ نما آگئی ہے۔ ڈوکرٹ نے اپنی تمام فوج کو چار دیہات نوئزی الاگرینڈ۔ برائی۔ ویلیئرز اور چیمپگنی کے
سامنے لاکے ڈال دیا۔ فرانسیسی فوج پوری ترتیب سے آگے بڑھی اور ایک مختصر مگر خونخوار لڑائی کے بعد اُس نے ویلیئرز
چیمپگنی اور برائی فتح کر لئے اور جرمنی فوج ان جگہوں سے بوجہ ہونے زائد فوج دشمن کے ہٹ گئی۔ موضع لاگرینڈ پر
بھی فرانسیسی فوج نے حملہ کیا اور چند گھنٹے تک فرانسیسی فوج میدان کارزار میں غالب رہی۔ اور ان کی فوج اس قدر
زائد تھی کہ اُن کی مدافعت فوراً مشکل تھی لیکن زمین میدان کارزار کی ایسی تھی کہ تمام فوج فرانس کو اپنی پوری گولہ
باری کرنے کا موقع نہ ملا۔ آخر کار جرمنی فوج کو اور کمک آگئی اور بڑی خونخوار لڑائی کے بعد موضع ویلیئرز جرمنی والوں نے
پھر لے لیا۔ لیکن مواضعات برائی اور چیمپگنی فرانسیسیوں ہی کے پاس رہے۔ اس لڑائی کے مفصل حالات
حسب ذیل ہیں :

پیرس کے جنوب مشرق میں قلعہ ونسنس کے مقابل میں جو جنگل ہے اُس کے سامنے دریائے مارنی پر سخت لڑائی ہوئی دریائے مارنی اپنے مقام اتصال دریائے سین سے یعنے شہر چارنٹن سے شہر نیلی تک مثل سانپ کے چکر کھاتا ہوا بہتا ہے اور ایک نشیبی ضلع کی زمین میں سے گذرتا ہے جو اُن قلعجات کی زد میں ہے کہ جو خاص پیرس کے بچاؤ کے قلعے ہیں۔ جب کہ جرمنی فوج اوّل ہی اول حملہ کرتے ہوئے پیرس کے قرب وجوار میں پہنچی تو اس ضلع کے تمام بائیں کنارہ پر قابض ہو گئے۔ دریا کے قریب اور فرانسیسی آگ کی زد میں جرمنی فوج نے صرف موضع برائی اور چمپگنی پر تھوڑی تھوڑی فوج ڈال دی تھی۔ لیکن ان کے پیچھے مواضعات ویلیرز۔ کوئیلی۔ نوئزی لی گرینڈ اور دیگر جگہوں میں انہوں نے اپنی فوج دمدموں اور مورچوں اور توپخانہ سے نہایت مستحکم کر رکھی تھی۔ پیرس کے قلعجات اور جرمنی فوج کے درمیان گویا کہ ایک زمین آزاد تھی جس پر کوئی قابض نہ تھا۔ اور اس آزاد زمین میں دریا تھا اور اُس بائیں کنارہ پر دو تین میل اور زمین تھی۔ اس قطعہ زمین پر فرنچ جنرل ڈوکرٹ نے اپنی فوج کو لا ڈالا اور ۲۸۔ نومبر کو اس پر قابض ہو گیا۔ اُس نے پیپوں کے پل کے ذریعہ سے معہ اپنی تمام فوج کے دریا کو عبور کیا اُس کی فوج کی تعداد کوئی ۸۰۰۰۰ ہزار بتاتا تھا اور کوئی ۱۵۰۰۰۰ بیان کرتا تھا اور مواضعات چمپگنی اور برائی سے جرمنی فوج کو بھگا دیا۔ لیکن اپنے قلعوں کی زد سے باہر ہو کر اُس نے جرمنی فوج پر موضع ویلیرز پر حملہ کر دیا اور یہاں جرمنی فوج نے پورے طور سے اُس کا مقابلہ کیا۔ اور ڈوکرٹ کو اب اُنہیں متذکرہ صدر دو دیہات میں لوٹ کے آنا پڑا۔ چار قلعوں کی توپوں کی زد میں ان دو دیہات پر قبضہ کر لینا صرف یہی کام تھا جو ۲۸۔ نومبر کو اس عظیم الشان فرانسیسی فوج نے کیا۔ اور ۲۹۔ نومبر کو نہایت مبالغہ کے ساتھ اس کی بابت دنیا کے تمام حصوں میں خبر بذریعہ تار بھیجدی گئی۔ ۲۹۔ تاریخ کو لڑائی اس وجہ سے بند کر دیگئی تا کہ مقتولین کو دفن کر دیا جاوے۔ جرمنی والوں کا بیان ہے کہ فرانسیسوں کی درخواست پر ایسا کیا گیا اور فرانسیسی کہتے تھے کہ جرمنی والوں کی درخواست پر لڑائی ملتوی کیگئی ۳۰۔ نومبر کو لڑائی پھر شروع ہوئی۔ جرمنی فوج نے اپنے دشمنوں کو مواضعات برائی اور چمپگنی سے ہٹا دینے کی کوشش کی اور علی الصباح اُن کا یہ مقصد تھوڑا سا یا کُل حاصل ہو ہی گیا تھا کہ اس عرصہ میں فرانسیسی کل فوج لڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی آئی اور نہایت سخت اور خونخوار لڑائی واقع ہوئی جسکے آخر میں فوج جرمنی نے فرانسیسی فوج کو پیچھے ہٹا دیا۔ گو دریائے مارنی کے پار تو نہیں بھگا سکے لیکن دریا کے قریب چراگاہوں اور جنگلوں میں ہٹا دیا۔ اس لڑائی کی حالت گویا ۲ دسمبر کی شام کو وہی تھی جو اس سے ۴۸۔ گھنٹے پیشتر تھی۔ فرانسیسی فوج ابھی تک دریائے مورنی کے بائیں کنارہ پر کئی جگہ قابض تھی اور یہ سب جگہ فرانسیسی قلعجات کی زد میں تھیں اور جرمنی فوج کی لائن بالکل نہیں ٹوٹی۔ اس کے بعد جنرل ڈوکرٹ اپنی فوجیں دریا کی دوسری جانب لے گیا اور اپنی فوج کے نام مفصلہ ذیل اڈریس جاری کیا:

مقام ولنس - ۴ - دسمبر -

"اے سپاہیان - دو دن کی شاندار لڑائیوں کے بعد میں نے تم کو دریا کے اس کنارے پھر ڈالا ہے کیونکہ مجھے یہ یقین ہو گیا تھا کہ دشمن نے اُس جانب اپنی ساری فوج ایک جا جمع کر لی تھی اور لڑائی کی تیاریوں میں تھا اور اُسجگہ ہماری کوششیں بے فائدہ ہوتیں - اگر میں وہاں پڑا رہتا تو بہترا بہادروں کی جانیں بے فائدہ ضایع ہوتیں - سمجھ لو کہ لڑائی تھوڑے عرصے کے لئے موقوف ہوئی ہے - بہادری سے لڑنے کے لئے تم پھر تیار ہو جاؤ - جلدی سے اپنا سامان جنگ تیار کر لو اور رسد جمع کر لو - تم جانتے ہو کہ ہم ملک کے بچانے کے ایسے پاک کام میں مصروف ہیں کہ بوقت ضرورت ہمکو اپنی جانوں سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے "

اپنی بڑی کوششیں کرنے سے پہلے جنرل ٹروچو اور جنرل ڈوکرٹ نے دو اعلان شایع کئے جن سے بڑا جوش پھیلا جنرل ٹروچو نے اُس خون کی ذمہ داری جو عنقریب بہنے والا ہے اُن اشخاص پر ڈالی جنکی قابل نفرین خواہشیں زمانۂ حال کی تہذیب اور انصاف کو پامال کئے جاتی ہیں - جنرل ڈوکرٹ نے اپنے اعلان میں یہ شایع کیا کہ "میں تمام قوم کے آگے قسم کھاتا ہوں کہ اب کے پیرس میں یا تو فتحمند داخل ہوں گا یا مردہ ہو کر داخل ہونگا" شہر ٹورس میں اس خبر نے کہ پیرس سے فوج نکلکر دشمن سے لڑے سخت جوش پھیلا دیا اس بارے میں گورنمنٹ کو بڑے مبالغہ آمیز حالات پہنچے اور نہایت پرجوش طریقہ سے اُن کو بیان کیا گیا - ۳۰ - نومبر کے حکم میں جنرل آریلیئس پی لیڈائن نے فوج کو یہ لکھا "کہ پیرس کی فوج نے پرشیا کی فوج کی لائن کو توڑ ڈالا ہے - جنرل ڈوکروٹ معہ اپنی فوج کے ہماری جانب آ رہے ہیں اب ہم کو بھی اُن سے ملنے کے لئے اُسی ہمدردی سے کوچ کرنا چاہئے کہ جسکی فوج پیرس نے ایک نظیر قایم کر دی ہے" فرانسیسوں کے اور بیانات اس قسم کے تھے کہ "پرشیا کی فوج دریائے سین کے بائیں کنارے کیجانب پسپا ہو گئی ہے" اور "ڈوکرٹ ایک لاکھ سے زاید فوج کیساتھ فوج لوائر کے شریک ہونیکو آ رہا ہے"

پیرس سے ایک غبارہ چلا اور وہ ۲۹ - نومبر کو قصبہ بیلس ضلع مربہین میں اُترا اور ٹورس میں اُس کے ذریعہ سے یہ خبریں تحریری آئیں - دربارۂ پیرس سے فوج کا نکلکر دشمن پر حملہ کرنے کے حال میں یہ تحریر کیا تھا کہ جنرل ٹروچو جس نے فوج کی تعریف اپنی رپورٹ میں کی ہے اُس رپورٹ میں اپنی خدمات کا بیان کرنا بھول گیا تھا - یعنے جب پیدل فوج لڑتے لڑتے پیچھے رہ جاتی تو وہ اُن کو ہمت دلا کر آگے بڑھاتا تھا - اس لڑائی میں پیرس کی چاروں جانب کے قلعوں سے گولہ باری ہوتی رہی - جنرل رینالٹ جسکی زیر کمان فوج ۲ - کور تھی زخمی ہوا اور جنرل لیچاریر بھی زخمی ہوا - جنرل ٹروچو نے کہا کہ تمام ملک کو جنرل ڈوکرٹ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے - جرمنی والوں کا بیان ہے کہ بیشک فرانسیسی توپخا

بہت مضبوط تھا اور اُس سے برابر گولہ باری ہوتی رہی لیکن اُس سے جرمنی فوج کا بالکل بھی نقصان نہیں ہوا۔ شہر تورس میں عوام کا ایک جم غفیر حاکم شہر کے مکان پر جمع ہوا اور ایم گیمبٹیا کو پکارا۔ اس وزیر نے چھت کے اوپر سے اپنے تئیں عوام کو دکھایا اور عوام کو ایک ایڈریس دیا لیکن بوجہ جوش کے اکثر اُس کی آواز نہیں نکلتی تھی اور وہ ٹھہر کر آواز درست کرتا جاتا تھا۔ اُس نے جنرل ٹروچو اور جنرل ڈوکرٹ کی ہمت بہادری استقلال اور تمام فوج کی بہادری کی تعریف کی۔ اُس نے بیان کیا کہ تمام بچاؤ کے ذریعوں سے کام لیا گیا تھا اور پیرس سے جس فوج نے نکلکر دشمن پر حملہ کیا تھا اُس کی مدد پر قلعجات پیرس جنگی کشتیاں اور چکر کی ریلوے آہن پوش گاڑیاں تھیں۔ تمام فوج اور فوج موبائل اور فوج نیشنل گارڈس نے بڑی بہادری سے لڑائی کی۔ ایم گیمبٹیا نے آخر ایڈریس میں یہ کہا کہ مجھے اُمید ہے کہ اب ہماری فوج فتحیاب ہوگی۔ فتح ہمارے ہتھیاروں سے پھر ملاقات کرے گی۔ اور فرانس کے لوگوں کی بہادری تھوڑے عرصہ سے روپوش ہے لیکن اب وہ جلد فتح کی صورت حاصل کرکے جلوہ افروز ہونے والی ہے۔ پرشیا کی فوج ہماری فوج کی نئی ہمت اور بہادری دیکھکر اب ہر جانب بے دل ہوگئی ہے اور اب وہ پسپا ہونے والی ہے۔ پرشیا کی فوج کو شہر آرٹری بگینی پر شکست دی گئی ہے اور پیرس کی فوج کی فتح کی خبر سنکر فوج جرمنی نے شہر اسینز کو خالی کر دیا ہے۔ ہماری فوج لوائر پیرس کی فوج میں شریک ہونے کے لئے استقلال سے کوچ کر رہی ہے۔ اب نتیجہ پر کون شبہ کر سکتا ہے؟ اب ہم ایک مطلق العنان بادشاہ میں جو اپنے لالچ اور خواہش نفسانی کے لئے لڑتا ہے اور ایک قوم میں جو انصاف اور حق اور اپنی عزت کے لئے لڑتی ہے تمیز و فرق کر سکتے ہیں۔ یہ فتح صرف سلطنت جمہوری کی ہوئی ہے چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جمہوری نے تمام سامان مکمل کر لیا ہے۔ فرانس کو سب نے یکہ و تنہا چھوڑ دیا تھا لیکن فرانس نے اپنے تئیں مضبوط اور طاقتور بنا لیا ہے۔ یہی کام ہے جو ایک آزاد قوم کر سکتی ہے۔"

ایم گیمبٹیا کو اپنے ایڈریس میں اس آواز سے اکثر توقف کرنا پڑتا تھا جو سب لوگ یکساں پکارتے تھے کہ پیرس ہمیشہ قایم ہے یا جمہوری سلطنت ہمیشہ قایم رہے۔

فصل دوازدہم (ب)

دریائے لوائر پر چند دنوں تک لڑائی رہنا۔ شہر بوجنسی کی فتح۔ پیرس سے دوبارہ فوج کا نکلکر دشمن پر حملہ کرنا۔ جنگ نُٹ نولیس

فرانسیسی فوج نے پیرس کے محاصرہ توڑنے کی جتنی کوششیں کیں وہ سب بالکل فضول گئیں۔ اور جنرل ٹروچو کو

الزام دینے کی خواہش کئے بغیر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس بات کے حصول کے لئے اس سے بہتر موقع اُس کو پھر کبھی نہیں ملا۔ اور یہ بات غالب معلوم ہوتی تھی کہ اگر ذرا ہشیاری اور بہادری اور ہمّت کی جاتی تو فرانسیسوں کا یہ مقصد بر آتا۔ اس محصور شہر کے باہر وہ بربادی بخش واقعات جو فرانسیسی فوج لوائر کے سر پر منڈلا رہی تھی اب جمع ہونے شروع ہوگئے۔ لیکن تاہم فرانس کے مطلع تاریک پر ایک روشن دھبہ نظر آتا تھا۔ جبکہ فوج جرمنی نے آرلینز پر دوبارہ قبضہ کر لیا تو فرانسیسی فوج لوائر علیحدہ علیحدہ ہوگئی۔ فوج میمنہ اور قلب تو دریا کے پار بھاگ گئی اور فوج میسرہ دریا کے شمال کے کنارہ کیطرف شہر بو جنسی میں مقیم ہوگئی۔ پرنس فریڈرک چارلس پچاس ہزار سپاہ کے ہمراہ فوج میمنہ کے تعاقب میں گیا۔ جو بغیر زائد نقصان ہونے کے شہر بورجس کی جانب چلی گئی اور یہاں یکایک ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جسکی وجہ سے پرنس مذکور شہر ویئرزن سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اسی اثنائیں ون ڈرٹین اور گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ چالیس ہزار فوج کے ساتھ فرانسیسی فوج میسرہ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھے لیکن فرانسیسی فوج نے اُن کے حملہ کی مدافعت اس طور سے کی کہ جسکی وجہ سے اس جنگ میں پیچ در پیچ دلچسپ واقعات نمودار ہوتے گئے۔ فرانسیسی فوج میسرہ میں دو کور تھیں جنکی تعداد پچاس ہزار سپاہ کی تھی اور مصیبتوں کے پڑنے کی وجہ سے یہ فوج بے دل سی ہوگئی لیکن یہ فوج ایک ایسے جنرل کے زیر کمان تھی کہ جسنے اپنی تعجب انگیز غیر معمولی جنگی لیاقتوں کا پورا پورا ثبوت دیا۔ شہر بو جنسی اور شہر مارچن آئر کے درمیان آرلینز کے جنگلوں میں ایک مضبوط جگہ پر مقیم ہوکے جنرل چینزی نے ایک خونخوار لڑائیوں کا سلسلہ شروع کر کے فاتح فوج جرمنی نے جسقدر حملے کئے سب کو رد کر کے فوج جرمنی کو پسپا کیا اور ایک دفعہ سے زیادہ فوج جرمنی پر خود حملہ کیا۔ بعدازاں پرنس فریڈرک چارلس نے کمک کے لئے ایک اور فوج بھیجی اور اس وجہ سے چینزی پیچھے ہٹ آیا لیکن اُس کا یہ پسپا ہونا نہایت باقاعدہ اور استقلال کے ساتھ تھا۔ شہر لی مانس کی مضبوط جگہ سے اس فوج کو بہت فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ اور اگر چینزی اسجگہ پہنچ جاتا تو وہ مغرب کی فرانسیسی فوج کے شریک ہوجاتا اور پھر اُس کو بہت کمک پہنچ جاتی۔ اس لئے اُس نے لی مانس کی جانب کوچ کرنا شروع کر دیا اور کئی جگہ اور خاصکر دریائے لوائر کے مضبوط دمدموں اور مورچوں کو اُس نے فوج سے خوب مستحکم کیا اور بعض اوقات اپنے تعاقب کنندگان پر لوٹ کے حملہ کر کے اُن کو بہت نقصان پہونچاتا تھا اور آخرکار ۱۲ دسمبر کو اُس نے شہر لی مانس لے ہی لیا اور اپنی فوج کو نقصان سے بچائے رکھا اور اپنی کمک سے جا ملا۔

دریائے لوائر پر چند دن تک لڑائی رہنا

پہلی دسمبر سے ۵۔ دسمبر تک فرانسیسی فوج لوائر سے ایک بڑا خونریز سلسلۂ جنگ جاری رہا اور یہ لڑائیاں پیرس اور آرلینز کی سڑک پر شہر ارجرس سے شہر آرٹینی تک ہوتی ہوئی شہر چلورس تک جاری رہیں۔ جو آرلینز سے شمال کی جانب کئی میل پر ہے۔ جرمنی فوج میمنہ زیر کمان گرینڈ ڈیوک میکلنبرگ تھی اور جبکہ جرمنی فوج قلب اور میسرہ فرانسیسی فوج کو ان کے مورچوں اور دمدموں سے دریائے لوائر کی جانب واپس بھگا رہی تھی جرمنی کی فوج میمنہ مغربی جانب کوچ کر رہی تھی اور اس سے یہ خوف تھا کہیں جنرل بلیبرز اور جنرل آرلینیس کو شہر ٹورس سے علیحدہ نہ کر دے۔

یکم دسمبر کو ہر دو افواج معاندین مفصلۂ ذیل جگہوں پر مقیم تھیں :-

شہر ارجرس کی داہنی جانب بویریا کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ ۱۷۔ ڈویژن فوج قلب اور پچھلی فوج مقرر کی گئی تھی اور ۲۲۔ ڈویژن شہر آرلینز کی سڑک پر بڑھکر آدھی رات کو درمیان شہر جیں ویلی اور آرٹینی کے مقیم تھی اور میسرہ پر چوتھی ڈویژن سواران تھی۔ پرنس فریڈرک چارلس کا ہیڈ کوارٹر شہر پیتھی ویئرز میں تھا اور تیسری آرمی کور زشہر بزوچ ولیس گیسٹر ینڈ سے شہر چیٹین تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور فرانسیسی فوج جو زیر کمان جنرل چینزی تھی وہ شہر آرٹینی میں دمدمے اور مورچے بنا کے خوب مستحکم جگہ مقیم تھی اور اس فوج کی جناح۔ بویریا کی فوج کے سامنے مواضعات پوپری۔ ٹرمنیئن اور رجیالن ویلی تک پھیلی ہوئی تھی جرمنی کی ۳۔ کور ز کے مقابلہ میں فرانسیسی فوج پھیلی ہوئی نہیں تھی۔ درحقیقت اگر وہاں کوئی فوج ہوتی تو وہ غیر محفوظ ہوتی ہو نکہ اس کے پیچھے بیس میل تک گھرا جنگل تھا اور یہ جنگل دریائے لوائر کے شمال میں اور شہر آرلینز اور شاٹو نیف کے بیچ میں واقع تھا۔

پہلی۔ دسمبر کی سہ پہر کو تین بجے کے قریب لڑائی شروع ہوئی لڑائی اسطرح شروع ہوئی کہ فرانسیسی فوج نے جس میں ۵ پلٹنیں تھیں فوج بویریا کے مقابلہ پر بڑھنا شروع کر دیا جس میں بویریا کی ۲۰ برگیڈ فوج تھی اور فرانسیسی فوج نے بویریا کی فوج کو ارجرس پر واپس بھگا دیا۔ اور ان کی دو توپیں فرانسیسی فوج کے ہاتھ لگیں۔

۲۔ دسمبر کو علی الصباح لڑائی پھر شروع ہوئی۔ آرلینز کے شمال اور شمال مغرب میں جو قطعہ ملک ہے وہ میل تک بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک وسیع میدان چلا گیا۔ اس میدان میں بے شمار دیہات ہیں۔ دہاقین کے مکانات

مٹی اور پتھر کے بنے ہوئے ہیں اور اُن پر چھپر پڑے ہوتے ہیں آج فرانسیسی فوج نے بوئریا کی فوج پر حملہ کیا جسکو چار دفعہ
شکست دیکر پیچھے ہٹایا۔ اور یہ بویریا کی فوج اب زیادہ تاب مقابلہ نہ لا سکی۔ اسلئے یہ ہٹ گئی اور اس کی جگہ ۱۷ ڈویژن
کی ۷۶ رجمنٹ آزاد شہروں کی لائی گئی (جرمنی میں تین شہر اپنے اندرونی معاملات میں بالکل آزاد ہیں ان کا نام ہمبرگ
بریمن اور لیوبک ہے اور یہ شمالی جرمنی میں واقع ہیں۔ از مترجم) اور فرانسیسی فوج نے اس رجمنٹ سے دوپہر کو
قریب ۱۱ بجے کی لڑائی شروع کردی۔ یہ لڑائی مشرقی جانب بڑھتی جاتی تھی اور دو بجے کے قریب شہر آرٹینی سے بویریا
کی فوج کی لائن تک ایک مسلسل بوچھاڑ گولے اور گولیوں کی ہو رہی تھی۔ فرانسیسی اپنی جگہ پر نہایت بہادری سے
قایم رہے۔ جرمنی کی فوج نے جو بہت درماندہ ہوئی تھی اور لمبے لمبے کوچوں سے تھک گئی تھی اُس نے بہت ہی
سخت کوشش کی تاکہ فرانسیسی فوج کو پسپا کردے جو جرمنی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی اور توپوں اور مٹریلیوز سے
مسلح و مستحکم تھی۔ علاوہ ازیں تمام ۱۷۔ ڈویژن فوج۔ بڑے معرکہ میں بالکل نئی آئی تھی۔ میدان کارزار کی لائن میں تمام
مکانات و دیہات کے اُڑنے والے گولوں کی وجہ سے جل رہے تھے اور جب رات ہوئی تو ایک طرف نو چاند
چمک رہا تھا اور دوسری جانب مکانات اور دیہات کے جلنے سے زمین سے آسمان تک روشنی ہو رہی تھی
اس میدان کارزار کی زمین حملۂ سواران کے لئے بہت مناسب تھی اور شہر آرٹینی کے مقابل میدان کارزار میں
۴ھ۔ ڈویژن رسالہ بہت اچھی طرح لڑ رہا تھا۔ مگر فرانسیسی فوج نے اپنی مٹریلیوز توپوں سے آگ برسا کر اس ڈویژن
کی ایک رجمنٹ کو بالکل نیست و نابود کردیا۔ اور سینکڑوں گھوڑے بلا سوار جنکے سوار قتل ہو گئے تھے اور بعض گھوڑے
زخمی بھی ہو گئے تھے۔ چاروں جانب سے بڑے خوف سے ہنہناتے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ آج کی لڑائی بھی
مثل اُن تین خونریز لڑائیوں کے تھی جو ماہ اگست میں شہر میٹز کے آگے ہوئی تھیں اور مثل اُن لڑائیوں کے اس لڑائی
سے بھی ظاہر اکوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

میدان کارزار میں ہر جانب مقتولوں اور مجروحوں کی بے شمار تعداد پڑی ہوئی تھی اور کسی جانب یہ تمیز نہیں
ہو سکتی تھی کہ کونسا فریق فائدہ میں رہا ہے جو نقصانات ہوئے تھے اُن کا تخمینہ صحیح طور سے نہیں ہو سکتا تھا۔
لفٹنٹ جنرل ون ہیٹفن کمانڈر اول ڈویژن فوج بویریا اور ۷۶ رجمنٹ کا کرنل نیوہیں اور ۷۵ رجمنٹ کا میجر ون
ہیرح فیلڈ۔ یہ تینوں نہایت سخت مجروح ہوئے۔ جرمنی فوج نے ۱۸۰۰۔ اٹھارہ سو قیدی گرفتار کئے جن میں ایک
جنرل بھی تھا۔ رات کو بڈھے آدمی اور عورتیں اور بچے اپنے جلتے ہوئے مکانوں سے نکلکر ادھر اُدھر پھر
رہے تھے اور افسوس اُن کی کوئی پناہ کی جگہ نہیں رہی تھی۔ فوجوں نے بھی تمام رات کھلے میدان

میں گذاری۔

۳۔ دسمبر کو گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کی فوج سے اور فرانسیسی باقیماندہ فوج لوائر سے جسمیں شہر ٹورس سے اور کمکی فوج آکر شریک ہوگئی تھی۔ شہر بوجنسی کے پاس ایک جم کر لڑائی ہوئی اور اس میں افواج جرمنی کو کامیابی ہوئی اور شہر بوجنسی کی فتح ہوجانے کا فرانسیسوں کو اندیشہ ہوگیا جرمنی کی فوج نے پندرہ سو قیدی گرفتار کئے اور چھ توپیں انکے ہاتھ لگیں۔ ۲۔ دسمبر کی لڑائی کے بعد ۱۷۔۱۰۔ اور ۲۲۔ ڈویژن فوج جرمنی نے معہ اوّل کور فوج بویریا کی بوجنسی کیجانب کوچ کردیا۔ فرانسیسی فوج شہر مارچن آئر کے جنگل اور بوجنسی کے درمیان مقیم تھی۔ علاوہ اُس فوج کے جو اول دن کی لڑائی میں شریک تھی۔ فرانسیسی فوج لوائر کی دو کور جو شہر آرلینز سے بھگادی گئی تھیں اُنہوں نے بھی اس جرمنی فوج کا کوچ روکنا چاہا۔ مگر جرمنی فوج مضبوطی کے ساتھ آگے بڑھی گئی اور دیہات کراونٹ ہیو مونٹ میساس پر قبضہ کرلیا اور آخرکار شہر بوجنسی بھی لے لیا۔ چھ توپیں اور ایک ہزار سے زائد قیدی فوج جرمنی نے گرفتار کئے۔ ۲۔ دسمبر کو موضعات رونو بلیٹ۔ ویلرسا اور سرنی بھی فرانسیسی فوج سے چھین لئے۔ اور بہت سے فرانسیسی گرفتار ہوئے۔ شہر ویرزن کی ریلوے پر بھی جرمنی فوج نے قبضہ کرلیا۔ ۹۔ دسمبر کو گرینڈ ڈیوک کی تمام فوج نے فرانسیسوں پر پھر حملہ کردیا اور اور ان کی تمام مضبوط جگہوں پر قبضہ کرکے فرانسیسی فوج کو مارچن آئر کے جنگل میں بھگادیا اور بہت سے فرانسیسی گرفتار ہوئے۔

اس لڑائی کی بابت بھی فرانسیسی بیان جرمنی بیان سے ذرا مختلف ہے۔ جنرل چینزی کا بیان ہے کہ اگرچہ گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کی تمام فوج نے حملہ کردیا تھا مگر فرانسیسی فوج ان تمام معرکوں میں اپنی جگہ پر قایم رہی۔ ۵۔ دسمبر کو ۹۔ جرمن کور کے ایک دستہ نے جو شہر بلوئس کی جانب بڑھ رہا تھا ایک فرانسیسی ڈویژن فوج کو جو اُن کے مقابلہ کے لئے آئی تھی بلوئس کے قریب موضع مونٹ الوالڈ پر شکست دیکر اُس کو پسپا کردیا۔ اُس کور کے اور دیگر دستوں نے دیگر فرانسیسی فوج کو شہر چیمبورڈ کی جانب بھگادیا اور آخرکار دریائے لوائر کے کنارہ بلوئس کے مضافات پر قبضہ کرلیا۔ ریاست ہیسی کی پلٹنوں نے ۵۔ توپیں فرانسیسی فوج سے چھین لیں۔ ۸۔ دسمبر کو ۳۔ آرمی کور نے ایک فرانسیسی فوج کا تعاقب کرکے اس کو برائر کے آگے موضع نیوائی تک پیچھے ہٹا دیا۔ جو فرانسیسی فوج گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ کی فوج کا مقابلہ کرنے کو پڑی ہوئی تھی وہ پسپا ہوگئی اور بہت دور تک اُن کا تعاقب کیا گیا۔

شروع دسمبر میں شاہ پرشیا نے جرمنی فوج کے نام مفصلۂ ذیل اعلان شایع کیا۔

"اے جرمنی متحدہ کے لشکر کی سپاہ۔

"ہم اب اسوقت جنگ کے قطعی نتیجے پر پہنچنے والے ہیں جب کہ میں نے تم کو گذشتہ ایڈریس دیا تھا اُسوقت دشمن کی آخری فوج جو شروع جنگ پر ہمارے مقابلہ میں تھی وہ بوجہ سپردگی میٹز کے گویا بالکل برباد کردی گئی تھی مگر دشمن نے اب غیر معمولی کوششوں سے ہمارے مقابلہ کے لئے نئی فوج تیار کرلی ہے - اور باشندگان فرانس کے ایک بہت بڑے حصّے نے اپنے آرام کا پیشہ چھوڑکر اور جنکو ہمیشہ سے ہم نے نہیں روکا تھا ہتھیار سنبھال لئے ہیں - اگرچہ دشمن بعض اوقات فوج جرمنی کی تعداد سے زیادہ تھا لیکن ہم نے اُن کو شکست دی ہے - اسلئے کہ بہادری اور قواعددانی اور امر راست کا بھروسہ کرنے کی قوت - شماری تعداد سے زیادہ ہوتی ہے - دشمن کے پیرس کے محاصرہ توڑ دینے کے تمام ارادے پسپا کردیئے گئے اور اکثر خونریزی کے ساتھ بھی دشمن کو پسپا کیا گیا جیسا کہ چیمپگنی اور لاابورگٹ کی لڑائی کے موقع پر ہوا ہے - لیکن یہ سب امور بوجہ تم لوگوں کی بہادری کے ہوئے ہیں دشمن کی تمام فوجیں جو چہار جانب سے پیرس کی خلاصی کے لئے آرہی تھیں - اُنکو شکستیں دی گئی ہیں - ہماری فوجیں جنمیں سے بعض چند ہفتے ہوئے کہ میٹز اور اسٹراسبرگ کے آگے مقیم تھیں - اب شہر روئن آرلینز اور ڈیجون تک پہنچ گئی ہیں اور ان چھوٹے چھوٹے معرکوں میں دو لڑائیاں بڑی مفید ہوئیں - ایک تو شہر اسینز کی لڑائی اور دوسری وہ لڑائی جو چند دنوں تک شہر آرلینز میں ہوئی - ان لڑائیوں کی فتح سے ہماری سابقہ فہرست فتوحات میں اور اضافہ ہوگیا ہے - ہم نے دشمن کے کئی قلعجات فتح کرلئے ہیں اور بہت سامان جنگ ہمارے ہاتھ آیا ہے - اسلئے ہم کو بہت بڑی خوشی ہے اور ہم اپنی خوشی کا تم سے اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں - ہم تم سب لوگوںکا سپاہی سے ایک جنرل تک کا شکریہ ادا کرتے ہیں اگر دشمن اب بھی جنگ کو جاری رکھے تو ہمیں یقین ہے کہ تم اپنی اسی قسم کی قوت اور ہمت اُسکو دکھاؤگے جس کی وجہ سے تم کو اب تک فتح حاصل ہوتی رہی تاوقتیکہ دشمن ایک باعزت [illegible] نہ کرلے - کیونکہ اس جنگ میں ہمارا بہت خون اور فوج ضایع ہوئی ہے"

دستخط - ولیم

ہیڈ کوارٹر ورسیلز - ۶ - دسمبر سنہ ۱۸۷۰ء

۲۱ - دسمبر کو - انگریزی جہازوں کو جو شہر ڈکلیئر کے پاس دریائے سین میں خالی کھڑے ہوئے تھے پرشیا کی فوج نے گرفتار کرکے اُن کو دریا میں ڈبو دیا - کیونکہ فرانسیسوں کے دریائے سین میں کئی جنگی کشتیاں [illegible] اور اُنہوں نے فوج پرشیا کو شہر روئن کی جانب کوچ کرتی ہوئی بہت حیران کیا تھا - ۲۱ - دسمبر کو ایک جنگی کشتی شہر ڈکلیئر کے قریب تک چلی گئی جہاں کہ دریا کے داہنے کنارے پر کچھ پرشیا کی فوج مقیم تھی - ڈکلیئر ایک چھوٹا سا شہر ہے

جو درمیان شہر کیو بلوف اور شہر روئن کے واقع ہے اور فوج پرشیا کو جب یہ معلوم ہو گیا تھا کہ فرانسیسی جنگی کشتیوں کا بیڑا ادھر آرہا ہے تو اُنہوں نے دریا کا یہ رستہ مسدود کر دیا تھا۔ خوش قسمتی سے یا بدنصیبی سے پانچ انگریزی کوئلہ بھرنے کے جہاز اور ایک دیگر جہاز وہاں سے قریب ہی تھے اور دریائی راستہ روکنے کے لئے ان جہازوں کا ڈبو دینا ضروری تھا۔ اسلئے پرشیا والوں نے ان کو ڈبو دیا۔ اس سے مالکان جہاز کا کچھ نقصان نہیں ہوا کیونکہ پرشیا والوں نے اُن کے تاوان کا ایک تمسک لکھ کے دیدیا۔ ۲۱۔ دسمبر کو پیرس سے ایک فوج نے نکلکر فوج محاصرین پر شمالی جانب حملہ کیا تاکہ جنرل فیڈہرب کی فوج کے شریک ہو جاویں جو بیرونی جانب شمال میں لڑائی کر رہا تھا۔ فرانسیسی فوج نے مواضعات نیلی سور مارنی۔ ویلی اور ارڈ اور میوبین بلینٹسی پر قبضہ کر لیا اور اُنہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم نے اس جانب جرمنی آگ چار و لطرف سے خاموش کردی۔ توپخانہ کی ایک سخت لڑائی کے بعد امیر البحر لاردن سیئر نے معہ فوج قلعہ سینٹ ڈینس کے قصبۂ لابورگٹ پر حملہ کر دیا لیکن وہ اپنے تئیں وہاں قایم نہ رکھ سکا اور واپس چلا آیا۔ جرمنی فوج نے ایک سو فرانسیسی قید کئے۔ جنرل ڈوکرٹ نے مواضعات پونٹ املان اور بلینک میزنل پر جرمنی کے توپخانہ پر سخت حملہ کر دیا۔ اور مغرب کی جانب جنرل نوئل نے مواضعات مانٹری ٹاوٹ اور بزن وال پر فوج لاڈالی اور فوج گارڈس موبائل نے اس لڑائی میں پورا حصہ لیا۔ شب کو جنرل ڈوکرٹ نے مواضعات گروسلی اور گرینڈ ڈرین سی کے میدانوں پر قبضہ کر لیا۔ ان معرکہ جات میں امیر البحر لاردن سیئر کی فوج بہت ماری گئی اور فوجوں کا نقصان کم ہوا۔ جرمنی فوج کا نقصان کم ہوا۔ معلوم ہوا کہ فرانسیسوں نے یہ غلط خیال قایم کر لیا تھا کہ فوج شمالی ہمارے قریب آگئی ہے اور اسی لئے اُنہوں نے پیرس سے نکلکر حملہ کیا تھا اور جرمنی کی فوج نے اس فوج کو پسپا کر دیا اور جرمنی کی دو کورز اور فوج گارڈس کی فیوزیلیئر پلٹنوں نے شہر سنٹیز پر قبضہ کر لیا۔ جنرل ٹروچو بھی اس شب میدان کارزار میں رہا۔ شہر لابورگٹ پر توپخانوں سے سخت گولہ باری ہوئی۔ آخر کار فوج جرمنی نے الیزبیتھ رجمنٹ کی ایک پلٹن اور آگسٹا رجمنٹ کی دو پلٹنوں سے اس شہر کو فتح کر لیا۔ جرمنی فوج نے کئی سو قیدی گرفتار کئے اور جرمنی فوج کا نقصان بہت کم ہوا۔ فرانسیسی فوج نے شہر بوگنی سے آکر موضع سیون برسکسی کی فوج پر حملہ کیا اور دریائے مارنی پر جو قلعجات روزنی اور نوئیلی ہیں وہاں سے موضع چلیس میں جرمنی فوج پر حملہ ہوا لیکن حملہ آور نہایت سخت نقصان اُٹھا کے پسپا ہوئے۔ ایک ہزار سے زائد فرانسیسی گرفتار ہوئے۔ اس حملہ کے دوران میں جرمنی فوج کے مورچوں پر پھٹنے والے گولے سلسل پھینکے گئے۔ جرمنی کی صرف ۱۲ می کورز پر اس قسم کے تین سو پچاس گولے گرے اور اس فوج کا نقصان یہ ہوا کہ صرف ایک سپاہی مجروح ہوا۔ ۲۲۔ دسمبر کو

فرانسیسوں نے اُسی جانب مواضعات سیورن اور جلیس پر بظاہر کم تعداد فوج سے حملہ کیا جرمنی فوج نے حملہ رد کر کے فرانسیسی فوج کو نہایت آسانی سے پسپا کر دیا۔

جنگ پونٹ نویلیس

یہ لڑائی ۲۳۔ دسمبر کو واقع ہوئی۔ اس لڑائی میں پرشیا کی فوج کی تعداد ۴۰۰۰۰ سپاہی کی تھی جو زیر کمان جنرل مانٹ افل تھی اور فرانسیسی فوج کی تعداد ۶۰۰۰۰ تھی اور یہ زیر کمان جنرل فیڈہرب تھی اس لڑائی سے دو روز پیشتر فرانسیسی فوج اپنی چھاؤنی شہر کوربائی میں مقیم تھی اور مواضعات بیوکورٹ۔ مونگنی۔ بھچن کورٹ۔ ڈروٹیکس۔ پونٹ نویلیس بستی وکیوئی مونٹ اور ڈوارس پر قابض تھی۔ لیکن جرمنی فوج نے ۲۳۔ دسمبر کو فرانسیسی فوج پر حملہ کر کے اُس کو ان مواضعات سے بھگا دیا تھا اور باوجود فرانسیسی فوج کے سخت حملہ کے فوج پرشیا ان پر قابض ہو گئی یہاں تک کہ بوجہ رات ہونے کے یہ لڑائی ختم ہوئی۔ فرانسیسوں کے پاس اس جنگ میں اس قدر توپخانہ تھا کہ اگر یہ توپخانہ کی لڑائی کہی جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ اور یہ لڑائی ختم اس طرح ہوئی کہ فرانسیسی فوج نے کل میدان کارزار میں سنگین سے حملہ کرنا شروع کر دیا (سنگین اُس خنجر کو کہتے ہیں جو بندوق کے منہ پر لگایا جاتا ہے۔ از مترجم) جبکہ جرمنی کی فوج نے ان دیہات کو لے لیا تو فرانسیسی فوج سخت نقصان کے ساتھ وادی ہلو کی جانب بھگا دی گئی۔ اور بوجہ رات ہو جانے کے تعاقب نہ ہو سکا۔ جرمنیوں نے تو اس لڑائی کا یہی حال بیان کیا ہے جو ابھی بیان ہوا ہے لیکن اس لڑائی کی بابت فرانسیسوں کا جو بیان ہے وہ اس بیان سے بہت مختلف ہے۔ فرانسیسوں کا بیان ہے کہ لڑائی کے دو روز پیشتر فرانسیسی فوج اپنی چھاؤنی شہر کوربائی میں مقیم تھی اور دریائے لاہلو کے بائیں کنارے کے دیہات پر قابض تھی۔ لاہلو ایک چھوٹی سی ندی ہے جو بمقام ڈوارس پر دریائے سوم میں ملجاتی ہے فرانسیسی فوج نے میدان کارزار کیلئے اس دریا کے بائیں کنارے پر جو بلند زمین ہے وہ پسند کی تھی اور وادی کے عبور کرنے کا کام پرشیا کی فوج پر چھوڑ دیا تھا جو شہر امینز سے آتی تھی اور جو دریا کے داہنے کنارے ہو کر وادی میں پہنچ سکتی تھی۔ جنرل فیڈہرب نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا تھا کہ ان دیہات میں فوج جرمنی کا خفیف مقابلہ کرنا اور فوراً پیچھے ہٹ کر بلند جگہ پر آجانا۔ اس حکم کی پورے طور سے تعمیل کی گئی اور ۲۳۔ دسمبر کو ۱۱ بجے کے قریب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابلہ پر آ گئے۔ دونوں لشکروں کے درمیان صرف ایک تنگ مگر دَل دَل دار وادی رہ گئی اور اب دیہات کے مکانات پر گولہ باری شروع کر دی گئی جانبین کی طرف سے اس لڑائی میں ستر ستر یا اسی اسی توپیں گولہ باری کر رہی تھیں۔ جرمنی توپوں

گاؤں میں داخل ہوتے ہی فرانسیسوں نے بھی گولہ باری شروع کردی۔ ۳ بجے کے قریب دونوں جانب کے توپخانوں سے گولہ باری کم ہوئی اور فرانسیسی فوج پیدل کو حکم دیا گیا کہ وہ ذرا تیز قدمی کے ساتھ جرمنی فوج پر حملہ کرتی ہوئی بڑھتی چلی جاوے اور ان تمام دیہات سے جرمنی فوج کو نکالدے۔ یہ حکم نہایت مستعدی اور بہادری سے عمل میں لاکر پورا کیا گیا جنرل سولاک کے ڈویژن فوج نے دیہات ڈوارس اور وائیکوموںٹ پر پھر قبضہ کرلیا۔ بیسل کے ڈویژن فوج نے مواضعات پونٹ نویلس اور کوار یکس لے لئے۔ شمالی فوج کے ایک ڈویژن نے جو زیرکمان روبن تھی موضع بےہن کورٹ پھر لے لیا۔ اور داہنی جانب ڈروجا کے ڈویژن فوج نے بویلین کورٹ اور پرہین کورٹ پر قبضہ کرکے دور تک دشمنوں کا تعاقب کیا۔ شام کے پانچ بجے ہر چہار جانب ہماری کامیابی نظر آتی تھی اب رات آگئی اور دوست اور دشمن میں کچھ تمیز نہیں ہوسکتی تھی۔ فوج پرشیانے ان واقعات سے فائدہ اُٹھایا۔ کیونکہ اس لڑائی کا ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا اسلئے وہ بغیر لڑائی جاری رکھی مواضعات ڈوارس۔ کوریکس اور بےہن کورٹ کی جانب پیچھے لوٹ گئی فرانسیسی فوج نے فوج جرمنی سے اب وہ سب جگہیں لیکر کہ جس پر وہ لڑائی سے پہلی شب کو قابض تھی۔ رات میدان کارزار ہی میں بسر کی اور دوسرے دن دوپہر کے ۱۲ بجے تک وہیں مقیم رہی اور اس بات کا انتظار کرتی رہی کہ فوج پرشیا اب پھر لڑائی شروع کرتی ہے یا نہیں مگر فوج پرشیا نے لڑائی دوبارہ شروع نہیں کی۔ صرف چند گولیاں اور وہ بھی فاصلہ سے دونوں فوجوں نے چلائیں۔ یہ فتح پاکر فرانسیسی فوج اپنی چھاؤنی میں واپس آئی جو شہر کوربائی اور البرٹ کے بیچ میں ہے۔ فرانسیسی فوج میں جو نوجوان سپاہی تھی اُس کو موسم کی سختی کی وجہ سے اور بھوکے رہنے کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی اور یہ بھو کا رہ جانا ایسی بڑی لڑائیوں میں اکثر ہو جاتا ہے۔ میدان کارزار میں سپاہیوں کے لئے جو روٹی بھیجی گئی وہ منجمد ہوگئی اور کھانے کے قابل نہیں رہی۔ فرانسیسی نقصان کا تخمینہ یہ لگایا گیا ہے کہ دو سو سپاہی فوج کے قتل ہوئے اور ایک ہزار سے دو ہزار تک سپاہی زخمی ہوئے مگر یہ سب خفیف زخم تھے۔ پرشیا کی فوج کا بہت نقصان ہوا اور خاصکر فرانسیسی توپخانہ سے اُس کو سخت نقصان ضرور پہونچا ہوگا اس دن کے ختم ہونے پر کچھ جرمنی زخمی اور کچھ جرمنی فوج گرفتار کی گئی۔

باوجود فرانسیسی شاندار بیان کے جو دربارۂ جنگ پونٹ نویلس فرانسیسوں نے بیان کیا۔ معلوم ہوا کہ فرانسیسوں کو اسقدر فخر کرنے کا کوئی موقع ملا ہی نہیں کیونکہ بعد کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل بیان میں فوج کی تعداد بہت بتلائی تھی۔ جو آخری صحیح بیان سے بہت کم ثابت ہوئی۔ آخری بیان کے مطابق پرشیا کی فوج کی تعداد

چونتیس ہزار تھی اور چالیس توپیں تھیں - اور فرانسیسی فوج کی تعداد ستر ہزار تھی اور اسمیں ساٹھ یا ستر توپیں
تھیں - گویا جنرل فیڈھرب کے پاس جنگ نولیس میں جرمنی فوج سے تین گنا فوج زیادہ تھی - اس حالت میں جنرل
مانٹ انفل صرف حملہ کی مدافعت ہی کر سکتا تھا اور یہ مدافعت اُس نے نہایت لیاقت سے کی اور جب کبھی اُسکو
موقع ملتا تھا بہت سی فرانسیسی فوج کو مار ڈالتا تھا - ۲۴ - دسمبر کو تمام دن جنرل فیڈھرب نے اپنی فرانسیسی فوج کو
بالکل بے کار رکھا - ۲۵ - دسمبر کی صبح کو پرشیا کی فوج یہ معلوم کر کے بڑی متعجب ہوئی کہ وہ مضبوط فرانسیسی فوج جس نے
پونٹ نولیس پر ایسی فائدہ مندی کے ساتھ قبضہ کر رکھا تھا - پونٹ نولیس کو خالی کر کے یکایک روانہ ہوگئی اور
شہر ارّاس کی جانب واپس چلی گئی ہے - پرشیا کی فوج کا رسالہ سواراں فوراً تعاقب کرنے کے لئے تیار گیا اور تھوڑے
ہی عرصہ میں وہ جنرل فیڈھرب کی فرانسیسی فوج کے تعاقب میں مصروف ہوا - اُن کا مقصد یہ تھا کہ اس پسپا شدہ
فوج کے آخری حصہ کو حیران کریں اور جو سپاہی فوج سے علیحدہ ہو جاوے اُس کو قتل کر دیں یا گرفتار کر لیں - سواران
فوج جرمنی نے شہر البرٹ تک اس فوج کا تعاقب کیا اور جب یہ تعاقب کنندگان وہاں پہنچے تو اُن کو معلوم
ہوا کہ جنرل رائن اس پسپا شدہ فوج کے آخری دستہ کے ساتھ ابھی یہاں سے روانہ ہوا ہے - اس پر تعاقب
کنندوں نے تعاقب موقوف کر دیا میدان کارزار کے گرداگرد بہت دور تک کشتوں اور مقتولوں کی نعشیں
بکھری ہوئی پڑی تھیں -

فصل سیزدہم

ہاور کے قریب لڑائی ہونا - فرانسیسی قلعجات پر گولہ باری - باپام کے نزدیک لڑائی ہونا -
مختلف واقعات جنگ -

سنہ۱۸۷۰ء کے گذشتہ پانچ ماہ اب ختم ہونے کو ہیں اور ان مہینوں میں اُس قوم کو جو یورپ میں اب تک
اوّل درجہ کی جنگی قوم سمجھی جاتی تھی بہت ہی بڑے بڑے واقعات پیش آئے - سنہ۱۸۷۰ء کے اختتام پر اب ملک
فرانس کی یہ حالت ہے کہ اُس کا شہنشاہ ملک جرمنی میں قید ہے - شہنشاہ بیگم اور ولیعہد فرانس انگلستان کو بھاگ گئے
ہیں فرانس کی زرخیز زمین فاتح فوج کی لوہے کی ایڑیوں کے نیچے پامال ہو رہی ہے اور ملک کی کل آبادی فاتح قوم
کی حقارت اور وصولی خراج کے باعث ماری ماری پھر رہی ہے اور کل ملک میں یہ فاتح فوج پھیلی ہوئی ہے ملک
کے تمام تجارتی اور زراعتی پیشے کہیں کل اور کہیں جزئی بند ہوئے پڑے ہیں - فرانس کا خوبصورت دارالسلطنت پیرس

تمام فرانسیسی قوم کو فخر ہے اور جس شخص نے کہ اُس کا خوش منظر سواد دیکھا ہے اُس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہا ہے وہ ایک بہت بڑا جیلخانہ ہو رہا ہے جسمیں لکھو کھا مردمان و مزارعان مقید ہو کر وہ صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں جو عموماً محصور شہر پر نازل ہوا کرتے ہیں سچ ہے۔ جنگ تمام برائیوں سے بڑھ کر برائی ہے۔

۲۳۔ دسمبر کو فوج ہاور کے ایک حصۂ فوج نے پرشیا کی فوج پر قصبۂ بولیک کے نزدیک پہلا حملہ کیا یہ قصبہ شہر ہاور کے قریب واقع ہے۔ اُس دن کرنیل ڈی بیومونٹ نے فرانسیسی فوج کا ہیڈکوارٹر قصبہ میلائیر میں مقرر کیا تھا۔ یہ مشہور ہو رہا تھا کہ پرشیا کی فوج کی ایک کور زرجس نے اپنی ساٹھ گاڑیاں فوج پیدل کے استعمال کے لئے روانہ کردی ہیں۔ اُس میدان کی جانب بڑھی جا رہی ہے جو شہر نوئین لاٹ اور بولیک کے درمیان واقع ہے ۲۴۔ دسمبر کی صبح کو پرشیا کی فوج کے مقدمۃ الجیش نے بولبک کے قریب قصبۂ رونچرلیس پر جو فرانسیسی فوج تھوڑی سی پڑی ہوئی تھی اُس کو باسانی بھگا دیا۔ آٹھ بجے کے قریب لڑائی شروع ہو گئی۔ فرانسیسی فوج ہاورکے آٹھ سو سپاہی تھے اور اُنہوں نے جرمنی فوج کا تخمینہ تین ہزار سپاہ کا کیا تھا مگر جرمنی فوج درحقیقت اس کی نصف تھی۔ فرانسیسی فوج ایک بلند کھیت پر جسکا نام لاجولی تھا پیچھے ہٹ گئی اور فرانسیسی فوج کی دو توپوں نے پرشیا کی فوج کی ایک توپ کو بیکار کردیا اور فرانسیسی گولہ باری سے جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ اسی میدان میں فرانسیسی فوج قلب بھی تھی اور فوج میمنہ بھی آکے شریک ہو گئی اور اس فوج نے دشمن پر اب بندوقوں سے خوب گولیاں برسائیں۔ فرانسیسی فوج میمنہ بہت بہادری لڑی اور ایم موچز فرانسیسی فوج کا کمانڈر اعلےٰ معہ بارہ توپوں کے اور ایک ہزار فوج اور آیا۔ فرانسیسی فوج اب جرمنی فوج کا ایک بہادرانہ تعاقب کرنے ہی کو تھی کہ یکایک ایک نامعلوم خوف کیوجہ سے اُن کی فتح فوج کے پسپا ہونے میں متبدل ہو گئی۔ کرنل ڈی بیومونٹ جو اس فوج کا کمانڈر تھا اُس کو یکایک یہ خیال ہوا کہ پرشیا کی دس ہزار فوج اُس کی فوج میسرہ پر حملہ کرنے کو ہے۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ یہ مجنونانہ خیال اُس کے دماغ میں کہاں سے آگیا۔ شہر سینٹ رومین میں جو کونسل جنگ منعقد ہوئی اُس میں کرنیل مذکور نے بیان کیا کہ دس ہزار جرمنی فوج کے ہونے کا مجھے یقین تھا اور میں نے شہر ہاور پر لوٹنے ہی میں مصلحت اور حفاظت فوج سمجھی۔ دیگر افسران فوج اپنے اس سردار کی غلطی میں مداخلت نہیں کر سکے اور فوج کو پسپا ہونے کا حکم دیدیا گیا۔ شب کے آٹھ بجے ایک طولانی کوچ کے بعد ۲ ہزار فرانسیسی فوج جو ۲ ہزار فوج پرشیا کے مقابلہ پر بھیجی گئی تھی اُن مورچوں اور دمدموں کے پیچھے آکر مقیم ہو گئی کہ جو شہر ہاور کی حفاظت کے لئے بنے ہوئے ہیں اور اس فوج نے اپنے گرداگرد خندقیں کھود لیں۔ ایم ریمل حاکم شہر ہاور جو میدان کارزار میں گیا تھا اور جس نے فرانسیسی فوج کو بھاگتے ہوئے

دیکھا تھا اُس نے رات کا کچھ حصہ فوج فرانس کو ادھر اُدھر دشمن کی تلاش میں بھیجکر صرف کیا اور دشمن کی موجودگی کی تحقیقات کی۔ اُس مفروضہ دس ہزار جرمنی کی فوج کا کہیں پتہ بھی نہ تھا۔ پھر حاکم مذکور شہر ہا رمیں لوٹ آیا اور فرانس کی فوج کے پسپا ہونے پر اُسکو نہایت غصہ تھا۔ فوج ہا ور اپنے افسر کی نالائقی سے شرمندہ معلوم ہوتی تھی اور جرمنی کی فوج پر حملہ کرنے کو تیار رہتی تھی۔ کرنیل ڈی بیو مونٹ کی جگہ کرنیل بوسٹ افسر مقرر ہوا۔

۲۷۔ دسمبر کو پیرس سے شمال مشرق کی جانب قلعہ مونٹ اورن پر گولہ باری شروع کی گئی اور پرشیا کے توپخانہ نے اس قلعہ کو گرا دیا۔ صرف ایک روز تک فرانسیسی فوج نے لڑائی جاری رکھی اور پھر فرانسیسی فوج اس قلعہ کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ اور فوج پرشیا ۲۹۔ دسمبر کو اس قلعہ میں داخل ہوئی۔ بعد ازاں جو فرانسیسی فوج کہ پیرس کے باہر پڑی ہوئی تھی وہ پیرس کی جانب پسپا ہو گئی۔ اس لڑائی میں پرشیا کی فوج کا بہت کم نقصان ہوا۔ اس قلعہ میں فرانسیسی ۷۱ افسر مقتول پڑے ہوئے ملے اور بہت سا گولہ بارود اور بندوقیں پائی گئیں۔ یہ قلعہ ذرا کچھ بلند زمین پر واقع ہے۔ ۲۷ دسمبر کو پورے سوا نو بجے قصبہ مونٹ فرمیل کے مقابلہ میں توپوں کا چلنا شروع ہوا اور ہوا میں اُنکی آواز مثل رعد صاف معلوم ہوتی تھی۔ تھوڑی دیر توپوں کی ثنلاک سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی دن میں برف بھی برسنے لگ گیا۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے برف کے گرتے تھے اور تمام میدان سفید نظر آتا اور پاؤں سے آگے سوائے برف کے اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی سے ایک دن پہلے جرمنی گولہ اندازوں نے اس قلعہ کی نشست باندھ لی تھی کیونکہ اُنکا گولہ ہمیشہ صحیح نشانہ پر پڑتا تھا۔ ۲۷ دسمبر کو تمام دن گولہ باری جاری رہی لیکن موسم کی سختی کی وجہ سے کسی شخص کو نتیجہ کی بابت کچھ یقین نہ تھا۔ شام کے ۵ بجے تک جرمنی توپخانہ کی ہر ایک توپ نے پچاس پچاس بار گولہ باری کی۔ فرانسیسی گولہ باری سے صرف بیس جرمنی گولہ انداز مارے گئے۔ ۲۸ دسمبر کو اس بات کا شبہ سا ہوا کہ فرانسیسی فوج اس قلعہ کو خالی کر کے چلی گئی ہے۔ لیکن اسپر بمشکل یقین ہوتا تھا۔ دوسرے دن تمام شکوک رفع ہو گئے اور فوج پرشیا نے اس خالی قلعہ میں جا کر اپنا قبضہ کر لیا۔

اس قلعہ کے فتح کر لینے کے بعد ۳۰ و ۳۱۔ دسمبر کو فوج جرمنی نے قلعہ ہائے روزنی۔ نوئزی اور نوجینٹ پر گولہ باری جاری رکھی۔ باوجودیکہ موسم میں نہایت سختی تھی اور تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور برف اتنا گر رہا تھا کہ جرمنی گولہ اندازوں کو سو گز سے زیادہ فاصلہ کی کوئی چیز نہیں دکھئی تھی۔ لیکن جرمنی کے توپخانوں نے یکم جنوری کی شام سے پہلے پہلے ان ہر سہ قلعجات کی گولہ باری کو خاموش کر دیا اور فرانسیسی فوج ان شمال مشرقی قلعوں کو خالی کر کے چلی گئی۔ ان قلعجات کے لے لینے سے پرشیا کی فوج نے گرداگرد جو قلعوں کا سلسلہ پڑا

ہوا تھا اُسمیں گو یا رخنہ ڈال دیا۔ لیکن باشندگان پیرس کی ویسی ہی ہمت رہی جیسی کہ تھی اور قلعہ مونٹ اورن کا حال وہ اس طرح سے بیان کرتی تھی کہ اس قلعہ پر فوج جرمنی نے جو حملہ کیا وہ پسپا کردی گئی اور جرمنی کی فوج کی آٹھ ہزار یا سات ہزار سپاہ ماری گئی اور دوبارہ خلوئے قلعہ مونٹ اورن پیرس والے یہ بیان کرتے تھے کہ چونکہ اُس میں کوئی ہرج نہیں تھا اسلئے حسب الہدایت جنرل ٹروچو یہ قلعہ خالی کردیا گیا ہے۔

۳۱۔دسمبر کو جرمنی فوج اول ڈویژن کی پانچ پلٹنوں نے جو زیر کمان جنرل مانٹ افل تھیں اپنے سے زیادہ تعداد کی فرانسیسی فوج پر دریائے سین کے بائیں کنارے شہر روئن کے نزدیک حملہ کردیا۔ یہ فرانسیسی فوج ضلع بریاں سے آتی تھی اور قصبات موئینکس اور گرینڈ کوردن کی جانب جارہی تھی۔ فرانسیسی فوج کچھ تو منتشر ہوگئی اور کچھ قلعہ روبروٹ لی ڈایبل میں بھاگ گئی جو ایک مضبوط قلعہ تھا۔ جرمنی فوج نے اس قلعہ پر بھی حملہ کردیا۔ فرانسیسی فوج کی بہت سی توپیں دشمن کے ہاتھ آئیں اور ایک سو سے زیادہ فرانسیسی قید ہوئے جس میں فوج فرینکس ٹیر یر کا کمانڈر بھی تھا۔

یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو نئے سال کی خوش آمدید کے موقع پر شاہ پرشیا نے محل وارسلیز میں جو دعوت دی اُسمیں اپنے مہمانوں کو حسب ذیل اسپیچ دی:۔

"بڑے بڑے واقعات گذر گئے ہیں کہ ہم اور آپ آج کے دن اس جگہ ایک دوسرے سے مل رہی ہیں۔ ہمارا اس جگہ موجود ہونا تمہاری صرف بہادری اور استقلال کی وجہ سے ہی اور نیز ہماری فوج کی بہادری کی وجہ سے ہی کہ ہمکو اسقدر فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ پیشتر اسکے کہ ہم ایک باعزاز اور دائمی صلح پر پہنچیں ہمکو بہت بڑے بڑے کام کرنے باقی ہیں۔ ایسی دائمی صلح کا ہو جانا یقینی امر ہے بشرطیکہ آپ اُسی طور سے کارروائی کئے جاویں کہ جس کارروائی کی وجہ سے ہم اور آپ آج یہاں مقیم ہیں۔ آئندہ کے لئے ہم کو خداوند تعالی پر بھروسہ کرکے اُس بات کا منتظر رہنا چاہیے جو کچھ کہ اُسکی ربانہ مشیت نے ہماری تقدیر میں لکھدیا ہے"۔

دعوت کے آخر میں شاہ پرشیا نے حسب ذیل تقریر پھر ادا کی۔

"میں نئے سال کے خوش مقدم کیلئے اب اپنا جام اُٹھا کے پیتا ہوں۔ گذشتہ سال کا شکریہ ادا کر کے نئے سال سے اسطرح کی امید رکھنا چاہیئے۔ ہماری فوج شکریہ کی مستحق ہی کہ جو فتح پر فتح پاتی چلی آئی ہی۔ مگر میں اُن شہزادگان جرمنی کا خاص مشکور ہوں۔ کہ جو قبل جنگ فوج سے تعلق رکھتے تھے اور نیز اُن شہزادگان کا بھی کہ جو بعد میں فوج میں شریک ہوگئے ہیں۔ جنھنے جو عمارت بنائی ہی اب اُسکی چوٹی کی جانب ہماری امیدیں لگی ہوئی ہیں یعنے ایسی صلح کی جانب جو باعزت ہو"۔

جنگ باپام

۲ جنوری کو ایک سخت لڑائی درمیان فرانسیسی اور جرمنی فوج کے واقع ہوئی۔ جرمنی فوج زیرکمان مونٹیفل تھی اور فرانسیسی فوج زیرکمان جنرل فیڈھرب تھی۔ یہ لڑائی شہر باپام کے نزدیک ہوئی اور متخاصمین میں سے ہر ایک کا یہی دعوی تہا کہ ہماری فتح ہوئی۔ ۲ جنوری کے دوپہر کو ایک فرانسیسی فوج عظیم نے قصبہ ساگینس کے قریب لڑائی شروع کردی۔ جرمنی کی فوج شام تک یہ حملہ رد کرتی رہی جس میں اُسکا نقصان کم ہوا اور فرانسیسیوں کا نقصان زیادہ ہوا۔ دوسو پچاس سپاہی جرمنی فوج کے فرانسیسیوں نے گرفتار کئے۔

۳ جنوری کو جنرل ون گوبن نے جوا۔ ڈویژن جرمنی فوج کا افسر تھا اور ایک دیگر دستہ فوج نے جو زیرکمان پرنس البرکٹ کے بیٹے کے تھا باپام کے نزدیک شمالی فوج فرانسیسی کے مقابلہ میں اپنی جگہ قایم رکھی اور دوسو سات فرانسیسی گرفتار کئے۔ فرانسیسی فوج کا غیر معمولی سخت نقصان ہوا اور شام کے قریب یہ فوج پسپا ہوگئی اور جرمن رسالہ نے اُسکا تعاقب کیا۔ جرمنی فوج نے اپنی چند سابقہ جگہوں پر قبضہ کرلیا۔ جرمنی فوج کے اول آرمی کے جنرل ون مین تہیم نے ۴ جنوری کو علی الصباح دریائے سین کے بائیں کنارہ پر فرانسیسی فوج کو جو زیرکمان جنرل رولف تھی یکایک جا گھیرا اور تین جھنڈے اور دو توپیں اُن سے چھین لیں، اور چارسو پانسو فرانسیسی گرفتار ہوئے

فرانسیسی فوج شمالی ۹ جنوری کو قصبہ باریاں سے جو شہر آراس کے قریب ہے روانہ ہوئی۔ اور اُسی دن فوج جرمنی سے لڑائی شروع کردی جسنے اپنی لائن فوج شہر کورسلنیر۔ ارد یلیرز اور مار کے مقابل ڈال رکھی تھی۔ یہ لڑائی بڑی خونریز ہوئی۔ صبح کے نو بجے سے شروع ہوئی اور تمام دن ہوتی رہی۔ اس لڑائی کا نتیجہ فرانسیسی فوج میمنہ کیلئے بہت اچھا رہا۔ لیکن فوج قلب اور میسرہ کا نتیجہ قطعی نہیں نکلا۔ ۳ جنوری کو ۷ بجے صبح کے لڑائی پھر جاری ہوئی اور نہایت سختی کے ساتھ تمام دن جاری رہی۔ جرمنی فوج کو شکست فاش ہوئی اور وہ شہر باپام کی جانب بھگادی گئی فرانسیسی فوج نے کئی دیہات سنگین سے حملہ کرکے فتح کرلئے۔ جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ فرانس کی فوج ہوبائل نہایت بہادری سے لڑی اور فرانسیسی فوج نے سخت سردی بہادری سے برداشت کی۔

جنرل فیڈھرب نے مفصلۂ ذیل حکم اپنی فوج کے نام شائع کیا۔

پونٹ نویلس کی جنگ میں تم فہمندی سے اپنی جگہ قائم رہے اور جنگ باپام میں تم نے دشمن کو اُسکی سب جگہوں سے نکال باہر کیا اب دشمن بھی تمہاری فتح سے انکار نہیں کرسکتا۔ میدان کارزار میں جس بہادری سے تم لڑے

ہوا اور جس سخت موسم کی تم نے برداشت کی ہے۔ اس سے تمام ملک کو تمہارا مشکور رہنا چاہیے۔ تمہاری کمانڈر تمہاری بہادری کی بابت اپنی رپورٹ میں انعام ملنے کے لئے تمہارے نام پیش کرینگے۔ سامان جنگ اور غلہ وغیرہ تم اب بہم جمع کر سکتے ہو تا کہ لڑائی جاری رکھو!!

جنگ باپام کی بابت اور دیگر حالات بھی موصول ہوئے۔ یہ بات سب سے زیادہ عقلمندی کی ہے کہ لڑائی کے مفصل احوال پر اُس وقت تک تشریح نہیں کرنی چاہیے جبتک کہ اُن جنرلوں کی سرکاری طور پر رپورٹ موصول نہ ہو جاوے جو ہر دو افواج متخاصمین پر افسر ہوتے ہیں۔ جنگ باپام کے متعلق جس قدر خبریں جرمنی ذریعہ سے معلوم ہوئیں وہ یا تو وہ خبریں ہوتی تھیں جو شاہ پرشیا کے ہیڈ کوارٹر یعنے وارسلینز سے آتی تھیں یا وہ تھیں جو شہر امینز سے جنرل مانٹ ایفل کے اشٹاف کے ذریعہ سے آتی تھیں۔ لڑائی کی جگہ جو افسر تھا وہ جنرل دن گوئیبن تھا اور اس وجہ سے اُسکی بابت خبریں دوسرے شخصوں کی معرفت موصول ہوتی تھیں۔ لیکن فرانسیسی ذریعہ سے جو خبریں موصول ہوتی تھیں وہ وہ ہوتی تھیں جو جنرل فیڈہرب نے تمام معرکوں کی بابت جو باپام کے نزدیک ہوئے اپنی فوج کو حکم میں لکھ کے دیں اور نیز حاکم آراس کے نام جو مراسلہ لکھا اُسمیں اُنکی اطلاع دی۔ درحقیقت جنرل فیڈہرب ایک عمدہ سپاہی اور لایق جنرل ہے اور جس طرح سے کہ وہ بہادر ہے اُسی طرح اُسکے الفاظ بھی غلط تصوّر نہیں کئے جا سکتے تاہم ہر شخص اُسکے بیان کی سچائی کی بابت تو نہیں بلکہ اُس نتیجہ کی بابت جو اُسنے نکالا ہے چند سوالات پیدا کر سکتا ہے شہر امینز کے قریب پونٹ نویلیس ایکٹو ریکیس کی لڑائی کی مشتبہ فتح کے بعد جنرل فیڈہرب آراس کے آگے شمالی قلعجات کے پیچھیں واپس چلا گیا۔ اور یہاں اپنی شمالی فوج پھر جمع کی جسکی بابت یہ بیان کیا تھا کہ وہ بہادری سے اپنی جگہ پر قایم رہی مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ میدان کارزار میں قایم نہ رہ سکی۔ وہ یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو آراس سے ایک بار پھر روانہ ہوا اور پرشیا کی فوج کے مقابلہ کیلئے بڑھا جو باپام میں مقیم تھی۔ باپام شہر اراس سے جنوب مغرب کو چودہ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے جسمیں قلعہ بھی ہے اور سڑک ہائے اعظم جو آراس سے شہر کمبری۔ پیرون اور امینز کو جاتی ہیں اُن کے اتصال پر آباد ہے۔ ۲ جنوری کو فرانسیسی فوج جرمنی فوج کی مقدمۃ الجیش چوکیوں میں گھس آئی اور فوج جرمنی کو اپنی داہنی جانب اکیٹ لاگرینڈ کی جانب بھگا دیا۔ لیکن اپنی بائیں جانب موضع بی ہگنیز پر وہ اسی طرح کامیاب نہ ہوسکے لیکن چونکہ فوج جرمنی موضع بی ہگنیز سے راتوں رات پسپا ہوگئی اسلئے دوسرے دن علی الصباح ہر یہ فرانسیسی جنرل اس امر سے فائدہ اٹھا آگے بڑھا اور صرف قصبہ ہائے سیپگنس۔ اور ویلرز۔ فاوریل۔ بیف ویلرز۔ اونسیس لا باپام اور باپام کے شمال میں تمام مقامات پر حملہ ہی نہیں کر دیا بلکہ مغرب کی جانب قصبہ گریلو لیلرز اور جنوب میں قصبہ تگنی۔ ٹلوئی پر بھی حملہ کر دیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل فیڈہرب کی فتح امر یقینی ہے وہ میدان کارزار کا مالک تھا اور اب اُسنے پرشیا کی تمام فوج کو باپام پر گھیر لیا تھا اور اب پرشیا کی فوج پر اُسکو صرف حملہ کرنے کا کام باقی تھا۔ مگر جنرل فیڈہرب نے حملہ نہیں کیا۔ اُس کا مقولہ تھا کہ اگر حملہ کر دیا جاوے گا تو شہر باپام تباہ ہو جائیگا۔ اور شہر کو برباد کر کے وہ فتح کرنا نہیں چاہتا تھا اسلئے باپام کے نزدیک جو فرانسیسی فوج کہ پرشیا والوں سے لڑنے گئی تھی اُس فوج کو بھی اُسنے واپس بلالیا۔ چونکہ باپام کے ارد گرد کے تمام دیہات بالکل برباد اور ویران ہو گئے تھے اسلئے فیڈہرب اپنی فوج کو باپام اور اُس کے درمیان جو دو فوجی چھاونیاں اڈنفر اور بوئیکس کی ہیں وہاں واپس لے آیا۔ اس فرانسیسی جنرل نے اپنی فوج کو جب یہ مبارکباد دی کہ اُنھوں نے باپام کے نزدیک کی تمام جگہیں جرمنی فوج سے فتح کر لیں ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ باپام کا حال بھول گیا تھا اور جرمنی والوں نے جو بیان کیا ہے کہ اُنھوں نے اپنی سابقہ جگہیں پھر لے لیں اس سے بھی اُس نے انکار نہیں کیا چونکہ باپام اور بوئیکس کے درمیان اُسنے تمام قطعہ زمین فوج جرمنی کے لئے چھوڑ دیا تھا یعنے خود واپس چلا آیا تھا۔ اگر فیڈہرب محض جنگ ہی کے لئے یا اپنی نوجوان سپاہ کی بہادری آزمانے کیلئے لڑائی کرتا تو وہ یہ فخر کر سکتا تھا کہ گو فرانسیسی فوج کا بھی بہت نقصان ہوا مگر جرمنی فوج کو بہت ہی سخت نقصان پہنچا۔ اگر اُسکی یہی خواہش تھی کہ وہ پیرس کی جانب بڑھے اور انصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ یہی خیال کرنا چاہیے کہ اُسکا یہی ارادہ تھا اور اس وجہ سے اُسنے جرمنی فوج کو باپام سے ہٹانا چاہا اور اُسکی راہ میں جو یہ روک تھی اُسکو صاف کرتا تھا تو یہ بافسوس کہنا پڑتا ہے کہ فرانس کی شمالی فوج کی یہ فتح بالکل غیر مفید ثابت ہوئی پیرس کو جو سڑک جاتی ہے اُس سڑک کی ایک انچ زمین پر بھی قبضہ کئے بغیر جنرل فیڈہرب تیسری دفعہ شہر آراس اور ڈووی کی جانب واپس لوٹ آیا۔

۵۔ جنوری کو صبحکے ۸ بجے پیرس کے جنوب میں فرانسیسی قلعجات پر گولہ باری شروع کیگئی اول اول تو بخارات زمین سے آسمان کو چڑھ رہے تھے لیکن جوں جوں دن چڑھتا جاتا تھا دھوپ بھی تیز نکلتی آتی تھی اور ہوا اس قدر تیزی سے چل رہی تھی کہ جو دھوئیں کے اُڑا لیجانے کو کافی تھی چونکہ ہوا بہت تیز چل رہی تھی اسلئے توپوں کی سنسناہٹ کی آواز وارسلیز میں اتنی نہیں آتی تھی کہ جتنی ہوا کے نہ ہونے کی حالت میں آتی۔ اور عموماً باشندگان وارسلیز کو اس بات کی بھی خبر نہ تھی کہ بیرون شہر کیا ہو رہا ہے۔ قصبہ میڈون کے قرب و جوار میں برابر گرج کی سی آواز آرہی تھی جس سے معلوم ہوا کہ جرمنی فوج گولہ باری کر رہی ہے۔ میڈون کے پیچھے جو میدان ہے اور قصبہ چیٹی نے کے مغرب میں جو پہاڑی ہے وہاں بڑا شور ہو رہا تھا کیونکہ جو گولے وہاں آکے گر کے پھوٹتے تھے اُنکی بڑی آواز ہوتی تھی

اور توپوں کی شلک کی آواز الگ آرہی تھی۔ اب فوج جرمنی نے قلعجات پر آگ برسانا شروع کر دی اور انکی توپوں کے اوپر سفید دھواں اُٹھتا نظر آتا تھا۔ فرانسیسی قلعجات سے بھی گولہ باری ہو رہی تھی۔ اُنکے گولے اب پہاڑ کی چوٹی پر آکے گرتے تھے اور بڑا شور ہوتا تھا سخت زمین پر جو گولے گر کر چھوٹتے تھے تو وہاں سے سیروں خاک اُڑ جاتی تھی اور قریب کے درختوں اور جھاڑیوں پر سے کہرا جو پڑا ہوتا تھا اسکی کئی بوندیں ٹپک پڑتی تھیں بیشتر اسکے کہ اس گولے کی جھنجناہٹ ختم ہوتی کہ دوسرا گولہ ہوا میں غل مچاتا ہوا آپڑتا تھا۔ جرمنی گولے کی آواز فرانسیسی گولے سے بڑی تیز ہوتی تھی۔ تمام دن یہ لڑائی جاری رہی گو اسکا نتیجہ کوئی ظاہر نظر نہ آتا تھا مگر اس بات کا چرچا ہوتا رہا کہ قلعجات روزنی اور نوجنٹ کا بہت نقصان ہوا ہے۔ دوسرے دن یعنے ۶ جنوری کو جرمنی توپخانہ سے قصبہ پونٹ ایجون سے قلعجات سینٹ ڈینس اور ڈیبنی پر برابر آگ برستی رہی کبھی کبھی ان قلعجات سے بھی ایک آدھ گولہ اسکے جواب میں آجاتا تھا اور اُسکے جنوب میں قلعجات روزنی اور نوجنٹ پر گولہ باری ہو رہی تھی۔ ان قلعوں سے بھی گولہ باری بہت آہستہ آہستہ ہو رہی تھی۔ ۵ تاریخ کو جرمنی فوج نے جو پیرس کے جنوبی قلعوں پر گولہ باری کی تھی اُس گولہ باری کے نتیجے سے جرمنی فوج نہایت خوش تھی ۶۔ جنوری کو قلعجات پیرس پر بڑی سرگرمی سے گولہ باری جاری رہی اور آج قلعہ کے اندر جس قدر گولے پڑے وہ تعداد میں اُن گولوں سے زیادہ تھے جو ۵ تاریخ کو قلعوں میں گرے تھے جنوب کے فرانسیسی قلعوں سے بھی سرگرمی گولہ باری ہو رہی تھی اور یہ عام رائے تھی کہ فرانسیسی گولہ باری جرمنی گولہ باری سے بہت جلد اور تیز ہوتی ہے قلعجات اسی۔ دنیوس اور رانٹروک سے تمام رات گولہ باری ہوتی رہی۔ اس سے جرمنی کی فوج میں ۶ جنوری کو ایک سپاہی مارا گیا۔ اور کئی زخمی ہوئے۔ اور دریائے سین کے بائیں کنارہ پر بہت دور سے خاندان اپنے گھروں سے نکلتے نظر آرہے تھے جن کے مکانات گولوں سے ٹوٹ گئے تھے۔ عام باشندگان خاموش نظر آتے تھے۔

۷۔ جنوری کی صبحکو فوج جرمنی نے قصبہ کوزنیو پر آگ برسانی پھر شروع کر دی جس سے تین آدمی زخمی ہوئے اور ایک بحری فوج کا سپاہی مارا گیا۔ ۸۔ کو قلعجات اسی۔ دنیوس۔ اور رانٹروک پر مسلسل گولہ باری ہوتی رہی جو بعض اوقات بہت سخت ہو جاتی تھی۔ مگر اس گولہ باری سے ان قلعوں کو بہت کم نقصان پہنچا لیکن اُن میں چار آدمی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے آج جرمنی فوج کی گولہ باری ایسی اچھی ثابت نہیں ہوئی جیسی کہ سات تاریخ کو قلعجات کان ٹسٹ بروُرس اور مولن سیڈویٹ پر ہوئی تھی۔ زخمیوں کی شمار میں فوج انجنیر کا کپتان انگوئین بھی تھا۔ ۸۔ تاریخ کو نوبرزی کے قلعہ سے جرمنی توپخانہ کی تمام باڑیوں پر تین باڑھیں گولوں کی چلائی گئیں اور اسکا بڑا خوفناک نتیجہ ہوا۔ جرمنی فوج کے سپاہی کثرت سے مقتول اور مجروح ہوئے۔ فرانسیسی گولے جرمنی فوج کے مورچوں اور دمدموں پر

گر کے ٹوٹے اور اس سے بہت نقصان ہوا۔

۹ جنوری کو پیرس کے جنوبی قلعوں سے گولہ باری نہیں ہوئی۔ موسم خراب تھا اور برف پڑ رہا تھا اور نشانہ کا
نشست لگانا بہت مشکل تھا۔ ظاہرا جرمنی گولنداز بہ نسبت فرانسیسی گولندازوں کے ذرا زیادہ صحیح نشانے لگاتے
تھے کیونکہ گولہ باری کے دوران میں اُنہوں نے کئی دفعہ فرانسیسی قلعوں کی گولندازی کو خاموش کر دیا۔ ۹ تاریخ
کو قلعہ اسیؔ گو بالکل بیکار تو نہیں ہوا لیکن اُسکی بابت یہ خبر مشہور تھی کہ اس قلعہ کو نقصان بہت پہنچا ہے۔

۱۰ جنوری کو پیرس کے شمالی جانب ایک آگ لگ گئی جس سے بہت نقصان ہوا۔ کیونکہ ۹ تاریخ کو برف
بہت پڑا تھا۔ اس لئے گولہ باری آج برائے نام کچھ یونہی سی ہوئی۔ تمام زمین برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔

۱۰ جنوری کو قصبہ پیرون نے اپنے تئیں جرمنی کی فوج کو سپرد کر دیا۔ اس قصبہ میں ایک اول درجہ کا قلعہ ہے اور
قصبہ کی آبادی ۴۳۰۰ باشندوں کی ہے۔ یہاں جو دمدمے اور مورچے تھے وہ مختلف زمانہ کے تھے اور بعض
بدوضع بھی تھے۔ ۲۷ دسمبر کو کرنیل کیمپکی نے توپخانہ کی میدانی ۹ باٹریوں سے پیرون پر گولہ باری شروع کر دی
چونکہ کوئی بھاری توپ یا محاصرہ کی توپ سردست جرمنی فوج میں موجود نہ تھی اور تمام شہر پیرون میں آگ لگ
گئی۔ ۲۷ اور ۲۸ اور ۲۹ تاریخوں کی راتوں کو برابر گولہ باری جاری رہی اور بعض اوقات فرانسیسی فوج بھی اُسکے جواب
میں بڑی بہادری سے گولہ باری کرتی رہی۔ تب کچھ بھاری توپیں قلعہ امینز سے منگائی گئیں لیکن جب وہ آئیں تو
معلوم ہوا کہ یہ بالکل ناکارہ ہیں۔ اس اثنا میں جنرل فیڈہیرب نے اپنی فوج کو آرام دے لیا اور اب یکایک اُسکو یہ خیال ہوا
کہ پیرون پر گولہ باری ہو رہی ہے۔ اب اُس قصبہ کو بچانا چاہیے۔ چنانچہ ۲ جنوری کو اُسکی فوج کا مقدمۃ الجیش قصبہ سی
پگنیز میں پہنچا۔ جو شہر باپام کی داہنی جانب اور اکیٹ کی بائیں جانب واقع ہے۔ اس فوج نے وہاں پرشیا کی تھوڑی سی
فوج سے لڑائی جاری کر دی اور ۵ گھنٹے تک دونوں فوجوں میں گولیاں چلتی رہیں۔ دوسری صبح یعنے ۳ جنوری کو
جبکہ قصبہ پیرون پر گولہ باری ہونے کی آواز اُسکے کانوں میں آرہی تھی جنرل فیڈہیرب نے باپام میں جنگ کرنا شروع کر دیا
جسمیں چار ہزار تین سو فرانسیسی اور آٹھ سو جرمنی کی فوج ضایع ہوئی۔ اس جنگ میں جرمنی کی فوج کے ۱۵ ڈویژن
کے ۱۶ بریگیڈ نے کل فوج فرانسیسی کا مقابلہ کیا۔ بعد اسکے کہ فرانسیسی جنرل نے مواضعات گریویلیرز اور بیف ویلیرز
اور اوینیس لی باپام پر قبضہ کر لیا فرانسیسی فوج آگے بڑھکر شہر باپام کی ایک مضافات فابرگ ڈی آراس میں مقیم
ہوگئی لیکن کسی سبب سے فرانسیسی فوج نے آگ برسانا یکایک موقوف کر دیا اور اس سے پرشیا کی فوج کو ایک جا جمع
ہونیکا موقع ملگیا جنہوں نے اب تازہ دم ہوکر بڑی جرأت سے فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا اور اُسکو سب جگہوں سے بھگا کر

اسپیگنینرکی جانب ارآس کی سڑک پر پسپا ہونیکے لئے مجبور کردیا۔ پرشیا کی فوج کا کرنیل اب ایک خطرہ کی حالت سے رہا ہوکر آزاد ہوگیا۔ اب اُسنے اپنی تمام توجہ پیرون کے فتح کرنے پر صرف کی اور ۱۰ جنوری کو پیرون نے اپنی تئیں فوج جرمنی کو سپرد کردیا۔ گولہ باری سے اُس قصبہ کو بہت نقصان پہنچا اُسکے کئی حصے بالکل ویران ہوگئے تھے۔ فوج پرشیا نے تین ہزار فرانسیسی گرفتار کئے۔ دو جھنڈے۔ ۴۷ توپیں اور ایک بہت بڑی مقدار گولہ بارود اور دیگر ذخیرہ کی فوج جرمنی کے ہاتھ لگی۔

فصل چہاردہم

شہر لی مانس پر بڑی بڑی لڑائیاں۔ اور مختلف واقعات جنگ۔

شروع ۱۸۷۱ء میں جرمنی اور فرانس کے خونخوار جنگ کے ختم ہونیکے آثار پائے جاتے تھے۔ باوجودیکہ فرانسیسی قوم نے اپنی حب الوطنی سے ہمت اور غیر زائل استقلال قایم رکھا لیکن یہ بات آشکارا تھی کہ اب تھوڑے ہی عرصہ میں فرانسیسی اپنے تئیں سپرد کرکے بہادر حملہ آوران کی درخواستیں اور مطالبے سب قبول کرینگے۔ سیڈان کی بربادی بخش لڑائی کے بعد سے۔ اہالیان فرانس نے جو جو کوششیں جرمنی فوج کو اپنے ملک سے باہر بھگا دینے کیلئے کیں وہ کوششیں ہر ایک تعریف کی مستحق ہیں جو اُنکی کیجاوے لیکن جنگ کے شروع ہوجانیکے بعد ہی جو جو مصیبتیں کہ ان کوششوں کے بعد وقوع ہوئیں۔ اُن مصیبتوں نے فاتح جرمنی فوج کے فرانس سے باہر بھگا دینے کے کام کو بالکل ناممکن کردیا۔ اگرچہ ہر معرکہ اور ہر لڑائی میں جسمیں کہ فرانسیسی فوج شامل ہوئی اُنکی کوششوں میں اُسکو ہمیشہ ناکامیابی ہی ہوئی تاہم اُنکا جوش اور اُنکی ہمت کبھی پست نہیں ہوئی اور فرنچ لوگوں کے اخلاق میں بھی ایک ایسی خوشنما شئے ہے کہ فرانسیسی لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ ہر فرد بشر اُنکی تعریف کرے۔

شہر لی مانس پر بڑی بڑی لڑائیاں ہونا

۱۰ جنوری کی شام کو یہ خونریز معرکے شروع ہوئے۔ شہر آرڈینی کی جانب فرانسیسی فوج اور جرمنی فوج کے درمیان ایک خفیف سی گولہ باری ہوئی لیکن یہ صرف اُس عظیم جنگ کی تمہید ثابت ہوئی جو جنگ کہ ۱۱ تاریخ کو واقع ہوئی ۱۱ جنوری کی صبح کو برف زمین پر آٹھ انچہ گہرا پڑا ہوا تھا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں یہ برف کی سپیدی مقتولین کے خون سے رنگی جاکر سرخ ہوگئی۔ فوجوں کی تعداد جو اس لڑائی میں شریک تھیں اسقدر تھی کہ جسکی وجہ سے یہ جنگ ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگا۔ اس جنگ میں پرشیا کی فوج کی تعداد معہ فوج محفوظ کے ڈیڑھ لاکھ سپاہ سے کم نہ تھی اور یہ سب فوجیں

چار یا پانچ مختلف کورز کی تھیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے جنرل چینزی فرانس کی فوج کے تین کور زلایا۔ جنمیں سے ہر ایک کور زمیں برائے نام پچاس ہزار فوج تھی۔ لیکن اغلباً اس فوج کا ایک پانچواں حصہ کم ہوگیا تھا جسکی وجہ یہ تھی کہ کچھ فوج تو اس معرکے میں ضایع ہوئی جو اس لڑائی سے پہلے ہوا تھا اور کچھ اس وجہ سے ضایع ہوئی کہ فرانسیسی نئی بھرتی شدہ فوج بوجہ جوش حب الوطنی کے دشمن کے دباؤ بغیر آگے بڑھ بڑھکر دشمن سے لڑتی تھیں۔ جنرل چینزی کی تین کور زفوج کے مفصلۂ ذیل تھیں یعنے ایک تو ۱۵۔ کور زتھی جو امیر البحر جنرل جوریگبری کے زیر کمان تھی اور ۱۷۔ کور ز جنرل کولمب کے ماتحت تھی اور ۲۱۔ کور ز امیر البحر جنرل جوری کے ماتحت تھی۔ اس لئے یہ دونوں لشکر جنگجو گویا برابر ہی کی جوڑ تھے۔ لیکن فرانسیسی فوج بڑی مضبوط اور مستحکم جگہ پہ مقیم تھی۔ جنرل چینزی۔ فوج فرانس کو لڑائی پر باترتیب بھیجنے کے انتظام میں بذات خود مصروف تھا۔

میدان کارزار شہر لی مانس سے قریب پانچ میل کے دور تھا اور وسیع سڑک اعظم کے دونوں جانب ایک قطار در قطار میں فرانسیسی باربرداری کی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں اور جن میں روئی۔ شراب۔ گھانس۔ سبز گھانس اور بھوسہ خوب اچھی طرح بھرا ہوا تھا اور مویشیوں کا بہت بڑا گلہ ساتھ تھا اور یہ سب اس انتظار میں کھڑی تھیں کہ اگر فرانسیسی فتحمند ہو کر آگے بڑھی تو اس کے پیچھے پیچھے جاویں اور بر تقدیر اگر آج بھی فرانسیسیوں کو شکست ہو تو فوج فرانسیسی کے آگے آگے پسپا ہو جاوے۔

۱۱۔ جنوری کو صبح کے دس بجے پرشیا کے ایک مضبوط توپخانہ نے فرانسیسی فوج میسرہ پر آگ برسا کے لڑائی شروع کردی۔ بوجہ دھوئیں کے بادلوں کے جو صاف مطلع میں اوپر ہوا میں بلند اڑ رہی تھی کچھ نظر نہ آتا تھا لیکن توپوں کی شلک اور بندوقوں کے جلدی جلدی چلنے کی آواز سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ شہر چارٹرس اور پیرس کو جدھر سے ریل جاتی ہے اُدھر کوئی سخت لڑائی ہو رہی ہے۔

شہر لی مانس کے مشرقی جانب ایک جھاڑی دار فراز میدان چلا گیا ہے۔ فرانسیسی لائن فوج کی انتہائی داہنی جانب موضع برپٹی تھا اور اس موضع کے جنوب اور مشرق میں ایک بڑا وسیع جنگل دور تک چلا گیا ہے۔ اس جگہ ۲۰۔ فرانسیسی کور ز مقیم تھی اور یہاں پر سخت خونریز لڑائی واقع ہوئی۔ اس لڑائی کا اصل مقصد یہ تھا کہ موضع برپٹی کے پاس جو جنگل ہے اُس پر قبضہ کر لیا جاوے چونکہ یہ موقع ایسا مضبوط اور محفوظ تھا کہ جانبین میں سے ہر ایک کی خواہش اُس پر قبضہ کرنے کی تھی۔ فرانسیسی فوج کا دستہ اُس کھلے میدان سے آگے بڑھا جو قریب نصف میل کے چوڑا تھا۔ تاکہ اُس جرمنی فوج پر حملہ کرے جو جنگل میں مقیم تھی۔ اس معرکہ میں ۲۰۰۰۰ ہزار فوج سے کم نہ تھی اور فرانسیسی فوج بڑی تیزی سے ڈبل قدم جا رہی تھی اور فرانسیسی

اسپیگنینرکی جانب اراس کی سڑک پر پسپا ہونیکے لئے مجبور کردیا۔ پرشیا کی فوج کا کرنیل اب ایک خطرہ کی حالت سے رہا ہوکر آزاد ہوگیا۔ اب اُسنے اپنی تمام توجہ پیرون کے فتح کرنے پر صرف کی اور ۱۰ جنوری کو پیرون نے اپنی تئیں فوج جرمنی کو سپرد کردیا۔ گولہ باری سے اُس قصبہ کو بہت نقصان پہنچا اُسکے کئی حصّے بالکل ویران ہوگئے تھے۔ فوج پرشیا نے تین ہزار فرانسیسی گرفتار کئے۔ دو جھنڈے۔ ۴۷ توپیں اور ایک بہت بڑی مقدار گولہ بارود اور دیگر ذخیرہ کی فوج جرمنی کے ہاتھ لگی۔

فصل چہاردہم

شہر لی مانس پر بڑی بڑی لڑائیاں۔ اور مختلف واقعات جنگ۔

شروع ۱۸۷۱ء میں جرمنی اور فرانس کے خونخوار جنگ کے ختم ہونیکے آثار پائے جاتے تھے۔ باوجودیکہ فرانسیسی قوم نے اپنی حب الوطنی سے ہمت اور غیر زائل استقلال قایم رکھا لیکن یہ بات آشکارا تھی کہ اب تھوڑے ہی عرصہ میں فرانسیسی اپنے تئیں سپرد کرکے بہادر حملہ آوران کی درخواستیں اور مطالبے سب قبول کرینگے۔ سیڈان کی بربادی بخش لڑائی کے بعد سے۔ اہالیان فرانس نے جو جو کوششیں جرمنی فوج کو اپنے ملک سے باہر بھگا دینے کیلئے کیں وہ کوششیں ہر ایک تعریف کی مستحق ہیں جو اُنکی کیجاوے لیکن جنگ کے شروع ہوجانیکے بعد ہی جو جو مصیبتیں کہ ان کوششوں کے بعد وقوع ہوئیں۔ اُن مصیبتوں نے فاتح جرمنی فوج کے فرانس سے باہر بھگا دینے کے کام کو بالکل ناممکن کردیا۔ اگرچہ ہر معرکہ اور ہر لڑائی میں جسمیں کہ فرانسیسی فوج شامل ہوئی اُنکی کوششوں میں اُسکو ہمیشہ ناکامیابی ہی ہوئی تاہم اُنکا جوش اور اُنکی ہمت کبھی پست نہیں ہوئی اور فرنچ لوگوں کے اخلاق میں بھی ایک ایسی خوشنما شے ہے کہ فرانسیسی لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ ہر فرد بشر اُنکی تعریف کرے۔

شہر لی مانس پر بڑی بڑی لڑائیاں ہونا

۱۰ جنوری کی شام کو یہ خونریز معرکے شروع ہوئے۔ شہر آرڈینی کی جانب فرانسیسی فوج اور جرمنی فوج کے درمیان ایک خفیف سی گولہ باری ہوئی لیکن یہ صرف اُس عظیم جنگ کی تمہید ثابت ہوئی جو جنگ کہ ۱۱ تاریخ کو واقع ہوئی۔ ۱۱ جنوری کی صبح کو برف زمین پر آٹھ انچہ گہرا پڑا ہوا تھا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں یہ برف کی سپیدی مقتولین کے خون سے رنگی جاکر سرخ ہوگئی۔ فوجوں کی تعداد جو اس لڑائی میں شریک تھیں اسقدر تھی کہ جسکی وجہ سے یہ جنگ ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگا۔ اس جنگ میں پرشیا کی فوج کی تعداد معہ فوج محفوظ کے ڈیڑھ لاکھ سپاہ سے کم نہ تھی اور یہ سب فوجیں

چار یا پانچ مختلف کورز کی تھیں۔ ان کے مقابلے کے لئے جنرل چینزی فرانس کی فوج کے تین کور لایا۔ جنمیں سے ہر ایک کور میں برائے نام پچاس ہزار فوج تھی۔ لیکن اغلباً اس فوج کا ایک پانچواں حصہ کم ہو گیا تھا جسکی وجہ یہ تھی کہ کچھ فوج تو اس معرکے میں ضایع ہوئی جو اس لڑائی سے پہلے ہوا تھا اور کچھ اس وجہ سے ضایع ہوئی کہ فرانسیسی نئی بھرتی شدہ فوج بوجہ جوش حب الوطنی کے دشمن کے دباؤ بغیر آگے بڑھ بڑھکر دشمن سے لڑتی تھیں۔ جنرل چینزی کی تین کور فوج کے مفصلۂ ذیل تھیں یعنے ایک تو ۱۵۔کور تھی جو امیر البحر جنرل جوریگبری کے زیر کمان تھی اور ۱۷۔کور جنرل کولمب کے ماتحت تھی اور ۲۱۔کور امیر البحر جنرل جوری کے ماتحت تھی۔ اس لئے یہ دونوں لشکر جنگجو گویا برابر ہی کی جوڑ تھے۔ لیکن فرانسیسی فوج بڑی مضبوط اور مستحکم جگہ پہ مقیم تھی۔ جنرل چینزی۔ فوج فرانس کو لڑائی پہ باترتیب بھیجنے کے انتظام میں بذات خود مصروف تھا۔

میدان کارزار شہر لی مانس سے قریب پانچ میل کے دور تھا اور وسیع سڑک اعظم کے دونوں جانب ایک قطار در قطار میں فرانسیسی باربرداری کی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں اور جن میں روئی۔ شراب۔ گھانس۔ سبز گھانس اور بھوسہ خوب اچھی طرح بھرا ہوا تھا اور مویشیوں کا بہت بڑا گلہ ساتھ تھا اور یہ سب اس انتظار میں کھڑی تھیں کہ اگر فرانسیسی فتحمند ہو کے آگے بڑھی تو اُس کے پیچھے پیچھے جاویں اور بر تقدیر اگر آج بھی فرانسیسیوں کو شکست ہو تو فوج فرانسیسی کے آگے آگے پسپا ہو جاوے۔

۱۱۔جنوری کو صبح کے دس بجے پرشیا کے ایک مضبوط توپخانہ نے فرانسیسی فوج میسرہ پہ آگ برسا کے لڑائی شروع کردی۔ بوجہ دھوئیں کے بادلوں کے جو صاف مطلع میں اوپر ہوا میں بلند اڑ رہی تھی کچھ نظر نہ آتا تھا لیکن توپوں کی شلک اور بندوقوں کے جلدی جلدی چلنے کی آواز سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ شہر چارٹرس اور پیرس کو جدھر سے ریل جاتی ہے اُدھر کوئی سخت لڑائی ہو رہی ہے۔

شہر لی مانس کے مشرقی جانب ایک جھاڑی دار فراز میدان چلا گیا ہے۔ فرانسیسی لائن فوج کی انتہائی داہنی جانب موضع بریٹی تھا اور اس موضع کے جنوب اور مشرق میں ایک بڑا وسیع جنگل دور تک چلا گیا ہے۔ اس جگہ ۱۶۔فرانسیسی کور مقیم تھی اور یہاں پر سخت خونریز لڑائی واقع ہوئی۔ اس لڑائی کا اصل مقصد یہ تھا کہ موضع بریٹی کے پاس جو جنگل ہے اُس پر قبضہ کرلیا جاوے چونکہ یہ موقع ایسا محفوظ اور عمدہ تھا کہ جانبین میں سے ہر ایک کی خواہش اُسپر قبضہ کرنے کی تھی۔ فرانسیسی فوج کا دستہ اُس کھلے میدان سے آگے بڑھا جو قریب نصف میل کے چوڑا تھا۔ تاکہ اُس جرمنی فوج پر حملہ کرے جو جنگل میں مقیم تھی۔ اس معرکہ میں ۲۰۰۰۰ ہزار جرمن فوج سے کم نہ تھی اور فرانسیسی فوج بڑی تیزی سے ڈبل قدم جا رہی تھی اور فرانسیسی

توپخانہ سے بڑی زبردست گولہ باری ہو رہی تھی جسکا اثر بتدریج معلوم ہو رہا تھا گو اس سے پرشیا کا توپخانہ بالکل ہی خاموش نہوا۔ فرانسیسی فوج نے یہ حملہ بڑی بہادری سے کیا لیکن فوج پرشیا نے بھی اس کی مدافعت بڑی ہی بہادری سے کی حملآور جو سیاہ وردی پہنے ہوئے تھے بار بار پرشیا کی لائن فوج پر بڑھتے تھے اور جرمنی توپوں کے چلنے کی چمک جنگل کی کالی زمین میں صاف نظر آتی تھی بوجہ اس جنگل کے پرشیا کی فوج بڑی مضبوط جگہ پر تھی۔ مگر فرانسیسوں نے پرشیا کی فوج کی مدافعت کا کچھ خیال نہیں کیا اور بڑھتی چلی گئی اور جنرل جوریگبری نے ایک سخت لڑائی کے بعد کامیاب ہو کر پرشیا کی فوج کو اس جائے مقصود سے نکال باہر کیا۔

پرشیا کی فوج نے اب نیچے جاکر وادی میں سے گولہ باری شروع کردی۔ گولے ہر چہار جانب گرتے تھے مگر اسجگہ پیدل فوج سے کوئی حملہ نہیں کرایا گیا۔ صرف توپخانہ ہی سے لڑائی ہوتی رہی۔ ۸ بجے ۱۰ منٹ گذرنے پر پرشیا کی فوج کا ایک بڑا دستہ معہ بہت سارے توپخانوں کے موضع شانوڈی ایچس کے مقابل آیا معلوم ہوتا ہے کہ قلب فوج فرانسیسی کا کل حال تعداد وغیرہ کا اور نیز فرانسیسی زبردست توپخانہ کا اثر یہ سب پرشیا کی فوج کو معلوم تھا جنرل چینزی نے یہ حکم دیا کہ توپخانہ کی باڑیوں سے اب گولہ باری کیجائے اور فوراً فرانسیسی میدانی توپوں سے آگ برسنا شروع ہوگیا اور ان توپوں کو فوج بحری کے گولنداز چلا رہے تھے۔ پرشیا کے توپخانوں نے بھی اس کا جواب دیا لیکن پہلی باڑ کے چلانے کے بعد انکے توپخانہ سے بلندی پر فوج پیدل اور فرانسیسی توپخانہ پر کچھ اچھا اثر نہوا۔ جبکہ جرمنی کی فوج نزدیک پہنچی فرانسیسی فوج پیدل کو پہاڑی کی چوٹی پر بڑھنے کا حکم دیا گیا اور پہاڑی کی سڑک پر سے ایکدم کچھ پاس سٹیریلیوزوں سے فوج پرشیا پر آگ برسانی شروع کی گئی۔ گولے ادھر گولیوں اور گراپ کی ایک بوچھاڑ چاروں جانب برسنی شروع ہوگئی۔ پرشیا کی فوج نے بھی اپنی بندوقوں سے بڑی تیزی کے ساتھ آگ برسانی شروع کردی۔

قصبہ جیمگنی کی انتہائی چپ کیجانب فوج جرمنی ایک تنگ اور عمیق وادی میں ہوکر گذری جو دریائے ہوزنی اور جنگل کے درمیان واقع تھی اور ادھر سے فرانسیسی فوج قریب دو میل کے پیچھے ہٹ گئی۔ جب سوا پانچ بجے سات ہوگئی تو لڑائی ایک دفعہ ہی اسطرح موقوف کردی گئی کہ جیسے مشترک رضامندی سے موقوف ہوتی ہو۔ تاہم فرانسیسی اب تک بلندی پر قابض تھے اور جرمنی کی فوج نیچے میدان اور جنگل میں پڑی ہوئی تھی۔

اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کا نقصان زائد نہیں ہوا۔ لیکن چونکہ پرشیا کی فوج نیچے وادی میں فرانسیسی توپخانہ کی عین زد میں تھی اسلئے پرشیا کی فوج کا نسبتاً بہت زیادہ نقصان ہوا جرمنی فوج دو ہزار یا تین ہزار ماری گئی۔ آج کی تاریخ جرمنی فوج کو کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوا۔ یہ لڑائی شہر لیمانس پر قبضہ کرنے کے لئے کیگئی تھی مگر لیمانس

لڑائی کے اختتام پر فرانسیسوں ہی کے قبضہ میں رہا۔ اور فرانسیسوں کی فوج کی لائن دریائے ہوزنی کے بائیں کنارے پر اُس ریلوے لائن کے متوازی پڑی ہوئی تھی جو پہلی کر پیرس کو جاتی ہے اور فوج کا رُخ جنوب مشرق کیطرف تھا۔

آخر کار جرمنی کی فوج نے فرانسیسی فوج کو گھیر کر جو زیر کمان جنرل چینزی تھی اُس کو بالکل منتشر کر دیا اور شہر لیمانس میں بھی بہت سی فرانسیسی فوج نہ تھی۔ گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ شہر چارٹرس سے براہ نوجنٹ لی روٹرن شہر لی مانس کی جانب روانہ ہوا اور پرنس فریڈرک چارلس براہ شاٹوڈی لوائر۔ لاچارٹری اور سینٹ کلائس کے لیمانس کیجانب آیا۔ جرمنی کے یہ دونوں کمانڈر شہر لی مانس کی جانب آتے ہوئے اس فرانسیسی فوج کو بھگاتے تئے جسکو جنرل چینزی نے ان دونوں کمانڈروں کو روکنے کیلئے مقرر کیا تھا اور ۱۲ جنوری کو جرمنی فوج نے لیمانس پر قبضہ کر لیا۔ ۱۷۔ تاریخ کی لڑائی میں جرمنی کے یہ دونوں کمانڈر شریک تھے اور جرمنی کے ایک مراسلہ میں یہ تحریر تھا کہ جرمنی کی فتح اور فرانسیسوں نے اپنی شکست کا اقرار گویا پہلے پہل اپنے فرانسیسی سرکاری مراسلوں میں بھی قبول کر لیا ہے"۔

جنرل چینزی نے درحقیقت ایک مراسلہ وزیر جنگ کے نام بھیجا تھا جو شہر بورڈو میں مقیم تھا اور اُس میں تحریر تھا کہ "۱۱۔ جنوری کی رات کو فرانسیسی فوج اپنی جگہوں پر اچھی طرح قایم تھی سوائے لاٹولری کے مورچے کے جہاں کہ شہر برٹینی کی فوج موبائل نے اپنے آپ کو منتشر کر دیا۔ اور دریائے ہوزنی کے دائیں کنارے پر جس قدر فرانسیسی مضبوط جگہیں تھیں وہ سب خالی چھوڑ دیں۔ امیر البحر جوریگیبری اور دیگر جنرلوں کی یہی رائے ہوئی کہ اب پسپا ہو جانا ضروری ہے اور میں بھی بڑی بددلی کے ساتھ اس بات پر راضی ہو گیا۔ جرمنی فوج بھی گرفتار کی گئی ہے مگر ابھی اُن کی تعداد معلوم نہیں ہوئی۔ جو فوج جرمنی کہ ہمارے مقابلہ پر ہے اس کی تعداد کا تخمینہ بموافق جرمنی قیدیوں کے بیان کی ایک لاکھ اسی ہزار فوج کا ہے اور انہیں قیدیوں کا بیان ہے کہ یہ سب فوج زیر کمان پرنس فریڈرک چارلس ہے۔ اور یہ پرنس شرقی فرانس کی جانب نہیں گیا ہے۔ فرانسیسی فوج کا نقصان بہت ہوا اور اگلے دن اُمید ہے کہ پرشیا کی فوج ہماری فوج پر پھر حملہ کرے گی"۔

۱۲۔ جنوری کو فرانسیسوں نے شہر لیمانس بالکل خالی کر دیا اور جرمنی فوج نے اُس پر فوراً قبضہ کر لیا۔ جرمنی فوج نے بہت سے قیدی گرفتار کئے اور یہ قیدی فرانسیسوں کی بدچلنی اور بداخلاقی کی تصدیق کرتے تھے۔ صرف پرنس فریڈرک چارلس کی فوج نے اٹھارہ ہزار فرانسیسی گرفتار کئے۔ اس لڑائی کے شروع میں ایک گھمسان بھی موجود تھا۔ شہر لیمانس کے بازاروں میں بڑا دنگہ فساد ہوا۔ جرمنی فوج نے ریلوے پر بھی بہت سی گاڑیاں گرفتار کیں جنمیں فرانسیسوں کا مال

جنگ اور غلہ کا ایک بڑا ذخیرہ بھرا ہوا تھا۔ فرانسیسی فوج تین مختلف اطراف کیجانب پسپا ہوگئی اور جنرل چینزی کا لشکر بالکل تتر بتر ہوگیا۔

۱۲۔ جنوری کو لڑائی پھر شروع ہوئی اور شام کا اندھیرا ہونے تک ہوتی رہی۔ ۱۲۔ تاریخ کو تمام لائن فوج میں لڑائی پھر شروع ہوگئی۔ جنرل چینزی کی فوج میں سے جسپر جرمنی فوج برابر دباؤ ڈالے رہی دو ہزار فرانسیسی اور قید ہوئے اور اس جنگ کے فرانسیسی قیدیوں کی کل تعداد بائیس ہزار ہوگئی ان چھ روز کی لڑائیوں میں جرمنی فوج کا جو نقصان ہوا وہ حسب ذیل تھا۔ جرمنی فوج کے ۱۷۷ افسر مقتول اور مجروح ہوئے اور تین ہزار دو سو تین سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے۔ ۱۵ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں۔ جس گھوڑے پر امیر البحر جوریگیبری سوار تھا وہ گھوڑا گولی لگ کے مرگیا اور ایک دیگر افسر فوج جو امیر البحر کے پہلو میں کھڑا تھا مارا گیا۔

جنرل چینزی نے اُس روز اپنی فوج پر بے ہمتی اور بزدلی کا الزام مفصلہ ذیل حکم میں لگایا جو حکم کہ اُسنے فوج کے نام بھیجا۔

"دریائے سوزنی اور دریائے لوائر سے شہر ونڈوم تک جو لڑائی ہوئی اسکا خراب نتیجہ فرانسیسی فوج کے حق میں ہوا اُس کے بعد۔ بعد اس کے کہ دشمن کے حملہ کی کامیابی سے مدافعت کی گئی۔ ۱۱۔ جنوری کو شہر لیمانس کے آگے جب دشمن کی فوج نے حملہ کیا جو زیر کمان گرینڈ ڈیوک آف میکلنبرگ اور پرنس فریڈرک چارلس کے تھی۔ اُس وقت کچھ حصہ ہماری فوج پر ایسی نامردی اور بزدلی چھائی کہ خوف سے اُس نے تمام مضبوط مقامات خالی کر دیئے کہ جنکے قبضہ میں رہنے سے کل فوج کی حفاظت ہوسکتی تھی۔ یہ بات بڑی شرم اور غیرت کرنے کی ہے۔ اور کوئی بہادرانہ کوشش نہیں کی گئی باوجودیکہ اس بات کا فوراً حکم دیدیا گیا تھا اور اس وجہ سے شہر لیمانس کو خالی کردینا ضروری ہوگیا۔ تمام ملک فرانس کی آنکھیں اب دوسرے لشکر پر ہیں۔ اب توقف کرنے کی اجازت نہیں دیجاتی۔ موسم سخت ہے اور تھکن اور فاقہ کو لشکر میں رہا ہے لیکن تمام ملک بڑی تکلیفیں برداشت کر رہا ہے اور جبکہ ایک بڑی کوشش سے ملک بچ سکتا ہے تو اب ہرگز توقف اور دیر نہیں کرنی چاہئے۔ تم سب لوگ یہ خوب جان لو کہ حفاظت خوب جنکے حملہ رد کرنے میں ہے نہ پسپا ہوجانے میں۔ اپنے افسران کے گرد جمع ہوجاؤ اور یہ بات ثابت کردو کہ اضلاع کولمیئرز۔ ویلیپوئر۔ جورنس اور ونڈوم کے سپاہی اب بھی بہادر ہیں"

۱۰۔ جنوری کو علی الصباح فرانسیسی فوج نے اُس توپخانہ کی باڑی پر حملہ کر دیا جو شہر فوڑی ڈیم ڈی کمارٹ پر نئی قایم کی گئی تھی اور یہ شہر جرمنی والوں نے فرانسیسیوں سے چند روز پیشتر ہی فتح کیا تھا۔ فرانسیسی حملہ کرتے ہوئے

توپوں کے قریب چلے گئے اور وہاں پہنچکر فرانسیسی فوج نے سنگین سے حملہ کرنا شروع کر دیا۔ لیکن ۶۔ بوریا کی فوج نے فرانسیسی فوج کو واپس بھگا دیا۔ ایک افسر فوج بوریا سنگین سے قتل ہوا۔

۱۰۔ جنوری کی دوپہر کو قلعہ سینٹ ڈینس سے تھوڑی سی فرانسیسی فوج نے خاص جنرل ٹروچو کی ہدایت کے بموجب نکلکر جرمنی فوج کو چیر کر باہر نکلجانا چاہا۔ مگر فرانسیسی فوج آسانی سے پسپا کر دی گئی اور فوج جرمنی کا بہت کم نقصان ہوا۔

۱۱۔ جنوری کی صبح کو قلعہ ڈینوبس سے جو درمیان شہرہائی کلارٹ اور چیٹلن کے واقع ہے ایک بڑی فرانسیسی فوج نے اسی غرض سے برامد ہو کر فوج پرشیا پر حملہ کر دیا۔ بہت سخت لڑائی کے بعد آخر کار فرانسیسی فوج قلعہ کی فصیل کے نیچے تک پسپا کر دیگئی۔

۱۱۔ جنوری کو پیرس کے جنوب مغرب میں سے پرشیا کے توپخانہ کی کل باٹریوں نے غیر معمولی اور جلد جلد آگ برسانا شروع کر دیا۔ اس کے جواب میں فرانسیسی قلعجات سے بھی جلدی جلدی گولے برسائے جاتے تھے ان قلعوں کے درمیان جو میدان تھا اُس پر سے بھی فرانسیسی فوج نے گولہ باری جاری رکھی اور پیرس کے خاص قلعہ سے بھی صبحکو گولہ باری ہوتی رہی۔ اسی عرصہ میں قلعہ مونٹ ویلیٹرین سے بڑے بڑے گولے قصبات بوجیول اور داکریین پر اور خاصکر بڑی سختی سے موضع ویلی ڈی اور آئی اور سیوریس پر برسائے گئے۔ ۱۱۔ جنوری کی سہ پہر کو پیرس میں بڑے زور و شور کی آگ لگی۔ محلہ مانٹ مارٹری کی مغربی جانب جاتے ہوئے دھوئیں کے بادل نظر آتے تھے لیکن بوجہ دھوئیں کی کثرت کے شام تک آگ کے شعلے نظر نہیں آئے صرف دھوئیں کے اوپر شعلہ کی ذرا سی زرد چمک کبھی کبھی صاف نظر آجاتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیرس میں بہت بڑی آگ لگ رہی ہے۔

فصل پانزدہم

جنگ بلفورٹ۔ اور دیگر مختلف واقعات جنگ

شاہ پرشیا نے محل وارسلیز میں یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو نئے سال کی خیر مقدم کی دعوت میں اپنے مہمانوں سے یہ کہا تھا کہ "اب ہماری امیدیں اُس عمارت کی چوٹی کی طرف لگی ہوئی ہیں جو ہم نے بنائی ہے یعنی ایک ایسی صلح کی جانب جو باعزت صلح ہو۔"

تمام فرانس اور جرمنی اور نیز تمام مہذب دنیا میں شاہ کے اس مقولہ نے بازگشت کی۔ وارسلیز میں یا برلن میں جو دیگر شاہی محلات ہیں اُن کے اندر نئے سال کی خیر مقدم کے موقع پر ہمیشہ یہ قاعدہ اب تک جاری تھا کہ

شہنشاہ نپولین یورپ کے معاملات پر اپنے خیالات ظاہر کیا کرتے تھے اور اُن معاملات کی بابت جواُن کی حکمت عملی ہوتی تھی اُس کا اظہار کیا کرتے تھے اور اُن کے خیالات اور اظہارات کے سننے کیلئے فرانس کی کل قومیں بڑی دلچسپی سے اپنے کان لگائے رہتی تھیں۔ لیکن اب زمانہ کا تغیر دیکھئے کہ ۱۸۷۱ء کی پہلی تاریخ کو محل وارسلیز ایک دیگر مطلق العنان بادشاہ کے قبضہ میں ہے اور یہ اس وجہ سے قابض نہیں ہے کہ شہنشاہ فرانس فوت ہو چکا ہے بلکہ یہ امر اس وجہ سے ہوا ہے کہ شہنشاہ فرانس اُس شخص کے پاس ایک قیدی ہے کہ جو آج کے دن فرانسیسی محل وارسلیز پر قابض ہے۔ لیکن شہنشاہ فرانس کا کوئی اظہار یا مقولہ جو نئے سال کی خیر مقدم کے موقع پر دیا جاتا تھا ایسی دلی آواز بازگشت کے ساتھ کبھی نہیں سنا گیا۔ جیسا کہ شاہ پرشیا کا یہ مقولہ یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو سنا گیا۔

جنگ بلفورٹ

۱۵- جنوری کو فرانسیسی جنرل بوربکی نے جو اپنی بے شمار فوج اور توپخانوں اور مٹریلیوزوں کی وجہ سے فتح پانے کا پورا بھروسہ کئے ہوئے تھا جنرل ون ورڈر کی فوج پر جو عمدہ اور مستحکم جگہ پر مقیم تھی حملہ کر دیا۔ جرمنی کی فوج قلب موضع ہری کورٹ کے سامنے مقیم تھی اور فوج میمنہ زیر کمان جنرل گرف ون ڈجر فیلڈ قصبہ پر ہیئر پر مقیم تھی اور فوج میسرہ زیر کمان جنرل ون گلوم قصبہ مونٹ بلیارڈ پر مقیم تھی۔ جنوبی لائن فوج زیر کمان جنرل ون ڈبس چر قصبہ مونٹ بلیارڈ سے قصبہ ڈیلی تک پھیلی ہوئی تھی۔ فرانسیسی فوج میں چار کورز تھیں اور ہر ایک کور میں تیس تیس ہزار سپاہ تھی۔ اگر ہم ان مقتولین کو اس فوج میں سے منہا کر دیں جو ۱۵ تاریخ کو راستہ میں مارے گئے تھے تب بھی یہ فرانسیسی فوج ایک لاکھ سپاہ سے کچھ زائد تھی۔ جنرل کریمر کے ماتحت ایک کور تھی اور وہ ۲۴- کور تھی۔ دیگر کورز ۲۵- اور ۲۰، اور ۱۸، اور ۱۵ تھیں جنکے کمانڈروں کے نام بالتحقیق معلوم نہ ہو سکے اور یہ آخری تین کورز فوج لوائر کا ایک حصہ تھیں ۲۴- اور ۲۵- دونئی کورز تھیں جو شہر لائینز میں بھرتی کی گئی تھیں جو اس جنگ کا فرانسیسی صدر مقام ہے ان کورز میں سے ایک کورز ۱۶ جنوری کی شام تک یعنے لڑائی کے دوسرے دن تک میدان کارزار میں نہ پہنچ سکی۔ اور اس کورز کے آجانے سے فرانسیسی فوج کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار (۱۲۵۰۰۰) یا ایک لاکھ تیس ہزار (۱۳۰۰۰۰) سپاہ کی ہو گئی۔ جنرل ون ورڈر کے ماتحت جس قدر جرمنی فوج تھی وہ چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) سے زائد نہ تھی۔ اس فوج میں چار ہزار سے زیادہ سوار تھے۔ گویا جرمنی فوج کی نسبت فرانسیسی فوج سے وہ تھی جو ایک کو چار سے ہے۔ یعنے جرمنی فوج کی نسبت فرانسیسی فوج

چار گنی تھی علاوہ ازیں جرمنی توپخانہ کی نسبت فرانسیسی توپخانہ بھی زیادہ تھا اور ماسوا اس کے مٹر یلیوز کی تین باٹریاں الگ تھیں اور ہر باٹری میں چھ چھ مٹریلیوز تھیں۔

۱۵۔ جنوری کو آٹھ بجے صبح کے توپخانہ سے گولہ باری کر کے حملہ کر دیا گیا اور شام ہونے تک توپخانہ نے مسلسل آگ برسائی۔ اس کے دو گھنٹے کے بعد بندوقوں سے لڑائی شروع کی گئی جو تمام دن جاری رہی اور چار بجے کے قریب تمام ہتھیاروں کی آواز سننے میں نہایت خوفناک معلوم ہوتی تھی۔ جرمنی فوج جس جگہ مقیم تھی اُس سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹی اور جبکہ رات ہونے کی وجہ سے لڑائی موقوف ہوگئی اُنہوں نے تمام رات کھلے میدان میں یعنے میدان کارزار میں اسی جگہ بسر کی جسجگہ کہ صبح کو اُن پر حملہ کیا گیا تھا اور جاڑا بڑی شدت سے پڑتا تھا۔ دوسرے دن ۱۶۔ جنوری کی صبحکو جنرل بوربکی کی کمک کو کیونکہ ایک کور فوج اور آگئی تھی اُس نے پھر حملہ کر دیا اُس نے یہ حملہ خاصکر جرمنی فوج میمنہ پر کیا اور بوربکی اپنی بے شمار فوج کو آگے بڑھا کر بے فائدہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ اپنے دشمن کی لائن فوج کو تتر بتر کر دے۔ اگر یہ لائن فوج جرمنی کی ایک بار بھی شکست ہو جاتی تو بلفورٹ کے محاصرہ کے لئے جسقدر سامان جنگ جمع تھا وہ سب فرانسیسوں کے ہاتھ لگتا اور دیگر نئی فوج قلعہ میں داخل ہو جاتی اور شہر میں سامان غلہ وغیرہ پھر جمع کر لیا جاتا۔ اور جنرل ون ورڈر کی فوج کو اگر شکست نہ ہوتی تو وہ بیشک پسپا ضرور ہو جاتی اور یہ فوج دریائے رہائن کے پار بھگا دی جاتی اور فرانسیسی فوج اس دریا کو عبور کر کے ریاست بیڈن میں یعنے مُلک جرمنی میں جنگ کرتی اور فرانسیسی فتح کا یہ نتیجہ ہوتا۔ دوسرے روز بھی تمام میدان کارزار میں جرمنی کی فوج اُسی طرح مقیم رہی۔ اور حملہ آور فرانسیسی فوج کا بہت سخت نقصان ہوا۔ اور جرمنی فوج کا نقصان جتنا اول دن ہوا تھا دوسرے دن اُس سے زیادہ ہوا پہلے دن تو جرمنی فوج کے دو یا تین سو سپاہی مارے گئے لیکن دوسرے دن قریب ایک ہزار کے جرمنی فوج ماری گئی۔ مقتولوں مجروحوں اور قیدیوں میں فرانسیسی دس ہزار فوج کا نقصان ہوا اور سامان جنگ کی بربادی کا ناظرین اسبات سے خیال کر لیں کہ صرف ایک ایکڑ زمین میں جہاں ایک بھی سپاہی نہ تھا ایک ہزار سے زاید گولے فرانسیسی فوج نے پھینکے تھے۔ دوسرے دن بھی جرمنی فوج نے میدان کارزار میں اُسی جگہ رات کھلے میدان میں بسر کی کہ جس پر وہ صبح سے قابض تھے۔ تیسرے دن ۱۷۔ جنوری کو فرانسیسی فوج نے حملہ بہت سستی اور کمزوری سے کیا اور دوپہر کے بعد سے تمام فرانسیسی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا اور جرمنی توپخانہ نے اُن کا تعاقب کیا۔ چوتھے دن ۱۸۔ جنوری کو جنرل ڈبس جیزنی نے اس پسپا شدہ فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا اور اُن کو سخت نقصان پہنچایا اور شہر بلاّمونٹ تک اُن کا تعاقب کیا۔ اسجگہ سے اس جنرل کو شہر بلفورٹ

کا محاصرہ کرنے کو واپس بلالیا۔ ۱۹۔ اور ۲۰ جنوری کو یہ پسپا شدہ فرانسیسی فوج شہر بسنکان کی جانب چلی جارہی تھی سوائے جرمنی کے توپخانہ کے دیگر جرمنی فوج نے اس فرانسیسی فوج کو حیران نہیں کیا اور یہ فوج جرمنی گو تھک گئی تھی اور آرام کرنے کی بڑی ضرورت تھی مگر یہ کوچ کئے گئی۔ کیونکہ اس فوج نے تین راتیں سخت گھڑیں کھلے آسمان کے نیچے بسر کی تھیں اور چوتھی رات گویا برف میں میدان کارزار میں بسر کی تھی اور ایسی سخت کوششیں کی تھیں کہ فہرست جنگ میں ایسا کوئی جنگ کا موقعہ نکلیگا کہ جسمیں فوج نے اتنی سخت برداشتِ تکالیف کی ہو اور ایسی کوشش کی ہو جیسے کہ اس فوج جرمنی نے کیں۔ اور اس جنگ سے بڑھکر تو کیا اس جنگ کی نظیر بھی شاید مشکل ہی سے ملے گی۔ جبکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دشمنوں کے دو قلعوں کے بیچ میں اس جرمنی فوج نے دشمن کے حملہ کی مدافعت کی یعنے قلعہ بلفورٹ شمال میں تھا جو میدان جنگ سے چار میل سے زیادہ دور نہ تھا اور جنوب مغرب میں قلعہ بسنکان تھا جو دو یا تین دن کے کوچ کے فاصلہ پر تھا۔ اور پھر اس فوج نے دشمن کی فوج کے اُس حملہ کی مدافعت کی کہ جسمیں دشمن کی فوج چارگنا زیادہ تھی باوجود ان باتوں کے دشمن اس جرمنی فوج کو ایک دفعہ بھی پیچھے نہ ہٹا سکا۔ تو یہ چمکدار اور باشوکت مدافعت اور فوج کی بہادری گویا یہ اس جنگ کے اعلےٰ ترین کام ہیں جو ہمیشہ یادگار رہینگے۔

اس بے شمار یعنے ایک لاکھ تیس ہزار فرانسیسی فوج کی شکست کے سبب۔ کہ جسمیں اعلےٰ درجہ کا توپخانہ تھا اور مہلک ہتھیار سٹریلیوز کی کئی باٹریاں تھیں معلوم کر لینا آسان امر ہے۔ اس فوج کے گھوڑوں کو تو چار دن سے دانہ گھاس بالکل نہیں ملا تھا اور تین دن سے فوج کو بھی خوراک تقسیم نہیں کی گئی تھی۔ بہت سے فرانسیسی قیدی جب گرفتار ہوگئے تو بیان کرتے تھے کہ دو دن سے کچھ زیادہ عرصہ گذرا کہ ہم نے کھانا نہیں کھایا ہے۔ تمام راستہ میں قبور۔ ٹوٹی ہوئی توپیں۔ بندوقیں۔ ٹوپیاں۔ پکانے کے برتن شکستہ تلواریں اور بیسیوں قسم کی چیزیں جن کا بیان دردسری ہے بکھری پڑی ہوئی تھیں۔ جرمنی گولہ باری کا نشانہ ایسا ٹھیک لگتا تھا کہ اس سے پہلے شاید ہی اس عمدگی سے لگا ہو۔ قصبۂ لبوسل کے نزدیک ایک فرانسیسی فوج نے جسمیں چھ سو[۶۰۰] سپاہ تھی جرمنی کی لینڈ وہیر پلٹن پر حملہ کر دیا۔ فرانسیسوں کو ڈیڑھ سو[۱۵۰] قدم کے فاصلہ پر آنے دیا گیا۔ اور جب وہ اس فاصلہ پر آگئے تو جرمنی فوج نے آگ برسائی جس سے یہ چھ سو کے چھ سو فرانسیسی یا تو مر گئے یا زخمی ہوگئے سوائے بیالیس سپاہیوں کے کہ جنپر بے انتہا خوف چھا گیا تھا اور وہ گرفتار کر لئے گئے۔

جنرل بوربکی کا قلعہ بسٹر سے خفیہ طور سے غائب ہوجانا اور فرانس کی عارضی گورنمنٹ کا اُس کی درخواستِ مدد پر اوّل شبہ کرنا اور پھر اُس پر اعتبار کر لینا اور اُس کا اس عجیب مہم پر روانہ ہونا کہ جس کو واقعات نے یہ

ثابت کر دیا کہ اگر وہ معہ اپنے لشکر کے پیرس کے نزدیک رہتا تو زیادہ مناسب ہوتا یہ سب ایسے مشہور واقعات ہیں کہ جو اس قابل ہیں کہ ان کا تواریخ میں ذکر کیا جاوے۔ جنرل بوربکی نے جلد ہی بہت کی اور یہ جلدی جب ہی کرنی چاہئے تھی کہ جب یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ صرف آخری ہی لڑائی ہے لیکن فرانس کے مشرق میں اُس نے یہ موقع دیکھا تھا کہ اگر فتحیاب ہو جاؤں گا تو اس سے یہ یہ فائدہ ہونگے۔ مگر اس موقع پر اُس کی مصیبتیں شکست کے بعد اور دُگنی خطرناک ہو گئیں۔ جنرل بوربکی کو جنرل وارڈر پر حملہ کر کے جو ناکامیابی ہوئی۔ اس سے ملک فرانس کی قسمت کے سدھرنے کی اُمید کا آخری موقع بھی جاتا رہا۔

۱۹۔ جنوری کو فرانسیسوں نے ایک دلیرانہ کوشش کی کہ فوج محاصرین کی لائن پر حملہ کر کے اور اس کو چیر کر نکل جاویں۔ پیرس سے بھی اسی ارادہ سے فوج نکل کر شمال کی جانب گئی اور ایک اور فرانسیسی فوج نے اُس جرمنی فوج پر حملہ کر دیا کہ جو قلعہ مونٹ ویلیرین کے سامنے پڑی ہوئی تھی اور اس سرگرمی اور شدت سے آگ برسائی کہ تمام وارسلیز کے باشندگان خوف سے گھبرا گئے۔ شہر وارسلیز کے تمام بازاروں اور محلوں میں خوف چھا گیا اور شہر میں انتظام کے لئے سواروں کا رسالہ گشت کرتا پھرا۔ مقام پلیس ڈی آرمینز پر توپخانہ کی باٹریاں مقیم کر دی گئیں اور گاڑیاں کہ جن میں شفاخانہ ہوتا ہے وہ میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار ہو گیا اور محفوظ سامان جنگ کی گاڑیاں آہستہ آہستہ سڑک پر لا کے کھڑی کر دی گئیں۔ شہنشاہ جرمنی بھی تھوڑی سی فوج اردلی میں لے کر وارسلیز سے شہر سینٹ جرمین کیجانب روانہ ہوئے۔ اور ولیعہد پرشیا بھی اُسی راستہ سے مشرق کیجانب اپنی فوج کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ شروع ہی سے بندوقوں اور توپوں کی آواز صاف صاف سنائی دیتی تھی۔ قلعہ مونٹ ویلیرین اور بوجیول کے درمیان توپیں اور بندوقیں آگ برسائے جا رہی تھیں اور ان قلعجات اور جنگلہائے لاسیلی سینٹ کلاؤڈ کے درمیان جو میدان ہے اور دریائے سین کیجانب سب جگہ بڑی تیزی سے آگ برس رہی تھی قصبہ گارچس کے مشرق میں جو پہاڑ ہے اُس پر قریب اٹھارہ ہزار یا بیس ہزار کے فرانسیسی فوج قلعہ مونٹ ویلیرین سے نکلکر مقیم تھی تاکہ جرمنی فوج کے ۱۰۔ ڈویژن اور لینڈوہیر گارڈ فوج پر حملہ کرے جس نے اُن کا آگے بڑھنا روک رکھا تھا۔ دوسری اور فرانسیسی فوج قصبۂ مونٹ ٹری ٹاؤٹ کی جانب بڑھ گئی اور بہت سا نقصان اُٹھانے کے بعد اُس پر قابض ہو گئی۔ یہ فرانسیسی فوج اور آگے نہ بڑھ سکی کیونکہ جرمنی کی فوج جا کر جو ذرا پیچھے ہٹ گئی تھی اب سنبھلکر بڑی بہادری سے لڑتی رہی اسنے میں اور جرمنی فوج آ گئی اور فرانسیسی فوج سے یہ جگہ جرمنی فوج نے پھر چھین لی۔ یہ لڑائی غروب آفتاب تک جاری رہی اور اس طور سے ختم ہوئی کہ تمام جگہوں سے فرانسیسی فوج سخت نقصان اُٹھا کے پسپا ہوئی۔ قلعہ ویلیرین سے

جس فوج نے نکلکر حملہ کیا وہ پھر پسپا ہو کے قلعہ میں آگئی۔ اور جرمنی اور فرانسیسی فوجیں اُسی جگہ پر قایم رہیں کہ جہجگہ وہ بالترتیب لڑائی سے پہلے مقیم تھیں۔

۱۲۔ جنوری کی صبح کو جرمنی توپخانہ کی باڑیوں نے اُن قلعجات پر آگ برسانا شروع کیا کہ جو شہر سینٹ ڈینس کے گردا گرد بنے ہوئے ہیں۔ اس باڑی میں محاصرہ کرنے کی توپیں تھیں کہ جنسے اوّل اوّل قلعہ منرُیس کو گرایا گیا تھا اور اب یہ محاصرہ کرنے کی توپیں میدان میں دمدمے پر لاکے رکھدی گئی تھیں کہ جو خفیہ خفیہ اس کام کے لئے ایک ہفتہ پہلے تیار کرایا گیا تھا سینٹ ڈینس پر گولہ باری کرنے کے لئے ۱۰۔ باڑیاں مقرر کی گئی تھیں کہ جنمیں ۶۰ توپیں تھیں اور وہ توپیں تھیں کہ جسکے ذریعے سے ایسا گولہ پھینکا جاتا تھا کہ جو نشانہ پر گرکے ٹوٹتا ہے۔ فرانسیسی فوج کو اس میدان میں دمدمے بنانے کی خبر تک نہ تھی اور اوّل تو وہ اُن کو دیکھکر بڑی متعجب ہوئی اور پھر اپنے قلعوں سے اُنھوں نے بھی گولہ باری شروع کردی۔ دوپہر تک دونوں جانب سے بڑی سخت گولہ باری ہو رہی تھی۔

فصل شانزدہم

فرانس کی شمالی فوج کی شکست۔ جنگ ڈیجون۔ دیگر احوال جنگ۔

یہ جنگ ۱۸۷۰ء جس طریقہ سے کیگئی یہ اُس طریقہ سے بہت مختلف تھا کہ جس طریقہ سے زمانہ سابق میں جنگ کئے جاتے تھے۔ اُن لڑائیوں میں جو اٹھارہویں صدی کے آخر اور اُنیسویں صدی کے آغاز میں ہوئیں جبکہ اوّل نپولین بوناپارٹ اپنی فوجیں لئے پھرتا تھا اور یورپ کا بہت زیادہ حصہ اُسنے فتح کرلیا تھا۔ یہ طریقہ تھا کہ ایک جنگ سے دوسرے جنگ ہونے تک جو وقفہ صرف ہوتا تو وہ عرصہ ہفتے یا مہینے ہوا کرتے تھے۔ لیکن جنگ حال میں لڑائیاں اوپر تلے ایک غیر معمولی جلدی کے ساتھ جلد جلد ہوتے گئے اور ایک جنگ سے دوسرے جنگ کے درمیان کا عرصہ مشکل سے چند دن ہی ہوتے تھے۔

فرانس کی شمالی فوج کی شکست

جنرل فیڈھرب کی فوج کو شہر سینٹ کوئن میں شکست فاحش ملنے سے فرانس کی جنگی قوت کو شمال میں بہت بڑا صدمہ پہنچا اور یہ بدقسمت شہر اب کے تیسری بار جرمنی فوج کے قبضہ میں آیا۔ جنرل فیڈھرب نے اس شہر پر قابض ہوجانے سے یا تو یہ سوچا ہوگا کہ جنوب کی طرف جانے کے لئے راستہ ہوجاوے گا اور اگر یہی اسکا

خیال تھا تو شاید اُس نے شہر پرون کی فتح ہو جانے کا اور جنرل ون گوئبین نے جو اپنی فوج جا بجا ڈال دی تھی اس کا
بھی خیال نہ کیا ہوگا۔ لیکن تمام واقعات پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک قطعی جنگ فوراً کرنے کا
اُس کا ارادہ نہ تھا اور دوسرے یہ امر کہ جنرل ون گوئبین کی کمک کے لئے جس قدر پرشیا کی فوج پہنچ گئی تھی اُس کی
تعداد اُسکو معلوم نہ ہو سکی۔ اور اسلئے اس فوج کے ٹھیک تخمینہ لگانے میں اس نے دھوکا کھایا ہے۔ فیڈہربٹ کا پسپا
ہونا شکست کی حد تک نہ پہنچا۔ لیکن اس کی پسپائی سے جرمنی فوج کو جو فائدے پہنچے اُس کی وجہ سے کہا جا سکتا ہے
کہ اس پسپائی کا بھی وہی نتیجہ ہوا جو شکست کا ہوتا۔ اس فرانسیسی لشکر عظیم میں سے ایک تہائی لشکر بوجہ قید ہو جانے
کے یا غائب ہو جانے کے گویا بالکل ضایع ہو گیا۔ اور جو فوج کہ بھاگ کر غائب ہو گئی اُس کا پتہ نہیں لگ سکا کہ
وہ کہاں چلی گئی۔ اور جو سپاہ کہ قتل و مجروح ہوئی وہ اس کے علاوہ ہے۔ باقی فوج شہر کمبرائی سے تھوڑی دور آگے
جا کر قلعجات اراس اور ڈوئی میں مقیم ہو گئی۔ لیکن اسمیں سے بھی بہت سی فوج شہر لیلی اور سینٹ اومر کو از سر نو
مرتب کرنے کے لئے بھیجدی گئی۔ اس طرح سے وہ لشکر عظیم جو چند ایام پہلے شمالی فرانس میں موجود تھا اور جسکو اپنی
فتحمندی کا پورا یقین تھا اب ایک بے ترتیبی سے فرانس کے شمالی شہروں میں منتشر ہو گیا ہے۔ اس شمالی لشکر نے
بجائے اس کے کہ پیرس کی مدد کو جاوے اپنی حفاظت فرار میں ہی پائی اور یہ لشکر عظیم اب فراریوں کا ایک
منتشر شدہ جتھا ہو گیا۔ اس لڑائی کے مفصل حالات حسب ذیل ہیں:۔

۱۸ جنوری کی صبح کو یہ شمالی فوج اپنی چھاونیوں سے شہر اردیلرز اور بیرپس سراوزی کیجانب روانہ ہوئی۔
۲۲۔ کورز کا دوسرا برگیڈ فوج شہر روبی میں اس سے پہلے ہی پہنچ چکا تھا اور یہاں پرشیا کی فوج کا مقدمۃ الجیش لشکر یلا۔
یہ مقدمۃ الجیش سڑک پر رک گیا تاکہ پرشیا کی باقی فوج بھی آجاوے۔ اس وقت فورشر کے برگیڈ فوج پر جو شہر واکس
میں پہنچگیا تھا پرشیا کی فوج نے توپخانہ کی ایک باڑی سے جس میں ۱۲ توپیں تھیں حملہ کر دیا۔ کیونکہ سینٹ کوئین میں کوئی
فرانسیسی رسالہ سواران نہ تھا اسلئے اس برگیڈ کو جرمنی فوج جسجگہ مقیم تھی اُس کی خبر نہ پہنچ سکی اور جرمنی کی فوج نے
بے خبری میں اُسپر حملہ کر دیا تھا۔ باوجود اس بات کے اس فوج نے جسپر دس بجے صبح کے حملہ کیا گیا تھا دوپہر کے ۳ بجے
تک نہایت بہادری سے اس حملہ کی مدافعت کی فرانسیسی فوج کی ... رجمنٹ نے کچھ عرصہ تک یہ حملہ جھکر برداشت
کیا اور ذرا پیچھے نہٹی اور لعبازاں ۲۰ پلٹن پیدل اُس کی مدد کے لئے آگئی۔ ایسی بہادرانہ مدافعت بغیر نقصان نہیں
ہو سکتی اور اسلئے اس رجمنٹ کے پانچ افسر اور سو آدمی ضایع ہوئے۔ فوج موبایل گارڈس پر جرمنی کے رسالہ سواران
نے حملہ کیا اور یہ حملہ کی مدافعت نہیں کر سکے لیکن دریائے سین اور مارنی کی فوج موبایل نے بڑی بہادری سے

اسس حملہ کو مسترد کیا اور رسالہ سوار ان کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ باوجودیکہ حملہ اس قدر سخت اور یکایک ہوا تھا لیکن پہلے بریگیڈ
کو اسکو دوسرے بریگیڈ کی کمک تک نہ پہنچے تھے اور چونکہ اُس وقت شہر روزی کی سڑک بیکار پڑا ہوا تھا پنا کوچ برابر
جاری رکھا اور شہر سیر یس سے ہو کے اور سری لیس سیر یس میں پہنچ گیا۔ اسلئے پرشیا کی فوج اُس فرنچ فوج کا کوچ کئے جانا نہ روک
سکی کہ جو زیر کمان جنرل ڈیسول تھی۔ ۲۳۔ کور فوج نے کوچ میں بھی اپنی توپیں تیار رکھیں کیونکہ اُن کو یقین ہوا کہ حملہ عنقریب
ہی ہونے والا ہے تاہم وہ شہر واکس کی راہ سے شہر سرن کورٹ میں پہلے بریگیڈ کے پہنچنے کے بعد پہنچے۔ اسطرح
اُس فوج کا جو مدد کے لئے بھیجی گئی تھی سخت نقصان ہوا اور اُس نے اپنی باربرداری کی بھی کئی گاڑیاں پیچھے چھوڑ دیں
یہ پہلے دن کی لڑائی اُس جنگ عظیم کی جو ۱۹ جنوری کو ہوئی گویا پیش خیمہ تھی۔ فرانسیسی فوج ۲۳۔ کور شہر سینٹ
کوئنٹن کے نزدیک مقیم کی گئی۔ اور پہلا ڈویژن فوج شہر نوئیلی اور کاچی کے گرد اگرد چھاونیوں میں اور دوسرا ڈویژن شہر
گروجس اور کارٹرس میں مقیم کیا گیا۔ فوج پرشیا نے اول کاشرس پر حملہ کیا جسکو حیلین کے بریگیڈ نے نہایت بہادری سے
بچایا باوجودیکہ فوج پرشیا ایسی عمدہ بلند جگہ پر مقیم تھی کہ جہاں سے یہ گاؤں بالکل اُن کی زد میں تھا تھوڑی ہی دیر کے بعد
گروجس پر بھی حملہ کر دیا گیا اور قصبہ ساوی کی جانب بھی آگ برسائی جا رہی تھی اور وہاں کل ۲۲۔ کور فوج بڑی جلدی سے
کوچ کر کے گئی اور اپنی فوج میسرہ کو جو نہر پر مقیم تھی مدد دی۔ ڈروبا کے ڈویژن فوج (کہ اُسپر ابھی تک حملہ نہیں کیا گیا تھا) نے ادن
بلندیوں کیجانب کوچ کیا جہاں ایک پن چکی کا کارخانہ سوسوسہ ٹاؤٹ ونٹ بنا ہوا ہے اور نیز ریلیبو پہاڑی کی چوٹیوں پر بھی
چلی گئی اور اس کی فوج میمنہ بھی نہر کیجانب جا رہی تھی میدان جنگ کی لائن مواضعات ہلمونٹ۔ ساوی۔ گروجس
ٹاؤٹ ونٹ کی چکی۔ موضع ریلیبو لانیول سے شہر مزل سینٹ لارنٹ تک پھیلی ہوئی تھی۔ بدقسمتی سے ۲۲ کور اور ۲۳ کور کے
درمیان نہر کروزاٹ حائل ہو گئی اور اُس کے کنارے ایسے بنے ہوئے تھے کہ اسپر سے پار جانے کا راستہ
ناممکن ہو گیا تھا بس جب تک کہ سینٹ کوئنٹن کا ایک طویل چکر نہ کھایا جاوے ان ہر دو افواج کا آپسمیں شریک
ہونا ناممکن تھا۔ دس بجے کے قریب جنرل حیلین کو یہ احکام روانہ کئے گئے کہ موضع کاشرس کو چھوڑ کے بلندیوں پر
قبضہ کر لو۔ اور اُسی وقت جنرل ڈروبا کی فوج پر حملہ کر دیا گیا۔ اس حملہ کرنے میں توپخانہ بھی شریک تھا۔ پرشیا کی فوج رکوٹ
پہاڑی کی چوٹیوں سے فرانسیسی فوج پر اسقدر تیزی سے حملہ کرتی ہوئی دوڑ کے فرانسیسی فوج کے قریب آگئی کہ فرانسیسی
فوج نے اُن کو دشمن کی فوج نہ جانا اور جب یہ پرشیا کی فوج دو سو گز کے فاصلہ پر رہ گئی تب اُن کو معلوم ہوا۔ پھر تو فرانسیسی
فوج نے وہ آگ کی بوچھاڑ برسائی کہ جرمنی فوج کا آگے بڑھتے آنا ایک دم سے رُک گیا اور اب جرمنی فوج اس قدر
تیزی سے بھاگی کہ حملہ کرتی ہوئی بھی اسقدر تیزی سے نہیں آ رہی تھی۔ مگر اس پرشیا کی فوج کا بیحد نقصان ہوا اور شرکت

تمام جرمنی کشتگان کی نعشیں ادھر اُدھر بکھری ہوئی نظر آتی تھیں۔ اسپر جرمنی کی بے شمار پلٹنیں آگے بڑھیں اور
جنرل بسول نے اُن کے روکنے کے لئے چار توپوں کی ایک باٹری آگے بڑھائی۔ لیکن یہ توپیں اس کام
کے لئے کافی نہ تھیں اور جرمنی توپخانہ کی باٹریوں نے فرانس کی اس باٹری کو بے کار کردیا لیکن فرانسیسی فوج
نے فوراً ایک باٹری بارہ توپوں کی اُس کی جگہ قایم کردی اور جس نے اب جرمنی باٹری کو خاموش کرنا شروع کردیا
لیکن اب پرشیا والوں کی بھی ایک اور باٹری توپخانہ کی آگئی جس کی وجہ سے اب باٹریوں کی جگہ تبدیل کرنا پڑی اور جنرل
بسول جبکہ اندر مینارہ ہدایتیں دے رہا تھا۔ توگولے کے ایک ٹکڑے سے اُس کے پیٹ میں ایک سخت زخم آیا۔
ڈرویا کے ڈویژن فوج کئی بلند چوٹیوں پر مقیم تھی جہاں سے وہ جرمنی فوج کا آگے بڑھنا روکتی رہی بیس ڈی ریلیو
آٹھ توپوں کی ایک باٹری مقیم تھی اور اس کی گولہ باری جرمنی باٹری کی گولہ باری سے بہت اچھی رہی۔ دو بجے کے
قریب پرشیا کی تمام فوج ۲۲۔ کورز کے سامنے سے پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن ۲۳۔ کورز فرانسیسی فوج نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔
جنرل فیڈہرب نے اس فوج کی مدد کو کئی پلٹنیں ۲۲۔ کورز کی بھیجیں۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا آیا یہ مدد وقت پہنچی یا نہیں
لیکن ۲۳۔ کورز پیچھے ہٹتی ہوئی صاف نظر آتی تھی اور اس کے بعد وہ جلد پسپا ہوگئی۔ اُس وقت دو یا تین بجے
تھے۔ لیکن ۲۲۔ کورز فوج پرشیا کو ہٹا کر اُس وقت بہت آگے بڑھ گئی تھی۔ چونکہ اس کی لائن فوج جو بطور محراب دائرہ
کے پڑی ہوئی تھی اب فوج کے آگے بڑھنے کے ساتھ وہ بھی بڑھتی گئی لیکن اب اس لائن کا خطرہ ہوگیا تھا کیونکہ بوجہ
لائن کے بڑھنے کے یہ لائن فوج پتلی ہوتی جاتی تھی۔ اور خطرہ یوں اور زیادہ تھا کہ فرانسیسی فوج محفوظ اب بہت کم رہ گئی
تھی اور پرشیا کی تمام فوج اب ایک جا جمع ہوکر تین یا چار کالموں میں قریب قریب پڑی تھی اور جو اب ایک لحظہ میں فرانسیسی
پتلی لائن فوج کو بھگا سکتی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۳½ بجے کے قریب فوج موبائل نے پیچھے ہٹنا شروع کیا لیکن موضع
کاچی کے مقابل شفاخانہ کی گاڑیوں کے پیچھے جاکر یہ فوج پھر جمع ہوئی اور محفوظ فوج ڈویژن کے ہمراہ ٹھیر کر اب اسکو
یہ حکم دیا گیا کہ جب تک فوج پسپا نہ ہوجاوے یہ وہاں ٹھیری رہے۔ ڈرویا کے ڈویژن کے مقابلہ میں ایک مضبوط
جرمنی فوجی کالم نے فرانسیسی فوج میسرہ پر حملہ کرنا چاہا لیکن فرانسیسیوں کی ایک باٹری نے جسمیں ۸ توپیں تھیں اور جو
ایم بونٹ بلو کے ماتحت تھی اس لئے پرشیا کی فوج کا آگے بڑھنے آنا روکا اور فوج پرشیا کو سخت نقصان پہنچایا
چار بجے کے قریب فرانسیسی فوج نے اپنی جگہ کوئی نہیں چھوڑی تھی اور بڑی بہادری سے بچائی ہوئی تھی لیکن
فرانسیسی فوج کو پسپا ہونے کا حکم دیا گیا اور غالباً یہ حکم اس وجہ سے دیا گیا کہ پاول ہمی آٹوی کے ڈویژن فوج
پر بھروسہ نہیں کیا گیا کہ وہ جرمنی سپاہ کے حملہ کی مدافعت کرسکے گی۔

۲۲۔کورنزکی چند پلٹنیں لڑتی رہیں اوس اُن کی آڑمیں تمام فوج پسپا ہوتی رہی اور یہ پسپائی اوّل تو بڑی ہی باقاعدہ اور باترتیب تھی پلٹنیں جاچکیں تو اُن کے بعد توپخانہ گیا لیکن اس کی تھوڑی ہی دیر کے بعد فوج پرشیا کا توپخانہ اُن بلندیوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا جہاں سے فرانسیسی فوج عین زد میں تھی اور اب اُنہوں نے وہاں سے آگ برسانا شروع کردیا۔ فرانسیسی فوج اول تو تیزقدمی سے چلی تاکہ ان دشمنوں کی توپوں کی زد سے باہر نکلجاوے لیکن گولہ باری کا اثر اسقدر تیز تھا کہ فوج فرانس کو بھاگنا پڑا اور آگے بڑھکر پھر باقاعدہ چلنے لگے لیکن فرانسیسی فوج کا بہت سخت نقصان ہوا۔ تمام فوج فرانسیسی پرشیا کی گولہ باری کے اندر سے شہر سینٹ کونٹن میں ہوکر گذری۔ فوج پرشیا نے اب اس شہر پر گولہ باری شروع کردی جسکی وجہ سے مکانوں کی چھتیں پاش پاش ہوکر مکانوں میں آگ لگتی تھی۔ بوجہ رات ہوجانے کے فرانسیسی فوج کا تعاقب موقوف ہوا اور جنرل فیڈہرب بغیر زاید نقصان کے شہر کیمبرائی کیجانب پسپا ہوا۔

جنگ ڈیجون

۲۱۔جنوری کی صبحکے دس بجے پرشیا کی ایک فوج اُن پہاڑیوں میں سے بعض پہاڑیوں پر مقیم ہوئی کہ جو شہر ڈیجن کے گرداگرد ہیں اور فرانسیسی باٹریوں پر آگ برسانا شروع کیا لیکن فوج پرشیا کی آگ ایسی مضبوط نہ تھی کہ جیسے فرانسیسی آگ تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ پرشیا کی فوج کے پاس توپخانہ بھی کم ہے۔ پرشیا کے اس فوج کے گولے ہی نشانہ پر نہیں پہنچتے تھے جیسا کہ ہمیشہ ہوا کرتا تھا اور بہت سے گولے جاتے ہوئے ہوا ہی میں ٹوٹ جاتے تھے اور اُن سے کچھ نقصان نہیں ہوتا تھا۔ فرانسیسی توپخانہ کی باٹریاں جو موضع ٹالنٹ اور بیسیر پر مقیم تھیں بڑی جلدی جلدی گولہ باری کررہی تھیں اور دشمن کو نقصان بھی پہنچاتی تھیں۔

فرانس کی ایک باٹری نے بہت جلدی جلدی گولہ باری کی اور اُس کو کچھ نقصان نہیں ہوا یہ تمام لڑائی توپخانوں ہی سے ہوئی۔ سوائے ایک چھوٹے سے معرکے کے کہ جو پیدل فوج سے قصبہ فونٹین اور ڈیجن اور ہائی دیلی پر ہوا کیونکہ ان قصبات پر پرشیا کی فوج حملہ کرنے ہی کو تھی۔ سہ پہر کو چار بجے دونوں جانب سے گولہ باری موقوف ہوگئی اور اگرچہ جانبین میں سے کسیکو کچھ بھی فائدہ ہوا ہو گا تو دو فریق فوج جو تیمہ دسمبر کو ہوا پرشیا کی فوج کی تعداد دس ہزار یا پندرہ ہزار تھی اور فرانسیسی فوج جو ڈیجون میں گریبالڈی کے ماتحت تھی اس کا تخمینہ بیس ہزار سے چالیس ہزار تک کیا گیا ہے اور فرانسیسی فوج میں ۹۰ توپیں بڑی تھیں اور چالیس چھوٹی تھیں اور علاوہ اسکے قدر کوئی

توپیں تھیں۔

۲۱ جنوری کی آدھی رات کے قریب پرشیا کی فوج نے قصبات ہائی ویلی ڈیکس اور فون ٹین لیس ڈیجون پر فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا اور چونکہ اُن کے مقابلہ کے لئے یہاں فرانسیسی فوج کم تھی اس لئے فوج پرشیا نے ان قصبات پر قبضہ کر لیا۔ شہر ایٹ سیجر میں بڑی کھلبلی پڑی ہوئی تھی فرانسیسی فوج بڑی عسرت کے ساتھ شہر میں کبھی ادھر آتی کبھی ادھر جاتی اور تمام آدمیوں کو یہ یقین ہو گیا کہ شہر پر رات کو حملہ ہو گا۔ فوج کو یہ حکم دیا گیا کہ شہر کے جو بڑے بڑے دروازے ہیں اُن کے قریب مقیم رہوے تاکہ اگر فوج پرشیا حملہ کرے تو اُسکی مدافعت کیجاوے۔ شہر کے حاکم اعلےٰ کے مکان کے سامنے گریبالڈی تمام رات اپنی گاڑی میں بیٹھا رہا۔ جنرل بورڈون جو ایک بڑا ہشیار جنرل تھا تمام رات شہر میں معہ فوج پھرتا رہا۔ جنرل پلیسیر اپنی جگہ رات بھر جاگتا رہا یہاں تک تیاری کر لی تھی کہ گاڑیوں میں روانگی کے لئے اسباب تک رکھدیا تھا۔ مگر دشمن نے رات کو اس شہر پر کوئی حملہ نہیں کیا اور علے الصباح فرانسیسی فوج شہر سے باہر نکلنا شروع ہوئی۔ ۲۲ کی صبح کو بہ نسبت روز گذشتہ کے بڑی تیز گولہ باری شروع کر دی گئی اور فرانسیسی فوج کی رجمنٹیں کی رجمنٹیں اُن مقاموں کی جانب بڑھی جاتی تھیں جو اُنسے دشمن نے چھین لئے تھے۔ فوج پرشیا کی زیادہ تر گولہ باری کی وجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ رات کو پرشیا کی فوج میں اور کمک آ گئی تھی۔ فرانسیسی فوج کے حملہ کا رخ فون ٹین لیس ڈیجون کی جانب تھا اور قصبۂ ٹالنٹ میں سے برابر گولے اور گولیاں آ رہی تھیں۔ دوپہر کے قریب لڑائی بہت تیز ہو گئی اور فرانسیسی فوج کامیابی سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ اسوقت فرانسیسی فوج موبائل کو حکم دیا گیا کہ اس پرشیا کی فوج پر جو فون ٹین میں مقیم ہے سنگین سے حملہ کر دے اسوقت فرانسیسی فوج زواؤز (قواعد دان) کے تین سپاہی ڈیجون میں موجود تھے جو اپنی رجمنٹ کو جاتے تھے انہوں نے بطور والنٹیر کے اپنے تئیں اس فوج موبائل کے آگے آگے رکھا اور اس فوج کے آگے آگے چلے۔ ان کی اس ہمت اور جرأت سے تمام فوج موبائل میں بہادری اور جرأت و ہمت زیادہ ہو گئی۔ اس فوج نے اب اُن کے پیچھے پیچھے جا کر اور جو نظیر انہوں نے قایم کی تھی اُس پر عمل کر کے بڑی بہادری سے آگے بڑھکر دشمن پر دلیرانہ حملہ کیا۔ ان کے سامنے سے پرشیا کی فوج پسپا ہو گئی اور تھوڑی دیر لڑائی کر کے موضع ڈیکس میں جو پہاڑی پر واقع تھا جا کر پناہ لی۔ اسجگہ فوج موبائل نے زیر ہدایت اُن تین قواعد دان سپاہیوں کے۔ دشمن پر سنگینوں سے بڑا سخت حملہ کر دیا اور اس حملہ میں فوج موبائل پھر کامیاب ہوئی۔ یہاں پر فوج پرشیا نے اس حملہ کی مدافعت بہت جم کے کی اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں وہ اپنے مقتولین اور مجروحین کی نعشوں اور

جسموں کے انباروں میں پیروں سے گھٹنوں تک نظر نہ آتے تھے۔ یہاں پر اس فرانسیسی فوج کو پھر کامیابی
ہوئی اور یہ پھر جگہ اُن تینوں والنٹیر سپاہیوں کے پیچھے چلی جا رہی تھی اور یہ سپاہی اپنا ہتھیلی پر دھرے ہوئے آگے
آگے جا رہے تھے اب اس فوج نے قصبہ ہاٹولی کی جانب رخ کیا اور اس آخری جگہ سے بھی پرشیا کی فوج کو سنگینوں
سے حملہ کرکے بھگا دیا اور ان تین والنٹیر سپاہیوں کی بہادری کی وجہ سے فرانسیسی فوج نے اپنی سب جگہیں
پرشیا سے لے لیں اور پرشیا کی فوج کو بڑی فاش شکست دی اور پرشیا کی فوج اس قدر ماری گئی کہ یہ نقصان ہمیشہ یاد
رہے گا۔ یہ لڑائی شام تک ہوتی رہی اور سب جگہ پرشیا کی فوج کو شکست ہوئی اور تھوڑے سے قیدی بھی فرانسیسی
فوج نے گرفتار کئے۔ گریبالڈی کی فوج نے پرشیا کی فوج کی وہ گاڑیاں جنہیں مجروحین کو میدان جنگ سے اُٹھا کے
لے جاتے ہیں گرفتار کرلیں جن کی تعداد تین سو تھی اور چھ یا سات گاڑیوں میں ڈاکٹری اور جراحی
کی کل ادویات و اوزار موجود تھے۔ فرانسیسی فوج بھی بہت ماری گئی اور اُسکے غیر معمولی طور سے اُسکے
افسر بہت ضایع ہوئے۔

۲۲۔ جنوری کو علے الصباح فرانسیسی فوج میں بہت گھبراہٹ پڑی ہوئی تھی چونکہ وہاں یہ مشہور ہو رہا تھا
کہ رات کو فوج پرشیا کی کمک پر اور فوج آگئی ہے۔ رات کو فوج پرشیا ایک بڑا چکر کاٹ کر پھر اُسی جگہ مقیم ہوئی۔
جسجگہ سے کہ اُس نے ۲۲۔ کو فرانسیسی فوج پر حملہ کیا۔ تین بجے تک لڑائی صرف توپخانہ سے ہوتی رہی۔ پرشیا
کی فوج کی گولہ باری ٹھیک نشانہ پر ہوتی تھی اور بہت جلد جلد بھی نہ ہوتی تھی۔ فرانسیسی توپخانہ سے جو قصبہ سینٹ
مارٹن میں مقیم تھا ہر ایک گولے کا جواب بڑی جلدی جلدی دیا جا رہا تھا اور باوجودیکہ دشمن کے کئی گولے فرانسیسی
گولہ اندازوں کے درمیان میں جا کر گرے تاہم فرانسیسیوں کی ہمت کم نہیں ہوئی۔ فرانسیسی توپخانہ کی باڑھی نے
جو قصبہ فون ٹین لیس ڈیجون پر مقیم تھی پرشیا کے توپخانہ کی باڑی پر جو قصبہ پوئیلی میں تھی خوب گولہ باری کی اور قصبہ بوندرنی
پر ایک توپ پڑی ہوئی تھی وہاں سے بھی کبھی کبھی ایک آدھ گولہ آ پڑتا تھا۔ ساڑھے تین بجے پرشیا کی اپنی
توپیں سڑک کی دونوں جانب تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلہ سے لگا دیں اور چھ توپیں ذرا پیچھے لیجا کر ایک
بلند مقام پر لگا دی گئیں۔ اور اسوقت پرشیا کی فوج نے بڑے غصہ سے ایک غیر معمولی جلدی کے ساتھ تمام
فرانسیسی مقامات پر گولہ باری شروع کر دی۔ اس وقت تمام مختلف دمدموں اور مورچوں پر ایسا کہر چھا رہا تھا کہ بارہ گز
نظر نہ آتے تھے ہاں جب توپ کے چلنے کا شعلہ اُٹھتا تب دکھ جاتے تھے۔ گولوں کی ہوا میں ایسی آواز سنائی
دیتی تھی کہ جیسے طوفان میں کوئی جہاز آ جاتا ہے اور ہوا اُس کے بادبانوں اور رسیوں میں سے سناٹے

سے نکلا کرتی ہے۔ پرشیا کی تمام پیدل فوج نے متواتر باڑھیں بندوقوں کی لگائیں اور اس سے فرانسیسی فوج کا بہت
نقصان ہوا۔ چار بجے کے قریب تمام فرانسیسی فوج کو حکم دیا گیا کہ وہ دشمن پر سنگینوں سے حملہ کرے۔ آج کی لڑائی
میں یہ بڑا جوشدار مؤثر نظارہ تھا جب کہ کل فرانسیسی فوج نے جو سوا میل تک پھیلی ہوئی تھی نعرہ ہائے خوشی
مار کر حملہ کرنے کے لئے آگے کوچ کیا۔ گریبالڈی کی فوج اور فرانسیسی فوج سوا میل شانہ بشانہ ملی ہوئی بڑھی چلی جاتی
تھی اور پرشیا کی فوج کا توپخانہ اُن کے مقابلہ پر تھا۔ پرشیا کی پیدل فوج جو فرانسیسی فوج کے مقابل ایک لائن
میں کھڑی تھی فرانسیسی فوج کے برابر بڑھنے سے بڑی گھبراہٹ سے پسپا ہو گئی اور توپخانہ کی باڑی بھی پسپا ہو کے
پیچھے ہٹ گئی۔ اس عرصہ میں فرانسیسی توپخانہ کی باڑیوں نے فوراً آگے بڑھ کے اس مورچہ پر قبضہ کر لیا جہاں
فوج پرشیا کے توپخانہ کی باڑی ابھی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ اس وقت سے فوج پرشیا نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ تھوڑی
سی فوج لڑتی رہی اور اس کی آڑ میں کل فوج پرشیا بڑی عمدہ اور باقاعدہ طور سے پسپا ہو گئی۔ گولہ باری بتدریج کم
ہوتے ہوتے شام کے پانچ بجے بالکل موقوف ہوئی جبکہ پرشیا کی فوج کے تمام مورچوں اور دمدموں پر
فرانسیسی فوج قابض ہو گئی۔ شہر ڈیجون پر فرانسیسیوں نے بے شک یہ بڑی فتح پائی۔ گریبالڈی کی فوج نے پرشیا
کی ایک رجمنٹ سے اس کا جھنڈا چھین لیا جس پر ریشم سے کام بنا ہوا تھا اور کچھ سپاہی فوج پرشیا کے گرفتار
کئے۔ اس تین دن کی لڑائی میں مقتولین اور مجروحین میں فرنچ فوج کے ایک ہزار پانسو سپاہی ضایع ہوئے
اور فوج پرشیا کا نقصان اس سے بھی بہت زیادہ ہوا۔ ملک پولنڈ کے جنرل بوسک کے ایک مہلک زخم
آیا۔ اس سے فرانسیسی فوج کو بہت افسوس ہوا۔

۲۲۔ جنوری کو شہر کیمبرائی پر گولہ باری شروع کی گئی۔ پرشیا کی فوج نے اپنا توپخانہ اس شہر کے جنوب مغرب کی
طرف بجانب شہر مارکوانگ اور سروئز قایم کیا لیکن فرانس کا بحری توپخانہ اس شہر کی حفاظت پر تھا اور اس
نے پرشیا کے توپخانہ کو بڑا صدمہ پہنچایا۔ جنرل ون گوئنٹن نے یہ دیکھ کر کہ یہ شہر جلد ہی سے فتح نہیں ہو سکے گا
اور اس کو یہ بھی خوف ہوا کہ کہیں فرانسیسی فوج پیچھے سے آکر حملہ نہ کر دے اس لئے ۲۲۔ تاریخ کو اس نے
محاصرہ اُٹھا لیا۔

۲۲۔ جنوری کو باشندگان شہر جیبورس نے ایک بہت بڑی فوج پرشیا کے حملہ کی مدافعت بڑی
بہادری سے کی۔ جن شخصوں کے پاس ہتھیار نہ تھے اُنھوں نے درانتی اور کھرپے سے لڑائی کی۔ اُنھوں نے
گھوڑے اور گاڑیاں گرفتار کر لئے اور جرمنی فوج کے بارہ سپاہی مار ڈالے۔

۲۳۔ جنوری کو پرشیا کی فوج نے شہر لافلیچی کو خالی کردیا۔ لیکن ۲۴۔ جنوری کو جبکہ ایک فرانسیسی فوج لافلیچی کیجانب بھیجی گئی تو وہاں اُس نے کچھ جرمنی فوج کو کمین میں چھپا ہوا پایا۔ فرانسیسی رسالہ سواران معہ پیدل فوج کے وہاں پہنچ گیا اور اُس نے پچھتر جرمنی کے سپاہیوں کو منتشر کردیا اور بہت سے سپاہی مارڈالے۔ اور پرشیا کی فوج کو شہر سے بھگاکر فرانسیسی فوج شہر پر قابض ہوگئی بعدازاں ایک مضبوط دستہ پرشیا کی فوج کا آگیا اور پھر فرانسیسی فوج شہر بروجس کیجانب پسپا ہوگئی۔ شہر لافلیچی کے بازار میں پرشیا کی بہت فوج ماری گئی۔ فرانس کی فوج مو بائل مثل قواعد داں فوج کے لڑی۔

پیرس کے قلعجات پر ۲۳ جنوری کو گولہ باری شروع کی گئی اور شہر ڈینس کے قلعجات پر ۲۲۔ کی شام سے گولہ باری شروع کردی گئی تھی جو ۲۳۔ کی سہ پہر کے چار بجے تک آہستہ آہستہ ہوتی رہی۔ فرانس نے ۲۴۔ تاریخ کی رات اور ۲۵۔ کی صبح تک شہر سینٹ ڈینس کے قلعوں کو جو کچھ نقصان پہنچا تھا اُس کی مرمت کرلی۔ اور اس عرصہ میں ان قلعوں میں وہ بڑی بھاری بھاری توپیں لے آئے جیسی اوّل اس قلعہ میں نہ تھی اور اپنے میدانی توپخانہ اور پیدل فوج کو ذرا آگے بڑھایا اور اسی طرح جنگی کشتیوں کو تاکہ قصبات اپینی اور آرمین کے لوگوں پر حملہ کا خوف ڈالدیں اور سہ پہر کو چار بجے جبکہ کہر موقوف ہوا فرانسیسی فوج نے بڑھ کر حملہ کردیا۔ چھ بجے تک جانبین میں نہایت سخت لڑائی توپوں کی رہی۔ جرمنی توپخانہ کے دو افسر اور ایک کپتان ۲۲۔ جنوری کو مارے گئے۔ ۲۶۔ جنوری کو وارسیلز سے جرمنی توپخانہ کو یہ حکم موصول ہوا کہ اگر فرانسیسی آگ برسانا موقوف کردیں تو جرمنی توپخانہ بھی رات کے بارہ بجے کے بعد سے گولہ باری موقوف کرے۔ اور جب تک کہ دیگر احکام اندریں بارہ نہ پہونچ جاویں گولہ باری پھر شروع نہ کرے۔ ہاں اُس وقت ایسا کرنے کا اختیار ہے جب کہ اوّل فرانسیسی فوج خود ہی گولہ باری شروع کردے۔

۲۴۔ جنوری کو شہر لانگوئی نے جسپر نو دن سے گولہ باری ہو رہی تھی اپنے تئیں فوج پرشیا کے سپرد کردیا چار ہزار قیدی اور دو سو توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ لگیں۔

۲۴۔ جنوری کو فرینکس ٹیرر کے ایک دستہ نے پرشیا کی فوج کو قصبہ لاموٹ سے بھگادیا اور کئی سپاہی مارڈالے۔

۲۴۔ جنوری کو پرشیا کی ایک فوج جسکی تعداد دو سو تھی شہر چین کو گئی اور وہاں فرینکس ٹیرر کے ایک دستہ فوج سے اُسکی لڑائی ہوئی۔ مگر اس لڑائی کا کوئی نتیجہ نہ نکلا لیکن پرشیا کی فوج نے یہ کہلا بھیجا کہ اگر فرینکس ٹیرر ہمپر چھپکے آگ برساوینگے تو ہم شہر کو جلادینگے۔

جنگ بلفورٹ کے بعد اس بقیہ فرانسیسی فوج کا جو پسپا ہو گئی تھی جو زیر کمان جنرل بوبکی تھی جنرل مانٹیفل نے ایک بڑی تعداد فوج پرشیا کے ساتھ تعاقب کیا اور اس فوج سے پرشیا کی فوج کے ساتھ ۳۰ اور ۳۱ جنوری اور یکم فروری کو کئی معرکے ہوئے جن میں سے بعض معرکے سخت بھی ہوئے اور خاصکر وہ معرکہ بہت سخت تھا جو قصبۂ لاکلوز کے پاس ہوا اور یہ قصبہ فرانس کے شہر پونٹ ارلیئر اور سوئٹزرلینڈ کی سرحد کے بیچ میں واقع ہے اور یہاں پرشیا کی فوج نے حملہ کر کے فرانس کی تمام فوج کو سرحد کے پہاڑوں میں بھگا دیا اور آخر کار فرانسیسی فوج کو شکست ہوئی۔ پرشیا کی فوج نے دو جھنڈے اٹھائیس توپیں اور ۱۹ مٹرلیوزیں۔ دو جنرل اور پندرہ ہزار سپاہی گرفتار کئے۔ اور علاوہ اس کے کئی سو غلے اور رسد کی گاڑیاں اور بے شمار سامان جنگ فوج پرشیا کے ہاتھ لگا۔ جرمنی فوج مقتولوں میں اور مجروحین میں قریب چھ سو کے ضایع ہوئی۔ جنرل مانٹیفل نے فرانس کی فوج کو حدود سوئٹزرلینڈ کے پہاڑوں پر اس قدر دبایا اور گھیر لیا اور فرانس کی فوج کو دو باتوں پر مجبور کیا کہ یا تو وہ اپنے تئیں سپرد کر دے اور یا علاقہ سوئٹزرلینڈ میں چلی جاوے۔ فرانسیسی جنرلوں نے اس مخمصے سے نکلنے کے لئے واسطے اسکے کانفرنس جمع کی اور خواہش اُن کی یہ تھی کہ فرانسیسی علاقہ میں اس فوج کو رہنے دیا جاوے۔ مگر شاہ پرشیا نے یہ بات نہ مانی۔ اسپر یہ فرانسیسی فوج جسکی تعداد ۸۰۰۰۰ ہزار تھی۔ سوئٹزرلینڈ کے علاقہ میں داخل ہو گئی اور اپنے تئیں دشمن کو سپرد کر دینے سے بچا لیا۔

جنرل گریبالڈی کو جنوری کے اختتام پر اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں پرشیا کی فوج اسکو یہاں گھیر نہ لے اسلئے وہ نہایت جلدی سے پسپا ہو گیا۔ ایک چھوٹی سی لڑائی کے بعد یکم فروری کو فوج پرشیا نے ڈیجون پر قبضہ کر لیا۔

فصل ہفدہم

پیرس کی سپردگی۔ صلح کے لئے مہلت جنگ

فرانسیسیوں نے جسقدر ان تھک اور با استقلال کوششیں اس بارہ میں کیں کہ فوج جرمنی کو ملک فرانس سے باہر نکال کر اُن کے ملک میں اُن کو واپس بھگا دیا جاوے یہ سب کوششیں بے کار گئیں۔ اور فرانس کی فوجی شہرت اور اسکا جنگی دبدبہ و اقتدار کچھ عرصہ کے لئے کم ہو گیا۔ تواریخ اس بات کی شاہد ہیں کہ فرانسیسی قوم [illegible]

ایڈورڈ[1] بلیک پرنس نے فرانس کی بے شمار فوج کو شکست فاش دی تھی تب سے فرانسیسی قوم نے ایسا سخت
تغیر اور انقلاب برداشت نہیں کیا تھا جیسا کہ انیسویں صدی کے آخری نصف حصہ میں یعنے ۱۸۷۱ء کے
شروع میں اس نے برداشت کیا۔ میدان کارزار میں فرانس کے ہر ایک لشکر کو شکست ہوگئی ہے اور
ایسے حالات میں دارالخلافہ کی فتح ہوجانے میں ایک ایسی بات وابستہ ہے کہ جسکو معمولی شکست نہیں سمجھا
جاسکتا۔ اور اس خیال کو وسیع کرنے سے صاف اور صریح طور سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ بات یا حکمت
عملی عقل کے موافق ہے یا نہیں کہ فرانس کی عزت قایم رکھنے کے لئے یا اس کے فائدے کیلئے آیا یہ جنگ
قایم اور جاری رکھی جاوے؟ ایسے حالات میں ایم گیمبٹیا کی مزاج کا آدمی چاہے کچھ ہی خیال کرے یا عمل
کرے۔ لیکن ایم جولیس فاور۔ جنرل ٹروچا اور دیگر اعتدال پسند ممبران عارضی گورنمنٹ فرانس کے رویہ سے
یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی کہ وہ ایک ایسی تجویز کو منظور کرینگے جو ملک فرانس کو اب زیادہ عرصہ تک ایک
غیر مفید جنگ میں اور زیادہ مبتلا رکھے جسمیں فتحمندی کی بالکل امید نہ ہو۔ اسلئے پیرس کا فتح ہوجانا یا مطیع ہوجانے
کا زمانہ جنگ ہذا میں ایک ایسا زمانہ ہوا ہے جسمیں اس بات پر خوب بحث ہوئی تھی کہ آیا جنگ کو جاری رکھا جاوے
یا صلح کرلیجاوے۔ اس سوال کا فیصلہ اب کل ملک فرانس ہی کرسکتا تھا کیونکہ فرانس کی گورنمنٹ آف ڈفینس
نے تو یہ قرارداد کرلیا تھا کہ جب تک حملہ آور زمین فرانس پر موجود ہے ہم صلح نہیں کرتے اور اس لئے اب
بجائے نیشنل ڈیفنس کی گورنمنٹ کی نیشنل اسمبلی (قومی مجلس حکومت) کا منتخب کیا جانا ضروری ہوا اور نہ صلح ہونا
ناممکن تھی چونکہ پہلی حالت میں نہ تو حملہ آوروں کا فرانس سے نکلنا متصور ہوسکتا تھا اور اس لئے صلح کا ہونا قیاس
نہیں کیا جاسکتا تھا اسلئے نیشنل اسمبلی کے انتخاب کی ضرورت ہوئی اور ملک فرانس سے اسی سوال کا جواب پوچھا
گیا کہ کیا اب جنگ کو ختم کردیا جاوے؟ لیکن اب ظاہر سوال یہ بھی آپڑا تھا کہ اب فرانس میں کونسی قسم کی گورنمنٹ
قایم کیجاوے۔؟ لیکن یہ بات تو صاف ظاہر ہوگئی تھی کہ فرانس میں اب چاہے کسی قسم کی گورنمنٹ منتخب
ہو وہ اب ہر کارروائی قوم کی مرضی کے موافق کرے گی۔ اور چونکہ قوم فرنچ کو اب یہ ایسا موقع مل گیا تھا کہ سب
ملک فرانس کے خیالات ظاہر ہوگئے اسلئے جس قسم کی گورنمنٹ قایم ہوتی وہ ان خیالات ملک کی نقیض کارروائی

فٹ نوٹ ۱۔ ایڈورڈ بلیک پرنس پسر شاہ انگلینڈ یعنے ایڈورڈ سوم کا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ باپ کے حین حیات
میں یہ فوت ہوگیا۔ بڑا بہادر اور جری تھا۔ کریسی کی لڑائی میں ۱۳۴۶ء میں فرانس کی بے شمار فوج کو بڑی بہادری سے
شکست دی۔ از مترجم۔

ہرگز نہ کرتے - کیونکہ اب کسی قسم کی گورنمنٹ بغیر کل ملک فرانس کے منظوری لئے - ایک بڑا قطعہ ملک دے کر صلح نہیں کر سکتے تھے اسی طرح سے اب چاہے کسی قسم کی گورنمنٹ ہوتی بغیر اس کی مرضی کے جنگ بھی جاری نہیں رکھ سکتی تھی - اس طرح سے باشندگان فرانس کو اب یہ موقع اس بات کے فیصلہ کرنے کا ملا تھا - کہ اب وہ کس قسم کی گورنمنٹ کو ملک میں جاری کرنا پسند کرتے ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ اس مفید سوال کا ان کو فیصلہ کرنا باقی تھا کہ آیا صلح کر لی جاوے یا جنگ کو جاری رہنے دیا جاوے -

قلعجات پیرس کی سپردگی کی بابت خاص خاص شرطیں حسب ذیل تھیں :-

صلح برائے مہلت جنگ پیرس میں فوراً عمل پذیر ہوگی - اور دیگر اضلاع میں تین دن کے بعد سے - اور ۱۹ فروری کی دوپہر کو یہ عارضی صلح ختم ہو جاوے گی -

حدبندی عارضی کا یہ فیصلہ ہوا کہ اضلاع سارتھی - انڈری - لوائر - لوئی - چیر - لوریٹ یونی اور ان کے علاوہ جتنے اضلاع شمال مغرب میں ہیں سوائے اضلاع پس ڈی کالائٹس اور نورڈ کے یہ سب جرمنی قبضہ میں رہینگے -

اس عارضی صلح کا فیصلہ درباره اضلاع کوٹ ڈی اور ڈوبس - جورا - اور بلفورٹ محفوظ رکھا گیا تا وقتیکہ جب تک کہ فرانس کے اس حصے میں فوجی کارروائی جاری رہے گی اور جس کارروائی میں بلفورٹ کا محاصرہ بھی شامل ہے - فوج بحری بھی اس مہلت جنگ سے مستفید ہوگی - قیدیان رہا کئے جاوینگے اور مال غنیمت واپس دیا جاویگا -

تمام قلعجات پر جرمنی قبضہ کرا دیا جاوے گا اور تمام سامان جنگ جرمنی فوج کو دے دیا جاوے گا ان امور کے عملدرآمد کے لئے فوراً کارروائی شروع کیجاوے گی -

ریلوے جات آرلینز ٹیورس اور آرلینز اور النکاون - یہ سب ریلوے فرانسیسیوں کے استعمال کے لئے کشادہ رہیں گے تا کہ پیرس میں غلہ اور سامان وغیرہ کا ذخیرہ کر لیا جاوے اور دریائے سین اور مارنی اور جنوب اور مغرب کی سڑکیں بھی اسی غرض کے لئے فرانسیسیوں کے لئے کشادہ رہینگی -

نیشنل اسمبلی (قومی مجلس حکومت) کے انتخاب کے لئے لوگوں کو منتخب کرنے کی کارروائی شروع

کی جاوے گی کیونکہ نیشنل اسمبلی صلح کرنے یا جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کرے گی۔ شہر بورڈو مقرر کیا جاتا ہے وہاں نیشنل اسمبلی کا جلسہ منعقد ہوگا۔

پیرس کے تمام قلعجات جرمنی فوج کو فوراً سپرد کر دیئے جاویں گے۔ اور پیرس کے خاص قلعہ میں سے فوج اور ہتھیار سب نکالکر اُسکو خالی کر دیا جاوے گا۔

تمام فوج برّی اور بحری اور موبائل گارڈس موجودہ پیرس اسیران جنگ ہیں سوائے بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) فوج کے جو عام انتظام کے لئے قایم رکھی جاوے گی۔ یہ اسیران جنگ اس عارضی صلح کے دوران میں پیرس کی فصیل کے اندر ہی اندر رہینگے اور اُن کے ہتھیار لے لئے جاویں گے۔ فوج نیشنل گارڈس اور فوج پولیس اپنے ہتھیار برائے انتظام اور حفاظت عامّہ اپنے پاس رکھے گی اور فرنیکس ٹیریر کی تمام فوجیں توڑ دی جاویں گی۔ جرمنی فوج کے جہاں تک اختیار میں ہوگا۔ فرانسیسی محکمہ کمسریٹ کو اس بارہ میں سہولت اور آسانی سے مدد دے گی کہ پیرس میں غلہ وغیرہ پھر جمع کر دیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص پیرس سے جانا چاہے گا تو فرانسیسی حکام کی اجازت کے ساتھ یہ بھی ضروری ہوگا کہ جرمنی افسران کی بھی اجازت حاصل کی جاوے۔ جرمنی فوج کے خرچ کے لئے شہر پیرس سے پندرہ دن کے اندر اندر بیس کروڑ فرانک چندہ کر کے جرمنی افسران کو دیئے جاویں (فرانک۔ ملک فرانس کا ایک سکّہ چاندی کا ہوتا ہے۔ ہندوستان کے سکّہ سے اگر اُس کی قیمت کا موازنہ کیا جاوے جو ہمیشہ بوجہ نرخ تبادلہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے تو آجکل ایک فرانک ہندوستان کے بارہ آنے کے برابر ہوتا ہے۔ از مترجم)

اس عارضی صلح کے دوران میں فرانس کی سرکاری جائداد کا انتقال نہ ہو سکے گا۔ جرمنی اسیران جنگ بعوض سب بے شمار فرانسیسی اسیران جنگ کے رہا ہونگے یعنے جانبین اسیران جنگ کو رہا کر دینگے اور اسی طرح سے ہر دو جانب کے جہازوں کے کپتان اور دیگر عام آدمی جو اسیر جنگ ہیں یہ سب چھوڑ دیئے جاوینگے۔

پیرس کی سپردگی کے شرائط پر ۲۸۔ جنوری کی سہ پہر کو فریقین کے دستخط ہوگئے اور جرمنی کی فوج نے ۲۹۔ جنوری کی صبحکو قلعجات پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ قلعہ مونٹ ویلیرین پر جرمنی کی فوج نے ۲۹۔ جنوری کی شام ہی کو قبضہ کر لیا۔ ان قلعجات میں جرمنی فوج اپنی بھاری توپیں

فورنئے گئی چونکہ پیرس کا خاص قلعہ بڑا مستحکم تھا اور اس میں بڑی بڑی توپیں اور فوج عظیم تھی اور پیرس کی جدت پسند اور متلون المزاج آبادی پر ان فاتحان کو کسی قسم کا بھروسہ نہیں ہو سکتا تھا تاوقتیکہ تمام شہر پیرس کے ہتھیار لے لئے جاویں۔ جرمنی کی ایک بڑی مضبوط فوج پیدل اور توپخانہ پیرس کے اندر گیا تاکہ بروقت ضرورت اُن جرمنی جماعتوں کی مدد کرے جو باشندگان اور افواج پیرس سے ہتھیار لینے پر مقرر ہوئی تھیں۔ اُس فرانسیسی میدانی توپخانہ پر جو خاص قلعہ پیرس اور دیگر قلعجات کے درمیان میدان میں مقیم تھا ۲۹۔ جنوری کی صبح کو جرمنی فوج نے قبضہ کر لیا۔ اُسی صبح کو قلعجات آیوڑی اور بسٹری پر پسیلیشین فوج قابض ہو گئی۔ قلعجات رومن ویلی۔ نوئزی۔ روزنی اور نوجینٹ پر ۱۲ اسیکسنی کور نے قبضہ کر لیا۔ اور قلعہ چارنٹن میں فوج اوّل بوئریا کور مقیم ہو گئی اور ۲ بوئریا کور قلعجات سونٹروگ در ونوس میں مقیم ہو گئی۔

پیرس میں جسقدر فوج اسیر جنگ ہوئی اُس کی تعداد ایک لاکھ اسّی ہزار تھی (۱۸۰۰۰۰) اور قلعہ کی پندرہ سو (۱۵۰۰) توپیں جرمنی فوج نے گرفتار کیں اور چار سو میدانی توپیں اور مٹرلیوز اُن کے ہاتھ آئیں۔ دریائے سین میں جس قدر جنگی کشتیاں اور انجن وغیرہ تھے اُن سب کو فاتحان فرانس یعنے جرمنی فوج نے اپنے استعمال کے لئے مقرر کر لئے۔

۲۹۔ جنوری کی سہ پہر کو تین بجے کے قریب ۴۰ جرمنی رجمنٹ نے قلعہ مونٹ ویلیرین پر قبضہ کر لیا۔ اور فرانسیسی فوج نے دوپہر سے پہلے پہلے اس قلعہ کو خالی کر دیا تھا۔

ماہ فروری میں ملک فرانس کے ہر قصبہ اور شہر میں نیشنل اسمبلی کے انتخاب کے لئے جلسے ہونے شروع ہو گئے کیونکہ جنگ کے جاری رکھنے یا صلح کر لینے کا فیصلہ نیشنل اسمبلی پر منحصر رکھا گیا تھا۔ اس بارہ میں سرکاری طور سے بھی جلسے ہونے لگے اور اُنمیں مختلف لوگوں نے اپنے اپنے خیالات کے موافق نرم و گرم زبان کا استعمال کیا۔

۱۳۔ فروری کو فرانس کی گورنمنٹ آف ڈیفنس نے اپنے خیالات سے استعفا دیا تاکہ ملکی اختیارات اب نیشنل اسمبلی کی تفویض میں چلے جاویں۔ جسکے انتخاب کے لئے اب ہر قصبہ اور شہر کیجانب سے قایم مقام جمع ہو گئے تھے۔ ایم جوئیس فاور اور دیگر وزیران تاتقرری نیشنل اسمبلی اپنے صیغہ جات کے کام کی نگرانی کے لئے بدستور مامور رہے۔

۱۴- فروری کو پیرس نے اپنا خرچہ جنگ ادا کر دیا۔ دس کروڑ فرانک تو فرانسیسی بنک کے نوٹوں میں ادا کئے گئے اور ۸ کروڑ بذریعہ تبادلہ یا ہنڈوی کے برلن میں ادا کئے گئے اور ۲ کروڑ بذریعہ ہنڈی تبادلہ لنڈن میں ادا کر دئے گئے۔

۱۵- فروری کو ایم جولیس فاور نے کونٹ بسمارک سے دربارہ توسیع میعاد اس صلح عارضی کی ملاقات کی۔ چونکہ عوام فرانس جنوب میں جنگی تیاریاں مثل جنگ کرنے کے کر رہے تھے اور ۱۸۷۱ء کے لئے رنگروٹوں کو بھرتی کر رہے تھے۔ اس لئے تا دریافت ہونے حالات جنوب کے فرنچ لوگوں کے۔ یہ عارضی صلح پانچ دن کے لئے اور بڑھادی گئی یعنے ۲۴ فروری تک کر دیگئی۔

۱۷- فروری کو نیشنل اسمبلی منتخب شدہ کا اجلاس ہوا اور نیشنل اسمبلی نے اپنی جانب سے ایم تھیرز کو حکومت عاملانہ ملک فرانس کا افسر مقرر کیا۔

۱۹- کو نیشنل اسمبلی کے اجلاس میں ایم تھیرز موجود تھا اور اُس نے یہ اسپیچ دی کہ "آپ نے جو کام میرے ذمے مقرر کیا ہے گو وہ ایک بڑا سخت کام ہے مگر آپ کے حکم کے موافق نہایت اطاعت اور محبت سے میں اُس کو بسر و چشم قبول کرتا ہوں اور گو فرانس پر ایسی مصیبت پڑی ہے کہ ایسے زمانہ سابق میں اُس پر کبھی بھی نہ پڑی تھی تاہم ملک فرانس بہت وسیع ہے اور دولتمند ہے اور اس ملک میں دولت کے سینکڑوں وسائل موجود ہیں۔ امید ہے کہ اب یہ اور ترقی کر کے آئندہ ہمیشہ کے لئے انسانی ہمت اور جرأت کا ایک یادگار ہو جاوے گا۔ میں نے جو وزارت منتخب کی ہے وہ عام لوگوں کی رائے کے موافق کی ہے اور اُن پر ایسے لوگ مقرر کئے گئے ہیں جن کا اخلاق اور لیاقتیں بہت اعلےٰ درجہ کی ہیں اور وہ وزارت حسب ذیل ہے:۔

ایم ڈفرین کو وزیر عدالت مقرر کیا ہے اور ایم جولیس فاور کو وزیر خارجیہ۔ ایم پکارڈ وزیر داخلہ ایم جولیس سیمون وزیر تعلیم ۔ ایم لیمبرجیٹ وزیر تجارت ۔ جنرل لفلو وزیر جنگ ۔ امیر البحر پوتھوآن وزیر بحر۔ ایم ڈی لاریسی وزیر تعمیرات ۔ یہ وزرا مقرر کئے گئے ہیں میں نے کوئی خاص صیغہ اپنی خاص نگرانی میں نہیں رکھا ہے اس لئے تا کہ میں ملک کے ہر صیغہ میں پوری پوری مدد دے سکوں۔"

۱۶- فروری کو قلعہ بلفورٹ نے بھی اپنے تئیں جرمنی فوج کو سپرد کر دیا۔ اور اس قلعہ میں

جو بارہ ہزار فوج تھی اُس کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ یہاں سے چلے جانے کی اجازت دیدی۔
علاوہ ازیں پرشیا والوں نے اضلاع کوٹی ڈی اور اور جورا پر قبضہ کرلیا اور وہاں کی بھی تمام فوج کو اپنی
ہتھیار اور قلعہ سے سرکاری کا غذات لیجانے کی اجازت دے دی۔ جرمنی فوج نے ضلع ڈولیس پر بھی
قبضہ کرلیا سوائے اُس علاقہ کے جو شہر لونس لی سولینئر کے جنوب میں ہے۔ چونکہ جرمنی ہیڈکوارٹر
سے یہ ہدایتیں آگئی تھیں کہ صلح کے عہد و پیمان ہونے سے پہلے پہلے قلعہ بلفورٹ کو فتح کرلیا
جاوے اس لئے اس حکم کی تعمیل بہت سختی سے حملہ کر کے کی گئی۔ قلعہ بلفورٹ ایک ایسی
جگہ بنا ہوا ہے کہ وہاں سے پیرس کو جو راستہ جاتا ہے وہ تو گو غیر محفوظ ہے۔ مگر اس قلعہ پر
قبضہ ہو جانے سے شہر لانیس اور اسٹراسبرگ پر عمدہ طور سے قبضہ ہوسکتا ہے اور سرحد جرمنی پر
جو تمام قلعجات بنے ہوئے ہیں وہ سب گویا اس کی زد میں ہیں۔ غرضکہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ اگر
تھوڑی سی بھی فوج اس میں مقیم ہو جاوے تب بھی اُس کا فتح ہونا ناممکن ہے چنانچہ اس کی سپردگی
سے دو دن پہلے فرانسیسوں نے قلعہ سے جرمنی فوج پر اس قدر گولہ باری کی کہ مجبوراً جرمنی
فوج کے کمانڈر کو مہلت جنگ کے لئے درخواست کرنی پڑی تاکہ اپنے کشتگان کو وہ دفن کرسکے
یہ اوّل درجہ کا قلعہ تھا اور صرف فاقہ کشی کی وجہ سے اس نے اپنے تئیں سپرد کر دیا۔
۱۲ فروری کو ایم تھیئر زوارسائلز کو گیا تاکہ کونٹ بسمارک سے صلح کی گفتگو کرے۔
چونکہ کونٹ بسمارک کو اندر بنارہ شاہ پرشیا سے مشورہ کرنا ضروری تھا اس لئے عارضی صلح
کی میعاد میں دو دن کا اور اضافہ کر دیا گیا یعنے عارضی صلح کی میعاد ۲۶ فروری تک
کردی گئی۔

فصل شانزدہم

صلح کا ابتدائی عہدنامہ۔ پیرس میں حالت جوش۔ اختتام

ہر شخص اب اس بات کا یقین کرتا تھا کہ فرانس کو اپنے ناشخان کو تاوان جنگ کی ایک
بڑی کثیر التعداد رقم دینی پڑے گی۔ اور اس بات سے بھی شاید چند ہی شخص منکر ہونگے کہ زمانہ
شہنشاہی میں فرانس نے اوّل خود ہی جنگ کو اٹھایا تھا اور جب کہ سلطنت کی جگہ ایک جمہوری

قایم ہوئی تو اُسنے اسبابات پر اصرار کیا کہ فرانس کا کچھ بھی دشمن کو نہ دیا جاوے - اس لئے فاتحان نے جو بہت ہی زیادہ مطالبے کچھ ملک لینے اور تاوان کے لئے کئے تو یہ مطالبے فرانسیسی حکام کی مدمغانہ رویہ کو دیکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوتے ہیں - علاوہ ازیں کونٹ بسمارک اسبابات سے خوب آگاہ تھا کہ فرانس اس شکست فاحش سے ہمیشہ جرمنی کیجانب سے اپنے دل میں خار کھاتا رہے گا اور اس کے پرجوش باشندگان کے بعض جنگجو فرقوں کی ترغیب سے جب کبھی اُس کو موقع ملے گا وہ اپنی اس شکست کا دھبہ مٹائے بغیر باز نہ آوے گا اس لئے کونٹ بسمارک نے یہ ارادہ کیا کہ اس قدر سخت مطالبات کئے جاویں کہ جس کے صدمہ سے وہ برسوں نہ اُبھر سکے - اور چونکہ کُل قوم فرنسیسی صلح کی خواہشمند ہے اس لئے فرانس اس وقت سخت سے سخت مطالبہ بھی منظور کرے گا -

صلح کا ابتدائی عہدنامہ

نیشنل اسمبلی کا ۲۸ فروری کو ۱۲ بجے ایک جلسہ منعقد ہوا - تمام ممبران پر حالت سکوت طاری تھی - سانس کی آواز بھی نہیں آتی تھی کہ اتنے میں ایم تھیئر کھڑا ہوا مفصلہ ذیل تقریر ادا کی:-

"ہم نے بڑی تکلیف وہ امر کو منظور کر لیا ہے اور قبل اس کے اُس کے دفع کرنے کے ہم تمام تر وہ کوششیں کر چکے تھے جو امکان میں تھیں مگر وہ دفع نہ ہو سکا - اب ہم بڑے افسوس کیساتھ آپ کی منظوری کے لئے ایک مسودہ پیش کرتے ہیں اور التماس ہے کہ اس کو نہایت جلد منظور کر لیا جاوے اور وہ بل (مسودہ) حسب ذیل ہے:"

نیشنل اسمبلی - ضرورت کی وجہ سے مجبور ہو کر صلح کا وہ ابتدائی عہدنامہ منظور کرتی ہے کہ جس پر شہر وارسلیز میں ۲۶ - فروری کو دستخط ہو گئے ہیں -

اتنا پڑھکر ایم تھیئرز کو اس قدر جوش رقت ہوا کہ اُس سے زیادہ مسودہ نہ پڑھا گیا اور اسی جوش میں اجلاس کے کمرے سے باہر چلا گیا تاکہ جب جوش کم ہو تب آوے - اسپر ایم بار تھیلیمی سینٹ ہلیر نے تب ابتدائی عہدنامۂ صلح کی شرطیں پڑھنی شروع کیں -

اوّل ۔ فرانس اپنے مفصلہ ذیل حقوق بحق سلطنت جرمنی چھوڑتا ہے:۔
صوبۂ لورین کا پانچواں حصّہ ۔ معہ شہر متز اور تھیون ویلی کے اور نیز اضلاع آلساس اور بلفورٹ ۔
دوم ۔ فرانس سلطنت جرمنی کو بطور خرچۂ جنگ کے پانچ ملیارڈ فرانک یعنے بیس کروڑ پونڈ (تین ارب بیس کروڑ روپے ۔ از مترجم) ادا کرے گا جن میں سے ایک ملیارڈ تو سنہ ۱۸۷۱ع میں ادا کیا جاوے گا اور باقی چار ملیارڈ بذریعہ اقساط کے تین سال کے اندر ادا کر دئے جاویں گے ۔
سوم ۔ جبکہ یہ عہدنامۂ صلح منظور ہو جاوے گا فوج جرمنی علاقۂ فرانس کو فوراً خالی کرنا شروع کر دے گی اور اسی وقت پیرس اور مغربی اضلاع سے بھی جرمنی فوج روانہ ہو گی ۔ دیگر اضلاع کا خالی کرنا اس وقت بتدریج شروع ہو گا جبکہ اوّل ملیارڈ کی قسط ادا کر دی جاوے گی اور سب اضلاع فرانس اسی تناسب سے خالی کئے جاوینگے کہ جس طرح سے بقیہ چار اقساط ادا ہونگی ۔ اس عہدنامہ کے منظور ہو جانے کی تاریخ سے جس قدر روپیہ اقساط کا باقی رہے گا اسپر بحساب پانچ فی صدی سالانہ کے سود لیا جاوے گا ۔
چہارم ۔ جرمنی فوج جن اضلاع میں مقیم رہے گی وہاں سے وہ محصول وغیرہ کچھ وصول نہ کریگی لیکن فرانس کو اس فوج کا ماہوار خرچ ادا کرنا پڑے گا ۔
پنجم ۔ جو اضلاع کہ سلطنت جرمن کو دئے گئے ہیں اُن کے باشندوں کو اس امر کے پسند کرنے کیلئے مہلت دیجاوے گی کہ قوم فرانس یا قوم جرمن ۔ جس کی راہ و رسم و رواج و قومیت اُنکو پسند ہو وہ اختیار کرلیں ۔ اور چاہیں جہاں سکونت کرلیں ۔
ششم ۔ اسیران جنگ فوراً چھوڑے جاوینگے ۔
ہفتم ۔ اس عہدنامہ کے منظور ہو جانے کے بعد شہر برسلز میں آخری عہدنامۂ صلح کیلئے کارروائی شروع کیجاویگی ۔
ہشتم ۔ جن اضلاع میں جرمنی فوج مقیم رہے گی اُن کا انتظام فرانسیسی حکام کرینگے لیکن اُن پر جرمنی فوج کے افسران کی نگرانی رہے گی ۔
نہم ۔ جرمنی فوج کا جن اضلاع پر قبضہ نہیں ہے اُن پر اس عہدنامہ کی رو سے جرمنیوں کو کوئی

حق نہیں دیا جاتا ہے۔

دہم۔ فرانس کی نیشنل اسمبلی اس عہدنامہ صلح کو منظور کرے گی۔

پیرس کے باشندوں میں بڑا جوش تھا۔ اسلئے ایم تھیئرز اور ایم پکارڈ نے ۲۰۔ فروری کو حسب ذیل اعلان شایع کیا:۔

"اے باشندگان پیرس"

گورنمنٹ تم کو تمہاری حب الوطنی اور عقلمندی یاد دلاکر تم سے درخواست کرتی ہے کہ تم کسی قسم کا جوش وغیرہ ظاہر نہ کرو۔ پیرس کی قسمت تمہارے ہاتھ ہے اگر تم نے ذرا بھی جوش ظاہر کیا تو دشمن تمام شہر کو تباہ کردے گا۔ اور ملک فرانس کی حفاظت اور بربادی کا انحصار تمہارے رویہ پر ہے۔ ایک بڑی بہادرانہ مدافعت کے بعد فاقہ کشی نے ہمیں اس بات پر مجبور کردیا کہ ہم نے فاتح دشمن کو قلعجات پیرس سپرد کردیئے۔ جو فوج کہ ہماری مدد کو آسکتی تھی وہ دریائے لوائر کے پرلی طرف منتشر کردی گئی ہے اور انہیں امور کی وجہ سے گورنمنٹ اور نیشنل اسمبلی کو صلح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس عرصہ چھ دن میں ہم نے خود جاکر صلح کے ایسے شرائط لکھوائے ہیں کہ جہاں تک ہمارے اختیار میں آسان شرایط صلح لکھانا تھا اور اب ہم نے ابتدائی صلحنامہ پر دستخط کردیئے ہیں اور وہ اب برائے منظوری نیشنل اسمبلی میں پیش کیا جاوے گا۔ اگر ہم صلح مہلت جنگ کی میعاد نہ بڑھواتے تو اب جبکہ یہ عہدنامہ صلح ابتدائی ہورہا تھا اسوقت لڑائی جاری ہوتی اور بے فائدہ فوج کا خون بہتا ہوتا۔ یہ میعاد مہلت اس شرط پر زیادہ کی گئی ہے کہ چوتھائی شہر پرس پر جرمنی کا عارضی قبضہ کرادیا جاوے اور اگر تم لوگ یہ بات منظور نہ کروگے تو یہ صلح کا عہدنامہ ٹوٹ جاوے گا اور دشمن جو کہ اب قلعجات پیرس پر قابض ہے تمام پیرس پر زبردستی قبضہ کرلے گا۔ عوام کی جائداد اور مکانات اور صنعت وحرفت کے کارخانے آج تو یہ سب محفوظ ہیں اور اگر ابتدائی عہدنامہ صلح توڑڈالا گیا تو تمام فرانس پر مصیبت نازل ہوجاوے گی۔ اور جنگ کے خوفناک نتائج جو ابھی تک دریائے لوائر سے آگے نہیں بڑھے ہیں پھر کوہ

پرینیز تک پہونچ جاویں گے (پرینیز ایک سلسلہ کوہ ہے جو ملک فرانس
کے انتہائے جنوب و مغرب میں فرانس اور اسپین کے درمیان حد فاصل
ہے ۔ از مترجم) اور یہ بات نہایت صحیح ہے کہ پیرس کی حفاظت میں
کل ملک فرانس کی حفاظت شامل ہے ۔ اُن لوگوں کی تقلید مت کرو کہ جنھوں نے
۸ ماہ گذرنے میں جنگ کو شروع کر دیا تھا اور اُس کے مہلک نتیجہ پر خیال نہ کیا تھا
فرانسیسی فوج جس نے پیرس کو اتنی بہادری سے بچائے رکھا وہ دریائے سین
کے بائیں کنارے پر مقیم ہو کے انتظام کو قایم رکھے گی اور فوج نیشنل گارڈس باقی شہر
پیرس میں انتظام قایم رکھے گی ۔ اور نیز معزز باشندگان شہر سے بھی یہی اُمید ہے
کہ وہ بھی انتظام کے قیام میں مدد دینگے اور یہ خراب حالت صلح کے ہو جانے سے رفع
ہو جاویگی اور عوام کی فارغ البالی حاصل ہو گی ۔

یکم مارچ کو شہنشاہ جرمنی نے ۶ ۔ اور ۱۱ ۔ کور فوج پرشیا اور پہلی کور بویریا کی فوج کے قصبہ
ہپوڈروم میں قواعد دیکھی اور ان افواج کا مقدمۃ الجیش لشکر جو زیر کمان جنرل کیمیکی تھا اسی دن
صبح کو پیرس میں داخل ہوا ۔ سات بجے کے قریب پرشیا کی فوج کی کئی پلٹنیں پیرس
میں داخل ہوئیں اور ساڑھے آٹھ بجے کے قریب محل پلیس ڈی انڈسٹری پر قابض
ہو گئیں ان میں سے چند دستے فوج کے محل ڈی لاکنکورڈ میں قواعد کرنے کے لئے اور
اُن کے وہاں پہونچنے پر چند باشندے وہاں موجود تھے ۔ لیکن کسی قسم کا آوازہ یا نعرہ
اس فوج پر نہیں پھینکا گیا ۔ ایک فوج محلہ پونٹ ڈی جورنے محل بوربن تک دریائے
سین کے داہنے کنارے مقیم ہو گئی اور فرانس کی فوج نیشنل گارڈس کسی شخص کو
جو وردی پہنے ہوتا تھا ادھر سے نہیں جانے دیتی تھی ۔ انتظام کے لئے کچھ فرانسیسی فوج
گھوڑوں پر چڑھی ہوئی شہر میں پھر رہی تھی ۔ فوج نیشنل گارڈس چپ چاپ شہر کے
انتظام میں مصروف تھی ۔ دوپہر کے قریب پرشیا اور بویریا کی اصلی فوج پیرس
میں داخل ہوئی اور جو جگہ کہ اُس کے قیام کے لئے مقرر کی گئی تھی وہاں مقیم
ہو گئی ۔ اور اس فوج کے افسران یعنی ۵ جنرل محل الیزی میں مقیم

ہوئے۔ پیرس میں تمام دوکانیں بند ہوگئیں اور تمام گھروں کی کھڑکیاں بند کرلی گئیں۔

۲۔ مارچ کو ابتدائی عہدنامہ صلح پر شہر بورڈو میں دستخط ہوگئے۔ اور ایم جولیس فاور نے کونٹ بسمارک کو یہ اطلاع دی کہ شہر بورڈو میں نیشنل اسمبلی نے پانسو چھیالیس ووٹوں سے بمقابلہ ایک سو سات ووٹ کے۔ ابتدائی عہدنامۂ صلح منظور کرلیا ہے کونٹ بسمارک نے جواب دیا کہ اب میں نقلہائے عہدنامہ کے بدلنے پر تیار ہوں کیونکہ شہنشاہ جرمنی نے بھی اُس پر دستخط کردئے ہیں۔ چنانچہ طرفین سے یہی عملدرآمد ہوگیا۔

۳۔ مارچ کو جرمنی اور بویریا کی فوج نے پیرس کو خالی کرنا شروع کردیا صبح کے آٹھ بجے فوج روانہ ہونا شروع ہوئی اور گیارہ بجے تک اس فوج سے پیرس بالکل خالی ہوگیا۔ یہ فوج نہایت سکوت اور خاموشی سے پیرس سے روانہ ہوئی اور وہاں کوئی شخص تماشا دیکھنے کو جمع نہ تھا۔

۷۔ مارچ کو شہنشاہ جرمنی نے اُس جگہ پر کہ جو شروع محاصرہ پیرس کے زمانہ سے اس وقت کی ہوگئی ہے کہ اُس کا تذکرہ اب تواریخوں میں ہوا کرے گا۔ تمام فوج جرمنی کی آخری قواعد دیکھی۔ اُس وقت بارہ بج چکے تھے شہنشاہ معہ ولیعہد اور معہ بہت سے گرینڈ ڈیوک اور شاہزادگان۔ اور ڈیوکان اور جنرلان اور کرنیلان اور معہ اُن کے اردلیوں کے اپنے ہیڈکوارٹر سے روانہ ہوکر اُس جگہ اُس جھنڈے کے نیچے وارد ہوئے کہ جو اُس قواعد کی جگہ ہوا میں اُڑ رہا تھا اور قریب میں بینڈ باجوں کے پرشیا کا نیشنل انتھم (قومی گیت) بجا رہے تھے۔ شہنشاہ کو دیکھکر اُس میدان میں جس قدر جرمنی فوج کی رجمنٹیں تھیں اُنہوں نے نہایت زور سے نعرہ ہائے خوشی لگائے جبکہ شہنشاہ معہ اپنے کل جلوس کے اُس فوج میں سے گذرے اور بطور قبول کرنے نعرہ ہائے خوشی کے شہنشاہ جرمنی اکثر اپنی ٹوپی اُتار کر سر کے اوپر اُٹھا لیتے تھے۔

۸۔ مارچ کو جرمنی فوج نے شہر وارسلیز اور پیرس کے گرداگرد کے مقامات کو جنہیں پردہ

قابض تھی خالی کرنا شروع کر دیا۔ شہنشاہ اور ولیعہد۔ شہزادگان۔ گرینڈ ڈیوکان۔ جنرلان اور کرنیلان اور فاتح فوج کے ہر رتبہ کے آدمی اپنے وطن کے جانب روانہ ہوئے۔ کیونکہ اس قدر فوج عظیم کے روانہ ہونے میں کئی دن درکار ہوتے ہیں۔ اسلئے روانہ ہوتے ہوتے ۱۳ مارچ کو جرمنی کی کل فوج کے ہر فرد بشر کا منہ اپنے وطن کیجانب تھا یعنے وطن کو جا رہے تھے۔

اس طرح یہ بربادی بخش اور جنگ درمیان فرانس اور پرشیا کے ختم ہوئی اور اس جنگ میں بوناپارٹ کے خاندان کو پھر زوال ہوا اور ملک فرانس میں جمہوری سلطنت قایم ہوئی سلطنت جمہوری کا قیام اس ملک میں کب تک رہے گا اُسکو صرف زمانہ ہی ظاہر کر سکتا ہے۔

۱۰ مئی سنہ ۱۸۷۱ء کو فرانس اور جرمنی کے درمیان شہر فرینکفورٹ میں آخری عہدنامہ صلح پر دستخط ہوئے۔ فقط۔
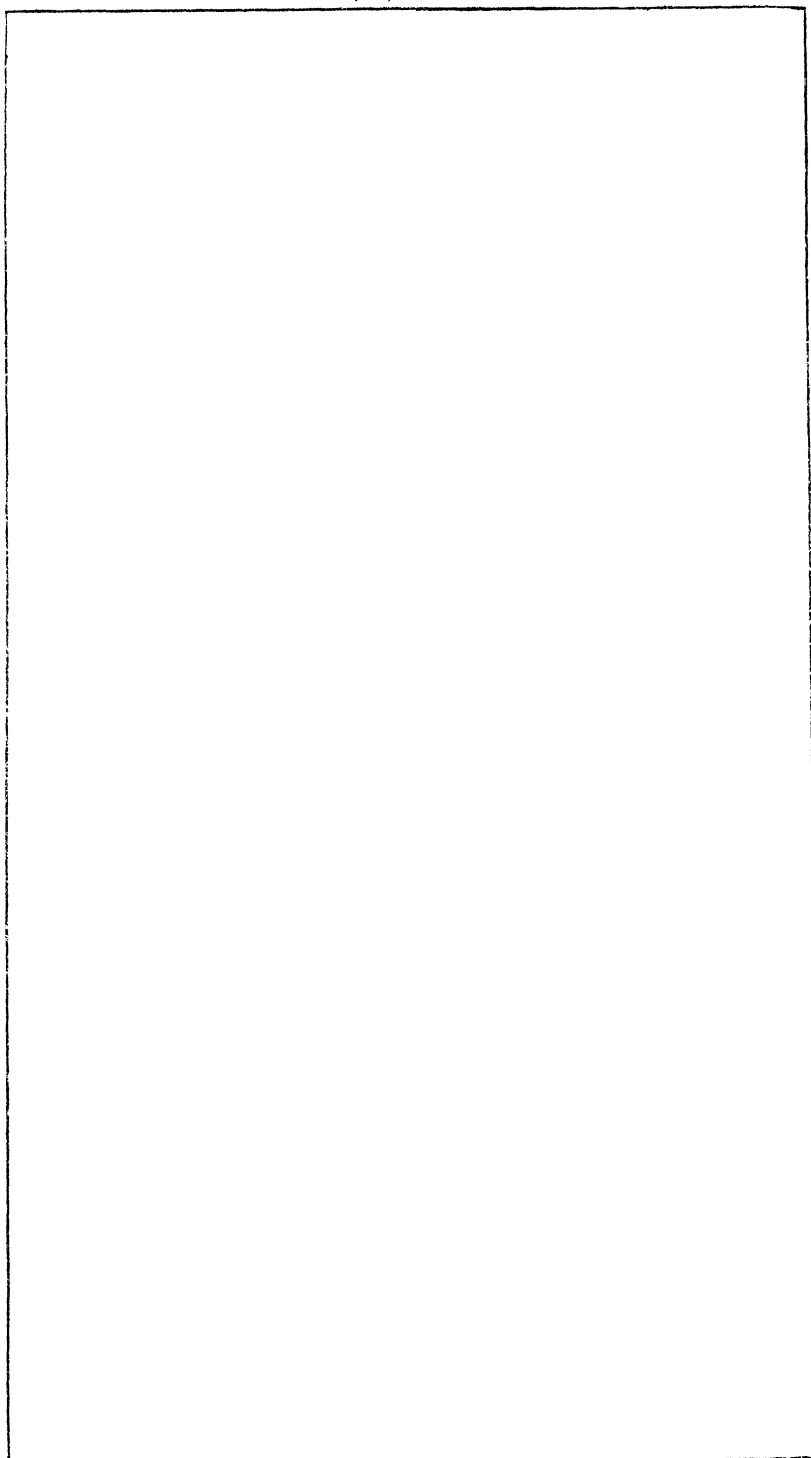
ضمیمہ جات

تفصیل اسیران جنگ وغیرہ

جنگ ہذا میں خاص خاص معرکوں میں جسقدر فرانسیسی فوج کو جرمنی فوج نے گرفتار کیا یا دیگر سامان جنگ جو فوج پرشیا کے ہاتھ آیا اُس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

جنگ وسیمبرگ میں - پلٹنوں کے ۲ نشان - ایک توپ اور آٹھ سو فرانسیسی فوج گرفتار ہوئی -

جنگ وورتھ میں - ۲ جھنڈے - ۴۳ - توپیں - ۶ مٹرلیوز توپیں اور چار ہزار فوج گرفتار ہوئی -

جنگ مارس لاٹورس میں - ۲ جھنڈے - ۷ توپیں - اور دو ہزار فوج قید ہوئی -

جنگ بیومونٹ اور سیڈان میں - ۸ نشان و جھنڈے - ۵۰۰ توپیں اور بیس ہزار فوج قید ہوئی -

اور سیڈان کی سپردگی پر - چار سو توپیں اور مٹری لیوزین اور اسی ہزار فوج قید ہوئی -

مٹز کی سپردگی پر - ۵۶ جھنڈے - چھ سو توپیں اور مٹرلیوزین اور ایک لاکھ ستر ہزار فوج قید ہوئی -

جنگ اوّل آرلینز میں - تین توپیں اور جنگ سوم آرلینز میں ستتر توپیں چھینی گئیں -

شہر امینز میں دو جھنڈے اور ۱۳۰ توپیں چھینی گئیں -

جنگ سینٹ کوئنٹن میں ۱۲ توپیں اور دس ہزار فوج گرفتار ہوئی -

شہر لیمانس کی سات دن کی لڑائی میں تین نشان - ۱۹ توپیں اور چوبیس ہزار فوج گرفتار ہوئی -

جنگ بلفورٹ میں ۴ نشان ۳۴۱ توپیں اور پندرہ ہزار فوج گرفتار ہوئی

سرکاری حساب کیموافق جس میں پیرس کی سپردگی شامل نہیں ہے تمام اسیران جنگ اور غنیمت کی تعداد یہ ہے کہ ایکسو بیس تو جھنڈے اور نشانات اور دو ہزار چار سو سیدانی توپیں اور چار ہزار قلعہ کی توپیں چھینی گئیں اور گیارہ ہزار چھ سو ۱۱۶۹۹ افسران فوج اور تین لاکھ ترسٹھ ہزار تین سو چھبیس سپاہیان گرفتار ہوئے اور ان کو ملک جرمنی میں بھیجدیا گیا - علاوہ اس کے ایک لاکھ ستر ہزار فوج نے اپنے تئیں پیرس میں سپرد کیا - مگر یہ جرمنی میں نہیں بھیجی گئی -

یہ بات بھی قابل یادداشت ہے کہ چوراسی ہزار فرانسیسی فوج نے بھاگ کر غیر ملک یعنی سوئٹزرلینڈ میں پناہ لی ورنہ دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو جاتی اور اسیطرح چھ ہزار فرنچ فوج بلجیم میں بھاگ گئی تاکہ دشمن گرفتار نہ کرسکے اس جنگ کی عظمت [illegible] نہ ہو سکتی ہے گزشتہ ۱۸۶۶ء میں پرشیا اور آسٹریا کی جنگ میں صرف ۱۱۰ نشان اور جھنڈے ۲۰۸ توپیں اور انتالیس ہزار فوج آسٹریا کی گرفتار ہوئی تھی

فرانس جو ۱۸۵۹ء میں اٹلی کیطرف ہو کر آسٹریا سے اٹلی میں لڑا تھا تو اسکو کل مال غنیمت یہ ملا تھا کہ صرف ۳ جھنڈے اور ۲۰۴ توپیں اور
۱۷ ہزار فوج آسٹریا گرفتار ہوئی تھی ۔

مہر وصین جنگ ٹورس و زخمیان جنگ آرلینز

۱۰ دسمبر ۱۸۷۰ء کو ایک نامہ نگار نے لنڈن کے اخبار ٹائمز کو در بارۂ زخمیان ٹورس مفصلۂ ذیل خط ارسال کیا ۔

مجھے اسبات کے عرض کرنیکی کوئی ضرورت نہیں کہ جو خدا ترس شخص یہاں انسانی تکالیف کو کم کرنیکی کوشش میں مصروف ہیں
اُن کو ابھی بہت کام کرنا باقی ہے ۔ جو خدا ترس انگریز کہ دوائیاں وغیرہ دیگر زخمیوں کے علاج کے لئے شہر ٹورس میں لے کر آئے
ہوئے ہیں کل ان کو ایک نہایت ضروری درخواست بھیجی گئی تھی کہ زخمیوں کے لئے ململ کی پٹی اور کمبل اور [illegible] استعمال
زخمیوں کے لئے بھیجدیں ۔ گو اور چیزوں کی بھی یہاں ضرورت ہے مگر خاصکر ان اشیاء کی ضرورت سب چیزوں سے زیادہ ہے
کل ایک سردھر سرجن نے اپنی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ عمل جراحی کے لئے کسی بیہوشی کی دوائی [illegible] کی
یا کلوروفارم کی ضرورت نہیں ہے ۔ لیکن اگر اس کی خود کوئی ٹانگ لڑائی میں اُڑ جاتی اور اس کے کاٹنے کی ضرورت
آ پڑتی ۔ یا جرمنی توپخانہ کے گولہ کا ٹکڑا اس کے بدن کے اس حصہ میں لگتا کہ جہاں گوشت سب سے زیادہ ہوتا ہے
یا وہاں اس کے گولی لگتی اور وہ اندر رہ جاتی اور اس کے نکالنے کی ضرورت آ پڑتی جیسا کہ اکثر لیکمین کا حال
ہوا ہے ۔ تو یہ بات غالب ہے کہ یہ ڈاکٹر اپنی رائے ضرور بدل دیتا ۔ جراحی کے لئے جن جن اوزاروں کی ضرورت
ہوتی ہے وہ بھی یہاں کم ہیں فرانسیسی اپنے زخمیوں کو یہاں سے بہت جلدی اٹھا کے لیجا رہے ہیں شاید اسلئے
کہ اگر یہاں دوسری دفعہ لڑائی ہو تو بیشک مقتولین اور مجروحین کے لئے خالی ہو جاوے ۔ بعض شفاخانوں کے پاس [illegible]
اور [illegible] ۔ لیکن فرانسیسی اور غیر ممالک کے باشندے جو آرلینز میں رہتے ہیں بڑی فیاضی سے [illegible]
اس قسم کی ضروریات حتی الامکان پوری کر دیتے ہیں جو فوج آرلینز [illegible] اور [illegible] میں [illegible] سو سے زخمی پڑے
ہوئے ہیں اور موضع بلوس میں سات سو زخمی پڑے ہوئے ہیں ۔ جرمن کی فوج کے زخمی بہ نسبت فرانسیسی زخمیوں
کی شکل و صورت میں بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں ۔ شہر آرلینز میں ایک لڑکا ۱۵ برس کا زخمی پڑا ہوا ہے جس کے جسم
میں ایک گولی لگی ہے مگر یہ گولی اب نکالی نہیں جا سکتی ۔ گولی نے اس کے پھیپھڑے تک کو چیر دیا ہے اور اسکے
جینے کی اُمید نہیں ہے ۔ اس حال سے لڑکا بھی خوب واقف ہے اور وہ نہایت بے قیدی اور خاموشی سے اپنی
موت کا انتظار کر رہا ہے اس کا زرد چہرہ روشن ہو گیا جبکہ ایک غیر ملک کے باشندے نے اس کی مادری زبان
میں براہ ہمدردی اس سے گفتگو کی ۔ لڑکے نے خیال کیا کہ یہ کوئی ڈاکٹر ہے اور پوچھا کہ میرا جی کسی چیز کو دل چاہتا ہے

تو کیا میں کھا سکتا ہوں - ایک انگریز اور امریکہ کے ڈاکٹر سے دریافت کیا گیا انہوں نے اُس کو ہر چیز کے کھانے کی اجازت دیدی یا انگور اور تازہ میووں کو تھا اور کسی فیاض آدمی نے اُسکی یہ خواہش پوری کردی - اُسکے ہاتھ میں ایک انجیل زبان جرمنی میں ہے اور وہ اُسکو پڑھکر اب اپنی موت کے انتظار میں ہے - یوریا کے زخمی تو ہیں جنگ بہت عرصہ تک رہا اور اب یہ اُسکا ختم ہو جانا نہایت شوق سے چاہتے ہیں -

فرانسیسی غبارہ کی گرفتاری

۱۵ - دسمبر ۱۸۷۰ء کو ملک جرمنی کے ضلع نساؤ کے موضع سربورن میں ایک غبارہ مع دو پیرس کے گرفتار کیا گیا جسکی بابت اخبار کولون گزٹ میں حسب ذیل ایک خط چھپا تھا -

ایک بجے کے قریب ہمنے ایک بڑا غبارہ دیکھا جو اسّی فیٹ بلند تھا اور اُس کا قطر چالیس فیٹ کا تھا جو ہمارے سے صرف سو فیٹ کی بلندی پر اُڑ رہا تھا اور جنوب کی طرف جا رہا تھا تا کہ ایک فرانسیسی غبارہ کو جرمن کے ملک میں پکڑ لیا - اس موضع کے ایک کاشتکار مع سب کاشتکاروں کی نہایت خوشی سے اُدھر دوڑتا ہوا گیا جسطرف کہ غبارہ جا رہا تھا - یہ غبارہ درختوں کے درمیان اُترا اُس میں دو مسافر وہ سامان کے اُترتے ہی باوجود دیکہ اُسکے پکڑنے میں بڑی سرعت کی لیکن ہم ابھی دو سو قدم کے فاصلہ پر تھے کہ فرانسیسیوں نے رسی کاٹ دی اور غبارہ اوپر ہوا میں اُڑ گیا - ہمنے یہ خیال کیا کہ یہ کوئی فرانسیسی افسر ہوگا کہ جسکو ہم گرفتار کر لینگے مگر یہ ہمارا خیال غلط نکلا - یہ دونوں پیرس کے عام باشندے تھے ایک غبارہ باز تھا اور ایک اُسکا مددگار تھا - یہ دونوں نہایت بھوکے تھے اور سردی کی وجہ سے مثل برف کے سرد ہو رہے تھے اُنکے اسباب میں ایک پانچ فیٹ کا لمبا تھیلا تھا جسمیں ہزار ہا خطوط بھرے ہوئے تھے ایک کنبل تھا اور ایک ٹوکرا نامہ بر کبوتروں کا تھا اور تھوڑی سی روٹی اور شراب کی بوتلیں تھیں - ہماری جرمنی زبان نہ سمجھنے اور بہت شکستہ ہونے کے سبب سے وہ پہچان نہ سکے کہ یہ ملک جرمنی ہے بلکہ اُنکو خیال تھا کہ یہ فرانس ہی کا ملک ہے وہ پیرس سے کل سہ پہر کو ۴ بجے روانہ ہوئے تھے ہم نے اُن سے کہا کہ یہ ملک جرمنی ہے اور اُنکو ایک چاء اور قہوہ کی پیالی دی جسکو انہوں نے بڑی شکر گذاری سے قبول کی اور اُسمیں ملا کر پی گئے - ہمنے اُن کو گرفتار کرکے جرمنی حکام کو سپرد کر دیا - اُنکا بیان تھا کہ ایسے خطوط کے بھرے ہوئے تھیلے ہم ہر پانچ منٹ کے بعد تین پھینکدیتے تھے تاکہ فرانسیسی اُنکو پالیں - تھیلے میں سے ایک خط نکالا اور اُس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

پیرس - ۱۲ دسمبر ۱۸۷۰ء - خدا کرے جمہوری کی عمر دراز ہو -

اے ہمارے اچھے اور بدقسمت دوستو ہمارا خیال کرو اور ہم پر رحم کرو - گذشتہ تین خونخوار مہینوں سے ہم زندہ نہیں ہیں کیونکہ ہم کو دو پرشیا والوں نے محصور کر رکھا ہے یعنی شہنشاہ نیپولین دشمن قوم نے ہم پر یہ مصیبت ڈالی ہے جو کچھ ہم پر مصیبتیں گذریں وہ دس صفحوں میں بھی پوری نہیں آسکتیں - ہمارے باغات اور مکانات سب ویران ہو رہے ہیں - آہ ہم پر کیسی مصیبت نازل ہو رہی ہے یہ خط غبارہ کی

ڈاک میں ڈالا گیا ہے خدا کرے کہ یہ تم کو پہنچ جاوے اور دشمنوں کے ہاتھ میں نہ پڑے ہم تمہارا خیال کر رہے ہیں ہم سے قحط اب بہت نزدیک آتا جاتا ہے
پیرس کی حالت بہت خراب ہو رہی ہے۔ لیکن تاہم لوگوں میں دلیری اور ہمت قایم ہے۔ فوج لوار اب پیرس کے قریب آ رہی
ہے۔ اللہ تعالےٰ ملک فرانس کو محفوظ رکھے اور جمہوری کی عمر دراز ہو۔

شاہ پرشیا کا درجۂ شہنشاہت قبول کرنا

۱۸ جنوری ۱۸۷۱ء کو شاہ پرشیا نے ایک اعلان کل جرمن قوم کے نام اور پرشیا کی پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤس کے نام جاری کیا جس کا مضمون یہ ہے
ہم ولیم۔ جو خدا کی مہربانی کی وجہ سے شاہ پرشیا ہیں۔ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جرمنی کے کل شہزادگان اور آزاد
شہروں نے ہم سے یہ درخواست کی تھی کہ ہم شہنشاہ جرمنی کا خطاب اور درجہ حاصل کر لیں۔ جو اب ساٹھ برس سے معدوم ہے
لہذا اب ہم حسب خواہش و درخواست شہزادگان جرمنی اور آزاد شہروں کے رتبہ شہنشاہت کو قبول کر لیتے ہیں۔ (مدتوں تک
شہنشاہ جرمنی کا خطاب شہنشاہان آسٹریا کو ملتا رہا ہے۔ اوّل نیپولین بوناپارٹ نے شہنشاہ آسٹریا کو ۱۸۰۶ء میں شکست دیکر
اُس سے شہنشاہ جرمن کا خطاب ترک کرا دیا تھا۔ اور خود یہ خطاب اختیار کر لیا تھا۔ مگر ۱۸۱۵ء میں نیپولین بوناپارٹ قید ہو کر
جلا وطن ہوا جب سے یہ خطاب معدوم تھا۔ از مترجم)

لہذا اب ہم اور ہمارے بعد ہمارے جانشین جو تخت پرشیا پر متمکن ہونگے سلطنت جرمنی کے ہر امور کے اجرا میں اور دیگر سلطنتوں کے ساتھ
تمام تعلقات میں یہی خطاب اعزاز ہمیشہ استعمال کیا کرینگے اور سلطنت جرمنی کے فوائد بہبودی ترقی تجارت امن عامہ و آزادی
بحال رکھنے میں ہم اور ہمارے جانشین ہمیشہ مصروف رہینگے جبکہ یہ اعلان جرمنی کے دونوں ہاؤس پارلیمنٹ میں پڑھا گیا۔ تو سر دو ہاؤس
کے پریزیڈنٹوں نے شہنشاہ کی اسپیچ کے جواب میں خیر خواہانہ اڈریس پیش کئے اور اس خطاب کے لینے میں کل جرمنی قوم کی جانب سے
بڑی خوشی کا اظہار کیا اور شہنشاہ جرمنی کے لئے تین نعرے خوشی کے لگائے۔

برلن میں جب اس اعلان کا مضمون اخباروں میں شایع ہوا تو تمام لوگ قریب قریب کے اخبار بیچنے والے کے گرد جمع ہو جاتے
تھے اور ایک شخص کے ہاتھ میں اخبار دیکر کہتے تھے کہ ذرا بلند آواز سے پڑھو اور اعلان سنکر نہایت خوش ہوتے تھے۔ رات
کو کل شہر برلن میں اس خوشی میں روشنی کی گئی اور اکثر مکانوں اور راستوں میں محرابیں قایم کی گئیں جن پر سنہری حروف سے
شہنشاہ جرمنی کی درازی عمر کی دعائیں تحریر تھیں۔ رات کو ایک بڑی جماعت عوام کی شہنشاہ کے محل کے روبرو گئی۔ اور ملکہ
پرشیا کو شہنشاہ بیگم کے خطاب سے پکار کر نعرہ ہائے خوشی لگائے۔ شہنشاہ بیگم کے محل پر بھی خوب روشنی کی گئی تھی

جنگ سے بربادی ہونا

اخبار ٹائمز میں مفصلہ ذیل خط ایک نامہ نگار کا شایع ہوا تھا:۔ جناب اڈیٹر صاحب۔ جبکہ گذشتہ ستمبر میں میں نے

آپ کو اسٹراسبرگ اور مٹز سے چند خطوط ارقام کئے تھے اور آپ نے از راہ مہربانی اپنے اخبار میں اُن کو شایع کیا تھا۔ اُس وقت میرا خیال تھا کہ شاید میرا اب مٹز میں زیادہ رہنا نہو۔ میں نے وہ مصیبتیں یہاں دیکھی ہیں جو کہ اُس ملک میں جہاں ایسا بربادی بخش جنگ عظیم ہوا کرتا ہے فرقہ کاشتکاران پر ضرور ہی عائد ہوا کرتی ہیں۔ اور میں نے یہ بات نہایت خوشی سے سنی ہے کہ اُن بیچارے غریبوں کی مدد کے لئے جن پر بوجہ جنگ مصیبت پڑی ہے ایک چندہ کا فنڈ مقرر ہوا ہے۔

اُن فیاض طبع دوستوں نے کہ جنہوں نے یہ فنڈ قایم کیا ہے ماہ اکتوبر میں اپنے کارندے اس ملک میں بھیجے تھے۔ جنہوں نے یہ سُنکر کہ ضلع مٹز اور اُس کے قرب وجوار میں جنگ ہذا میں سب سے زیادہ سخت مصیبت پڑی ہے۔ مٹز کو اپنا صدر مقام مقرر کیا ہے اور قرب وجوار کے دیہات میں غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ مہینوں تک ایک فوج جس کی تعداد دو لاکھ تھی اُن دیہات پر قابض رہی بعض پر حملہ کر کے قبضہ کیا گیا تھا اور لڑائی کی گولہ باری کی وجہ سے تمام گھر اُن دیہات کے جل کے خاک ہو گئے ہیں اور اُن کی ملکیں برباد اور ویران ہو گئی ہیں اور ایک اور دیگر (ڈیلیگیٹ) کارندہ ڈاکٹر نکلسن ابھی تین دن تک اُن دیہات میں دورہ کر کے آئے ہیں جو شہر مٹز اور شہر برائی کے درمیان واقع ہیں اور ہر جگہ ہم نے وہی بربادی کی کہانی سُنی۔

بہت سے دیہات جو مٹز کے شمال مغرب میں ہیں وہ بالکل زراعتی ہیں اور وہاں کے باشندوں کا گذارہ بالکل زراعت پر ہوتا ہے۔ اور اکثر دیہات میں کاشتکار اور بعض جگہ متمول زمیندار بھی رہتے ہیں۔

گذشتہ اگست میں اُن کے غلہ کے کوٹھے خوب بھرے ہوئے تھے۔ اُن کے اصطبل گھوڑے اور بیلوں سے بھرے ہوئے تھے اور جنگ سے قبل ان دیہات سے زیادہ کوئی دیہہ ضلع مٹز میں متمول اور غلہ سے بھرا ہوا تھا۔

اکتوبر کے اخیر میں اُن کے تمام گھوڑے لے لئے گئے اور اُن کی تمام مویشی کو مار کر ذبح کر کے کھا لیا گیا اُن کے غلہ کے کوٹھے خالی کر دئے گئے اور تخم ریزی کے لئے بھی غلہ نہیں چھوڑا گیا۔ اور ہر دو لشکران جنگجو کی آمد و رفت میں جو بیج بویا جاتا وہ سب پامال ہو جاتا اسلئے افسوس کہ اگلے غلہ بھی وہ نہ بو سکے۔

جب جرمنی فوج میں غلہ ہو چکا تو جرمنی کے سپاہیوں نے اُن کے غلہ پر قبضہ جما لیا اور اب بہتوں کے پاس تو بالکل کھانے تک کو نہیں ہے۔ جرمنی فوج نے اُن کا ایندھن تک جلا ڈالا ہے اور اب وہ بیچارے [illegible] سخت سردی برداشت کر رہے ہیں۔

جبکہ ہماری سوسائیٹی نے اپنا کام شروع کیا تب یہاں کا یہ حال تھا مگر اب قریب پچاس دیہات ہماری

مدد بانٹی جاتی ہے۔ اور اُن گاؤں کے مقدموں نے ہمارے پاس اُن اشخاص کی فہرست بھیجی ہے جو بہت ہی سخت محتاج ہیں۔ اور اب ہم اُن کو باقاعدہ آلو، آٹے اور خشک سوپ کے گوشت کی رسد برابر پہنچاتے ہیں۔ ہمارا مطلب لوگوں کو فقیر بنانے کا نہیں ہے بلکہ اُن کو مدد دینے کا ہے جو اس وقت حالت میں نہایت ہی بے سر و سامان ہیں۔ گاؤں کے مقدم اپنا کام نہایت دیانت داری سے انجام دیتے ہیں۔ گو جن آدمیوں کی درخواستیں منظور نہیں کی گئیں انہوں نے اُن کی شکایت بھی کی۔ لیکن ہم نے سوائے ایک یا دو حالتوں کے یہ سب شکایتیں بے بنیاد پائیں۔

اس بدقسمت ضلع میں جنگ کی یادگار صرف مصیبت اور قحط ہی نہیں ہے۔ لیکن یہاں لڑائی ہوئی وہاں وبا ضرور پھیلی ہے۔ آؤن لہو کی بیماری۔ مہلک بخار اور چیچک یہ بیماریاں نہایت کثرت سے پھیلی ہوئی ہیں۔ حالانکہ یہ ضلع جو چند مہینے پیشتر تمام ملک فرانس میں ایک اعلٰے درجہ کا صحت مند ضلع تھا۔ اب سب سے زیادہ بیماریوں کا مسکن ہو رہا ہے۔ ہمارے ڈیلیگیٹ بھی اس بیماری سے نہیں بچے ہیں۔ جب کہ چیچک نکل آئی ہے اُن میں ایک مر بھی گیا ہے۔ اور ایک لیڈی ڈیلیگیٹ جس کا کام غریبوں کو خوراک اور کپڑے تقسیم کرنا تھا وہ بھی سخت بیمار پڑی ہوئی ہے۔ جرمنی حکام حتے المقدور ہماری مدد کرتے ہیں اور کونٹ ٹو ورنس مارک حاکم صوبہ تو ہمارے ساتھ بڑے اخلاق اور مہربانی سے پیش آیا اور ایسے ہی دو دیگر جرمنی حکام کہ جن جن سے ہم کو سابقہ پڑا ہے وہ بھی مہربانی سے پیش آئے۔ جرمنی فوج کو بھی وحشی نہیں کہا جا سکتا چونکہ ایسے عظیم جنگوں اور سخت محاصروں میں خصوصاً جیسا کہ مٹز کا محاصرہ رہا۔ ضروریات کی لوٹ اور چھین چھان ہوا ہی کرتی ہے۔ لیکن علاوہ اس کے جرمنی فوج کا چال چلن اور رویہ بہت اچھا رہا۔ موضع سینٹ پرویٹ میں جہاں جرمنی فوج اس قدر ماری گئی تھی کہ یہ موضع جرمنی فوج گارڈس کی قبر کے نام سے موسوم ہو گیا تھا جبکہ جرمنی فوج نے اس موضع کو فتح کیا۔ تو وہاں کے ایک بھی باشندے کو نہ مارا۔

جو لوگ فوجی شان و شوکت و فتح پر مرتے ہیں اُن کو یہاں آ کر یہ ضلع دیکھنا چاہتے کہ ہر طرف بربادی پھیلی ہوئی ہے۔ گاؤں اُن کو نصف جلے ہوئے ویران ملینگے اور قحط اور وبا اور مہلک بخار اور چیچک تمام ضلع میں پھیلی ہوئی پاوینگے اور ہزاروں درخت میوہ دار کہ جن میں منوں میوہ لگا کرتا تھا اب وہ جلے ہوئے ٹھنٹھ ملینگے اور تمام سطح زمین پر ادھر اُدھر منڈیریں بنے ہوئے پاوینگے کہ جنکے نیچے ہزار ہا بہادر دفن ہو رہے ہیں۔ اور اس سب بے نام و بے نشانی سے دفن ہو رہے ہیں کہ صرف کہیں کہیں ایک لکڑی کی صلیب اُنکی

قریب ہے جس سے ایک آدھ بہادر کا نام و نشان ظاہر ہو جاتا ہے اب ایسے لوگوں کو خیال کرنا چاہئے کہ جنگ میں یہ شان و شوکت کسقدر گراں خریدی جاتی ہے۔

موضع سینٹ میری آکس ایپسنز جسکے گرد اگرد ۱۸ اگست کو ایک لڑائی ہوئی تھی وہاں چند فیٹ زمین میں سات ہزار سپاہی دفن ہیں اور جب کسان زمین توڑنے کو ہل چلاتا ہے سیکڑوں نعشیں نکل آتی ہیں۔ اب ان کو دوبارہ دفن کرنے کے لئے تدابیر کیجا رہی ہیں۔

شہر تھیوں ویل جہاں سے میں یہ خط لکھ رہا ہوں وہ تو جرمنی فوج کی گولہ باری سے بالکل برباد ہی ہوگیا ہے جرمنی فوج سے اس شہر میں تیس ہزار گولے آکر گرے اور شہر میں ایک مکان بھی سالم نہیں رہا۔ کل کے کل ٹوٹے پھوٹے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ شہر میں سوا ایک باشندے کے اور کوئی ہلاک نہیں ہوا۔

یہاں کا قلعہ بڑا مضبوط اور غیر قابل تسخیر ہے۔ گو جرمنی فوج نے اس قلعہ تک کے تمام درخت گولوں سے اڑا دئے تھے تاکہ گولے قلعہ پر جا سکیں مگر قلعہ پر ایک گولہ نہ لگا سب گولے اوپر اوپر چلے جاتے تھے اور شہر میں گرتے تھے۔ اور یہ قلعہ اب تک ویسا ہی مضبوط ہے جیسا کہ ہمیشہ تھا۔ شہر کے جب سب مکان برباد ہو گئے تب شہر والوں نے کمانڈر فوج کو مجبور کیا کہ وہ قلعہ کو جرمنی فوج کے سپرد کر دیں۔ اس طرح سے یہاں گولہ باری ختم ہوئی تھی۔ لیکن یہ مضبوط قلعہ نہ دشمن کو روک سکا اور نہ شہر کی حفاظت کر سکا۔ یہ بالکل بے کار ثابت ہوا اب میں یہاں سے شہر لونگوے کو جاتا ہوں تاکہ جہاں تک ہمارے امکان میں ہے مصیبت زدوں کی مصیبت کم کریں۔

راقم ایس جی کیمپ کے از کمشنران تقسیم فنڈ مصیبت زدگان۔ تھیون ویل۔

۲۲ جنوری ۱۸۷۱ء

تعداد غباروں کی جو دوران محاصرہ میں پیرس سے روانہ ہوئے

اخبار ریویو ڈکس مونڈس نے حسب ذیل اطلاع ان کی بابت دی تھی:-

کہ اول غبارہ ۲۳ ستمبر کو ڈاک خانہ نے چھوڑا تھا۔ اسکے بعد نومبر کی اخیر تک پیرس سے ۳۰ غبارے اور چھوڑے گئے۔ اوسطاً ہر غبارہ میں دو مسافر سوار ہوتے تھے اور ۵ من سے ۷ من تک کے وزنی خطوط ہوا کرتے تھے اور ایک جوڑا نامہ بر کبوتروں کا ہوا کرتا تھا۔ ان میں سے سوائے ایک غبارہ کے جو ملک ناروے میں جا کے گرا۔ کوئی غبارہ ایک سو چھپن میل سے زیادہ نہیں اڑ سکا۔ انمیں سے بہت سے نامہ بر کبوتروں کا پتہ نہیں ہے کہ وہ کیا ہو گئے اور بعض غباروں کی بابت بھی کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔ خدا جانے سمندر میں ڈوب گئے

یا کیا ہوتے - اگر کوئی ان میں خط ڈالتا تو اُس کا محصول ار لگا کرتا تھا - یہ غبارے دو جگہ بنتے تھے - ایک تو شمالی پیرس کے ریلوے اسٹیشن پر اور دوسرے آرلینس کے ریلوے اسٹیشن پر اور سامان اس قدر کافی تھا کہ ہر روز دو غبارے بنا کر بھیجے جا سکتے تھے -

باشندگانِ پیرس کی مضبوطی

۱۷ دسمبر کو شہر پیرس سے جو محصور رہو رہا تھا ایک شخص نے حسب ذیل خط لکھا تھا:-

جو کچھ مصیبتیں ہم پر پڑ رہی ہیں اُن کو باشندگان پیرس نہایت خوشی سے برداشت کر رہے ہیں اُن کا یہ ارادہ ہے کہ جب تک کھانے کو ایک نوالہ بھی میسر آوے گا وہ اپنے تئیں سپرد نہیں کرینگے - اس وقت تک تو ہم کو کسی شے کی بے انتہا ضرورت نہیں ہے - مویشی کے ختم ہو جانے سے اب لوگ گھوڑوں کے گوشت کھانے پر مائل ہو گئے ہیں اور گورنمنٹ نے بھی حکم دیدیا ہے کہ تمام قصابوں کی دکانوں پر گھوڑے کا گوشت فروخت ہوا کرے - اس حکم سے لوگ بہت خوش ہیں - بعض اوقات ہم بجائے گوشت کے - چاول اور مچھلی کھاتے ہیں - ہم کو خدا سے امید ہے کہ وہ ہماری نئی فوجوں کو دشمن پر کامیابی دے گا اور اگر ہم کو دشمن کی مجبوراً اطاعت کرنا پڑے گی تو غنیمت جہاں تک ہم سے ہو سکتا ہے ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں - ہم کو مستقل رہنا چاہئیے چونکہ یہ بات تو ناممکن ہے کہ خداوند کریم ہماری جانب نہ دیکھے اور دشمن پر بدلہ نہ دیوے - پیرس میں رات کو بالکل خاموشی ہو جاتی ہے اور آٹھ بجے رات سے سوائے توپ کی آواز کے اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی - افسوس اس شہر میں بیس لاکھ سے زائد آدمی ہیں - اور اب رات کو یہ ایسا سنسان ہو جاتا ہے کہ گویا دو ہزار باشندے بھی یہاں نہیں رہتے -

شہر لی مانس کا فتح ہونا

ایک جرمنی نامہ نگار رقمطراز ہے:-

کہ جب ہماری فوج شہر میں داخل ہوئی اُس وقت جنرل چینزی کی بھاگی ہوئی فوج سے بازاروں میں ہماری فوج کی لڑائی ہوئی - ہماری فوج پر علاوہ فرنچ فوج کے گھروں میں سے بھی آگ برسائی جاتی تھی اور کمین گاہوں میں لوگ چھپے بیٹھے تھے تاکہ ہماری فوج شہر میں داخل نہ ہو سکے اور یہ لوگ ہم پر آڑ میں سے حملہ کریں جب ہماری فوج شہر میں داخل ہو گئی تو فرانسیسی فوج بڑی ہی گھبراہٹ اور جلدی میں بھاگی - یہاں تک کہ سامان جنگ کی گاڑیاں ابھی روانہ نہ ہوئی تھیں کہ ہماری فوج کی بندوقوں کی آواز سنکر یہ فرنچ فوج خوف زدہ ہو کر بھاگ گئی اور

یہ سب سامان ہمارے ہاتھ لگا جو گاڑیاں ہم سے پہلے جا چکیں تھیں اُن کے ہانکنے والے گھوڑوں کے چابک لگاتے تھے تاکہ جلدی چلیں اور بعض اوقات گھوڑے دولتیاں گاڑیوں پر پھینکتے تھے۔ کبھی ایک گاڑی دوسری گاڑی پر چڑھ جاتی تھی گلیوں میں غل و پکار پڑی ہوئی تھی غرضکہ عجیب گھبراہٹ اور کھلبلی تھی کہ اس عرصہ میں ہماری فوج جا پہنچی۔ اور گاڑیبانوں کو حکم دیا کہ ٹھیرالو۔ گھبراہٹ میں یہ حکم کسی نے نہ مانا آخرکار چند بندوقیں چلائی گئیں جس سے یہ سب گاڑیاں ٹھیریں اور ہماری فوج نے کل سامان پر قبضہ کرلیا۔ ہزاروں گھوڑے چھٹے ہوئے ہنہناتے ہوئے بھاگے پھر رہے تھے اور بوٹ۔ وردیاں۔ توپیں۔ کارتوس۔ مٹر۔ بلیوز اور بسکٹوں کے صندوق کے صندوق بڑی گھبراہٹ میں جو چھوڑے گئے تھے اِدھر اُدھر پڑے ہوئے تھے۔ سامان جنگ کی گاڑیاں کھلی ہوئی تھیں اور جو شخص قریب سے گذرتا تھا ایک آدھ گولہ اُٹھا لیتا تھا۔ ریلوے اسٹیشن پر سامان اس سے بھی زیادہ پڑا ہوا تھا اور چونکہ ہمکو بھی بہت ضرورت تھی یہ سب چیزیں ہماری فوج کے خوب کام اور استعمال میں آئیں۔ ریلوے اسٹیشن پر یہ سب اشیا بندھی بندھائی گاڑیوں میں رکھی ہوئی تھیں اور معلوم ہوتا تھا کہ اب روانہ ہی ہونے کو تھیں۔ جبکہ ہماری فوج نے اُنپر قبضہ کرلیا کل مال گاڑیوں میں سامان بھرا ہوا تھا اور ہر ایک گاڑی پوری پوری بھری ہوئی تھی اور سامان مفصلہ ذیل اُن پر لدا ہوا تھا کسی میں بھوسہ اور سوکی گھاس تھی۔ بعض میں چنے۔ آٹا۔ کافی۔ قہوہ۔ شکر۔ چاول۔ شراب۔ بوٹ اور وردیاں تھیں۔ اسٹیشن پر ہماری فوج نے چھ انجنوں اور دوسو ریل گاڑیوں پر قبضہ کرلیا۔ علاوہ اس سامان کے جنرل چینزی کے بہت سے سرکاری کاغذات بھی ہمارے ہاتھ آئے جس سے فرانسیسی فوج کی نقل و حرکت کا ہمیں خوب احوال معلوم ہوا اور حملہ کرنے میں بڑی مدد ملی۔ کاغذات کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ فرانسیسی فوج کو بھی اپنی کامیابی کی توقع نہ تھی جنرل چینزی نے اکثر جگہیں یہ شکایت لکھ رکھی تھی کہ دیگر جنرلان میری تجویز کے موافق سرگرمی سے کام نہیں کرتے۔ کاغذات سے معلوم ہوا کہ ایک انگریزی افسر کرنیل فیلڈنگ بھی اُسکا مشیر تھا۔ جنرل چینزی اور یہ انگریزی کرنیل اُسکا مشیر معلوم ہوتا تھا کہ یہ بہت سرگرمی سے کارروائی کیا کرتے تھے۔ ہم نے جو خرچہ فوج کا بعض بعض شہروں پر ڈال دیا تھا۔ وہاں بعد ازاں ہماری فوج بڑی محفوظ رہی اور یہ طریقہ فوج کی حفاظت کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ شہر آرلینز میں ہماری فوج پر کسی شہری نے ایک گولی چلادی تھی۔ ہماری فوج نے وہاں سے اسکی بابت چھ لاکھ فرانک خرچہ فوج لیا تھا۔ بعد اس کے ہماری فوج وہاں بڑی محفوظ رہی۔ اور چونکہ جب ہم نے شہر لی مانس پر قبضہ کرلیا۔ اُسکے بعد شہریوں نے ہم پر گولیاں چلائیں۔ اسلئے شہر لی مانس سے چالیس لاکھ سکہ فرانک خرچہ فوج لیا گیا۔

جنگ سیڈان کے بعد کا احوال

ایک نامہ نگار نے سیڈان کا حال مفصلہ ذیل تحریر کیا ہے۔
کہ جب جرمنی فوج نے فتح پائی۔ تو یہاں بارش شروع ہو گئی اور بارش اور کیچڑ کے اندر مردوں کو دفن کرنیکا اور زخمیوں کے اُٹھانے کا کام اور بھی مصیبت پر مصیبت ہو گیا تھا۔ لڑائی کے چار روز بعد تک سڑک سیڈان اور کھیتوں پر سینکڑوں فرانسیسیوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں اور پانچویں روز تک یہ دفن ہوتی رہیں۔ لڑائی کے چھٹے دن کے بعد مردہ گھوڑوں کو زمین میں گاڑا گیا۔ زخمیوں کی اسقدر کثرت تھی کہ انکا علاج شروع کرنے میں اور انکی خبرگیری رکھنے میں دو چار دن صرف ہو گئے اور مقتولین کی نعشوں کو پڑا رہنے دیا کہ اب بعد میں گاڑ دینگے میدان کارزار میں جو پانچ چھ میل تک پھیلا ہوا تھا کوئی مکان کسی گاؤں میں ایسا نہ تھا جہاں زخمیوں کے ڈھیر نہ ہوں اور ڈاکٹر رات دن زخمیوں کی دیکھ بھال میں سخت محنت کرتے تھے جو لوگ کم زخمی ہوئے تھے اُنکو سرحد بلجیم پر بھیجدیا تاکہ بلجیم میں بیٹھکر جرمنی اور فرانس اپنے اپنے وطن کو چلے جاویں۔ جو لوگ مہلک زخمی تھے اُنکے علاج بڑی سرگرمی اور جانفشانی سے کئے گئے اور بتدریج اُنکو الگ الگ ہٹاتے گئے تاکہ بیماری متعدی نہ پھیل جاوے۔ اکثر یہ دیکھا گیا کہ بوجہ یکساں مصیبت پڑنیکے اور اس خیال سے کہ اب سب بے یار و مددگار ہیں دو چار گھنٹے پہلے جو آپسمیں دشمن قاتل تھے یعنے سپاہیان فوج جرمنی اور فرانس وہ اس زخمی حالت میں ایک دوسرے سے بہت اخلاق و محبت سے پیش آتے تھے۔ لڑائی کے بعد ایک دن صبح کو میں نے یہ دیکھا کہ بیسیوں ہلکے زخمی جو فرانسیسی اور جرمنی فوج کے تھے لنگڑاتے ہوئے شہر کی طرف جا رہے تھے اور آپسمیں بڑی تہذیب اور خلق سے گفتگو کرتے تھے۔ کبھی کبھی وہ سپاہی جو دوسرے ملک کی زبان سے واقف نہ تھے آپسمیں اشاروں میں بھی ایکدوسرے سے گفتگو کرتے تھے۔ اور یہ بات سچ ہے کہ دوستی اور دشمنی دنیاوی حصول مقصد تک ہی قائم رہتی ہے۔

ایک بچہ سپاہی

ایک نامہ نگار لکھتا ہے:۔ کہ جنگ ہذا میں جرمنی مردوں اور عورتوں میں تو جوش تھا ہی وہاں کے بچوں میں بھی بڑا جوش تھا۔ جبکہ میں آج سیر کرنے نکلا تو میں نے ایک ایسا چھوٹا سپاہی دیکھا جس سے کم عمر کا دنیا میں شاید کوئی سپاہی نہوگا۔ یہ اپنی تمام وردی لگائے ہوئے تھا۔ فوجی ٹوپی چھوٹی سی تلوار اور سپاہی کا تھیلا وغیرہ سب پہنے ہوئے تھا اسکی عمر نو برس سے زیادہ کی نہوگی۔ جبکہ میں اسکے نزدیک پہنچا تو اُسنے مجھے ٹھیرایا اور مجھسے پوچھا کہ تمہر

میں کمانڈر فوج کا مکان کہاں ہے میں نے اُس سے پوچھا کہ تمکو اُس سے کیا کام ہے - اُس نے مجھے فوجی طور سے سلام کیا اور کہا کہ میں سپاہی ہوں اور ۱۰۶ ویں لوہیر ہینیٹن رجمنٹ سے متعلق ہوں میں نے سُنا تھا کہ اب ہماری فوج دشمن سے لڑنے کو جانیوالی ہے اور میں اُسمیں شریک ہونے آیا ہوں - لڑکے کے اس جوش پر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور اُسکو میں اپنے گھوڑے پر بٹھا کر کمانڈنٹ فوج کے مکان پر چھوڑ آیا جہاں کم عمر بچوں کے جوش کا یہ حال ہو وہاں کے سپاہی کی بہادری اور استقلال کا اس جوش سے پتہ لگ سکتا ہے

سچی قدردانی - یا خوش اخلاقی کا نتیجہ

اس جنگ میں جیسی خونریز لڑائی گریولٹ کے مقام پر ہوئی ایسی خونریز لڑائیاں دنیا کی تواریخ کی ورق گردانی سے بھی بہت ہی شاذ و نادر ملینگی - ایسی لڑائی جسمیں ایک دن میں جانوں کا اسقدر نقصان ہوا ہو - جنگ بورو ڈینو کے بعد سے نہیں ہوئی تھی جنگ بور ڈینو ماہ جون ۱۸۱۲ء میں نپولین بوناپارٹ اور روس میں ہوئی تھی جسمیں طرفین کی چالیس چالیس ہزار فوج ماری گئی تھی - یوں تو دنیا میں ایسی لڑائیاں ہوئیں ہیں جنمیں مقتولین کی نوبت لاکھوں تک پہنچ گئی ہے لیکن اسقدر خونریزی اور نقصان جان متعدد دنوں میں ہوا کرتا ہے اور اس جنگ میں ایک ہی دن کی لڑائی میں نصف لاکھ کے قریب طرفین کی فوج ضائع ہوئی اور خصوصاً پرشیا کی ایک پیدل رجمنٹ پر بڑی ہی تباہی پڑی اور یہ رجمنٹ قریباً معدوم ہی ہوگئی - ختم جنگ پر اسکے سپاہی بہت ہی کم زندہ بچے تھے چنانچہ اسی رجمنٹ کے کرنیل کا قصہ ایک جرمن اسطرح بیان کرتا ہے - کہ اس رجمنٹ کے کرنیل - ون کو شمبر سے میری بڑی ہی دوستی تھی - بعد ختم جنگ میں اُنسے ملنے اور انکی تلاش میں نکلا - معلوم ہوا کہ وہ سخت زخمی ہو کر میدان جنگ میں پڑے ہوئے ہیں - کرنیل مذکور کے زخمی ہونے کی اطلاع پا کر مجھے سخت صدمہ ہوا - اور میں انکی تلاش میں زخمیوں کی جانب چلا - اور کچھ بسکٹ اور ایک بوتل شراب کی لیتا گیا - بڑی مشکل سے دوپہر کی تلاش اور جستجو کے بعد میں نے انکو پایا وہ بیہوش پڑے ہوئے تھے چہرہ پر مردنی چھا گئی تھی اور مٹی کی مانند پیلا رنگ ہوگیا تھا میں نے انکے کان کے پاس مُنہ لگا کر کہا کہ کرنل ون کو شمبر - ون کو شمبر ! ذرا آنکھیں کھولو - میری آواز سے وہ کچھ ہشیار ہوئے اور مجھسے پیاس کی شکایت کی - میں نے وہی شراب کی بوتل اُنکے مُنہ سے لگا دی - اُسکو پیکر اُنہیں کچھ تسکین ہوئی اور بولنے کی طاقت آئی آنکھیں کھولدیں - اور مجھے دیکھکر اُنکو ایسی خوشی ہوئی کہ اُنکا زرد چہرہ تھوڑی سی دیر کیلئے خوشی سے لال ہو گیا - اور کہا کہ میں تمہارے آنیسے بہت خوش ہوا - اور تمہارے اس جگہ آنیکا شکریہ ادا کرتا ہوں تم جیسا دوست ملنا مشکل ہے مگر اے دوست میرا تو وقت اخیر آلگا ؎ آن پہنچی سر گرداب فنا کشتی عمر - ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہکا

اور موت قریب ہی ہے۔ میں نے کہا کہ مائی ڈیر کرنیل - ایسے ناامید نہو۔ خدا نے چاہا تو تمہارے زخم مندمل ہو کے تم چند دنوں میں تندرست ہو جاؤ گے۔ میرے دوست کرنیل نے کہا کہ نہیں اب میری زندگی ناممکن ہے اور کہا دیکھو یہ کہکر جس چوغہ کو وہ اوڑھے ہوئے تھے وہ ذرا ہٹا دیا۔ میں نے اُنکا زخم دیکھا اور زخم دیکھتے ہی میں خوف سے کانپ اُٹھا توپ کے ایک گولے سے اُنکا نیچے کا نصف دھڑ پاش پاش ہو کے اُڑ گیا تھا۔ میں نے انکو چوغہ اسی طرح سے جلدی اڑھا دیا۔ اور کہا کہ اگر آپ کی کوئی اور خواہش ہو تو کہو۔ میرے دوست کرنیل نے کہا کہ ہاں خوب یاد دلایا مجھے ایک ضروری وصیت کرنا ہے تم اپنی نوٹ بک جیب میں سے نکال لو اور جو میں کہوں وہ لکھتے جاؤ۔ چنانچہ میں نے کتاب اپنی جیب میں سے نکال لی اور کرنیل کوشمبر نے حسب ذیل لکھانا شروع کیا:

"میرے اس قدر روپے فلانے بنک میں جمع ہیں اور میری اسقدر جائداد فلانے فلانے شہر میں ہے اور چونکہ میں اب تک بے بیاہا (مجرد) ہوں نہ میرے کوئی اولاد ہے نہ قریبی رشتہ دار ہے۔ اسلئے میں اپنی کل جائداد معہ زر نقد میری ہی پلٹن کے۔ انسائن (لفٹنٹ) ہنبر کی اولاد کو عطا کرتا ہوں کیونکہ میں ہنبر کے چال چلن سے بہت ہی خوش رہا ہوں"۔

راقم۔ کرنل ون کوشمبر۔ وصی۔ گریولٹ۔ ۱۰ اگست ۱۸۷۰ء

اور مجھسے کہا کہ اے میرے دوست تم میرے موصی ہو۔ جبکہ کرنیل یہ وصیت لکھا رہا تھا اور جس وقت وہ ہنبر کی اولاد کے لفظ پر پہنچا تو یکایک قریب کے زخمیوں میں سے ایک آدمی نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور کہا کہ مائی ڈیر کرنیل! میں آپ کی اس قدردانی اور ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے صرف اپنے بچوں ہی کا فکر تھا اور اب آپنے یہ فکر رفع کر دیا اور خوشی کی ایک عارضی سرخی ہنبر کے زرد چہرہ پر آگئی۔ ہنبر بھی مہلک زخمی ہوا تھا۔ کرنل ون کوشمبر نے کہا کہ ائی ڈیر ہنبر! کیا تم بھی یہیں ہو۔ ہم تم دونوں نے اپنا فرض منصبی خوب ادا کیا ہے ہم تم زندگی میں بھی ساتھ رہے اور اب بھی فرض جیسے نیک کام کی انجام دہی میں ساتھ ہی مرتے ہیں۔ میں تمہارے اخلاق سے ہمیشہ بہت ہی خوش رہا ہوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہاری اولاد کو اپنا وارث مقرر کیا ہے۔

"اس کے گھنٹہ بھر کے بعد ہنبر نے آخری سانس لیا۔ اور مر گیا۔ اور اُسکے دو گھنٹے کے بعد میرے دوست کرنل ون کوشمبر نے میری ہی گود میں سر رکھے ہوئے اپنی جان دے دی۔ پھر میں عجیب خیالات اور رنج وغم میں وہاں سے روانہ ہو کر اپنے مکان پر آیا۔

ان بہادران ہمدردان قوم کے نام جرمنی کے بہادروں کی فہرست کے کتبوں میں کندہ ہیں۔

تعداد فوج مشترکہ جو فرانس اور پرشیا کی جنگ ہذا میں ماری گئی اور تعداد زر جو طرفین کا دوران جنگ میں صرف ہوا معہ موازنہ مشہور جنگ ہائے یورپ کے

اس جنگ میں طرفین کی فوج بے شمار قتل وضائع ہوئی۔ ۱۸۱۵ء کے بعد سے یورپ میں ایسی خونخوار اور خونریز لڑائی کوئی نہیں ہوئی تھی۔ جرمن اور فرانس کی فوج جنگ ہذا میں قریب تین لاکھ کے قتل وضایع ہوئی اور گو ۱۸۵۴ء میں جنگ کریمیا میں چار لاکھ پچاسی ہزار فوج متخاصمین کی ماری گئی تھی مگر وہ لڑائی ۱۸۵۶ء تک یا ڈھائی برس تک رہی تھی اور وہ لڑائی چار سلطنتوں میں ہوئی تھی۔ یعنے ایک طرف روم انگلینڈ فرانس اور اٹلی تھی اور ایک جانب روس تھا۔ اور یہ لڑائی صرف دو سلطنتوں پرشیا اور فرانس میں ہوئی اور کل نو دس ماہ تک جاری رہی اور اسمیں فرانس اور پرشیا کی دو لاکھ نوے ہزار فوج قتل ہوئی صرف زر بھی ہر دو ممالک کا اس جنگ میں اس قدر ہوا ہے کہ اتنا کسی بڑی سی بڑی جنگ میں بھی اس قدر قلیل عرصہ میں نہیں ہوا تھا۔ اس جنگ میں پرشیا اور فرانس دونوں کا صرف ۳۱۶ ملین پونڈ ہوا یا یہ کہو کہ ۳۱ کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ صرف زر ہوا۔ اور ہندوستان کے سکہ روپیہ میں اگر یہ صرف معلوم کیا جاوے تو پانچ ارب ۶۸ کروڑ ۸۰ لاکھ روپیہ ہوتا ہے ہندوستان میں شلنگ و پونڈ کے روپیہ میں تبادلہ کا نرخ ہمیشہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ اسلئے اگر ناظرین بالکل صحیح تعداد سکہ روپیہ میں معلوم کرنا چاہیں تو نرخ تبادلہ موجودہ وقت سے ۳۱۶ ملین پونڈ کا خرچ روپیہ میں معلوم کرسکتے ہیں اور ہم نے ایک پونڈ کے اٹھارہ روپیہ برابر ان کے یہ حساب روپوں میں تحریر کیا ہے۔ اور ہماری یہ مفروضہ رقم یعنے اٹھارہ روپیہ مساوی ایک پونڈ کے جو رکھے ہیں۔ یہ قریب قریب نرخ تبادلہ موجودہ وقت کے برابر ہی ہے۔ حالانکہ جنگ کریمیا کئی سال رہا اور کئی سلطنتیں اُس جنگ میں شریک تھیں۔ لیکن اُسمیں بھی کل صرف ۳۰۵ ملین پونڈ ہوا تھا۔ یعنی اُس جنگ میں بھی جنگ ہذا سے ۱۱ ملین پونڈ کم صرف ہوئے تھے۔

تاکہ اس جنگ کی وقعت معلوم ہوسکے۔ اسلئے ہم یوروپ کے دیگر مشہور جنگوں کا ایک مختصر نقشہ تحریر کرتے ہیں۔ ناظرین جنگ ہذا کے اُن جنگ ہائے یوروپ سے بلحاظ صرف زر اور نقصان جان خود موازنہ

کر سکتے ہیں۔ وہ نقشہ حسب ذیل ہے۔

سنہ جنگ	نام متخاصمین	طرفین کا کسقدر خرچہ ہوا	طرفین کی کسقدر فوج ماریگئی
۱۸۲۸ء	روم اور روس	(بیس) ۲۰ ملین پونڈ	۱۲۰۰۰۰ ایک لاکھ بیس ہزار
۱۸۵۴-۵۶ء	روم انگلینڈ فرانس اٹلی اور روس	(تین سو پانچ) ۳۰۵ ملین پونڈ	۴۸۵۰۰۰ چار لاکھ پچاسی ہزار
۱۸۵۹ء	فرانس اور آسٹریا	(پینتالیس) ۴۵ ملین پونڈ	۶۳۰۰۰ تریسٹھ ہزار
۱۸۶۶ء	پرشیا اور آسٹریا	(بیس) ۲۰ ملین پونڈ	۵۱۰۰۰ اکیاون ہزار
۱۸۷۰-۷۱ء	فرانس اور پرشیا	(تین سو سولہ) ۳۱۶ ملین پونڈ	۲۹۰۰۰۰ دولاکھ نوے ہزار
۱۸۷۷-۷۸ء	روم اور روس	(ایکسو نوے) ۱۹۰ ملین پونڈ	۱۸۰۰۰۰ ایک لاکھ اسی ہزار

(خاتمہ)

یہ ترجمہ نگار بہ کمال ادب دست بستہ ناظرین اور پبلک کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آج کل اردو زبان جو ہماری ملکی زبان ہے۔ موجودہ نسل اصحاب ذی استعداد اور ملکی ریفارمروں کے طفیل گو ترقی کا قدم بڑھا رہی ہے تاہم اُسکا دامن۔ مختلف علوم بالخصوص تاریخی ذخائر کے گلدستوں سے تاہنوز بہت خالی ہے۔ اور ابھی یہ زبان ذی علوم اصحاب قوم کی کوشش کی بہت محتاج ہے۔ ہر شخص پر قومی زبان کا حق سمجھنا ضروری و لازمی ہے۔ عالیجناب شمس العلما۔ مولانا مولوی شبلی نعمانی۔ سابق پروفیسر مدرسۃ العلوم علیگڈھ و فیلو یونیورسٹی آف الہ آباد کا قول واقعی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ "قومی زبان ہی قومی جوش اور قومی فیلنگ کو زندہ رکھ سکتی ہے۔ اور اگر یہ نہیں تو قوم قوم نہیں" بنا بریں علیہ اس کج مج زبان نے بھی جوکہ اردو کی ہواہیں پرورش اور تربیت پائی ہے۔ اپنی کم حوصلگی اور حقیر حیثیت کے موافق واقعات جنگ فرانس و پرشیا کا ترجمہ کتب انگریزی سے اردو زبان میں نہایت صحت اور اختصار کے ساتھ انتخاب کر کے آپکی خدمت عالی میں پیش کیا ہے۔ یہ مختصر ترجمہ جو محض ہدیہ ناچیز و تحفہ حقیر ہے حاشا وکلا ہرگز اس قابل نہیں کہ آپ کے پسند خاطر ہونے کی قابلیت رکھتا ہو۔ اس لئے کہ میری استعداد علمی اور تاریخی معلومات ہرگز اس قابل نہیں ہیں کہ ارباب تصنیف اور صاحبان تالیف کے حضور میں اپنے تئیں ادنے بندی سے بھی نسبت دیسکوں اور یہ نسبت دینے

ہوئے مجھکو شرم آتی ہے لیکن جب حضرات ناظرین کے کرم اور حسن خلق کا بھروسہ کرتا ہوں تو اپنی بے سروسامانی

پر کسی قدر طبیعت کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے ؎

برگ سبز است تحفۂ درویش ✤ چہ کند بے نوا ہمیں دارد

خداوند تعالیٰ نے اس تاریخ کے ترجمے میں ایسی مدد کی کہ صرف ایک ماہ ہی کے عرصہ میں یہ ترجمہ مکمل ہو گیا۔

حضرات ناظرین اس ترجمے کے سوا اب میں مسٹر ای ایچ پامر سابق عربی پروفیسر کیمبرج یونیورسٹی کی کتاب

ہارون الرشید کا ترجمہ اردو زبان میں لکھ رہا ہوں جس سے خلیفہ ہارون الرشید خلیفہ پنجم دولت عباسیہ کے

کل واقعات سلطنت معہ سوانح عمری و طریق معدلت اور طرز معاشرت و فتوحات ملکی اور پولیٹیکل انتظامات و

سوشل حالات کا صحیح اندازہ واضح ہوتا ہے مسلمانوں کی سلطنت کا جب عروج کمال پر تھا اور عدو دہند سے بحر

اوقیانوس تک اس باعظمت حکومت کا پھریرا اڑتا تھا وہ تمام حال اور اُس کے سوا عرب کے ایام جاہلیت کا حال۔

اور زمانہ اسلام کی ابتدائی نشو و نما اور ترقی اور خلافت کی تاریخ کہ کس طور سے خلفاء راشدین کے بعد بنی امیہ اور

اُن کے بعد بنی عباس کے خاندان میں خلافت آئی۔ اور پھر ترکوں نے کسطرح سلطنت عباسیہ پر قبضہ پایا۔

نہایت شرح و بسط کے ساتھ یہ احوال تحریر کیا گیا ہے۔

اس امر کا بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی کتاب کے ترجمہ میں واقعات کے اندر کمی یا بیشی یا

فروگذاشت ہونا ناممکنات سے ہے۔ پامر صاحب کی اس کتاب کے ترجمہ کا حق پہلے پورا پورا ادا کیا ہے۔ مگر بعض

یورپین مصنفین اپنی تصنیفات و تاریخ میں حکمرانان اسلام پر یا خود بعض واقعات تاریخی اسلام اور نیز اسلام پر

ناواقفیت سے ایسی چوٹ کر جاتے ہیں جو غلطی کی حد تک پہنچتی ہے۔ اس کتاب میں بھی بعض مواقع پر میں نے

ایسے غلط حاؤں کی تردید کتبہائے معتبر اور مستند کے ذریعہ سے بکمال تلاش و تحقیق اپنے فٹ نوٹوں کے ذریعہ

سے مشرح طور پر کر دی ہے۔ جس سے اصلی حالت کا صحیح اندازہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

اگر زمانہ نے ساعدت اور عمر نے وفا کی تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ مفید ترجمہ بھی عنقریب پبلک کی خدمت

میں پیش کیا جاویگا۔ السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ فقط یکم نومبر ۱۹۰۸ء مقام پانی پت

تمت بالخیر

عبدالقادر پنجابی

اشتہار

سوانح عمری ہارون الرشید اعظم

موسوم بہ

ہارون اعظم

یعنے

مسٹر ای ایچ۔ پامر صاحب عربی پروفیسر کیمبرج یونیورسٹی مشہور مورخ فاضل کی کتاب کا ترجمہ
ہارون الرشید خلفاء عباسیہ میں سے پانچواں خلیفہ ہے اسکے عہد میں سلطنت اسلامی کو جسقدر عروج حاصل
تھا۔ ویسا پھر کبھی نہیں ہوا۔ حدود ہندوستان سے بحر اطلانٹک (بحر اوقیانوس) تک یا افریقہ کے انتہائے مغرب
تک اسلامی جھنڈا لہراتا تھا اُنکی عدالت و انصاف اور زہد و ریاضت اور سوشل و پولیٹکل طرز معاشرت کا پورا پورا حال اس کتاب میں
تحریر ہے۔ ریاضت کا اسکے یہ حال تھا کہ ہر روز علاوہ نماز پنجگانہ کے سو نفلیں بلاناغہ پڑھتا تھا۔ ایکسال حج کو جاتا تو
دوسرے سال جہاد کرتا تھا۔ حج کیلئے ہمیشہ بغداد سے تا شریف تک گرم ریگستانی ملک میں پیدل ہوکر آیا کرتا تھا
اس کتاب میں بہا واقعات نہایت صحت کے ساتھ قلمبند کیے گئے ہیں۔ اور نیز خلفاء راشدین اور خلافت کی تاریخکو
بالتفصیل سوائے ترجمہ کے مترجم نے اپنے فٹ نوٹوں کے ذریعہ سے اور انہیں نوٹوں کے ذریعہ سے دیگر ضروری ضروری
حالات بھی ایزاد کئے ہیں جس سے یہ تاریخ بڑی ہی دلچسپ ہوگئی ہے۔ اور اسکی ضخامت بھی بوجہ مترجم کی نوٹونکے
بہت بڑھگئی ہے زیادہ حالات اس کتاب کی بابت خاتمہ محاربہ فرانس و پرشیا میں مندرج ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرما سکتے
ہیں۔ اصحاب شایقین تاریخکی المایہ میں اس کتاب کا ہونا ضروریات سے ہے اور فائدہ سے خالی نہیں ہے اور خاصکر ہر مسلمان کے
گھر میں ہونا اسکا لابدی ہے اس کتاب کے طبع ہونے میں نہایت درجہ انتظام صفائی اور عمدہ ولایتی کاغذ وغیرہ کیا گیا ہے
کتاب انشاء اللہ تعالےٰ بڑی آب و تاب کے ساتھ بہت جلد شایع ہونیوالی اگر کوئی صاحب دوران طبع میں درخواست خریداری بھیجینگے
تو انکا نام رجسٹر خریداران کر لیا جاویگا اور کتاب بعد طبع انکی خدمت میں ارسال کردیجاویگی قیمت اس کتاب کی رفاہ عام کے
لحاظ سے نہایت کم رکھی گئی ہے یعنی صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک وغیرہ تاکہ غریب مسلمان بھی یہ کتاب خرید سکیں اور گراں گذرے
اسوجہ سے قیمت کم رکھی گئی ہے ناظرین جلد درخواست خریداری ارسال فرمادین فقط۔ المشتہر محمد مصباح الدین احمد مترجم محلہ افغانان پانی پت

اشتہار

سوانح عمری ہارون الرشید اعظم

موسوم بہ

ہارون اعظم

یعنے

مسٹر ای ایچ پامر صاحب عربی پروفیسر کیمبرج یونیورسٹی مشہور مورخ فاضل کی کتاب کا ترجمہ
ہارون الرشید خلفاء عباسیہ میں سے پانچواں خلیفہ ہے اسکے عہد میں سلطنت اسلامی کو جسقدر عروج حاصل
تھا۔ دوسرے کو کبھی نصیب نہیں ہوا۔ حدود ہندوستان سے بحر اطلانٹک (بحر اوقیانوس) تک یا افریقہ کے انتہائے مغرب
تک اسلامی جھنڈا لہراتا تھا۔ اسکی عدالت و انصاف اور زہد و ریاضت اور سوشل و پولیٹکل طرز معاشرت کا پورا پورا حال اس کتاب میں
تحریر ہے۔ ریاضت کا اسکی یہ حال تھا کہ ہر روز علاوہ نماز پنجگانہ کے سو نفلیں بلاناغہ پڑھتا تھا۔ ایکسال حج کو جاتا تو
دوسرے سال جہاد کرتا تھا۔ حج کیلئے ہمیشہ بغداد سے مکہ شریف تک گرم ریگستانی ملک میں پیدل ہو کر آیا کرتا تھا
اس کتاب میں جملہ واقعات نہایت صحت کے ساتھ قلمبند کیے گئے ہیں۔ اور نیز خلفاء راشدین اور خلافت کی تاریخ
بالتفصیل سوانح عمری کے مترجم نے اپنے فٹ نوٹوں کے ذریعہ سے اور انہیں نوٹوں کے ذریعہ سے دیگر ضروری ضروری
حالات بھی بڑھا دیے گئے ہیں جس سے یہ تاریخ بڑی ہی دلچسپ ہوگئی ہے۔ اور اسکی ضخامت بھی بوجہ مترجم کے نوٹوں کے
بہت بڑھ گئی ہے زیادہ حالات اس کتاب کی بابت خاتمہ محاربہ فرانس و پرشیا میں مندرج ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرما سکتے
ہیں۔ صاحبو انشاءاللہ یقین تاریخی المایہ ہیں اس کتاب کا ہونا ضروریات سے ہے اور فائدہ سے خالی نہیں ہے اور خاصکر ہر مسلمان کے
گھر میں ہونا اسکا لابدی ہے۔ اس کتاب کے طبع ہونے میں نہایت درجہ انتظام صفائی اور عمدہ ولایتی کاغذ وغیرہ کیا گیا ہے
کتاب انشاءاللہ تعالیٰ بڑی آب و تاب کے ساتھ بہت جلد شائع ہونیوالی اگر کوئی صاحب دوران طبع میں درخواست خریداری کی بھیجینگے
تو انکا نام درج رجسٹر خریداران کر لیا جاویگا اور کتاب بعد طبع انکی خدمت میں رسال کر دیجاویگی قیمت اس کتاب کی رفاہ عام کے
لحاظ سے نہایت کم رکھی گئی ہے یعنی صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک وغیرہ تاکہ غریب مسلمان بھی یہ کتاب خرید سکیں اور گراں نہ گذرے
اسوجہ سے قیمت کم رکھی گئی ہے ناظرین جلد درخواست خریداری ارسال فرماویں فقط۔ المشتہر۔ محمد مصباح الدین احمد مترجم محلہ افغانان

بعون خالقِ مکین و مکاں فضلِ خلاقِ زمین و زماں

کتاب لاجواب یعنے تاریخ

جسمیں

ترکی و مصر کے ابتدائی تعلقات - مصر میں انگریزی مداخلت کے اسباب - عربی پاشا کی
بغاوت - مہدی کی پیدایش و ترقی - مہدی کے مقابلے میں انگریزی اور
مصری فوج کی متواتر ناکامی - مہدی کا خرطوم کو فتح کرنا قتل جنرل گارڈن
انخلائے سوڈان - انگریزی افسروں اور درویشوں کی دلچسپ خط
کتابت - مصری فوج کی از سر نو تیاری و کامیابی جنگ امدرمان فتح
سوڈان عہد نامہ مصر و انگلستان بابت موجودہ حکومت سوڈان وغیرہ
حالات درج ہیں اور چالیس صحیح تصاویر و نقشے شامل ہیں

خاکسار امیر احمد علوی مہتمم روزانہ اخبار دہلی نے تالیف کی اور اپنے اہتمام سے

مطبع روزانہ اخبار وقع دہلی میں چھپوائی

قیمت علاوہ محصول ۸؎

هدیہ

بنام نامی

عالی جناب مستغنی عن الالقاب فرزند
دلبند دولت انگلشیہ ہز ہائینس
جناب میجر نواب حامد علی خان بہادر
والی دار السرور مصطفیٰ آباد عرف رامپور
دام اقبالہم و ملکہم و حشمتہم بصد عجز

میکند

خاکسار امیر احمد انصاری تھانوی مینیجر روزانہ اخبار دہلی

فہرست مضامین محاربات مصر و سوڈان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

دیباچہ

محاربات مصر و سوڈان کے دلچسپ حالات جو باعث باز تایج نہایت حیرت انگیز ہیں اور جن سے درویشوں کی بہادری اور اہل یورپ کے موجودہ فن سپہگری کا عمدہ ثبوت پہنچتا ہے۔ وقتاً فوقتاً پبلک کو بذریعہ اخبارات معلوم ہوتے رہے ہیں۔ ان واقعات کی ابتدا اُسوقت سے ہوئی ہے کہ جب مصر میں ٹرکی اقتدار کم ہوکر عیسائی سلطنتوں کی مداخلت شروع ہوئی۔ اور چونکہ اُس زمانہ کو تین سال سے زیادہ عرصہ ہوا اور نیز جو اسباب اِس مداخلت کے محرک ہوئے وہ نہایت پیچیدہ ہیں اور اُن سے سلاطین یورپ کی حکمت عملی کا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ اسلیئے میں نے اُن تمام اسباب و مصر و سوڈان کی لڑائیوں کے تفصیلی حالات کو مہدی کی سلطنت کے زوال اور نئی گورنمنٹ قائم ہونیکے وقت تک ترتیب دار جمع کیا تاکہ ناظرین کو واقعات مصر سوڈان کے تفصیلی حالات پر پورا عبور ہو۔

گو مہدی کی سلطنت کا خاتمہ ہوچکا مگر اُس کا وجود ایک ایسا عجیب افسانہ ہے کہ خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔ جو کام بارہ برس پہلے مشکل بلکہ ناممکن خیال کیا جاتا تھا اور جسکے پورا کرنیکے واسطے انگلستان اور مصر کی مجموعی قوت نے اپنی مجبوری کا اعتراف کیا وہ ایسی آسانی کے ساتھ اختتام کو پہنچا کہ جسکا ہرگز یقین نہیں ہوسکتا تھا۔ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ

اِس کتاب کے مرتب کرنے میں بہت کچھ حالات ولایت کے انگریزی اخبارات سے معلوم ہوئے ہیں جنکے بیانات کے وثوق پر میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مگر ابتدائی حصّہ

تعلقات مصر و گورنمنٹ ٹرکی کے متعلق تاریخ قیصر روم فارسی مولفہ مولانا میرزا محمد عباس رفعت شروانی سے مدد لیگئی ہے اور اکثر مقامات میں سلاطین پاشا کی انگریزی تاریخ "فائر اینڈ سورڈ ان سوڈان" سے واقعات کی تصدیق کیگئی ہے۔ جنکا میں غائبانہ مشکور ہوں۔

مجکو نہ تاریخ دانی پر ناز ہے نہ تاریخ نویسی پر فخر۔ جو حالات مختلف ذرائع سے بہم پہنچے اُن کو بلا تغیر اصلیت واقعہ اپنے نوٹوں اور مختصر حواشی کے ساتھ تاریخ کے پیرایہ میں جمع کر کے پبلک کے روبرو پیش کیا۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

چونکہ روزانہ اخبار دہلی کے اہتمام کے زمانہ میں یہ کتاب مرتب ہوئی اور اُسوقت بوجہ انصرام کار منصبی عدیم الفرصتی زیادہ رہی اسلیئے اور انگریزی تاریخوں سے مصر و سوڈان کے واقعات کے متعلق زیادہ تحقیق کرنیکا موقع نہ ملا۔ خاص وقت اس کتاب کے مرتب کرنے میں یہ پیش آئی کہ بعض ناموں کے املا کی صحت نہوسکی کہ مصری زبان میں صحیح املا کیا ہے۔ اور اسلیئے انگریزی اخبارات یا تاریخوں سے جو تلفظ سمجھ میں آیا اُسکے موافق وہ نام لکھے گئے امید کہ معزز ناظرین مترجم کی فروگذاشت نظر اصلاح سے دیکھکر معاف فرماوینگے اور مجھ ہیچمیرز کو دعائے خیر سے یاد کرینگے۔

خاکسار

احمد سعید

انصاری تھانوی مینیجر روزانہ اخبار دہلی

گورنمنٹ ٹرکی اور سلطنتِ مصر کے باہمی تعلّقات

سلطنت مصر جو برِاعظم افریقہ کے شمال ومشرق میں واقع ہے ایک مشہور اور قدیم سلطنت ہے جس کی ابتدائی تاریخ عجائباتِ روزگار کا ایک مرقع ہے۔ اگرچہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ ریگستانِ عرب اور ممالکِ یورپ میں علم کا دریا بہنے سے پہلے اُسکی موجیں ہندوستان میں لہرا رہی تھیں اور اُن علوم وفنون کا مخرج ہندوستان ہے لیکن اس امر کے باور کرنے کے لیئے بہت سی دلیلیں موجود ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے تہذیب اور شائستگی پھیلانے کا فخر مصر کو حاصل ہے۔

اس ملک کی آبادی معہ اُن اضلاع کے جو اس کے متعلق تھے ۰۰۰۰۰۰۲ اور رقبہ ۱۰۶۴۴۲۴۰ میل مربع ہے۔ زیادہ حصّہ اس رقبہ کا غیر مزروعہ ہے۔ اور زراعت صرف اُن مقامات پر ہوتی ہے جو دریائے نیل اور نہر سویز سے شاداب ہوتے ہیں یہاں ہر قسم کے غلّے اور تمام اشیا کی پیداوار مثل ہندوستان کے ہوتی ہے۔ مصر کی تجارت ٹرکی۔ انگلستان اور آسٹریا سے متعلق ہے۔ قاہرہ دارالسلطنت مصر کی آبادی ۸۳۸۴۷۳ ہے جس میں کئی ہزار مصری اور انگریزی فوج بھی شامل ہے۔ جنگ سوڈان سے پہلے یہاں پر تین چار ہزار انگریزی فوج رہتی تھی جسمیں کریسی۔ اٹلی۔ فرانس

آسٹریا اور انگلستان کے لوگ ہیں مگر اب اُس کی تعداد اور بھی زیادہ ہوگئی ہے مصر میں ایک ہزار میل سے زیادہ ریل جاری ہے اور روز بروز توسیع ہوتی جاتی ہے جب سے مصر انگریزی حمایت میں داخل ہوا ہے اُس کی مالی حالت بہت درست ہوگئی ہے۔ اور مغربی علوم کے حاصل کرنے میں مصر والوں نے بہت کچھ ترقی کی ہے۔

مصر پر سلطنت ٹرکی میں داخل ہونے سے پہلے عیسائی بادشاہ فرمانروا تھے۔ سلطان سلیم خان کے زمانہ میں اس ملک پر ترکوں کا قبضہ ہوا۔ ۹۲۲ھ ہجری مطابق ۱۵۱۶ء میں سلطان سلیم خاں نے قانصو حاکم مصر سے کسی وجہ سے ناراض ہوکر تسخیر مصر کا ارادہ کیا اور خود فوج لیکر روانہ ہوئے۔ اسی اثنا میں والی مصر کا ایلچی سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان سخت برہم تھے۔ اِس لئے ایلچی کو مروا ڈالنے کا حکم ہوا مگر یونس پاشا کی سفارش سے اُس کی جان بچی اور خارشتی گدھے پر سوار کرا کر اُسکو نکلوا دیا۔ والی مصر کو جب اِس واقعہ کی خبر پہنچی تو اُس نے بھی سرحد مصر پر صف جنگ آراستہ کی۔ قانصو کی عمر اُس وقت اسّی برس کی تھی۔ اور خود لڑائی کے قابل نہ تھا اِس لیئے گھوڑے سے گر کر مارا گیا اور فوج کو سخت ہزیمت ہوئی۔ سلطان سلیم خاں نے اِس لڑائی میں فتحیاب ہونے کے بعد حلب حمص۔ دمشق اور شام کو جو اُس وقت مصری عملداری میں تھے اپنے ملک میں شامل کرلیا۔ قانصو کے بعد طومان حاکم مصر مقرر ہوا سلطان سلیم خاں نے ایک خط طومان کے نام اطاعت قبول کرانے کی غرض سے روانہ کیا۔ مگر جس وقت سلطانی سفیر پیش ہوا۔ طومان نے اُسکو قتل کرا دیا۔ اور خود آمادۂ مقابلہ ہوا۔ اِس خبر کو سُنکر سلطان سلیم خاں کے دل میں آتش غضب مشتعل ہوگئی۔ اور ایک جرار فوج لیکر اُسکی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے۔ مصری فوج بھی مُقابلہ کے واسطے بڑھی۔ اور مقام غزہ میں میدان

کارزار گرم ہوا۔ سلطانی فوج فتحیاب ہوئی۔ اور طومان نے بھاگ کر مصر میں پناہ لی۔
سلطان نے مصر پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے اپنی فوج کو جنگل کی راہ سے لیجانا چاہا۔ مگر
حسین پاشا سپہ سالار فوج نے تکلیف کے خیال سے اُس راہ سے جانے میں انکار کردیا
اِسپر سلطان سلیم خاں نے ناراض ہوکر حسین پاشا کو مرواڈالا اور خود فوج لیکر بڑھے آخر
۹۲۲ھ ہجری میں مصری فوج سے ایک سخت لڑائی ہوئی جسمیں سلطانی فوج کا سپہ سالار
مارا گیا مگر مصری فوج کو شکست ہوئی اور سلطان سلیم خاں نے مصر کو فتح کرلیا۔ طومان چھپکر
شہر کے کسی دروازہ سے نکل گیا اور شہر کے باشندے بھی خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے
سلطان سلیم خاں نے جب یہ خبر سُنی تو بظاہر امن کا اعلان دے دیا مگر جبوقت شہر کے
باشندے واپس آئے سلطان نے قتل عام کا حکم دیا۔ اور اسی ہزار باشندے سلطان
کے حکم سے قتل کیے گئے۔ طومان شکست ہونے کے بعد غافل نہ رہا اور اُس نے ایک
بڑا لشکر جمع کرکے از سر نو سلطانی فوج کو شکست دی۔ ترکوں نے مصطفےٰ پاشا کو بطور سفیر
طومان کے پاس بھیجا تاکہ باہم صلح ہوجائے مگر طومان نے مصطفےٰ پاشا کو مرواڈالا اور
خود بڑھکر سلطانی فوج پر حملہ کیا مگر کسی قدر مقابلہ کے بعد شکست کھائی۔ عین حالتِ شکست
میں طومان کو اُس کے کسی سردار نے گرفتار کرکے سلطان سلیم خاں کے روبرو پیش
کردیا۔ سلطان سلیم خاں نے طومان کو مرواڈالا اور مُلک پر قبضہ کرلیا۔ اُس وقت سے
مصر عملداری روم میں شامل ہوا۔

۱۸۳۱ء یعنی عہد حکومت سلطان محمود خان ثانی میں محمد علی پاشا صوبہ مصر نے
خودمختار ہونے کی کوشش کی۔ اُسوقت سلطان اندرونی انتظام میں مصروف تھے اور
بوجہ جنگ روم و روس اور مختلف معرکہ آرائیوں کے سلطنت میں ضعف پیدا ہوچلا تھا

اس لیئے کچھ انتظام نہ کرسکے ۔محمد علی پاشا نے اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کی ماتحتی میں بیس ہزار
فوج علاقۂ سلطانی پر حملہ کرنے کے واسطے روانہ کی جس نے شہر عکّہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا
جب سلطان محمود خاں کو اس کی خبر پہنچی تو وہ نہایت غضبناک ہوئے اور حسین پاشا کو اُسکے
مقابلہ کے واسطے روانہ کیا لیکن ابھی فوج سلطانی پہنچنے نہ پائی تھی کہ ابراہیم پاشا نے عکہ۔
صیدا اور بیروت پر قبضہ کرلیا۔ اور اُس کے بعد دمشق کی طرف رُخ کیا۔ دمشق میں علی پاشا
والی دمشق کو شکست دیکر شہر پر قبضہ کرلیا ۔ اور پھر شہر حمص پر حملہ آور ہوا۔ یہاں پر محمد پاشا
والی حلب اُس کے مقابلہ کے واسطے موجود تھا مگر محمد پاشا کو شکست ہوئی اور حمص کو ابراہیم
پاشا نے فتح کرلیا۔ محمد پاشا والی حلب میدان جنگ سے ہٹ کر حسین پاشا کے پاس چلا
گیا۔ اور پھر دونوں سردار متفق ہو کر حلب کو واپس آئے مگر اہل حلب نے شہر کے دروازے
بند کرلیئے اور اُنکو شہر میں داخل نہونے دیا۔ مجبور دونوں انطاکیہ کو چلے گئے۔ ابراہیم پاشا
کے حلب میں داخل ہونے پر شہر والے اُس کے ساتھ بہت مدارات سے پیش آئے۔

حلب پر قبضہ ہونے کے بعد ابراہیم پاشا حسین پاشا کے مُقابلہ کے واسطے انطاکیہ
کو روانہ ہوا۔ جب سلطان کو ابراہیم پاشا کے متواتر غلبہ کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے ایک جرّار
فوج بماتحتی رشید پاشا وزیر اعظم ابراہیم پاشا کی سرکوبی کے واسطے روانہ کی جو حسین پاشا
کی فوج سے شامل ہوگئی ۔ ابراہیم پاشا نے بڑھکر حسین پاشا کی فوج پر حملہ کیا اور سواد قونیہ
میں صف آرائی ہوئی ۔ تمام دن طرفین کی طرف سے توپ اور بندوق چلتی رہی مگر غلبہ
کسی کو میسّر نہوا۔ رات کو رشید پاشا وزیر اعظم نے اپنے تمام سرداروں کو ایک خیمہ میں جمع
کرکے ہمت دلائی کہ دشمن کچھ زبردست نہیں ہے اگر کوشش اور اتفاق سے حملہ کروگے
تو کامیابی ہوگی ۔ مگر اس ترغیب اور فہمایش کا برعکس نتیجہ ہوا یعنی اُن سرداروں نے خود

رشید پاشا کو گرفتار کر کے ابراہیم پاشا کے سپرد کر دیا۔ ابراہیم پاشا رشید پاشا کے ساتھ بہت عزت اور احترام سے پیش آیا اور اُس کو قسطنطنیہ جانے کی اجازت دی۔

ان واقعات کی خبر ہونے پر ۱۲۵۵ہجری مطابق ۱۸۳۹ء میں سلطان محمود خاں نے حافظ پاشا کی ماتحتی میں ایک اور فوج روانہ کی۔ ابراہیم پاشا نے بڑھکر اس فوج کا بھی مقابلہ کیا۔ حافظ پاشا کی فوج سے اول ابراہیم پاشا کی فوج کو شکست ہوئی مگر پھر اُس نے اپنا مورچہ ایک اونچے مقام پر قایم کر کے حافظ پاشا کی فوج پر گولہ باری شروع کی کہ جس سے فوج سلطانی کو شکست ہوئی۔ ابھی یہ معرکہ ختم نہیں ہوا تھا کہ سلطان محمود خاں ثانی نے انتقال کیا۔ حافظ پاشا کی شکست کی خبر سلطان کے انتقال سے سات روز بعد پہنچی۔ یہاں سلطان عبدالمجید خاں تخت نشین ہو چکے تھے۔ اِس شکست کی خبر ہونے پر سلطان عبدالمجید خاں نے ایک بڑا لشکر ابراہیم پاشا اور محمد علی پاشا کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا مگر کسی مصلحت سے محمد علی پاشا نے پیام صلح بھیجا اور سلطان کی اطاعت قبول کر لی۔

اگرچہ اُس وقت سے آتش فتنہ وفساد فرو ہو گئی مگر محمد علی پاشا نے اپنی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی سے ایسا پرداز ڈالا کہ گو مصر سلطنت ٹرکی کا باجگذار صوبہ رہا مگر اُس میں خود مختاری کے سامان پیدا ہو گئے۔ اور آخرکار سلاطین یورپ کی سعی سے جنکی تجارت کو مصر کے امن کے ساتھ زیادہ تعلق تھا مصر ایک علیحدہ سلطنت قرار دیدی گئی جس کا انتظام نسلاً بعد نسلٍ ابراہیم پاشا کو سپرد ہو گیا۔ اور اُس وقت سے حاکمان مصر کا خطاب خدیو قرار پایا۔

اب مصر کی طرف سے سلطنت ٹرکی کو ۶۶۵۷۹۲ پاؤنڈ سالانہ خراج دیا جاتا ہے۔

عہدِ حکومت اسمٰعیل پاشا خدیو مصر

اسمٰعیل پاشا کے تخت نشین ہونے کے بعد مصر میں روز بروز بدانتظامی بڑھتی گئی۔ رعایا پر انتہا درجہ کا تشدّد ہوتا تھا اور کوئی پرسان حال نہ تھا۔ ۳۰ سال کا عرصہ ہوا کہ محمد علی پاشا کے بیٹے شاہزادہ حلیم نے ملک کی یہ کیفیت دیکھکر مندرجہ ذیل عرضداشت اسمٰعیل پاشا کی خدمت میں ارسال کی :-

"یہ امر حضور پر بخوبی روشن ہے کہ اُنیسویں صدی میں تمام بادشاہوں کے اوپر ایک دوسرا حاکم بھی ہے۔ یہ حاکم اعلےٰ پبلک اوپنین (عام رائے) ہے جو اُن سے جواب طلب کر سکتی ہے اور اُن کے فعل پر ایسا حکم صادر کر سکتی ہے جس کا اپیل سوائے خدا یا تاریخ کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن خدائے تعالیٰ ہم سے بلند تر ہے اور تاریخ دور تر۔ آپ کا عہدِ حکومت سراسر بدگمانی۔ بغاوت اور ناراضگی کا زمانہ ہے۔ آپکے گاؤں تباہ ہوگئے ہیں

اور آپ کی رعایا آئے دن کے نت نئے مطالبات سے بچنے کی بیفائدہ کوشش کرتی ہے
قرضہ تین گونہ ہو گیا ہے۔ اور ٹیکس چالیس فیصدی تک پہنچ گئے ہیں۔ کیا وہ اصلاح اور
تدابیر ترقی یہی ہیں جن کا آپ نے اپنے ملک اور یورپ سے بڑے وثوق سے وعدہ کیا تھا؟
سچ کو چھپانے کی خواہ کتنی ہی کوشش کیجائے مگر چھپ نہیں سکتا۔"

اسمٰعیل پاشا نے اس عرضداشت سے ناراض ہو کر شاہزادہ حلیم کو جلاوطن کرادیا
اور انتظام و ترقی ملک کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ دس برس کے بعد زمانۂ جلاوطنی میں شاہزادۂ
حلیم نے پھر ایک عرضداشت خدیو کی خدمت میں ارسال کی اور اُس میں مصر کی اصلاح
کے متعلق پانچ تجویزیں بتلائیں۔ یہ تجویزیں ایسی مناسب اور کارآمد تھیں کہ تمام یورپ نے
اُنکو پسند کیا اور آیندہ معاملات مصر کی بابت جو بحث ہوئی وہ ان تجاویز کے اصول پر
مبنی تھی۔

اسمٰعیل پاشا نے بظاہر ان تجاویز سے اتفاق ظاہر کیا اور اصلاح کا وعدہ بھی کیا مگر
کوئی بہتر نتیجہ ظہور پذیر نہ ہوا۔ بالآخر تحقیقات معاملہ کے واسطے ایک کمیٹی مقرر ہوئی جسکے
پریسیڈنٹ مسٹر ریورزولسن تھے۔ اس کمیٹی نے بعد تحقیقات کامل یہ رپورٹ کی کہ "انصاف
اور انتظام ملک کی طرف جسقدر بے توجہی اس ملک میں ہو رہی ہے اُسکا نظیر دوسری
جگہہ نہیں ملتا۔ اور سب کا دارومدار خدیو کی ذات پر ہے۔"

مصر میں جو ٹیکس جاری ہوتا تھا اُس کے واسطے پریوی کونسل کی منظوری لازمی
تھی مگر خدیو کا ذاتی حکم کافی خیال کیا جاتا تھا۔ اور نئے سے اونے ٹیکس وصول کرنے والے
افسر کو رعایا پر شاہی اختیارات حاصل تھے۔ خرچ روز بروز بڑھتا گیا اور آخرکار مالی مشکلات
کی وجہ سے اسمٰعیل پاشا کو قرض لینے کی ضرورت پیش آئی۔ انگلستان اور فرانس نے اپنی

ضمانت سے مصر کو قرضہ دلا دیا۔ اور محاصل کی نگرانی کے واسطے اپنے ملک کے آدمی وزیر مال مقرر کیئے اور اُسی دن سے مصر میں یورپین مداخلت کا اثر شروع ہوا۔ مگر اسمٰعیل پاشا نے دونوں وزیروں کو موقوف کردیا اور یہاں تک دونوں سلطنتوں کی ہتک کی کہ انگلستان اور فرانس سے چُپ نہ رہا جا سکا اور آخرکار یہ سوال پیش ہوا کہ آیا مصر پر فوجی قبضہ ضروری ہے یا نہیں؟ انگلستان نے اس تجویز کی مخالفت سے اور حضرت سلطان المعظم سے اسمٰعیل پاشا کی معزولی کی درخواست کی۔ چنانچہ اسمٰعیل پاشا تخت سے اُتار کر جزیرہ نیپلز بھیجے گئے اور بجائے اُن کے اُن کا بڑا بیٹا محمد توفیق تخت پر بٹھایا گیا۔

نہر سویز

واضح ہو کہ نہر سویز جس کو ایک فرانسیسی ایم۔ ڈی لیسپ نے تیار کیا تھا قریب ۹۰ میل کے لمبی ہے اور بحر روم اور بحیرۂ قلزم کو شامل کرتی ہے۔ جو مقام سابق میں برّ اعظم ایشیا اور افریقہ کو بذریعۂ خاکنائے ملاتا تھا۔ اب اس نہر کے تیار ہونے سے ان ممالک کے درمیان بطور آبنائے کے حد فاصل ہے۔ نہر سویز ایک ایسے موقع پر واقع ہے کہ اگر اُسمیں جہازات کی آمد و رفت بند کردی جاوے تو یورپ کی تجارت کو جو ممالک ایشیا کے ساتھ ہوتی ہے سخت نقصان پہنچے۔ چونکہ یہ نہر مصر کے علاقہ میں واقع ہے اور مصر کے امن پر اُسکی آمد و رفت کا دارومدار تھا۔ اس لیئے فرانس اور انگلستان کو معاملات مصر کی طرف اور بھی متوجہ ہونا پڑا۔ یہ نہر ابتدا میں فرانس اور مصر نے تیار کی تھی۔ انگلستان نے اول

ہو کر تجارت کے واسطے کھل گئی تو انگلستان کی توجہ مصر کی طرف زیادہ ہوئی - کیونکہ ہندوستان کی آمد و رفت اور ایشیائی تجارت کے واسطے انگلستان کو نہر سویز کے کھلے رہنے کی زیادہ ضرورت تھی -

اسی عرصہ میں خدیو کو مالی مشکلات کی وجہ سے نہر سویز کے حصے فروخت کرنے کی ضرورت پیش آئی - فرانس نے اس موقعہ کو مناسب خیال کر کے خدیو سے اس طرح معاملہ کر لیا کہ انگلستان کو خبر تک نہوئی باوجودیکہ سفیر انگلستان قاہرہ میں موجود تھا قریب تھا کہ یہ حصے فرانس کے ہاتھ فروخت ہوجائیں کہ ولایت کے اخبار ناردرن ایکو کے اڈیٹر مسٹر گرین وڈ کو کسی ذریعہ سے اس معاملہ کا پتہ لگ گیا - فوراً یہ فدائے قوم لارڈ ڈربے وزیر خارجہ انگلستان کے پاس گیا اور اُن کو تمام حقیقت سے آگاہ کیا - لارڈ ڈربے جو نہر سویز کے فوائد سے بخوبی واقف تھے یہ سنکر دنگ رہ گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر یہ بُرد انگلستان کے ہاتھ سے نکل گئی تو ہمیشہ پچھتانا پڑے گا اور فرانس بالکل نہر سویز کا مالک ہوجائیگا - لارڈ ڈربے نے اُسی وقت بذریعۂ تار اس معاملہ کی تصدیق سفیر انگلستان متعینۂ مصر سے کی اور تین چار گھنٹے میں جواب آنے پر اُنکو تحقیق ہوگیا کہ مسٹر گرین وڈ کا بیان صحیح ہی - لارڈ ڈربے نے اس معاملہ کو پارلیمنٹ کے روبرو پیش کیا - اور گو اُسوقت مسٹر گلیڈسٹون اور سرولیم ہارکرٹ نے حصوں کے خریدنے سے انکار کیا مگر تمام قوم اور اخباروں نے اسپر زور دیا اور اسلئے چار ملین (چالیس لاکھ) پاؤنڈ میں خرید کر لیئے گئے جنکی قیمت اب بیس ملین پاؤنڈ ہوگئی ہے

توفیق پاشا خدیو مصر

توفیق پاشا جو اپنے باپ کی جگہہ خدیو مصر مقرر ہوئے ناتجربہ کار اور کمزور طبیعت کے آدمی تھے

توفیق پاشا خدیو مصر

جسوقت کوئی اہم معاملہ پیش ہوتا تھا اُس سے جان چھپاتے تھے اسلیئے کوئی فریق اُنپر اعتماد نہ کرتا تھا اور کم وبیش سب اُنکے تنزل کے خواہاں رہتے تھے۔ چونکہ یورپین مداخلت سے توفیق پاشا کے اقتدار کو نقصان پہنچا تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ مداخلت اُن کے باپ کے حق میں مضر ثابت ہوئی اس لیئے اُنھوں نے حضرت سلطان المعظم سے مدد چاہی اور اُنھیں پر معاملات مصر کے انفصال کا حصر کیا۔ توفیق پاشا خود مشکلات کا سامنا نہ کرسکے اور اپنا مفر اس میں دیکھا کہ سلطان المعظم پر انحصار معاملہ کرکے بات بنائیں ورنہ حقیقت میں حکومت مصر کا مادہ اُن میں نہ تھا اور اپنی طبیعت کی کمزوری سے اُنھوں نے یورپین مداخلت کا راستہ کھولدیا۔ اُنکے والد اسمٰعیل پاشا سابق خدیو مصر کو اُنکی ناتجربہ کاری اور کم ہمتی پر افسوس تھا اور ایک مرتبہ اُنھوں نے فرانس میں ایک شخص کے روبرو اثنائے گفتگو میں کہا تھا کہ "میں نے توفیق کے واسطے آستانہ اعلیحضرت امیر المؤمنین پر سترہ برس تک جبہ سائی کی اور بڑی کوشش سے یہ مقصد پورا ہوا کہ مصر کی تخت نشینی کا اختیار نسلاً بعد نسلٍ بلا واسطہ حاصل ہوگیا۔ مگر افسوس ہے کہ توفیق کو نہ تجربہ ہے۔ نہ ہمت اور نہ استقلال اور یہ سب باتیں مصر کی حکومت کے واسطے ضروری ہیں" معاملات مصر میں سلطان المعظم کی مداخلت کچھ سودمند نہوئی اور توفیق پاشا انگلستان اور فرانس کے ہاتوں بالکل بے دست وپا ہوگئے ✦

عربی پاشا کی بغاوت

اِس اثنار میں جبکہ خدیو کا اقتدار کم ہو گیا اور غیر ملک والوں نے اندرونی معاملات میں دخل دینا شروع کیا۔ مصری فوج میں نافرمانی اور سرکشی کا مادہ پیدا ہو گیا۔ مصری فوج میں تمام سپاہی ۔ نان کمیشنڈ افسر اور کرنیلی کے عہدہ تک تمام عہدہ دار فلاحین مصر میں سے تھے اور باقی تمام اعلیٰ عہدہ دار ترکی یا سرکیشین نسل کے تھے اسوقت تک ترک حکمراں قوم گنی جاتی تھی اور مصری جو ہمیشہ سے غیر ملک والوں کی حکومت کے عادی تھے انکو اپنا فاتح اور حکمراں سمجھتے تھے۔ مگر سعید پاشا کمشنر ترکی نے فساد کی بنیاد ڈالی اور یہ کوشش کی کہ دونوں قوموں کو مساوی درجہ پر رکھا جائے۔ سعید پاشا نسل فلاح سے محبت رکھتے تھے اور اس لئے اُنہوں نے فاتح ومفتوح کا فرق مٹانا چاہا۔ ڈاکٹر میکنزی ویلیس ان اسباب کو ذیل کے الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں جن سے فساد کا مادہ شروع ہوا اور مصر کی قسمت میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا۔

"فلاحین مصر رکاب پر پیر رکھکر زین پر چڑھ گئے۔ اور ترکوں کے ہم رتبہ بیٹھنا چاہا۔ مگر ترک خیال کرتے تھے کہ دنیا میں باعتبار نسل ترک یا سرکیشین بلند رتبہ ہیں اور خداوند تعالیٰ نے انکو فلاحین پر حکمرانی کے واسطے پیدا کیا ہے اسلیئے وہ فلاحین کے دعوے برابری کی برداشت نہ کر سکے۔ برخلاف اُن کے قوم فلاح کے افسر خدا کے حکم کے دوسرے معنی لیتے تھے۔ وہ قرآن مجید کے اس اصول پر جمے ہوئے تھے کہ خدا کے نزدیک تمام مسلمان برابر ہیں اور یہ خیال کرتے تھے کہ مشرق والوں کا یہ دقیانوسی مقولہ غلط ہے کہ اگر کم ذات آدمی بلند رتبہ ہو جائے تو وہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور شریف

وعجیب میں کچھ تمیز نہیں کرتا"۔

رفتہ رفتہ یہ کدورت کی آگ دونوں فریقوں کے دلوں میں سُلگتی رہی اور وہ مادہ جو اندر ہی اندر بڑھتا جاتا تھا آخر کار پھوٹ پڑا۔ احمد عربی پاشا نے جس کی مُٹھی میں اس وقت تمام ملک معلوم ہوتا تھا اور جو آخر کار قید ہو کر جزیرہ سراندیپ بھیجے گئے بغاوت اختیار کی۔ توفیق پاشا خدیو مصر نے فتنہ کی آگ کو اپنی ناتجربہ کاری سے اور بھی بھڑکا دیا۔ قوم فلاح کے افسروں نے بھی مُقابلہ کی تیاری کی اور علی فہمی جو توفیق پاشا کے بہت مُنھ لگا ہوا تھا اور اُس گارد کا افسر تھا جو شاہی محلوں کے پاس تعینات تھا فلاحین سے جا ملا علی فہمی قوم فلاح سے تھا مگر اُس کی شادی اسمٰعیل پاشا کے خاندان کی ایک سرکیشین نسل کی عورت سے ہوئی تھی اس لیئے اُسکو ترکی افسروں کا قوم فلاح کو نظر حقارت سے دیکھنا سخت ناگوار تھا اور خدیو بھی اسکے معاون تھے۔ عربی بے جو قوم فلاح کے ایک افسر تھے اس گروہ میں شامل ہو گئے۔ عربی بے نہایت مُستقل مزاج۔ قدآور۔ طاقت ور اور نیک طینت شخص تھے اور قدرت نے یہ انعام اُنکو خاص طور پر عنایت کیا تھا کہ جو شخص اُن سے ملتا تھا وہ ہمیشہ اُنکا ثناخواں رہتا تھا۔ سعید پاشا نے اُنکو ملازمت سے علیحدہ کرا دیا تھا کیونکہ اُنہوں نے خدیو کے اِس حکم سے سخت مخالفت کی تھی کہ فوج رمضان المبارک کے روزوں سے بری ہے۔ اسمٰعیل پاشا سابق خدیو مصر نے اُن کو نوکر رکھ لیا تھا مگر ترقی نہیں کی اور یہ ارادہ کیا کہ اُنکو نیل ابیض کے علاقہ پر بھیجدیا جائے تاکہ وہاں رہنے سے اُن کی فصاحت و بلاغت سے کوئی نقصان گورنمنٹ کے خلاف ظاہر نہو۔ عربی بے کے شامل ہونے کے بعد عبدالآل بھی گروہ فلاحین میں آملے۔ اور عربی بے۔ علی فہمی اور عبدالآل تینوں کرنیلوں نے فلاحین کی طرف سے مخالفت

کا بیڑا اُٹھایا اور اُن کے حقوق کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔

پہلا اثر اس مخالفت کا یہ ہوا کہ ان کرنیلوں نے خدیو کی خدمت میں متواتر شکایت آمیز عرضیاں دینی شروع کیں جن سے خدیو اور اُن کے وزراء کو بہت فکر ہوا۔ خدیو نے آخر کار یہ تجویز کی کہ ایک کورٹ مارشل قرار دیکر تینوں افسروں کو سزا دیجائے اور کسی حیلہ سے انکو قید کر لیا جائے۔ تاکہ وہ مخالفت نہ کرسکیں۔ لیکن محمد سمیع نے جو وزیروں میں شامل تھا۔ اس سازش سے کرنیلوں کو مطلع کر دیا۔ اس لیئے انھوں نے بھی اس سازش کے خلاف یہ تجویز کی کہ جسوقت کرنیلوں کی کونسل میں پیشی ہو انکو زبردستی چھڑا لیا جائے چنانچہ جسوقت تینوں کرنیل قید ہوکر کونسل میں پہنچے اور تحقیقات شروع ہوئی علی فہمی کا نائب ایک لفٹنٹ جسکا نام جبید تھا معہ اپنے آدمیوں کے کمرہ میں گھس گیا اور اُن سب کو چھڑوا لیا تینوں آزاد شدہ کرنیل اور اُن کے ہمراہی بلوہ کرکے خدیو کے محل پر چڑھ گئے۔ اور اس بات پر زور دیا کہ ہماری جسقدر شکایتیں ہیں اُن کا انتظام کیا جائے اور عثمان رفقی وزیر کو موقوف کیا جائے۔ خدیو کو سوائے اُن کی درخواست پورا کرنے کے اُسوقت بلوہ فرو کرنے کی اور کوئی تجویز بن نہ پڑی محمد سمیع جو خفیہ طور پر بلوائیوں سے ملا ہوا تھا وزیر جنگ مقرر ہوا۔ فوج کی تنخواہ بڑھائی گئی اور ایک کمیشن اس امر پر غور کرنے کے واسطے مقرر ہوا کہ آیندہ فوج کی ترتیب کن اصول پر ہو تاکہ فوج والوں کو کچھ شکایت باقی نہ رہے۔

تینوں سرغنہ کرنیل فوج پر پورے مختار ہو گئے اور سات مہینے کے عرصہ میں انھوں نے اسقدر زور پکڑا کہ سلطان المعظم اور دول یورپ کی کھلم کھلا مخالفت کرنے لگے اور ملکی معاملات میں اُن کی مداخلت ہٹانی چاہی۔ عربی پاشا گروہ مخالف کے سردار ہو گئے اور ملک کی بدنظمی سے روز بروز اُن کو قوت حاصل ہوتی گئی۔

دسمبر ۱۸۸۱ء میں صورت معاملات نے ایک نیا رنگ اختیار کیا۔ سرغنایان فریق مخالف نے قابو حاصل کرکے یہ ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی حریف سرکیشین (ترکی) افسروں کو جلاوطن کرکے نیل ابیض کی طرف بھیجدیا جائے جہاں سے شاذ ونادر کوئی واپس آتا تھا۔ سفیران انگلستان وفرانس متعینۂ مصر نے اس ارادہ کو باز رکھنے کی کوشش کی اور دونوں سلطنتوں نے بابعالی میں درخواست کی کہ ایک خاص کمیشن قاہرہ میں بھیجکر بلوائی فریق کو روکا جائے اور ساتھ ہی سلاطین یورپ سے یہ استدعا کی کہ ایک متفقہ کانفرینس مقرر ہوکر معاملات مصر پر بحث کرے۔ حضرت سلطان المعظم نے ایک خاص کمیشن قاہرہ روانہ کیا تاکہ تحقیقات کرے مگر بلوائی باز نہ آئے اور مقابلہ پر آمادہ ہوئے۔ یہ خیال عام ہوگیا کہ غیر سلطنتوں کی مداخلت سے اسلام کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ اسلیئے حمایت اسلام کے واسطے عربی پاشا کی مدد کیجائے۔ سب سے پہلے غیر ملک والوں پر نزلہ گرا یعنی جون ۱۸۸۲ء میں اسکندریہ میں جہاں سب سے زیادہ عیسائی آباد تھے قتل عام ہوا۔

عربی پاشا کی بغاوت کے بعد جولائی ۱۸۸۲ء میں قسطنطنیہ میں ایک کانفرینس منعقد ہوئی تاکہ معاملات مصر پر بحث کرے۔ اس کانفرینس میں انگلستان۔ فرانس ترکی آسٹریا اور اٹلی کے قایمقام شامل تھے۔ بہت عرصہ تک اس کانفرینس کا اجلاس ہوتا رہا اور ایک ایک وقت ایسی پیش آتی رہی کہ جس سے کوئی فیصلہ نہو سکا۔ انگلستان کی یہ خواہش تھی کہ انگلستان اور فرانس فوج کشی کی مصیبت سے بچ جائیں اور بابعالی خود ترکی فوج سے عربی پاشا کی بغاوت فرو کریں۔ فرانس اس کے خلاف تھا وہ چاہتا تھا کہ فرانس خود مداخلت کرے اور اس سے اُسکی خاص غرض یہ تھی کہ شمالی افریقہ اور ٹونس میں اُس کا اقتدار بڑھ جائے۔ آسٹریا نے بھی سلطانی مداخلت کو ترجیح دی......

کیونکہ مدت سے اُس کا خیال چلا آتا تھا کہ آسٹریا اور ٹرکی کی ریل کا سلسلہ ملجائے اسوقت سلطان سے کے خلاف رائے دینے میں آیندہ اُسے اپنے مقصد میں ناکامی کا خیال تھا اٹلی نے بھی انگلستان اور آسٹریا کی رائے سے اتفاق کیا اور آخرکار کثرت رائے کے اصول پر یہ قرار پایا کہ بابعالی بطور خود فیصلہ کریں حضرت سلطان المعظم کو اُسوقت بڑی دقت کا سامنا تھا۔ اِدھر تو دول عظام کی یہ خواہش تھی کہ سلطان المعظم مصر کی بغاوت فرو کریں۔ اُدھر حضور ممدوح کو یہ خیال مدنظر تھا کہ عربی پاشا کی بغاوت نے مذہبی رنگ اختیار کیا ہے اُسکے خلاف کوئی کارروائی کرنا فلاحین مصر کی دل آزاری کا باعث ہوگا۔ اس کشمکش و پیچ میں ہنوز کوئی بات قرار نہیں پائی تھی کہ انگریزی ہتیاروں نے امیر البحر سر بوکمپ سیمر کے ہاتھ سے معاملہ کا فیصلہ کر دیا۔

سر ایف۔ بی۔ پی سیمر امیر البحر انگریزی

جسوقت ممالک غیر کے محاسب افسروں نے چاہا کہ مصر کے تمام محکمہ جات کے حساب و کتاب کی جانچ کریں۔ مجلس اُمرا اور فریق قومی نے اُس سے قطعی انکار کر دیا اسپر سفرائے انگلستان و فرانس متعینہ مصر نے انگریزی اور فرانسیسی بیڑہ جہازات

اسکندریہ پر طلب کیئے تاکہ فوج سے ہتیار لینے کی کوشش کریں اور سرغنہ لوگوں کو
سزا دیں۔ چنانچہ دونوں بیڑے اسکندریہ میں آموجود ہوئے۔ یہ صورت دیکھکر
خدیو مصر نے بابعالی سے مدد طلب کی حضرت سلطان المعظم نے درویش پاشا کو
مصر بھیجکر عربی پاشا کو طلب کیا۔ مگر عربی پاشا کو حضرت سلطان المعظم کی طرف سے کھٹکا
تھا۔ اس لیئے یہ عذر کرکے جان بچائی کہ فوج مجکو نہیں آنے دیتی۔ اس عرصہ میں عربی پاشا
برابر لڑائی کی تیاری کرتے رہے اور شروع جون میں اسکندریہ کے مورچوں کی
درستی کرنی شروع کردی۔ سر بیوکمپ سیمر امیر البحر انگریزی نے جو بندرگاہ اسکندریہ میں
لنگر انداز تھے عربی پاشا کو فہمایش کی کہ وہ جنگی تیاریاں نہ کریں اور بابعالی کی خدمت
میں مفصل رپورٹ پیش کی۔ بابعالی نے بھی دوبارہ عربی پاشا کو ممانعت کی کہ جنگی
تیاری نہ کریں مگر اسکا کچھ اثر نہوا اور وہ برابر اسکندریہ کے جنگی مقامات کی درستی
کرتے رہے۔

اس عرصہ میں امیر البحر انگریزی کو یہ خبر ملی کہ باغی لوگ نہر سویز کا دہانہ بند کرنے
اور اسکو ڈائنامائٹ سے مسمار کرنے کی تجویز کر رہے ہیں۔ اس خبر سے انگلستان میں
بڑی تشویش پھیل گئی اور عربی پاشا سے لڑائی کی تیاری ہونے لگی۔ ۲۶ جون کو ایک
مہم کی روانگی قرار پائی۔ اور دوسرے روز انگریزی وائس کونسل (نائب قونصل) متعینہ
اسکندریہ نے اپنے تمام وطن داروں کو صلاح دی کہ وہ اسکندریہ چھوڑ دیں عربی پاشا
کو ہرچند فہمایش کی گئی کہ مورچوں کی درستی نہ کریں اور سفراء دول یورپ نے شہر پر
گولہ باری کرنے کو ہرچند ٹلایا مگر آخر کار مجبور ہو کر ۹ جولائی ۱۸۸۲ع کو سر بیوکمپ سیمر نے
عربی پاشا کے پاس اس مضمون کا الٹیمیٹم (آخری پیام) بھیجدیا کہ اگر کل صبح تک قلعہ

خالی نہ کردیا جائے گا تو انگریزی بیڑہ سے گولہ باری شروع ہو جائے گی۔ بندرگاہ میں جو جہاز لڑائی کے قابل نہ تھے وہ علیحدہ چلے گئے اور لڑائی کی بالکل تیاری ہو گئی۔ فرانسیسی بیڑہ اگرچہ دھمکی دینے کے واسطے انگریزی بیڑہ کے ساتھ اسکندریہ آگیا تھا مگر گورنمنٹ فرانس نے اپنی قوت کا موازنہ کرکے لڑائی میں ساتھ دینے سے انکار کردیا۔

۲۷۔ جولائی کو جبوقت ہاؤس آف کامنس (انگلستان کی پارلیمنٹ) میں اس معاملہ پر بحث ہوئی تو ۱۹ کے مقابلہ میں ۲۷۵ رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ بغاوت فرو کرنے کے واسطے لڑائی شروع کیجائے۔ برخلاف اسکے جبوقت یہ معاملہ ۲۹۔ ماہ مذکور کو فرانس کی پارلیمنٹ (چیمبر آف ڈپوٹیز) میں پیش ہوا تو بمقابلہ ۷۵ کے ۴۱۶ رائے کے غلبہ سے یہ قرار پایا کہ فرانسیسی بیڑہ لڑائی میں شامل نہو اور قومی مجلس نے بھی اس خرچ کے واسطے روپیہ کی منظوری دینے سے انکار کردیا۔ اس لیئے جس روز امیر البحر انگریزی نے عربی پاشا کے پاس الٹیمیٹم بھیجا فرانسیسی بیڑہ بندر سعید کو چلا گیا اور انگریزی بیڑہ تنہا عربی پاشا کے مقابلہ کے واسطے رہ گیا۔

جبوقت لڑائی شروع ہوئی ۱۴ جنگی جہاز بندرگاہ میں موجود تھے۔ ۱۱ جولائی ۱۸۸۲ء کو صبح کے سات بجے کے وقت انونسبل نامی جہاز سے فیر کا اشارہ کیا گیا پہلا فیر جہاز الگزینڈریا سے ہوا۔ مصری توپ خانہ سے بھی گولہ باری ہوتی رہی۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب دو جہازوں سے جو شہر کے مغرب کی طرف کھڑے کیئے گئے تھے گولہ باری موقوف ہو گئی۔ پونے بارہ بجے جہاز کانڈر سے جو ماتحتی لارڈ چارلس بیرسفورڈ گولہ باری کررہا تھا فیر موقوف ہوئے۔ ڈیڑھ بجے کے وقت جہاز سوپرب کے
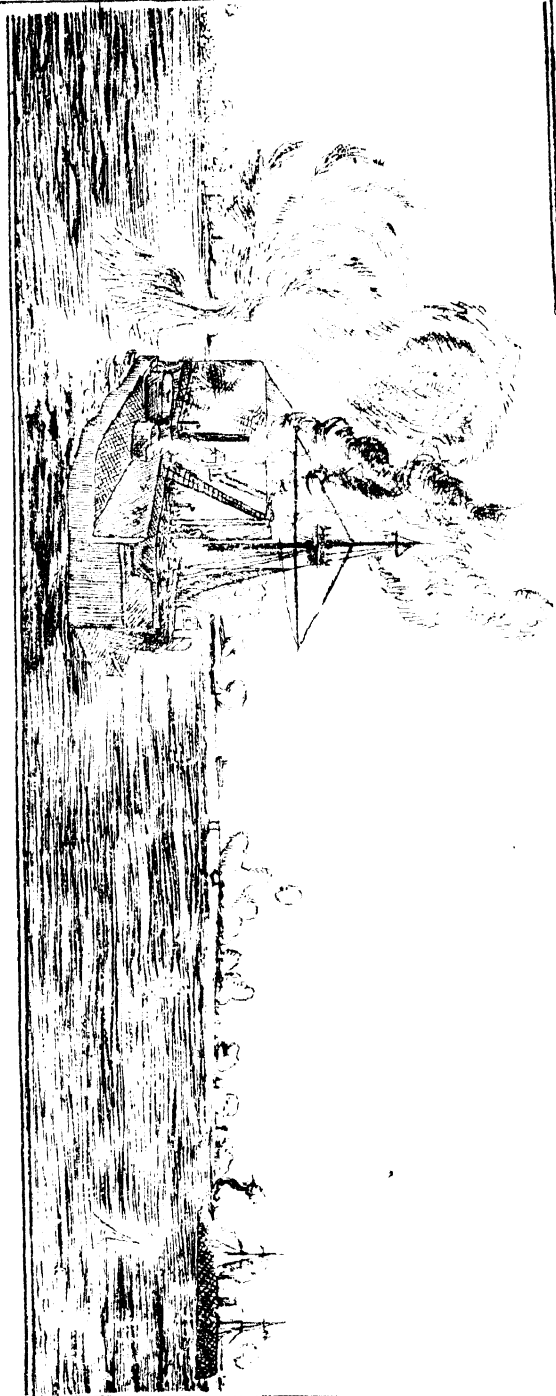
اسکندریہ پر انگریزی جہازات کا گولہ باری کرنا

گولہ سے قلعہ عدہ کا جو روشنی کے مینارہ کے قریب ہے میگزین اُڑ گیا۔ قریب ساڑھے
پانچ بجے شام کے امیر البحر نے لڑائی ملتوی ہونے کا اشارہ کیا۔ لڑائی میں آہن پوش
جہازوں پر نقصان بہت کم ہوا۔ چالیس سے کم آدمی مقتول و مجروح ہوئے اور کوئی
جہاز بیکار نہیں ہوا۔ مصری فوج میں ۹۰۰ آدمیوں کے نقصان کا اندازہ کیا گیا۔ شہر
کی چار دیواری کو گولہ باری سے بہت کم نقصان پہنچا۔ مگر جہاز انفلیگزیبل کے گولوں سے
جس سے سترہ سو پاونڈ گولے فیر ہوئے مصری فوج کو نقصانِ عظیم اُٹھانا پڑا
لڑائی سے دوسرے روز قلعے حوالہ کر دیئے گئے۔ انگریزی فوج کی ایک جماعت
نے خشکی پر اُتر کر انگریزی مکانات کو لوٹ مار سے بچایا اور شہر کے جن حصّوں میں
گولہ باری سے آگ لگ رہی تھی اُسکو بجھایا۔ خدیو مصر نے جو اُسوقت اسکندریہ کے
قریب مقام رملیہ میں موجود تھے عربی پاشا کی موقوفی کا اعلان دے دیا۔ لیکن عربی پاشا
اسکندریہ سے ۱۷ میل کے فاصلہ پر مقام کفر داور کو چلے گئے جہاں پر ایک انگریزی
مہم نے اُن کا تعاقب کیا۔

۵۔ اگست ۱۸۸۲ء کو انگریزی مہم بماتحتی سر گارینٹ وولزلی اسکندریہ پہنچا۔
اُسوقت یہ خیال تھا کہ فوج ابوکر میں جہازوں سے اُتر کر کفر داور پر حملہ کرے گی مگر سر گارینٹ
نے اپنی نقل و حرکت کی تجویز کو ایسا خفیہ رکھا تھا کہ اُن کے ساتھی بھی کوئی صحیح رائے قایم
نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہی کیفیت اخباروں کے وقایع نگاروں کی تھی۔ اس لیئے
اسکندریہ کی گولہ باری کے چھ ہفتہ بعد جسوقت آٹھ جنگی جہاز جن پر چھ ہزار انگریزی
فوج تھی اسکندریہ سے مشرق کی طرف روانہ ہوئے تو یہ خیال تھا کہ بندر ابوکر میں بیڑہ
لنگر انداز ہوگا۔ مگر برخلاف اسکے نہر سویز میں داخل ہو کر تمام جہازات بندر اسمٰعیلیہ

جنگ قصاصین میں انگریزی سواروں کا دھاوا

میں لنگر انداز ہوئے اور فوج خشکی پر اُتر پڑی - سر گارنیٹ کا منشا تل الکبیر کے قلعہ پر حملہ کرنے کا تھا جو اُس نہر پر واقع ہے جو دریائے نیل اور بحر قلزم کو قاہرہ اور اسمٰعیلیہ کے قریب ملاتی ہے - اسلیئے فوج اسمٰعیلیہ میں اُتر کر براہ نہر ریل روانہ ہوئی -

۲۸ - اگست کو جنرل جیرلڈ گریہم کا جو دوسرے ڈویژن کے افسر تھے عربی پاشا سے مقابلہ ہوا - عربی پاشا نے خود بڑھکر حملہ کیا - چونکہ معرکہ سخت تھا اسلیئے جنرل گریہم نے ڈروری لو صاحب سے جو رسالہ کے افسر تھے مدد طلب کی - تمام دن میدانِ کارزار گرم رہا - آفتاب غروب ہونے کے بعد رسالہ نمبر ۷ - ڈراگون گارڈ اور اسپی توپ خانہ نے دھاوا کیا - توپ خانہ نے کچھ فاصلہ سے گولہ باری شروع کردی اور رسالہ عربی پاشا کی فوج سے دست بدست ہوگیا - یہ معرکہ بہت سخت تھا اور جانبین میں سخت نقصان ہوا مگر لڑائی کا فیصلہ کسی کے حق میں نہوا -

سر گارنیٹ اپنی تمام فوج عربی پاشا کے قلعہ سے ایک کوچ کے فاصلہ پر لیگئے اس قلعہ کو عربی پاشا نے خوب مستحکم کیا تھا اور اُسکی چاردیواری سے انگریزی فوج کو کھٹکا

تھا۔ سر گارنیٹ نے یہ تجویز کی کہ دن کو حملہ کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہے اسلئے
رات کو کوچ کر کے ایسے طریقہ سے قلعہ تک پہنچنا چاہیئے جس سے مصری فوج کو خبر
نہو۔ سر گارنیٹ لکھتے ہیں کہ "ایسی فوج سے جو میرے پاس موجود تھی ایسے مستحکم قلعہ
پر دن کے وقت حملہ کرنا سخت نقصان کا باعث تھا اس لیئے میں نے ارادہ کیا کہ
چھ میل کا فاصلہ جو میرے کیمپ اور دشمن کے قلعہ کے درمیان تھا تاریکی میں طے
کر کے طلوع آفتاب سے پہلے حملہ کرنا چاہیئے"۔

سر گارنیٹ کی یہ تجویز بہت مفید ثابت ہوئی اور آجتک اسکی تقلید کیجاتی ہے
۱۳ ستمبر کو رات کے ایک بجے کے وقت فوج میں صف بندی ہوئی اور دھیمی آواز سے
کوچ کا حکم ہوا۔ فوج چپ چاپ بڑھتی رہی اور ریتلی زمین کی وجہ سے پیروں کی آواز
نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی ہتیاروں کی چمک اُس خاموشی کے عالم میں خلل انداز ہوجاتی
تھی۔ علی الصباح انگریزی فوج عربی پاشا کی فوج کے مقابلہ میں ایک ہزار گز کے فاصلہ پر پہنچگئی
گوروں کی فوج جو ہائلینڈرز کے نام سے مشہور تھی۔ خاموشی کے ساتھ تیزی سے
بڑھتی رہی۔ نہ کسی قسم کی آواز ہوئی اور نہ کوئی فیر کیا گیا یہاں تک کہ مورچوں سے ۳۰۰ گز
کے فاصلہ پر فوج جا پہنچی گویا مصری فوج کو خبر ہی نہ تھی کہ حملہ آور فوج چلی آرہی ہے۔
جسوقت ۳۰۰ گز کے فاصلہ پر انگریزی فوج جا پہنچی یکایک مورچوں سے خوفناک آگ برسنے
لگی۔ ہائلینڈرز نے دھاوا کیا اور تھوڑے عرصہ میں تل الکبیر کے مورچوں پر قبضہ کرلیا
عربی پاشا کی فوج کو بالکل مُہلت نہوئی کہ وہ مقابلہ کی تیاری کرسکے اور انگریزی فوج
کے اسقدر قریب آجانے پر اُسکی دھواں دھار گولہ باری کچھ کارگر نہوئی۔

فتح تل الکبیر سے دوسرے روز ڈروری لو صاحب پندرہ سو فوج کے ساتھ قاہرہ

تل الکبیر پر انگریزی فوج کا دھاوا
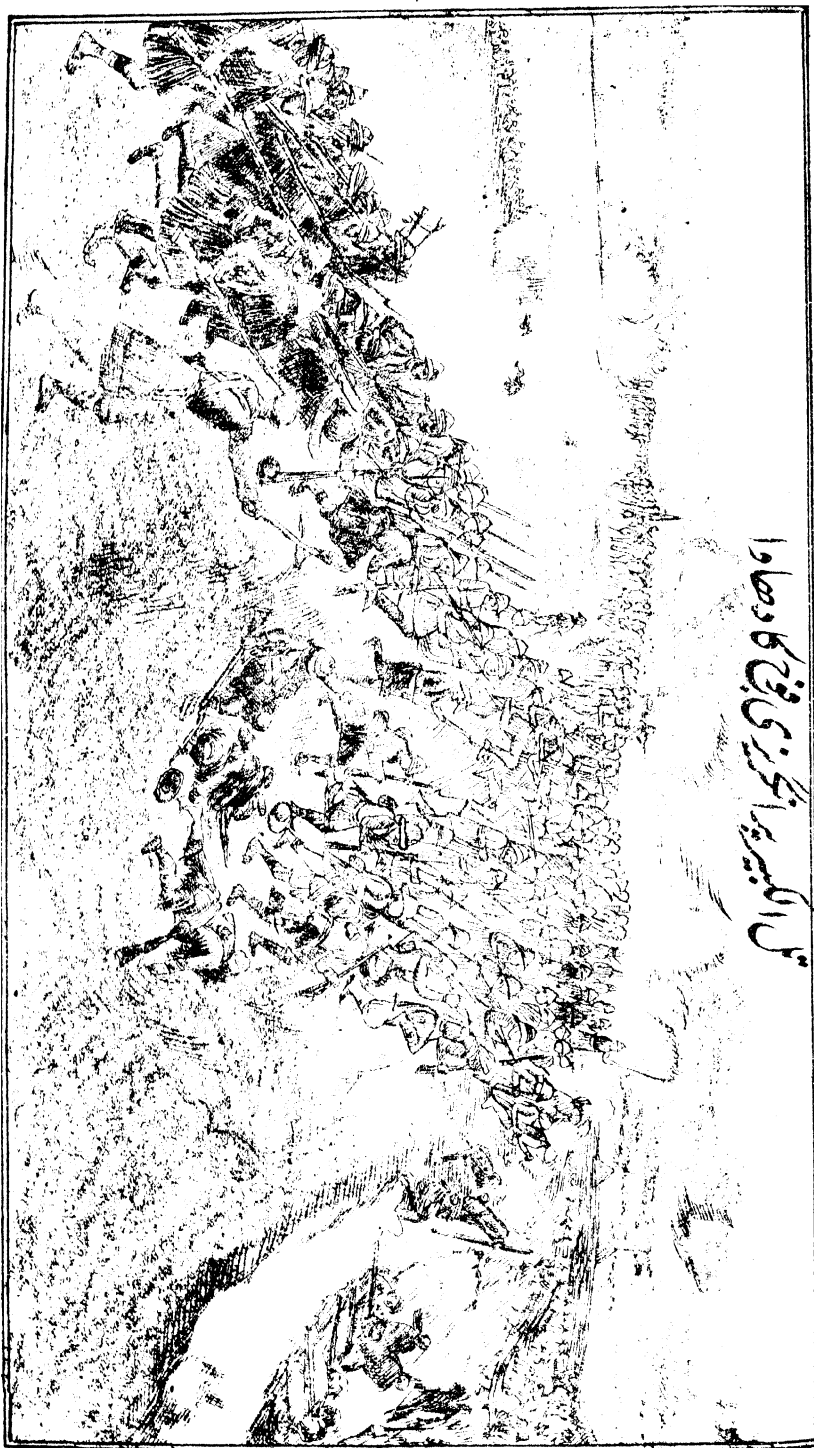
مصری فوج کا ۱۴ ستمبر ۱۸۸۲ء کو قاہرہ کو خالی کرنا
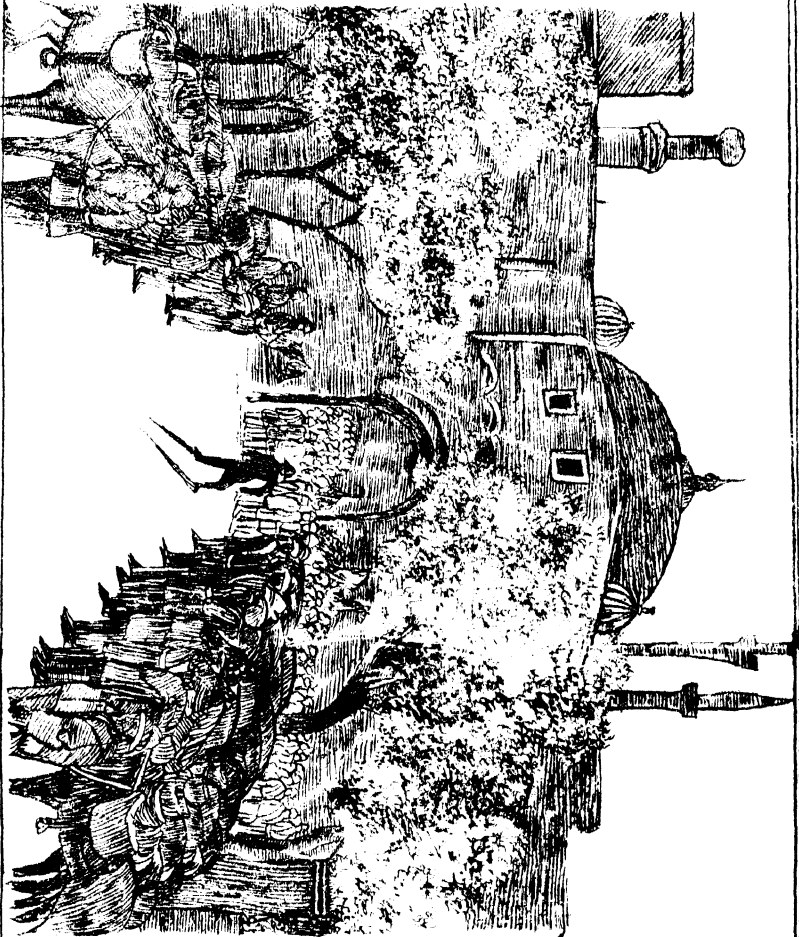
اور انگریزی فوج کا قابض ہونا

عربی پاشا قیدخانۂ قاہرہ میں

پہنچ گئے۔ قاہرہ میں اُسوقت ستائیس ہزار فلاحین مصر اور دس ہزار فوج قلعہ میں موجود تھی مگر کسی نے روک ٹوک نہ کی اور ۱۵ ستمبر کو بے کھٹکے انگریزی فوج بماتحتی وولزلی صاحب قاہرہ میں داخل ہوئی۔ اور ۲۵۔ ماہ مذکور کو خدیو معظم بھی قاہرہ پہنچگئے۔

شہر میں داخل ہونے کے بعد وولزلی صاحب نے یہ تار ولایت کو روانہ کیا:۔

"لڑائی ختم ہوگئی ہے۔ اَور فوج نہ بھیجی جائے۔"

عربی پاشا پر کورٹ مارشل ہوکر سزائے موت کا حکم ہوا۔ مگر یہ سزا جلاوطنی سے تبدیل ہوکر وہ جزیرۂ سراندیپ میں بھیجے گئے جہاں پر اب تک زندہ ہیں۔

مہدی کا آغاز

عربی پاشا کی بغاوت فرو ہونے سے ایک مہینے کے بعد یعنی اکتوبر ۱۸۸۲ء میں خرطوم سے یہ خبر آئی کہ جو فوج عبدالقادر پاشا گورنر جنرل نے مہدی کے مُقابلہ میں بھیجی تھی وہ سب کام آئی اسلیئے اَور فوج بھیجی جائے۔ مہدی کا نام کچھ عرصہ سے سواحلِ نیل پر مشہور ہوتے ہوتے قاہرہ تک پہنچگیا تھا مگر انگریز جو حال ہی میں قاہرہ میں داخل ہوئے تھے اِس نام سے ناآشنا تھے۔

مہدی جس کا اصلی نام محمد احمد تھا۔ ۱۸۴۸ء میں ایک چھوٹے سے جزیرہ میں جو ڈنگولۂ قدیم وحال کے درمیان واقع ہے پیدا ہوا۔ مہدی کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا اور اُس کا باپ کشتی بناتا تھا۔ مہدی کے سنِ بلوغ کو پہنچنے سے پہلے اُسکے والدین جزیرۂ ابا میں جو خرطوم سے شمال کی جانب نیل ابیض پر واقع ہے نقل مکان کر گئے۔ مہدی نے جزیرۂ ابا میں ہوش سنبھالا اور اپنی زندگی ایک غار میں یادِ الٰہی میں بسر کرنی شروع کی۔ ہزارہا آدمی جوق جوق مہدی کے وعظ ونصایح کو سُننے آتے اور رفتہ رفتہ اُس کی خدا پرستی کا شہرہ سوڈان کے مسلمانوں میں پھیل گیا۔

محمدؐ احمد مہدی سوڈانی

مئی ۱۸۸۱ء میں ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی جزیرۂ ابّا میں جمع ہونے لگی مہدی نے وحدانیت اور رسالت کا وعظ کرنا شروع کیا۔ اور اپنے آپ کو ہادی اور رہبر بتایا کچھ عرصہ کے بعد اس مذہبی گروہ نے پولٹیکل رنگ اختیار کیا اور ملک گیری کے واسطے دعوتِ اسلام شروع ہوئی۔ مہدی کا قول تھا کہ "ہم موت کو ایسا ہی چاہتے ہیں جیسا تم زندگی کو۔ موت ہمکو زندگی سے زیادہ پیاری ہے۔ اور سب سے زیادہ عزیز چیز ہمکو موت ہے" مہدی کے ان الفاظ میں کچھ ایسا برقی اثر تھا کہ کچھ دنوں میں ہزارہا آدمی اُس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ مصر کی فوجیں جو سوڈان میں العبید۔ سنار۔ فشوڈا۔ اور کسالا وغیرہ مقامات میں متعین تھیں ایک ایک کر کے

مہدی کی جماعت کا شکار ہو گئیں۔ بہت سے گورنر جنرلوں نے جو خرطوم میں مقیم تھے مہدی کی ترقی کو روکنے کی کوشش کی مگر لاکھوں روپیہ کا صرف اور ہزارہا جانیں اس بہادر گروہ کے نذر ہو گئیں۔ سوڈانیوں نے مہدی کے جھنڈے نیچے جمع ہو کر اپنی بہادری کا وہ سکّہ جمایا کہ مصر اور تمام دنیا میں اُن کا آوازہ گونج اُٹھا اور جسقدر مہم اُنکے مقابلہ میں بھیجے گئے سب کا سوڈان میں خاتمہ ہوا۔

اکتوبر ۱۸۸۲ء میں گورنر جنرل خرطوم نے رپورٹ کی کہ جسقدر مُلک میرے قبضہ میں ہے وہ نکلا چلا جاتا ہے اور اگر کوئی معقول انتظام نہوا تو تمام علاقہ پر مہدی کا قبضہ ہو جائے گا۔ اِس رپورٹ نے مصر میں انتشار پھیلا دیا اور یہ سوال پیش ہوا کہ مصر اُنگلستان کو کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیئے کہ جس سے ملک اس روز افزوں بہادر قوم کے پنجہ سے بچے۔ عرصہ تک یہ معاملہ زیر بحث رہا اور بالآخر یہ قرار پایا کہ سوڈانیوں کے مقابلہ کے واسطے ایک مہم بھیجی جائے۔

سوڈان میں پہلی مہم

جسوقت انگریزی فوج عربی پاشا کو شکست دے کر قاہرہ میں داخل ہوئی تھی مہدی نے صوبۂ کردوفان کے صدر مقام العبید پر محاصرہ کر رکھا تھا۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء میں عبد القادر گورنر جنرل خرطوم کی رپورٹ پہنچنے پر قاہرہ میں یہ قرار پایا کہ عربی پاشا کی فوج کے آدمی جن سے ہتیار لیلیئے گئے تھے مہدی کے مقابلہ میں بھیجے جاویں۔ اِس لیئے ایک مہم بماتحتی جنرل ہکس تیار کی گئی۔ انگریزی والنٹیر جو اِس مہم میں شامل ہوئے اُن کی حالت خوف کی وجہ سے ناگفتہ بہ تھی کیونکہ وہ جانتے

ایتے کہ موت کے منہ میں جانا ہے۔ مارچ ۱۸۸۳ء میں جنرل ہکس دس ہزار فوج کے ساتھ جس میں نو یورپین افسر تھے خرطوم پہنچگئے تاکہ وہاں سے العبید کو روانہ ہوں جو مہدی کے محاصرہ میں تھا۔ اس مہم کے ساتھ لنڈن کے انگریزی اخبارات کے وقائع نگار بھی گئے تھے

ہکس پاشا

۵- نومبر کو العبید سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر مہدی نے ہکس صاحب کی فوج پر حملہ کیا جوں ہی مصری فوج سامنے پہنچی مہدی کی فوج اس طرح اُنپر ٹوٹ پڑی جیسے شکاری جانور اپنے شکار پر گرتا ہے۔ مصری فوج کی تمام قواعد و پریڈ خاک میں مل گئی۔ اور فوج والوں میں اسقدر سراسیمگی پھیلی کہ دوست دشمن کی کچھ تمیز نہ رہی اور ایک دوسرے پر فیر کرنے لگے۔ سوڈانیوں نے چاروں طرف سے اُس فوج کو گھیر لیا اور تلواریں لیکر ٹوٹ پڑے اور آن کی آن میں تمام فوج کے ٹکڑے کر ڈالے۔ جنرل ہکس بھی دادِ شجاعت دے کر مارے گئے۔ نو یورپین افسر اور دس ہزار فوج میں سے ایک بھی سوڈانیوں کے ہاتھ سے بچکر اس مصیبت کی خبر سُنانے قاہرہ نہ پہنچا۔ جسوقت مہدی کی فتح کی خبر مشہور ہوئی تمام افریقہ میں ڈنگولہ سے خط استوا تک

اور بحر قلزم سے میدان صحارا تک یہ خیال پختہ ہو گیا کہ مہدی موعود یہی ہے۔

اس خیال کی تائید زیادہ تر اس وجہ سے ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حضرت امام مہدی کی نسبت ارشاد فرمایا ہے اُس میں سے چند باتیں مہدی سوڈانی کے حالات سے بالکل مطابق تھیں۔ سنن ابوداؤد میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک شخص مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے پیدا ہوگا جس کا نام میرے نام کے مانند اور اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مانند ہوگا اور وہ زمین کو عدل وداد سے بھر دے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمًا لَطَوَّلَ اللّٰہُ تَعَالٰی ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْہِ رَجُلًا مِّنِّیْ اَوْ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِیُٔ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمُ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا ۰

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ باقی رہے دنیا میں سے مگر ایک دن البتہ بڑھا دے اللہ تعالیٰ اُس دن کو یہاں تک کہ بھیجے اُس میں ایک مرد کو مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے مطابق ہوگا نام اُسکا میرے نام سے اور نام اُسکے باپ کا میرے باپ کے نام سے بھر دے گا وہ زمین کو عدل وداد سے جیسی کہ بھری گئی وہ ظلم وجور سے۔

ایک دوسری روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کی والدہ کا نام بھی اپنی والدہ ماجدہ کے نام کے مطابق فرمایا۔

مہدی سوڈانی کا نام محمد احمد۔ باپ کا نام عبد اللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا۔ اِس مطابقت سے سوڈانیوں کو یقین ہوگیا کہ مہدی سوڈانی مہدی موعود ہے۔ مگر مہدی سوڈانی کے اُور بہت سے حالات حدیث شریف کے برخلاف ثابت ہوئے اِسلئے آیندہ یہ عتقاد سوڈانیوں کے دل سے جاتا رہا۔

ہکس پاشا کی فوج کی شکست سے قاہرہ اور انگلستان میں اوداسی چھاگئی۔ ابھی اِس مصیبت کا غم پُورا نہ ہوچکا تھا کہ دوسری آفت کا سامنا ہوا یعنی سواکن کے علاقہ کی طرف جو بحر قلزم پر واقع ہے متوجہ ہونا پڑا۔ مہدی نے اپنے سپہ سالار عثمان دغنہ کو سواکن پر حملہ کرنے کو روانہ کیا جس نے سنکاٹ اور ٹوکر کی مصری فوجوں کو شکست فاش دی اور چاروں طرف سے گھیر کر بالکل نیست و نابود کر دیا۔

عثمان دغنہ سپہ سالار مہدی

۴۔ نومبر ۱۸۸۳ء کو محمد پاشا طاہر ایک مہم سواکن سے لیکر توکر کی فوج کی مدد کے واسطے روانہ ہوئے اور اُن کے ساتھ انگریزی سفیر لینیڈ اک مانکرف بھی تھے سواکن سے روانہ ہونے کے ایک گھنٹہ بعد اس مہم پر جس میں ۵۵۰ آدمی تھے

عثمان دغنہ کے ۱۰۵ آدمیوں نے حملہ کیا اور شکست فاش دی۔ یہ دونوں تاریخیں
۴۔ و ۵۔ نومبر ۱۸۸۳ء انگلستان اور مصر کیواسطے ایک درد انگیز واقعہ کی یادگار رہیں۔

سوڈان پر دوسری مہم

کروفان اور سواکن کے واقعات نے قاہرہ میں ایک ہیبت ناک اثر پھیلا دیا
اور آخرکار جنرل ویلینٹائن بیکر پاشا کی ماتحتی میں سوڈان پر دوسری مہم بھیجنے کی تجویز کیگئی۔

بیکر پاشا

اس مہم میں دو ہزار پیدل اور ۵۲۰ سوار مصری فوج کے اور ۱۰۰ والنٹیر انگریزی
پولس کے اور یورپین افسر شامل تھے۔ بیکر پاشا معہ ۳۷۰۰ فوجی آدمیوں کے
سواکن کے جنوب میں ٹرنکیٹٹ میں جہازوں سے اُترے۔ اور ۴۔ فروری ۱۸۸۴ء
کو آگے روانہ ہوئے۔ جس وقت یہ فوج الطیب کے قریب پہنچی درویشوں نے حملہ کیا
اور الا اللہ کا نعرہ مارکر انگریزی فوج پر آپڑے۔ بیکر پاشا نے یہ دیکھکر رسالہ کو پیچھے ہٹا
لیا اور پیدل سپاہیوں سے حملہ کے روکنے کی کوشش کی مگر مصری سپاہی اور انگریزی

والنٹیر جنکے دلوں میں پہلے ہی سے درویشوں کی ہیبت چھا گئی تھی بالکل ازخود رفتہ
ہوگئے۔ بیکر پاشا نے فوج کو مربع کی شکل میں جما لیا تھا مگر جب دل ہی کام نہ کرے
تو فقط ہاتھ پاؤں کیا کر سکتے ہیں۔ فوج میں درویشوں کا حملہ ہوتے ہی ابتری پھیل گئی
اور میدان سے پیر اُکھڑ گئے نہ کرپ توپوں نے کام دیا اور نہ بندوقوں نے۔ درویشوں
کے نیزوں اور پُرانی وضع کی ڈھال اور تلواروں نے سب کو آگے رکھ لیا مصری فوج
کو نہ اپنی جانوں کی خبر رہی نہ ہتیاروں کی۔ ۴ کرپ توپیں پانچ لاکھ کارتوس اور تین ہزار
بندوقیں عثمان دغنہ کے ہاتھ لگیں ۳۰۰۰ سپاہیوں میں سے صرف ۱۴۰۰ آدمی
پریشان حال ٹرنکٹیٹ پہنچے اور وہاں سے کشتیوں پر سوار ہو کر سواکن لوٹ گئے۔ انگریزی
افسر تمام مارے گئے۔ اِس لڑائی میں عثمان دغنہ کے ساتھ ۱۲۰۰ آدمی تھے۔

بیکر پاشا کی شکست سے انگلستان اور مصر میں اور بھی انتشار پھیل گیا۔ اِس وقت
سواکن کی بھی حالت نازک تھی کیونکہ وہاں پر بہت تھوڑی جمعیت حفاظت کے واسطے
رہ گئی تھی۔ اب مصر اور انگلستان کو بحیرۂ قلزم اور وادی نیل میں مصیبت کا سامنا تھا
کروفان اور درفر ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ خرطوم اور کسالا پر درویشوں نے محاصرہ کر
رکھا تھا۔ اور سواکن چاروں طرف سے مہدی کی فوج سے گھرا ہوا تھا۔ دو لڑائیوں
میں جنمیں انگریزی افسر کمانڈر تھے مہدی کو پوری فتح حاصل ہو چکی تھی۔ مہدی کی
سلطنت خرطوم کے پاس سے چھ سو میل تک پھیل گئی تھی۔ مغرب کی جانب علاقہ کروفان
درفر اور درفرتیت اُس میں شامل ہو گئے تھے۔ مشرق کی طرف حبش تک تمام سنار
اُس میں آ گیا تھا۔ اور شمال و مشرق کی جانب سواکن تک سرحد جا پہنچی تھی۔ مہدی کے
اقبال کا ستارہ عروج پر تھا اور رفتہ رفتہ اُس کا اقتدار اُن صوبجات میں پھیل گیا جو بالائی

بیکر پاشا کا الطیب میں شکست کھانا

نیل پر واقع ہیں۔ کچھ عرصہ میں مہدی کا اثر علاقہ الفشیر تک پہنچ گیا اور سلاطین بے کو جو اُس علاقہ کے حاکم تھے نئی مصیبت کا سامنا ہوا۔ خود سلاطین بے کے افسروں میں بغاوت کا مادہ پیدا ہونے لگا۔ سلاطین بے نے اس خیال سے کہ میرا رسوخ بڑھ جائیگا اور انتظام میں بھی فرق نہ آئے گا۔ مذہب اسلام اختیار کر لیا مگر اس امر کی بالکل امید چھوڑ دی کہ میری فوج مقابلہ میں عہدہ برا ہو سکے گی۔ سلاطین بے نے اپنے بچاؤ کے واسطے یہ چال چلی کہ ایک خط تو دوگل مدیر دارا کے ہاتھ جنرل ہکس کے پاس طلب امداد کے واسطے بھیجا اور دوسرے میں مہدی سے اظہار اطاعت کر کے اپنا علاقہ حوالہ کرنے کی درخواست کی۔ جنرل ہکس کی طرف سے سلاطین بے کو مایوسی ہوگئی کیونکہ جو کاغذات اور انگریزی سپاہیوں کے کپڑے دوگل میدان جنگ سے اُٹھا کر لایا وہ زبان حال سے جنرل ہکس کی مصیبت کا حال بتلا رہے تھے۔ دوگل خود بھی مہدی کے گروہ میں شامل ہوگیا اور واپس آنے پر سلاطین بے کو بھی صلاح دی کہ مہدی کی اطاعت اختیار کریں کیونکہ تمام ملک خرطوم تک مہدی کے قبضہ میں آچکا تھا۔ اور ایسی حالت میں مُقابلہ کرنا بیفایدہ تھا۔ سلاطین بے نے مہدی کی اطاعت اختیار کی اور اُنکو یہ ہدایت ہوئی کہ اپنا نام عبدالقادر رکھیں اور العبید کو آجائیں جہاں پر مہدی کا پورا تسلط ہوگیا تھا۔ اور جبکو مہدی نے اپنا صدر مقام بنا کر گرد و نواح سے ملک دبانا شروع کر دیا تھا سلاطین بے مہدی کی ہدایت کے موافق العبید چلے گئے اور وہاں سے مہدی کے ساتھ خرطوم آ گئے۔ مہدی کے انتقال کے بعد خلیفہ عبداللہ نے سلاطین بے کو اپنے باڈی گارڈ میں ملازم کر کے امدرمان میں رکھا اور جب تک وہ چھپ کر بھاگے امدرمان میں مُقیم رہے۔

جنرل گارڈن کی ماتحتی میں سوڈان پر تیسری مہم

جنرل گارڈن قبل اِس کے کہ آخری مرتبہ خرطوم کو گئے اور ہمیشہ کے لیئے وہاں رہ گئے دو مرتبہ اُس علاقہ کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں رکھ چکے تھے۔

جنرل گارڈن

۱۸۷۴ء میں بجائے سر سیمویل بیکر کے وہ خرطوم کے گورنر جنرل مقرر ہوئے اور پھر دوبارہ ۱۸۷۷ء میں وہاں گئے۔ لیکن ان دونوں مرتبہ مہدی کا ظہور نہیں ہوا تھا اور صرف بردہ فروشی موقوف کرنے اور بدنظمی دور کرنے کے واسطے دونوں مرتبہ جنرل گارڈن کا خرطوم میں تقرر ہوا تھا چونکہ وہ دو مرتبہ اُس علاقہ میں رہ چکے تھے۔ اس لیئے تمام ملک سے اچھی طرح واقف تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھا کر اپنی مستعدی۔ دیانت داری اور بہادری کا ثبوت دیا تھا۔ جب باوجود متواتر فوجکشی اور بیشمار صرف و نقصان کے انگلستان کو اپنے ارادہ میں کامیابی نہوئی تو جنوری ۱۸۸۴ء میں جنرل گارڈن کو خرطوم بھیجنے کی تجویز کی گئی تاکہ سوڈان میں امن قایم کریں اور غور

کریں کہ درویشوں کی روزافزوں قوت کے مقابلہ میں کیا تجویز مناسب ہے۔ انگلستان سوڈان کی حکومت سے اُکتا گیا تھا اس لیئے یہ امر قرار پایا کہ جنرل گارڈن تمام فوجوں کو جو مختلف مقامات میں محصور تھیں نکال لائیں۔ حقیقت میں ایسی نازک حالت میں سوڈان پر مہم لیجانے کی ذمہ واری کرنا ایک سخت اور خطرناک کام تھا۔ اور بڑے سے بڑا بہادر بھی گھبرا جاتا مگر جنرل گارڈن نے نہایت دلیری اور استقلال سے اس کام کو اپنے ذمہ لیا۔ اور اس مہم پر جانے کے واسطے اس طرح تیار ہو گئے جیسا کہ کوئی شخص کسی معمولی کام کے واسطے جاتا ہو۔ میجر ونگیٹ اپنی تاریخ "ہسٹری آف مہدزم" میں جنرل گارڈن کی روانگی کے بابت حسب ذیل تحریر کرتے ہیں :۔

"جنرل گارڈن کا لنڈن سے روانہ ہونا اور قاہرہ پہنچنا یکساں تھا۔ ڈیوک آف کیمبرج اور لارڈ وولزلی اسٹیشن پر روانگی کے وقت موجود تھے مگر اس طرح کہ گویا ایک تیسرا شخص کسی دعوت میں جاتا ہے اس کو رخصت کرتے ہوں جبوقت اسپیشل ٹرین قاہرہ پہنچی ایک مسافر کالا کوٹ پہنے ہوئے گاڑی سے اُترا۔ نہ اُسکے ساتھ کوئی نوکر تھا نہ سامان سفر۔ جو انتظام اور احکامات ضروری تھے اُن سب کے واسطے جنرل گارڈن نے پہلے سے جب وہ جہاز پر تھے لکھدیا تھا۔ قاہرہ کے بُلک اسٹیشن سے موسم سرما میں شام کے وقت جنرل گارڈن ریل پر سوار ہوئے اور جبوقت گاڑی نے حرکت شروع کی جنرل گارڈن۔ کرنل اسٹورٹ۔ اور جنرل گریہم کے بشاش چہرے گاڑی کی دُھندلی روشنی میں نظر آتے تھے۔ اس طرح سے جنرل گارڈن معہ کرنل اسٹورٹ کے اُس سفر دراز پر روانہ ہوئے۔"

جنرل گریہم مقام کورسکو میں جنرل گارڈن اور کرنل اسٹورٹ سے علیحدہ ہوکر

واپس آ گئے تاکہ عثمان دغنہ سے مشرقی ساحل پر لڑیں۔ اسوقت تمام انگلستان کی آنکھیں سواکن پر لگی ہوئی تھیں اور یہ کوشش تھی کہ بیکر پاشا کی شکست کا دھبہ مٹاکر سواکن کو مہدی کی دست درازی سے بچایا جائے۔ فروری ۱۸۸۴ء میں کونسل وزارت انگلستان میں یہ معاملہ پیش ہوا اور بعد غور کامل قرار پایا کہ سواکن کی حفاظت کی جائے۔

اس عرصہ میں انگلستان کو اشتعال دلانے کا ایک دوسرا سبب پیدا ہوا۔ مصر کی جو فوج مقام سنکوٹ میں تھی اُس نے چھ مہینے تک محصور رہ کر مجبور عثمان دغنہ کی فوج پر حملہ کر دیا اور ایک میل تک برابر لڑتی چلی گئی۔ محمد توفیق سپہ سالار فوج معہ تمام ہمراہیوں کے اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس خبر نے انگلستان اور مصر میں اور بھی جوش پھیلا دیا۔ اور ٹوکر کی فوج کی امداد کے واسطے تیاری شروع ہوئی جو ابھی تک گھری ہوئی تھی۔ سر جیرلڈ گرہیم کی ماتحتی میں ایک انگریزی مہم بھیجنے کی تجویز ہوئی۔ مصری فوج درویشوں کے مقابلہ سے تنگ آ گئی تھی اور متواتر زکیں اُٹھا رہی تھی۔ اس لیئے اِس مہم میں انگلستان نے انگریزی فوج تیار کی اور یہ پہلا موقع تھا کہ انگریزی رجمنٹوں کو عثمان دغنہ اور مہدی کی فوج سے مقابلہ کا اتفاق پڑا۔ انگلستان اِس مہم کے نتیجہ کو کامیابی کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا مگر جو لڑائی انگریزی فوج اور درویشوں کے درمیان ہوئی اُس نے انگلستان کو متحیّر کر دیا۔

جنگ الطیب و تمائی

سر گریہم کی مہم کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا گیا تھا۔ چار ہزار گوروں کی فوج اُن کے واسطے تیار کی گئی۔ اور باربرداری اور رسد وغیرہ جسقدر درکار تھی تمام مصری فوج نے مہیا کی۔ سر گریہم معہ اپنی فوج کے سواکن سے چند میل جانب جنوب بندرگاہ ٹرنکیٹیٹ میں لنگرانداز ہوئے اور وہاں سے براہ خشکی ٹوکر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں مقام الطیب کے قریب عثمان دغنہ کی فوج سے مُقابلہ ہوا۔ انگریزی فوج ایک جگہہ رُک گئی اور اِس بات کی مُنتظر رہی کہ درویش بڑھکر مُقابلہ کریں گے۔ مگر عثمان دغنہ کے آدمی بندوقوں اور دو کرپ توپوں سے جو اُنہوں نے ایک چھوٹا سا قلعہ بناکر اُسپر چڑھالی تھیں فیر کرتے رہے۔ جنرل بیکر جو انگریزی فوج کے ساتھ تھے زخمی ہوئے۔ انگریزی افسر نے فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اسوقت انگریزی فوج کو درویشوں کے مُقابلہ کی حقیقت نظر آئی۔ عثمان دغنہ کے آدمیوں نے تلوار اور نیزوں سے انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ انگریزی فوج نے مربع کی شکل میں صف بندی کی تھی۔ اِس لیئے کبھی ایک ایک اور کبھی اکٹھے ہوکر درویش سنگینوں کی آہنی دیوار پر حملہ کرتے تھے۔ آدھ گھنٹہ کی سخت لڑائی کے بعد انگریزی فوج درویشوں کے قلعہ تک پہنچگئی اور جو توپیں بیکر پاشا کی شکست کے بعد درویشوں کے ہاتھ لگی تھیں وہ انگریزوں نے واپس چھین لیں۔ رات کو فوج وہاں مُقیم رہی اور صبح کو ٹوکر میں داخل ہوئی۔

الطینب کی دوسری لڑائی - ۲۹ - فروری سنہ ۱۸۸۴ء

ٹوکر میں چند روز آرام لینے کے بعد جنرل گریہم نے تمائی پر حملہ کیا جس کو عثمان دغنہ نے اپنا صدر مقام بنا رکھا تھا۔ تمائی میں انگریزی فوج سے سخت لڑائی ہوئی۔ فوج کے دو حصے مربع کی شکل میں آراستہ کیئے گئے پہلے مربع کو عثمان دغنہ کے آدمیوں نے بالکل منتشر کردیا اور بہت سے آدمی مارے گئے مگر دوسرا مربع درویشوں کے حملہ کو روکتا رہا اور اس عرصہ میں پہلے مربع کو بھی جمع ہوکر صف بندی کرنے کا موقع مل گیا۔ جس وقت دونوں حصے جمع ہوگئے فوج آگے بڑھی۔ اور عثمان دغنہ کے آدمیوں کو اُس نالہ سے نکال دیا جہاں سے اُنھوں نے حملہ کیا تھا۔ انگریزی فوج نے تمائی میں پہنچکر تمام مکانات اور کیمپ کو جلاکر خاک سیاہ کردیا۔ اس لڑائی میں انگریزی فوج نے خوب دل توڑکر کام دیا۔ اور اُنکو اچھی طرح سے اندازہ ہوگیا کہ کیسے سخت دشمن سے اُنکو واسطہ پڑا ہے۔ دونوں لڑائیوں میں ۳۳ انگریزی افسر اور ۷۰۵ سپاہی مجروح و مقتول ہوئے۔

تمائی کی فتح کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے جنرل گریہم کی فوج کا کچھ حصہ بربر بھیجا جائے مگر اس ارادہ کو ترک کرنا پڑا کیونکہ سواکن سے بربر تک تمام علاقہ درویشوں کے قبضہ میں تھا اور اُس علاقہ میں ہوکر امن اور کامیابی کے ساتھ گزرنے کی بہت کم امید تھی۔ نیز سواکن سے تعزیری مہم کا چلا جانا بہت مضر ثابت ہوا تھا کیونکہ دوسرے ہی سال وہاں پھر لڑائی شروع ہوگئی تھی۔ اس لئے تمائی سے فوج کا لیجانا مناسب نہ سمجھا گیا۔

جنگ تمائی ۱۳ مارچ ۱۸۸۴ء
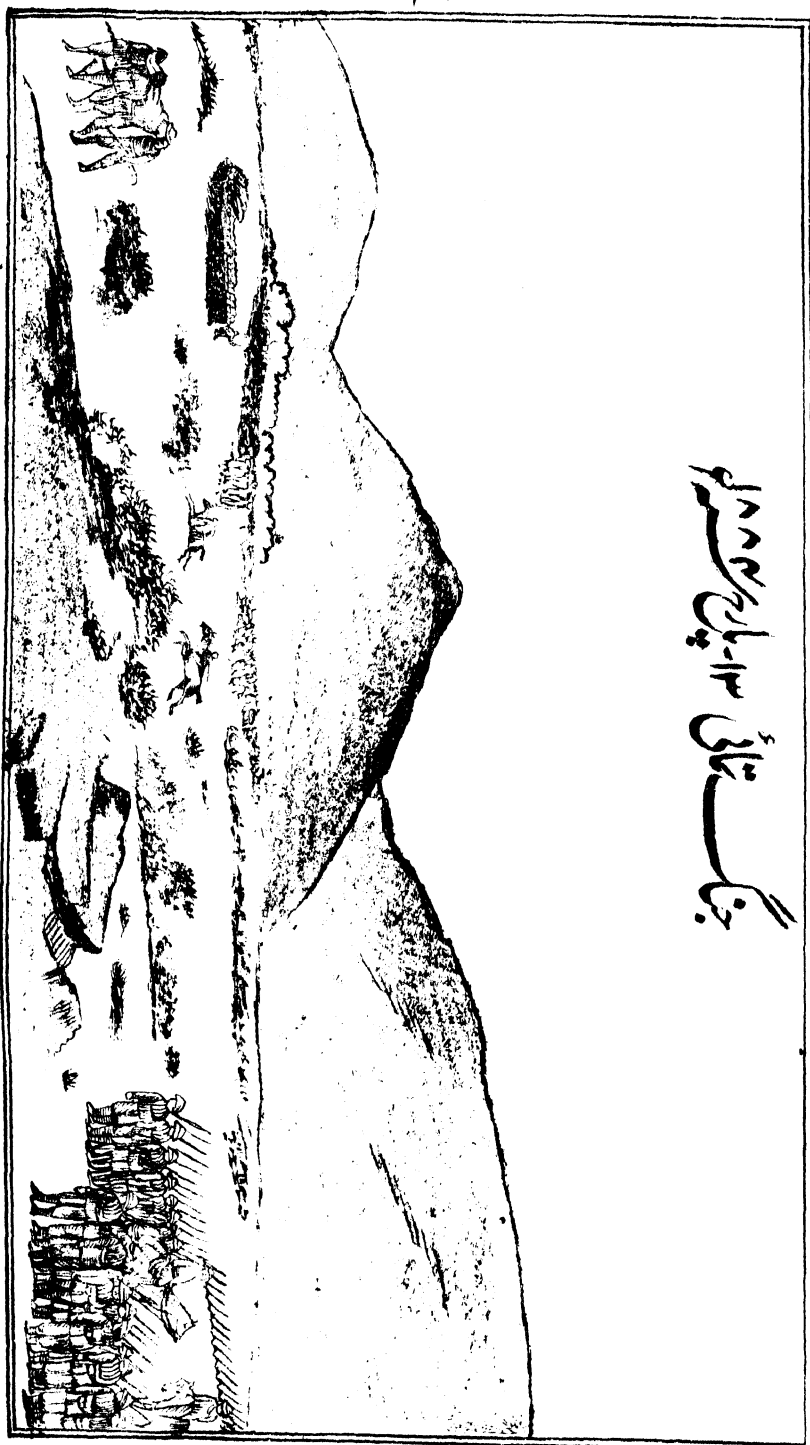
محاصرۂ خرطوم

جسوقت الطیب اور تمائی کی لڑائی ہورہی تھی جنرل گارڈن کو خرطوم میں
پہنچے ہوئے بہت تھوڑا زمانہ ہوا تھا۔ خرطوم میں انگریزی اور مصری سپاہی جنرل
گارڈن کے پہنچنے سے بہت خوش ہوئے لیکن یہ خوشی چندروزہ تھی اور جنرل گارڈن کو
بہت جلد ایک نئے فکر کا سامنا ہوا۔ خرطوم میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ انگریزی گورنمنٹ
نے مصر کو لیکر خرطوم کو بالکل چھوڑ دیا ہے تاکہ اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرے اور
جنرل گارڈن کا خرطوم آنا صرف دفع الوقتی اور حیلہ سازی ہے۔ اس خبر نے
خرطوم میں ایک عجیب پریشانی پھیلادی۔ اور ہر طرف سے نالہ و فریاد کی آواز آنے لگی

گورنمنٹ ہاؤس خرطوم جس میں جنرل گارڈن رہتے تھے
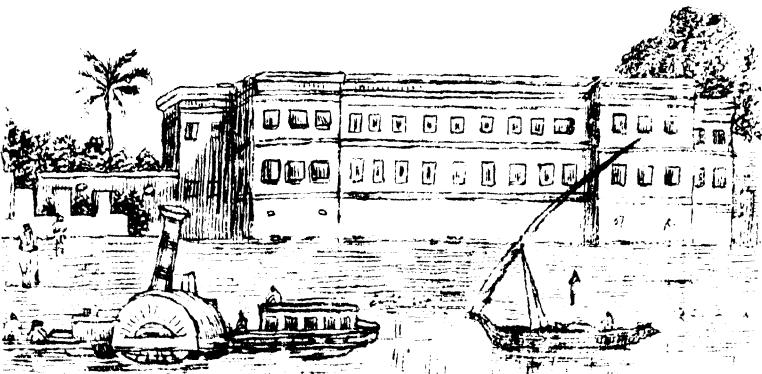
جنرل گارڈن نے یہ کیفیت دیکھکر خرطوم کے محاصرہ کی تیاری کی اور کئی مہینے کا سامان جمع کرکے شہر کے مورچوں کی درستی کرلی - کیونکہ انکو یقین ہوگیا تھا کہ فوج بالکل بے اطمینان ہوگئی ہے اور اسکو خرطوم سے نکالکر قاہرہ لیجانا دشوار ہوگیا تھا -

چند روز کے بعد مہدی نے جنرل گارڈن کے نام مندرجۂ ذیل پیام بھیجا :-

" تم اپنے آپ کو حوالہ کردو اور سچے مذہب کے پیرو بنجاؤ جس سے تمکو دین و دنیا کی عزت ملے اور تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی جان بچے ورنہ تم سب کے ساتھ اپنی جان دے بیٹھو گے - میں تمھارے واسطے کپڑوں کا ایک جوڑا - ایک پیٹی اور ایک تسبیح بھیجتا ہوں - یہ اُن لوگوں کی پوشاک ہے جنھوں نے دنیا اور مافیہا کو ترک کردیا ہے - اگر تم دل سے چاہتے ہو کہ خدا کے پاس آؤ اور نیک زندگی بسر کرو تو فوراً ان کپڑوں کو پہنکر یہاں آجاؤ اور دائمی خوش نصیبی حاصل کرو "

اس پیغام کا جواب جنرل گارڈن نے صرف یہ دیا کہ " میں اب تم سے اور زیادہ خط وکتابت نہیں کرسکتا "

ایک مہینے کے بعد یعنی اپریل ۱۸۸۴ء میں جنرل گارڈن نے سر اِویلن بیرنگ کو ایک چٹھی میں یہ تحریر کیا :-

" جب تک ممکن ہوگا میں خرطوم کو نہ چھوڑونگا - اور حتی الامکان فساد بھی فرو کرونگا اور جب یہ نہو سکے گا تو یہاں سے چلا جاؤنگا اور یہ الزام ہمیشہ تمھارے اوپر رہے گا کیونکہ تم نے سنار - کسالا - ڈنگولہ - اور بربر کے قلعوں کو خالی کردیا حالانکہ یہ یقینی امر تھا کہ تم مہدی کی قوت کو توڑ دوگے "

مہدی کی فوج نے مئی ۱۸۸۴ء میں بربر کو فتح کیا اور دور و نزدیک کے تمام نادر شاہی

لوٹ مار ہوتی رہی۔ قاہرہ کو جو تار کا سلسلہ جاتا تھا وہ کاٹ ڈالا گیا اور آیندہ جنرل گارڈن اور اُن کی فوج کے حالات پر پردہ ڈھک گیا۔ انگریزی فوجوں پر جو جنرل گارڈن اور کرنل اسٹورٹ کی ماتحتی میں سوڈان میں موجود تھیں درویشوں کے نیزوں کی گھٹا چھا گئی۔ جنرل گارڈن اور کرنل اسٹورٹ ایک ایسی سلطنت پر تسلط قایم کرنے کی کوشش کرتے تھے جو دوسروں کے ہاتوں میں پہنچ چکی تھی اور اسلیئے اُنکے تمام ارادوں اور کوششوں کا منتہیٰ ناکامی تھا۔

سنہ ۱۸۸۴ء کی موسم سرما میں جنرل گارڈن کے متعلق کچھ خبر قاہرہ میں نہ پہنچی جس سے روز بروز فکر بڑہتا گیا۔ مہدی کی فوج نے بربر فتح کرکے ڈنگولہ پر اپنا قبضہ کرلیا مگر مصطفےٰ پاور مدیر ڈنگولہ نے بڑی دلیری سے اُسکے حملہ کو روکا۔ موسم برسات میں جب رود نیل میں طغیانی ہوئی جنرل گارڈن نے ارادہ کیا کہ بذریعہ کشتیوں کے قاہرہ سے سلسلہ خط وکتابت جاری کریں۔ اِس لیئے کرنل ہیل اسٹورٹ کے ہاتھ جو مسٹر پاور سفیر انگریزی۔ اور ایم ہرلن سفیر فرانسیسی کے ساتھ جہاز عباس پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ مفصل رپورٹ قاہرہ بھیجی۔ روانگی خرطوم سے آٹھ روز بعد ۱۸ استمبر سنہ ۱۸۸۴ء کو جہاز عباس ایک چٹان سے ٹکرا گیا۔ اور ہرچند ملاحوں نے کوشش کی کہ سلامتی سے نکال لیں مگر اُسی جگہہ ڈوب گیا۔ کرنل اسٹورٹ معہ اپنے ساتھیوں کے کشتیوں میں سوار ہوکر کنارہ پر پہنچے اور موضع ہبہ میں چلے گئے جہاں پر گاؤں والوں نے سازش کرکے اُن سب کو مار ڈالا۔ اور قاہرہ تک جنرل گارڈن کی خبر پہنچانے کو ایک بھی نہ بچا۔

جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے سوڈان پر چوتھی مہم

جنگ ابو کلیہ و غبات

جس وقت کرنل اسٹورٹ کے مارے جانے کی خبر قاہرہ اور انگلستان میں پہنچی اور ساتھ ہی یہ معلوم ہوا کہ جنرل گارڈن خرطوم میں گھرے ہوئے ہیں۔ انگلستان نے ایک امدادی مہم خرطوم کو بھیجنے کا ارادہ کیا۔ یکم ستمبر ۱۸۸۴ء کو مسٹر گلیڈسٹون نے جو اُس وقت وزیر اعظم تھے ایک تقریر میں بیان کیا کہ گورنمنٹ انگلستان اس امر پر غور کر رہی ہے کہ جو خدمات جنرل گارڈن نے انجام دیں اُن کا شکریہ کس طرح سے ادا کیا جائے۔ کامل غور اور بحث کے بعد یہ امر قرار پایا کہ جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے ایک مہم باتحتی لارڈ وولزلی بھیجا جائے۔ جنرل اسٹیفنسن کمانڈنگ افواج قاہرہ نے یہ تجویز پیش کی کہ مہم براہ بحیرۂ قلزم بندرگاہ ٹرنکیٹٹ پر اُترے اور وہاں سے براہ سواکن و بربر خرطوم کو جائے کیونکہ سواکن سے بربر تک براہ خشکی اور بربر سے براہ رود نیل خرطوم تک ۴۸۰ میل کا فاصلہ تھا اور قاہرہ سے رود نیل میں ہو کر خرطوم جانے میں ۱۶۵۰ میل کا سفر ہے مگر گورنمنٹ انگلستان نے لارڈ وولزلی کی رائے پر چھوڑا کہ جس راہ سے وہ پسند کریں مہم کو لے جائیں۔ لارڈ وولزلی نے نیل کا راستہ پسند کیا۔ دریا کے راستہ سے اسقدر دور دراز ایسی بڑی مہم کا جانا ایک تعجب خیز بات تھی اور عام طور پر یہ تجویز دلچسپی سے دیکھی جاتی تھی۔ آٹھ سو کشتیاں اس مہم کے واسطے تیار کیگئیں۔ کک اینڈ سنز کمپنی کو باربرداری کا ٹھیکہ دیا گیا اور کینڈا کے ملاح جو اپنے فن میں کامل خیال کیئے جاتے تھے ملازم رکھے گئے لارڈ وولزلی کو گورنمنٹ انگلستان نے حکم دیا

جنرل گارڈن کو خرطوم سے لے آویں اور اُسکے بعد مہدی سے کوئی تعرض نکریں کیونکہ یہ طے کرلیا ہے کہ مصر کی حکومت وادی حلفہ تک رہے گی۔ اور سوڈان کی قسمت درویشوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیجائے حقیقت میں درویشوں کی قوت اسقدر بڑھ گئی تھی کہ گورنمنٹ انگلستان کو سوائے اسکے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ ہزارہا فوج۔ لاکھوں روپیہ اور سینکڑوں یورپین افسروں کی قیمتی جانیں درویشوں کے جوش کے نذر ہوئیں اور تمام کوششیں ناکام رہیں۔

۹ ستمبر ۱۸۸۴ء کو لارڈ وولزلی اسکندریہ پہنچے اور ۲۹۔ ماہ مذکور کو قاہرہ سے سوڈان کی طرف روانہ ہوئے۔ دریائے نیل جو اتنی بڑی مہم کا گذرگاہ تھا ایک عجیب منظر بن رہا تھا۔ ایک طرف کشتیوں پر مصری جھنڈے ہوا میں لہرا رہے تھے۔ اور دوسری جانب دُخانی جہازوں کی چمنیوں سے دھواں نکل کر سیاہ بادل کی طرح آسمان پر چھا رہا تھا۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی کشتیوں کے بادبانوں اور دُخانی جہازوں کے لمبے لمبے مستولوں سے دریا بھرا ہوا نظر آتا تھا۔

قاہرہ سے روانہ ہوکر یہ مہم ۳۔ نومبر کو ڈنگولہ پہنچا اور وہاں پر لارڈ وولزلی نے محمد یاور مدیر ڈنگولہ کو جس نے مہدی کے حملہ کو روکا تھا۔ کے۔ سی۔ ایم۔ جی کا تمغہ و خطاب عطا کیا۔ محمد یاور نے تمغہ پہننے کے وقت نہایت انکساری سے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ اعزاز میری حیثیت اور لیاقت سے زیادہ ہے۔ میں اپنے آپ کو اس کے قابل نہیں سمجھتا۔ مگر سُنا ہے کہ جس وقت عطائے خطاب کا جلسہ ہوچکا محمد یاور نے غسل کیا اور تمام کپڑے بدل ڈالے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے مزاج میں تعصب بہت تھا اور عیسائی کا ہاتھ لگانا باعث نجاست سمجھتا تھا۔

یکم نومبر کو سر ایولن بیرنگ کے پاس قاہرہ میں ایک خط جنرل گارڈن کا پہنچا جو ۱۳۔جولائی کا لکھا ہوا تھا۔اس خط میں جنرل گارڈن نے لکھا تھا کہ "ہم خیریت سے ہیں اور چار مہینے تک خرطوم کو قبضہ میں رکھ سکتے ہیں"۔جو وقت خط پہنچا چار مہینے گذر چکے تھے اس لئے اور بھی زیادہ فکر ہوا۔ماہ دسمبر میں انگریزی مہم مقام کورٹی میں پہنچنا شروع ہوگئی اور بڑے دن تک تمام فوجیں وہاں جمع ہوگئیں۔جنرل گارڈن کے چار مہینے گذر چکے تھے اور ہنوز امدادی مہم خرطوم سے بہت دُور تھی۔کورٹی سے لارڈ وولزلی نے گورنمنٹ کو ذیل کی مُراسلت روانہ کی :-

"اس امر کا سخت افسوس ہے کہ میں اس مقام پر پہلے سے نہ پہنچ سکا۔ اس جگہ سے جو سمندر سے براہ نیل چودہ سو میل ہے میری روانگی میں توقف کی وجہ یہ ہوئی کہ کافی سامان رسد جمع ہونے میں دقت پیش آئی کیونکہ ایک ایسے مقام پر جو عرصہ سے محصور ہے اور جس میں رسد کی بہت کمی ہے اور گرد و نواح کا تمام علاقہ ویران ہوگیا ہے بغیر کافی سامان کے فوج کا لیجانا مُناسب نہیں ہے"۔

حقیقت میں اس مہم کے انگلستان سے روانہ ہونے میں بہت دیر ہوئی۔ اول مسٹر گلیڈسٹون کو اس بات کے سوچنے میں کئی ہفتہ گذر گئے کہ کس طریقہ سے جنرل گارڈن کی خدمات کا شکریہ ادا کیا جائے۔اور جب مہم بھیجے جانے کی تجویز ہوئی تو بہت زیادہ وقت ضروری سامان کی فراہمی میں صرف ہوگیا۔ یہ ایسی غلطی تھی کہ جس پر انگلستان کو ہمیشہ پچھتانا پڑا اور بڑا الزام اس دیر کا مسٹر گلیڈسٹون کی وزارت پر ہے۔

مقام کورٹی میں لارڈ وولزلی نے اپنی فوج کے دو حصے کیئے۔ایک کو کورٹی سے

براہ خشکی متمہ تک اور وہاں سے کشتیوں پر سوار ہو کر خرطوم پہنچنے کا حکم دیا اور دوسرا براہ رود نیل بربر ہو کر خرطوم جانے کے واسطے رہا۔ کورٹی سے متمہ کا فاصلہ ۱۰۵ میل ہے اور خرطوم جانے کا اس سے سیدھا کوئی راستہ نہیں ہے چونکہ دریا کے راستہ سے سفر کرنے میں اندازہ سے زیادہ وقت صرف ہو گیا تھا اور نیز جنرل گارڈن کی تحریر سے بہت تشویش تھی اس لیئے یہ خیال کیا گیا کہ فوج کا پہلا حصہ سیدھے راستہ سے خرطوم پہنچکر جنرل گارڈن کی جان بچائے۔ یہ حصہ سرہربٹ اسٹورٹ کی ماتحتی میں رکھا گیا۔ فوج کے دوسرے حصہ سے یہ غرض تھی کہ اول ہمداب کے گرد و نواح میں بلوائیوں کی سرزنش کرے اور اس کے بعد ہبہ والوں کو سزا دے جنہوں نے کرنل اسٹورٹ وغیرہ کو مار ڈالا تھا۔ اور پھر وہاں سے ابو حامد پر قبضہ کرے اور کورسکو تک سڑک کی حفاظت کرے تاکہ وہاں سے سامان رسد بربر کے حملہ کے واسطے جمع ہو جائے لارڈ وولزلی کی یہ تجویز دور اندیشی پر مبنی تھی مگر وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا اور خرطوم کے وقوعہ سے جسکا ذکر آگے آئیگا تمام امیدوں کا خون ہو گیا۔

توان بر کلہ زد مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید

لارڈ وولزلی کی تجویز کے موافق ۳۰۔ دسمبر ۱۸۸۴ء کو سرہربٹ اسٹورٹ کی فوج کا کچھ حصہ جس میں ۱۲۰۰ آدمی اور ۲۰۰۰ اونٹ تھے کورٹی سے غدکل کو روانہ ہوا۔ کورٹی سے روانہ ہونے کے ۷۴ گھنٹہ کے بعد فوج غدکل پہنچ گئی جو ۹۵ میل تھا۔ ۲۔ جنوری ۱۸۸۵ء کو یعنی جس روز فوج وہاں پہنچی سر اسٹورٹ نے ۴۰۰ آدمی گارڈز اور انجینیرز کے کنووں کی مرمت اور قلعوں کی تعمیر کے واسطے

وہاں چھوڑ دیئے اور خود کورٹی سے واپس چلے آئے جہاں ۵- ماہ مذکور کو پہنچ گئے -

اِس اثنا میں لارڈ وولزلی کے پاس کاغذ کے ایک چھوٹے سے پرچے پر جنرل گارڈن کا لکھا ہوا یہ پیغام آیا کہ :-

"خرطوم میں خیریت ہے - سی-جی گارڈن - ۱۴- دسمبر ۱۸۸۴ء"

یہ تحریری پیغام تھا مگر دہوکہ دینے کے واسطے تھا - اِس خیال سے کہ شاید مہدی کے ہاتوں نہ پڑ جائے - اصل پیغام جو زبانی سُنانے کیواسطے قاصد کو کہا گیا تھا وہ حسب ذیل تھا :-

"ہماری فوج کو خوراک کی کمی سے سخت تکلیف ہے - جو خوراک ہمارے پاس ہے وہ بہت قلیل ہے یعنی کچھ تھوڑا سا غلہ اور بسکٹ - ہماری خواہش ہے کہ تم جلد آؤ"

جس وقت جنرل گارڈن نے یہ پیغام بھیجا ایک دوسرا خط اپنے ایک دوست کے نام قاہرہ روانہ کیا اُس میں لکھا تھا کہ "بس اب خاتمہ ہے - یقین ہے کہ دس روز میں

ہمکو مصیبت کا سامنا ہوگا۔ اگر اہلِ ملک اپنے ارادوں سے پُورے طور سے آگاہ کرتے رہتے تو یہ نوبت نہ آتی۔ سی۔جی۔گارڈن"

۸۔جنوری کو سر اسٹورٹ پھر عدکل کو روانہ ہوئے اور ۱۲ کو وہاں پہنچگئے ۱۴۔ماہ مذکور کو فوج ابوکلیہ کو روانہ ہوئی اور عدکل کی حفاظت کے واسطے ۴۰۰ آدمی سکس رجمنٹ کے چھوڑ دیے گئے جو فوج ابوکلیہ کو روانہ ہوئی اُس میں ۱۶۰۰ سپاہی ۳۴۰ ساربان اور ۲۸۸۰ اونٹ تھے۔

۱۶۔جنوری کو کرنل بارو نے سر ہربرٹ اسٹورٹ کے پاس یہ رپورٹ بھیجی کہ ابوکلیہ سے شمال و مشرق کی جانب پہاڑیوں پر مہدی کے آدمی نظر آتے ہیں اُسی روز دو بجے کے وقت فوج ابوکلیہ سے روانہ ہوکر تین میل کے فاصلہ پر پہنچگئی اور اسوقت متمہ سے قریب ۲۶ میل کے اور خرطوم سے ۱۲۰ کے فاصلہ پر تھی۔ درویشوں کی فوج انگریزی فوج سے ۴ میل کے فاصلہ پر مقیم تھی اور اُن کا کمپ نشانوں کی قطار سے صاف معلوم ہوتا تھا۔

۱۷ کی صبح کو نو بجے تک سر اسٹورٹ نے اِس امر کا انتظار کیا کہ درویش خود حملہ کرینگے مگر وہ آگے نہ بڑھے اور اِس لیئے سر اسٹورٹ نے انگریزی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا۔ جسوقت پندرہ سو گز کے فاصلہ پر درویشوں کا کمپ رہ گیا انگریزی توپوں سے فیر ہونے شروع ہوئے۔ اسپر درویشوں نے یکایک حملہ کیا۔ پانچہزار آدمی ادس تیزی اور سرگرمی سے انگریزی فوج پر بڑھے جیسے کہ جنگ تمائی میں حملہ آور ہوئے تھے۔ حملہ کرتے وقت اُن کے نعروں کی آواز سے تمام میدان گونج اُٹھا۔ یہ لڑائی دست بدست ہوئی۔ بندوقوں کی باڑھوں نے حملہ آور درویشوں کو بہت نقصان

پہنچایا تاہم وہ فوج کے اندر گھس گئے اور سنگین اور نیزوں کی لڑائی ہونے لگی۔ کئی
گھنٹہ کی سخت لڑائی کے بعد مہدی کی فوج کے پیر اُکھڑ گئے اور میدان انگریزوں کے
ہاتھ رہا۔ اِس لڑائی میں درویشوں کے بارہ سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ انگریزی
فوج میں ۹ افسر اور ۶۵ نان کمیشنڈ افسر و سپاہی مارے گئے اور ۸۵ زخمی ہوئے۔ رات کے
وقت فوج اُسی میدان میں بغیر خیموں کے پڑی رہی اور کھانا بھی نصیب نہ ہوا۔ ۱۸
کی صبح کو جبوقت سامان پیچھے سے آگیا۔ فوج کو ۲۴ گھنٹہ کے بعد کھانا ملا۔ کھانے
سے فارغ ہونے اور کچھ آرام لینے کے بعد فوج آگے بڑھی۔ ۱۹ کو درویشوں کی
فوج پھر سامنے نظر آئی۔ انگریزی افسروں نے فوج کو مربع کی شکل میں جما لیا۔ باربرداری
کے اونٹ مربع کے وسط میں رہے۔ سر اسٹورٹ نے اونٹوں کی کاٹھیوں اور
سامان کے صندوقوں کو مورچہ کی شکل میں جمع کرا دیا تاکہ فوج کو پناہ ملے۔ درویشوں
نے اس مرتبہ فوج کی لمبی قطار بنا کر فیر کرنے شروع کیئے۔ دس بجے کے قریب
سر اسٹورٹ ایک کاری زخم سے بیکار ہو کر گر پڑے اور فوج کی کمان سر چارلس ولسن
نے لی

سر چارلس ولسن۔ آر۔ای
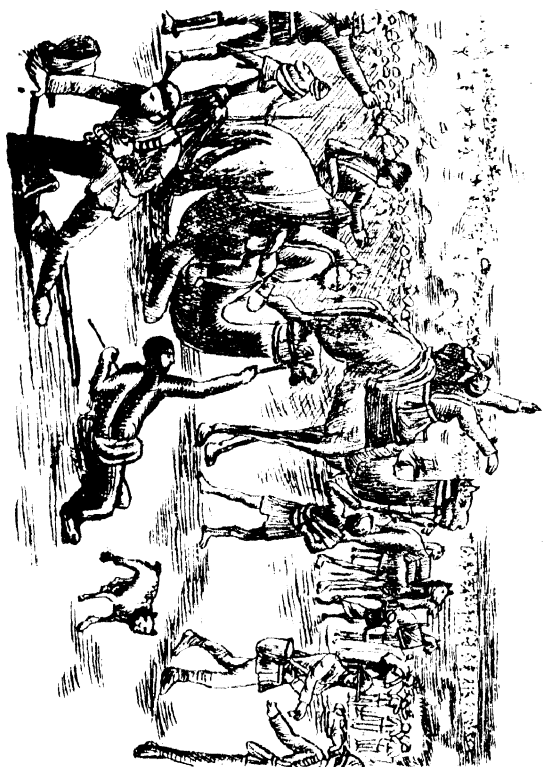
جنگ غبات ۱۹ جنوری ۱۸۶۵ء

سر چارلس نے ارادہ کیا کہ اِس مقام کو محفوظ کر کے تھوڑی سی فوج وہاں چھوڑ دیں اور باقی فوج لیکر نیل کی طرف بڑھیں مگر درویشوں کی آتش باری سے تمام مورچے مسمار ہو گئے۔ اخبار اسٹینڈرڈ اور مارننگ پوسٹ کے وقائع نگار مسٹر کیمرن اور ہربرٹ اِس لڑائی میں کام آئے۔ سہ پہر کے وقت ۲ بجے کے قریب انگریزی فوج نے جس کی تعداد ۱۲۰۰ تھی بڑھنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی یہاں تک کہ اچھی طرح درویشوں کی زد میں پہنچ گئی جو متواتر گولیوں کی آگ برسا رہے تھے۔ اِسوقت درویشوں نے نیزوں سے حملہ کیا مگر انگریزی بندوقوں سے اِس مُستعدی اور پھرتی سے جواب دیا گیا کہ تین سو گز کے فاصلہ پر آنے سے پہلے درویشوں کو پسپا ہونا پڑا۔ غروب آفتاب کے قریب انگریزی فوج کے درماندہ آدمی دریائے نیل پر پہنچے جہاں عرصہ کے بعد اُن کو پانی نصیب ہوا۔ فوج نے رات اُسی جگہ بسر کی۔ اور دوسرے روز موضع عُبات پر جو متمہ کے قریب ہے قبضہ کر لیا۔ جو مختصر حصہ فوج کا ابو کلیہ میں رکھا گیا تھا وہ بھی شامل ہو گیا اور اِس طرح امدادی مہم کا وہ حصہ جو کورتی سے روانہ ہوا تھا عبات میں جمع ہو گیا۔

۲۱۔ جنوری ۱۸۸۵ء کو چار مصری دُخانی جہاز خرطوم کی طرف سے دریائے نیل میں آتے ہوئے نظر پڑے۔ انگریزی فوج نے اُنکو دیکھکر خوشی کے نعرے بلند کیے افسران جہاز نے فوج میں پہنچکر یہ پیغام پہنچایا:۔

"خرطوم میں بالکل خیریت ہے اور برسوں تک محفوظ رہ سکتا ہے۔

سی۔ جی۔ گارڈن ۲۹۔ دسمبر ۱۸۸۴ء"

یہ پیغام بھی ایک کاغذ کے چھوٹے سے پرچہ پر لکھا ہوا تھا اور مثل سابق اُس سے

یہ غرض تھی کہ اگر درویشوں کے ہاتھ لگ جائے تو اُنکو جنرل گارڈن کی قوت کا اندازہ ہو اور یکایک خرطوم پر حملہ کرنے کا حوصلہ نہو۔ یہ پیغام صرف درویشوں کو دھوکہ دینے کے واسطے تھا۔ اصل پیغام جو افسر اعلیٰ مہم امدادی کے نام ۱۴۔ دسمبر کا لکھا ہوا تھا وہ یہ تھا:۔

"جہاں تک مجھسے ہو سکتا تھا میں نے خرطوم کے بچانے کی کوشش کی۔ لیکن اب میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے خیال میں حالت بہت نازک ہوگئی ہے اور قریباً درجۂ مایوسی کو پہنچ گئی ہے۔ میں ہرمجسٹی کی گورنمنٹ سے ناراض ہوکر نہیں کہتا بلکہ جو کچھ اصل حقیقت ہے وہ بیان کی ہے۔ اگر یہ شہر درویشوں کے قبضہ میں آجائے تو یہ امر قابل غور ہوگا کہ آیا مہم کا آگے بڑھنا مناسب ہے یا نہیں کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ خرطوم کے فتح ہونے سے کسالا اور سنار بھی ہاتھ سے نکل جائیں گے"۔

مصری افسروں نے جو جہازوں پر آئے تھے سر چارلس ولسن سے یہ رپورٹ کی کہ خرطوم کی حالت بہت نازک ہے جنرل گارڈن اچھی طرح سے ہیں مگر اُن کے سپاہی مدد پہنچنے سے مایوس ہو گئے ہیں۔ اِس لیئے یہ ضروری ہے کہ چند یورپین افسر اُن کی امداد کے واسطے بہت جلد خرطوم پہنچیں۔ عبد الحمید بے افسر جہاز بورڈین نے سر چارلس سے بیان کیا کہ جسوقت میں ۱۴ دسمبر کو خرطوم سے روانہ ہوا۔ جنرل گارڈن نے مجھسے کہا تھا کہ اگر تم انگریزی فوج لیکر دس روز میں واپس نہ آؤگے تو پھر وقت نکل جائیگا۔

۲۲۔ جنوری کو سر چارلس نے شنیدی کی طرف جو متمہ کے مقابل واقع ہے جہازوں کا گشت کیا اور درویشوں کے اُس مقام پر گولہ باری کی جو انگریزی کمپ واقع غبات کے سامنے اُنھوں نے بنایا تھا۔

فتح خرطوم وقتل جنرل گارڈن

۲۶ جنوری کی صبح کو جبوقت سرچارلس ولسن کے جہاز خرطوم کی طرف بڑھ رہے تھے اور انگریزی فوج متمہ میں خیمہ زن تھی خرطوم ایک غمناک وقوعہ کا منظر بن رہا تھا۔ سلاطین پاشا جو مہدی کی قید میں تھے اور اُسوقت اپنے خیمہ کے سامنے زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے اپنی کتاب "فایر اینڈ سورڈ ان سوڈان" میں جو سوڈان کی لڑائیوں کے متعلق ایک بسیط کارنامہ ہے اُس موقعہ کا حال اس طرح تحریر کرتے ہیں:۔

"آفتاب نے جو سُرخ آئینہ کی طرح چمکتا تھا اُفق سے چڑھنا شروع کیا۔ میں سوچتا تھا کہ دیکھئے آج کا دن کیا مصیبت دکھاتا ہے۔ میرا دل گھبرا رہا تھا اور میں نہایت بےصبری سے نتیجہ کا منتظر تھا۔ اسی عرصہ میں دور سے خوشی اور فتح کے نعروں کی آواز آئی۔ جو لوگ میری حفاظت کے واسطے تعینات تھے وہ اس شور وغل کی خبر لانے کے واسطے دوڑے چند منٹ میں وہ واپس آئے اور اُن کے بیان سے معلوم ہوا کہ خرطوم فتح ہوگیا ہے اور مہدی اُسپر قابض ہے۔ مہدی اور خلیفہ کے مکانات کے سامنے آدمیوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اور چونکہ میرے خیمہ سے وہ مکانات زیادہ فاصلہ پر نہ تھے اس لیئے میں اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا کہ لوگ میری طرف آرہے ہیں۔ سب سے آگے تین سیاہ پوش سپاہی تھے اُن میں سے ایک کے ہاتھ میں جسکا نام شتا تھا ایک کپڑا تھا کہ جس میں کوئی چیز لپٹی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اسکے پیچھے پیچھے بہت سے آدمی روتے ہوئے آرہے تھے۔ تینوں سیاہ پوش سپاہی میرے خیمہ کے قریب آکر ٹھیرے اور میری طرف بُری بُری نگاہوں سے دیکھنے لگے شتا نے کپڑے کو کھولدیا اور جنرل گارڈن کا سر مجکو دکھایا۔ اس کیفیت سے میرا خون دماغ کو

جنرل گارڈن کا قتل کیا جانا

فتح خرطوم وقتل جنرل گارڈن

۲۶ جنوری کی صبح کو جسوقت سر چارلس ولسن کے جہاز خرطوم کی طرف بڑھ رہے تھے اور انگریزی فوج متمہ میں خیمہ زن تھی خرطوم ایک غمناک وقوعہ کا منظر بن رہا تھا۔ سلاطین پاشا جو مہدی کی قید میں تھے اور اُسوقت اپنے خیمہ کے سامنے زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے اپنی کتاب "فایر اینڈ سورڈ ان سوڈان" میں جو سوڈان کی لڑائیوں کے متعلق ایک بسیط کارنامہ ہے اُس موقعہ کا حال اس طرح تحریر کرتے ہیں:۔

"آفتاب نے جو سرخ آئینہ کی طرح چمکتا تھا اُفق سے چڑھنا شروع کیا۔ میں سوچتا تھا کہ دیکھئے آج کا دن کیا مصیبت دکھاتا ہے۔ میرا دل گھبرا رہا تھا اور میں نہایت بے صبری سے نتیجہ کا منتظر تھا۔ اسی عرصہ میں دور سے خوشی اور فتح کے نعروں کی آواز آئی۔ جو لوگ میری حفاظت کے واسطے تعینات تھے وہ اس شور وغل کی خبر لانے کے واسطے دوڑے چند منٹ میں وہ واپس آئے اور اُن کے بیان سے معلوم ہوا کہ خرطوم فتح ہو گیا ہے اور مہدی اُسپر قابض ہے۔ مہدی اور خلیفہ کے مکانات کے سامنے آدمیوں کا بڑا انبوہ تھا۔ اور چونکہ میرے خیمہ سے وہ مکانات زیادہ فاصلہ پر نہ تھے اس لیئے میں اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا کہ لوگ میری طرف آرہے ہیں۔ سب سے آگے تین سیاہ پوش سپاہی تھے اُن میں سے ایک کے ہاتھ میں جسکا نام شتا تھا ایک کپڑا تھا کہ جس میں کوئی چیز لپیٹی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اسکے پیچھے پیچھے بہت سے آدمی روتے ہوئے آرہے تھے۔ تینوں سیاہ پوش سپاہی میرے خیمہ کے قریب آکر ٹھیرے اور میری طرف بُری بُری نگاہوں سے دیکھنے لگے شتا نے کپڑے کو کھولدیا اور جنرل گارڈن کا سر مجکو دکھایا۔ اس کیفیت سے میرا خون دماغ کو

چڑھنے لگا اور قریب تھا کہ میرا دل حرکت کرنے سے رہ جائے مگر میں نے طبیعت پر
بہت جبر کرکے خودداری سے کام لیا۔ اور خاموشی سے اُس خوفناک منظر کو دیکھنے لگا
جنرل گارڈن کی آنکھیں آدھی کھُلی ہوئی تھیں چہرہ بالکل اصلی حالت پر تھا۔ اور سر اور
موچھوں کے بال قریبًا بالکل سفید تھے۔ شتا نے سر کو میرے سامنے کرکے کہا:۔

سلاطین پاشا کو جنرل گارڈن کا سر دکھایا جانا

"کیا یہ تیرے چچا کا سر نہیں ہے جو ایمان نہیں لاتا تھا؟"
(سلاطین پاشا) "کیا افسوس ہے۔ وہ ایک بہادر سپاہی تھا جو اپنی جگہہ پر مارا گیا۔ وہ
خوش قسمت تھا کہ اُسکا کام تمام ہوا اور اُسکے ساتھ اُسکی تمام تکلیفوں کا بھی خاتمہ ہوا"
(شتا) "آہا۔ اب بھی تم اُس کافر کی تعریف کرتے ہو۔ تم جلد اُسکا نتیجہ دیکھوگے"
"اسکے بعد شتا مجکو چھوڑکر مہدی کے پاس لوٹ گیا اور اُسکے پیچھے پیچھے تمام آدمی

گریاں ونالاں چلے گئے "۔

اِس وقوعہ کے کئی برس بعد تک جنرل گارڈن کے قتل اور فتح خرطوم کے تفصیلی حالات کچھ نہ معلوم ہو سکے۔ سر چارلس ولسن کے جہازات کے خرطوم سے واپس آنے اور امدادی مہم کے تتمہ اور کورٹی سے لوٹنے کے بعد سوڈان پر جسکو اب انگریز نہایت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے پردہ ڈھک گیا اور بظاہر ہمیشہ کے واسطے اُسکی قسمت درویشوں کے ہاتھ میں دیدیگئی۔ مگر مدت کے بعد یہ حال کُھلا کہ جس وقت ابوکلیہ میں درویش اور انگریزوں کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی۔ خرطوم میں جنرل گارڈن پر کیا گذر رہا تھا۔ خرطوم کے ایک سوداگر بوردینی بے نے ذیل کے حالات بیان کیئے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ جنرل گارڈن محل کی چھت پر چڑھے ہوئے خرطوم کی عورتوں کو دیکھ رہے تھے جو اُن لوگوں کا ماتم کر رہی تھیں جو ۲۰ جنوری کو مارے گئے۔ جنرل گارڈن جانتے تھے کہ امدادی فوج عنقریب آنے والی ہے اس لیئے اُنھوں نے اپنے سپاہیوں سے آخری مرتبہ پھر درخواست کی کہ استقلال کو ہاتھ سے نہ دیں مگر افسوس کہ اُس وقت تک مدد نہ پہنچی۔ مجکو بھی جنرل گارڈن کے پاس جانے کی اجازت مل گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ دیوان خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جوں ہی میں اندر داخل ہوا جنرل گارڈن نے اپنی ترکی ٹوپی اُتار کر علیحدہ رکھدی اور مجھ سے کہنے لگے :۔

"میں اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ اب میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سپاہی میرا اعتبار نکرینگے میں نے بار بار انکو یقین دلایا کہ مدد آنے والی ہے مگر افسوس ہے کہ نہ آئی اور اب انکو معلوم ہو جائے گا کہ میں جھوٹ کہتا تھا۔ جاؤ اور جسقدر آدمی جمع ہو سکیں انکو لیکر اچھی طرح مقابلہ کرو۔ اب مجھے یہ چُرٹ پینے دو۔ (میز پر دو بھرے ہوئے بکس چُرٹوں کے رکھے ہوئے تھے)

جنرل گارڈن کی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بہت مایوسی کی حالت میں تھے اور جس لب و لہجہ سے اُسوقت انھوں نے گفتگو کی پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ میں نے یقین کرلیا کہ جنرل گارڈن کا دل اِسقدر بھر آیا ہے کہ اُسنے بات نہیں ہوسکتی اور اب اُنکی بے بسی کو دیکھکر میری بھی ہمت ٹوٹ جائے گی۔ تفکرات کی وجہ سے جنرل گارڈن کے تمام بال سفید ہوگئے تھے۔ میں اُسی حالت میں چلا آیا اور وہ آخری موقع تھا کہ میں نے جنرل گارڈن کو دیکھا۔

۲۶۔ جنوری کی صبح کو جنرل گارڈن نے دیکھا کہ درویشوں کے جھنڈے جابجا بلند ہیں اور ہزاروں آدمی محل کے اردگرد جمع ہیں لیکن محل کے اندر جانے کی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کیونکہ اُنکو خیال تھا کہ وہاں سُرنگ لگ رہی ہے۔ یہ حال دیکھکر جنرل گارڈن چھت سے اُترکر سونے کے کمرہ میں گئے جو دیوان خانہ سے ملا ہوا تھا اور وہاں پر سفید وردی پہنی۔ تلوار کمر سے باندھی اور داہنے ہاتھ میں تپنچہ لیکر باہر نکلے اور دفتر کے دروازہ کے سامنے زینہ پر آئے۔ اِس عرصہ میں چار آدمی جو سب سے زیادہ بہادر تھے محل میں گھس گئے اور اُن کے داخل ہوتے ہی اور بہت سے اُنکے پیچھے پیچھے آگئے۔ جو لوگ بعد میں آئے اُن میں سے بہت سے زینہ پر چڑھکر چھت پر گئے اور وہاں تمام خدمتگار اور پہرہ کے سپاہیوں کو مار ڈالا۔ چار آدمی جو اول داخل ہوئے تھے جنرل گارڈن کے کمرہ کی طرف دوڑے۔ سب سے اول طہٰ شاہین دیوان خانہ کے دروازہ کے قریب جنرل گارڈن کے مقابل ہوا جو بظاہر درویشوں کی آمد کا انتظار کر رہے تھے اور متانت اور خاموشی سے اپنا بایاں ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھے ہوئے کھڑے تھے۔ شاہین نے آگے بڑھکر کہا "مَلْعُوْنُ! اَلْیَوْمُ یَوْمُکَ" یعنی اے ملعون تیرا دن

آگیا ہے - یہ کہکر جنرل گارڈن کے نیزہ مارا - گارڈن پاشا نے داہنے ہاتھ سے روکنا چاہا اور پشت پھیری - اسپر شاہین نے دوسرا وار کیا جس سے ایک مُہلک زخم پہنچا اور جنرل گارڈن زمین پر گر پڑے - تینوں آدمی جو شاہین کے ساتھ تھے دوڑے - اور اُنھوں نے تلواروں سے جنرل گارڈن کا کام تمام کیا جنرل گارڈن نے نہ مُقابلہ کیا اور نہ تمنچہ سے کوئی فیر کیا - جہانتک مجکو معلوم ہے جنرل گارڈن کا ارادہ اپنے آپ کو حوالہ کرنے کا نہ تھا - میں نے دیکھا کہ جنرل گارڈن کا سر ایک درخت کی شاخوں کے بیچ میں رکھا ہوا تھا اور تمام آنے جانے والے اُسکی طرف پتھر پھینکتے تھے "

مہم سواکن ۱۸۸۵ء

جنرل گارڈن کے مارے جانے کی خبر سے انگریزی پبلک کے خیالات گورنمنٹ کی طرف سے بہت بدظن ہو گئے اور کُل خرابی کا ذمہ وار گورنمنٹ کو قرار دیا گیا - ایسی حالت میں گورنمنٹ انگلستان سخت متردد تھی کہ ان خیالات کا بدل کس طرح پر ہو - امدادی مہم کا جو حصہ مقام کورٹی سے براہ نیل خرطوم کی جانب روانہ ہوا تھا - اُس سے ایک لڑائی درویشوں کے ساتھ مقام کربیکان میں ہوئی جس میں جنرل ارل مارے گئے ابوحامد کے قریب اس فوج نے اُن لوگوں کا مال و اسباب غارت کر دیا جنھوں نے کرنل اسٹورٹ اور اُن کے ہمراہیان کو قتل کیا تھا جو وقت لارڈ وولزلی نے خرطوم کے فتح ہو جانے کی خبر سُنی فوراً اُس فوج کو واپسی کا حکم بھیجدیا - اور آیندہ موسم خزاں تک بربر پہنچنے کا تمام خیال دل سے دُور کر دیا - اسکے بعد لارڈ وولزلی سے گورنمنٹ انگلستان نے خط و کتابت شروع کی کہ آیندہ کیا تدبیر کیجائے تاکہ اس نقصان اور بدنامی کا دھبہ

انگلستان کے نام سے مٹے۔ لارڈ وولزلی کو اِس ناکامی کا اَور بھی رنج تھا کیونکہ یورپ کے مُستند فوجی افسروں کا یہ قول تھا کہ جو سپاہی ایسی مُستعدی کے ساتھ اُس محصور شہر پر جا رہے ہیں اور جو ایسی بہادری سے لڑتے ہیں "وہ سپاہی نہیں ہیں بلکہ سورما ہیں" اِس لیئے لارڈ وولزلی کو اِس بدنامی کے رفع کرنے کی اَور بھی زیادہ کوشش تھی۔

بہت سی خط و کتابت کے بعد یہ قرار پایا کہ مہدی کی روزافزوں قوت کے روکنے کے واسطے سب سے زیادہ مُناسب تجویز یہ ہے کہ بربر پر قبضہ کر لیا جائے ۶۔ فروری ۱۸۸۵ء کو گورنمنٹ انگلستان نے سر ایولن بیرنگ کے نام اِس مضمون کی ایک مراسلت روانہ کی کہ گورنمنٹ نے یہ امر بالکل لارڈ وولزلی کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے کہ بربر پر فوجکشی کے واسطے جو طریقہ وہ مُناسب سمجھیں اختیار کریں اور نیز اِس بات کا یقین دلایا گیا ہے کہ جسقدر مدد اُنکو درکار ہوگی وہ دی جائے گی۔ خواہ سواکن اور بربر پر فوج طلب کریں یا اَور کچھ چاہیں۔

۸۔ فروری کو لارڈ وولزلی نے لارڈ ہیرنگٹن کو اِس مضمون کا تار دیا :-

"جسقدر جلد عثمان دغنہ سے تصفیہ کیا جائے بہتر ہے۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ حتی الامکان بہت جلد ایک بریگیڈ ہندوستانی پلٹن کا اور ایک رجمنٹ پنجاب کے سواروں کی ہندوستان سے سواکن کو بھیجدی جائے تاکہ موسم گرما میں سواکن پر قابض رہے اور بربر کی سڑک کی حفاظت کرنے میں میری مدد کرے۔"

گورنمنٹ انگلستان نے اِس تجویز کے پورا کرنے میں بالکل توقف نہ کیا اور فوراً اونٹوں کی خریداری اور فوج کے دیگر انتظامات میں مصروف ہوگئی۔ سواکن سے

بربر تک ریل بنانے کا کام ولایت کی ایک کمپنی کو سپرد ہوا - لارڈ وولزلی کا قول تھا
کہ اس ریل کی پوری ترقی ہونے سے مہدی کو ثابت ہو جائے گا کہ ہم خرطوم کی حکومت
کا فیصلہ کرنے پر دل سے متوجہ ہو گئے ہیں مگر یہ امر تحقیق کو نہیں پہنچا کہ سواکن سے بربر
تک ریل بنانا کس واسطے ضروری سمجھا گیا تھا کیونکہ بعد میں اُسکی طرف کچھ توجہ نہوئی -
اور جس جگہہ چند میل تک ریل کی سڑک بنی تھی - وہاں اب نہ کسی سلیپر کا پتہ ہے -
نہ ریل کی سڑک کا - غالبًا اس ریل کی تیاری کے واسطے گورمنٹ انگلستان کا
یہ خیال محرک ہوا تھا کہ جنرل گارڈن کے قتل کی وجہ سے جو ناراضگی پبلک میں پھیلی
ہوئی ہے اُسکے رفع کرنے کے واسطے مہم کی تیاری اُس پیمانہ سے بڑھا دیجائے
جو لارڈ وولزلی نے تجویز کیا ہے اور اس لیئے ریل کی بھی تیاری کا حکم دیدیا ورنہ اَور
کوئی خاص ضرورت ریل کے تیار ہونے کی نہ تھی - مہم سواکن کے واسطے ۱۳۰۰۰
سپاہی جن میں چار رجمنٹیں ہندوستان کی اور ایک پلٹن اسٹریلیا کی بھی شامل تھیں
معہ کثیر تعداد اونٹوں کے تیار کیئے گئے - اور اخراجات کی زیادتی کا کچھ لحاظ نہ کیا گیا
ریل کا سامان جہازوں پر بار کراکر روانہ ہوا اور جنرل جیرلڈ گراہیم اس مہم کے افسر اعلےٰ
مقرر ہوئے -

مارچ ۱۸۸۵ء میں فوجوں کے جہاز سواکن کے قریب ایک چھوٹے سے بندرگاہ
پر پہنچ گئے - گوروں کی فوجیں جو انگلستان سے روانہ ہوئی تھیں اور ہندوستان
کی رجمنٹیں جو بریگیڈیر جنرل ہڈسن کی ماتحتی میں بھیجی گئی تھیں - معہ اسٹریلیا کی پلٹنوں کے
خشکی پر اتریں - انگریزی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ اسٹریلیا اور انگلستان کی فوج بازو سے
بازو ملا کر ایک جگہہ کھڑی ہوئیں -

ریل کا کام سامان پہنچتے ہی شروع ہوگیا ہزارہا آدمی صبح سے شام تک مٹی کی
کھدائی کا کام کرتے تھے اور لوہے کی سڑکوں کے لیجانے کا کام توپوں کی جوڑیوں
سے لیا جاتا تھا۔ دیسی مزدور ریل کے سلیپر سروں پر رکھکر لیجاتے تھے۔ جزیرۂ قرنطیہ
پر جو سواکن کے بندرگاہ میں واقع ہے ایک بڑا ورک شاپ (ٹپلی گھر) بنگیا۔
سواکن کا بندرگاہ جہازوں سے بھر گیا۔ اور رات دن انجنوں کے ذریعہ سے کام
ہونا شروع ہوگیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ بحر قلزم کا ایک مختصر بندر ایک ایسے بڑے
کارخانہ کا منظر بن رہا تھا۔ جس رستہ پر ریل بنانے کی تجویز تھی وہاں برابر فوج
سے گرداوری کی جاتی تھی۔ مقام ہندوب اور ہاشین میں چھوٹے چھوٹے قلعے تیار
کیئے گئے اور یہ تجویز تھی کہ تمائی کی سڑک پر ایک ضریبہ (فوجی کمپ جسکی حفاظت چاروں
طرف جھاڑ وغیرہ لگا کر کیجاسے) قائم کیا جائے۔ یہ مقام اگرچہ ریل کی سڑک سے علیحدہ
تھا مگر درویشوں کا مرکز اور صدر مقام تھا اسلیئے ہمیشہ وہاں سے حملہ کا اندیشہ تھا۔

۱۲۔ مارچ ۱۸۸۵ء کو جنرل گریہم سواکن پہنچے اور اُس فوج کی کمان لی جو وہاں
موجود تھی۔ اِس فوج میں ۹۱۴ افسر ۲۲۲ ۱۰ نان کمیشنڈ افسر و سپاہی ۱۶ ۸۶ گھوڑے
۹۵ ۶۰۲ اونٹ۔ ۱۹۱ ۷ خچر۔ اور ۹ ۲۶۲ شاگرد پیشہ تھے۔ جو مہم سال گذشتہ میں سواکن
پر بھیجی گئی تھی اُس سے یہ فوج دوچند سے بھی زیادہ تھی۔ جنرل گریہم کو لارڈ ہیرنگٹن نے
یہ ہدایت کی تھی کہ سب سے مقدم اور ضروری کام یہ ہے کہ عثمان دغنہ کا خاتمہ کرکے
جنگل کو ریل کے واسطے ایسا صاف کیا جائے کہ کوئی کھٹکا باقی نہ رہے اور اسکے بعد
دوسرا کام ریل کی تیاری ہے۔

۲۰۔ مارچ کو جنرل گریہم دس ہزار فوج کے ساتھ ہاشین کی طرف روانہ ہوئے جو سواکن

سے چند میل جانب شمال و مغرب واقع ہے۔ اس جگہہ درویشوں سے ایک لڑائی
ہوئی جسکا نتیجہ انگریزی فوج کے واسطے مُضر ہوا۔ ایک انگریزی اور ایک دیسی افسر اور
۱۱ سپاہی مارے گئے اور قریب پچاس کے زخمی ہوئے۔ اِس لڑائی سے درویشوں کی
بہادری کا تازہ ثبوت پہنچتا تھا کیونکہ جسوقت بنگال لینسرز نے حملہ کیا مہدی کے پیدل
آدمی بلا لحاظ اس امر کے کہ اُن کے مُقابل سوار ہیں اُن پر بلا کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اسیطرح
سے دوسرے مقام پر درویشوں کے ۱۵۰ آدمیوں نے گارڈز کے تمام بریگیڈ پر حملہ
کر دیا اور کامیابی کے ساتھ اُنکو پسپا کیا۔

ہاشین کی لڑائی سے دو روز بعد یعنی ۲۲ مارچ کو جنرل گریہم نے ہاشین میں ایک
فوجی کمپ قایم کر کے تمائی کی طرف بڑھنا شروع کیا جہاں پر گزشتہ سال میں درویشوں
کی ایک جماعت پر فتح حاصل کی تھی۔ سر جان میک نیل کی ماتحتی میں ایک معقول تعداد
فوج کی جس میں ہندوستانی فوج بھی شامل تھی سواکن سے آٹھ میل کے فاصلہ پر
ایک (ضریبہ) فوجی کمپ بنانے کے واسطے روانہ ہوئی۔ جس مقام پر یہ کمپ بنایا جانا
تجویز ہوا تھا وہ سواکن اور تمائی کے درمیان تھا اور اس کمپ سے خاص غرض یہ تھی کہ
تمائی پر فوجکشی ہونے کے وقت وہاں سے پانی اور رسد کی امداد پہنچتی رہے
اِس تجویز سے انگریزی فوج کو ایک ایسی خونخوار اور سخت لڑائی کا سامنا ہوا جسکا اب تک
اُنکو موقع نہ پڑا تھا۔

جنرل گریہم کی ہدایت کے موافق سر جان میک نیل کی ماتحتی میں کچھ فوج روانہ
ہوئی اور راستہ میں کسی جگہہ درویشوں نے اُن کا مقابلہ نہ کیا چھ میل پہنچکر فوج کو ٹھیرنے
کا حکم ہوا۔ اور اُسی مقام پر کمپ بننا شروع ہو گیا جس کی حفاظت کے واسطے چاروں

طرف جھاڑ اور لکڑیوں کا احاطہ بنایا گیا۔ ابھی ایک تہائی احاطہ بھی تیار نہ ہوا تھا کہ فوجی چوکیداروں نے جو گھوڑوں پر گشت کر رہے تھے خبر دی کہ درویش اُنکے تعاقب میں لگے چلے آرہے ہیں۔ یہ خبر سُنکر انگریزی فوج میں عجیب سراسیمگی اور ابتری پھیل گئی اور جو حال سال گذشتہ میں تمائی کی لڑائی میں درویشوں کے یکایک حملہ کرنے سے ہوا تھا اُس سے بھی بدتر ہو گیا۔ تمام خچروں۔ گھوڑوں اور اونٹوں کو بے ترتیبی سے ایک جگہہ گڈ بڈ کر دیا۔ آدمیوں اور جانوروں کی چیخ و پکار اور بندوقوں کے فیروں کی آواز سے تمام جنگل گونج اُٹھا۔ ۲۰ منٹ تک معرکہ حشر برپا رہا اور کشت و خون کا ایسا بازار گرم ہوا کہ تاریخ میں اسکا نظیر بہت کم پایا جاتا ہے۔ ۱۴۰۰ آدمی درویشوں کے مارے گئے اور انگریزی فوج کے ۱۵۰ افسر و سپاہی مجروح و مقتول ہوئے۔ باربرداری کے جانوروں کا سخت نقصان ہوا۔ ۵۰۰ سے زیادہ صرف اونٹ درویشوں اور انگریزوں کی بندوقوں کا نشانہ ہوئے۔ اِس لڑائی میں برک شائر رجمنٹ کو بہت سختی کا سامنا ہوا یعنی حملہ کا پورا زور اُنھیں پر تھا مگر بڑی بہادری اور ہمت سے اُن لوگوں نے حملہ کو روکا اگر ذرا بھی اِس رجمنٹ کے پیر اُکھڑ جاتے تو انگریزی فوج کا میدان میں جمنا مشکل تھا۔ تاہم فوج کو نقصان عظیم اُٹھانا پڑا۔ جو لوگ میدان سے بھاگ کر سواکن پہنچے اُنھوں نے مشہور کر دیا کہ تمام فوج تباہ ہو گئی اسلیئے دوسرے روز جنرل گریہم خود گارڈز کا بریگیڈ لیکر موقع پر پہنچ گئے اور اُس مقام کو خوب مستحکم کر لیا۔

۲۹۔ مارچ کو اسٹریلیا کی کنٹنجنٹ فوج جس میں ۲۸ افسر اور ۷۶۳ سپاہی تھے بماتحتی کرنل رچرڈسن سواکن پہنچی اور گو ۲۲ جنوری کے معرکہ میں کام نہ دیسکی مگر دوسری لڑائی کے واسطے بہت کارآمد سمجھی گئی جسوقت اسٹریلیا کی فوج کے جہاز لنگرگاہ میں پہنچے

ایک نہایت دلفریب منظر معلوم ہوتا تھا۔ چاروں طرف نئی آبادیوں کی فوجیں جمع تھیں اور اُن کے بیچ میں اسٹریلیا کی فوج لال وردی اور سفید خود پہنے ہوئے بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ جو فوجیں اول سے وہاں پہنچ گئی تھیں اُنھوں نے اس نو وارد فوج کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔

۲۔ اپریل کو جنرل گریہم معہ آٹھ ہزار عمدہ فوج کے جسمیں آسٹریلیا والے بھی تھے تمائی کی طرف بڑھے۔ عثمان دغنہ نے بڑھکر مقابلہ نہ کیا اور صرف دُور سے فیر ہوتے رہے جس سے انگریزی فوج کے ۶ سپاہی زخمی ہوئے اور ایک مارا گیا۔ انگریزی فوج نے عثمان دغنہ کے کمپ کو جلا دیا اِس سے زیادہ اَور کچھ نہ کر سکی۔ باوجودیکہ اِسقدر کوشش کی گئی اور فوج کے بڑھانے کے واسطے باربرداری کے انتظام کی دقتیں اُٹھائی گئیں اور تمازتِ آفتاب کی سختی بھی برداشت کی گئی اور سرجان میکنیل کی فوج کو سخت نقصان بھی اُٹھانا پڑا مگر نتیجہ سوائے اسکے اَور کچھ نہوا کہ ایک چھوٹے سے گانوں کو جلا کر انگریزی فوج کو ہٹنا پڑا کیونکہ پانی کی کمی کی وجہ سے آگے بڑھکر حملہ نہ کر سکی۔

سرجان میکنیل کی فوج کی ہزیمت اور بعد کی کارروائیوں کی ناکامی سے انگریزی افسروں کے دل چھوٹ گئے اور مہم سواکن اور توسیع ریلوے کا خاتمہ ہوا۔ عثمان دغنہ کا خاتمہ کرنا آسان کام نہ تھا جنرل گریہم کو جو اِس مہم کے افسرِ اعلےٰ تھے سخت ندامت تھی۔ اور وہ یہ چاہتے تھے کہ جب تک کوئی کار نمایاں ظہور پذیر نہو واپس نہ جانا چاہیئے اُن کے خیال میں عثمان دغنہ کے خاتمہ پر ملک کے امن اور دیسی مددگار رئیسوں کی حفاظت کا دارومدار تھا لیکن عثمان دغنہ قابو میں نہ آتا تھا اور جب موقع ملتا تھا تار اور ریل کی سڑک کو جو تیار ہوتی تھی توڑ جاتا تھا۔

جنرل گریہم اسی فکر میں تھے کہ کس طرح یہ بدنامی کا دھبہ مٹا کر گورنمنٹ سے سرخ رہوئی حاصل کریں کہ لارڈ وولزلی نے خود سواکن پہنچکر مہم کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور اُن کو سبکدوش کیا۔ گورنمنٹ انگلستان نے مہم سواکن کی ناکامی اور معاملات کے ہر پہلو پر نظر ڈال کر یہ فیصلہ کیا کہ سواکن۔ بربر ریلوے نہ بنائی جائے۔ اسپر لارڈ وولزلی نے لارڈ ہیرنگٹن کو اس مضمون کا تار دیا کہ اگر گورنمنٹ نے یہ طے کرلیا ہے کہ ریل نہ بنے تو میرے خیال میں یہ مناسب ہے کہ گارڈز۔ اسٹریلیا کی فوج اور ریل کے مزدوروں کو روانہ کردیا جائے اور ریل کی سڑکیں اور تمام سامان جہازوں پر لدواکر انگلستان کو بھیجدیا جائے۔ مگر گورنمنٹ نے اُس تجویز کو منظور نہ کیا اور اس مضمون کا جوابی تار دیا کہ تا تجویز ثانی سب سامان وہاں موجود رہے۔ لارڈ وولزلی نے دوبارہ بذریعہ تار درخواست کی کہ اگر سواکن کی فوج اسقدر کم کردی جائے گی جیسی کہ تجویز ہے تو ریل کے سامان کو اُٹھا لینا چاہیئے کیونکہ جب تک گورنمنٹ سوڈان کے متعلق اپنی پالیسی قرار نہ دے لے ریل کے کام کے واسطے فوجی تیاری کرنا قیمتی جانوں کا ضایع کرنا ہے۔ بہت سی مراسلت کے بعد آخرکار یہ طے پاگیا کہ ریل کا سامان ولایت کو واپس بھیجدیا جائے اور فوج سواکن چھوڑدے۔ اس لیئے ریل کا کام بند کیا گیا اور فوج جو مقام اوتاؤ تک پہنچگئی تھی واپس بُلالیگئی۔ جس وقت اس فوج کے سامان کی آخری گاڑی روانہ ہوئی عثمان دغنہ کے آدمیوں نے اُسکا پیچھا کیا اور حقارت کی راہ سے دو چار فیر اُسکی طرف کرکے انگریزی مہم کو خیرباد کہی۔ پس نہ عثمان دغنہ کا خاتمہ ہوا اور نہ بربر کو ریل تیار ہوئی نتیجہ سوائے اسکے اَور کچھ نہ ہوا کہ مُلک خرچ کے بار سے دب گیا۔ اور ہزارہا قیمتی جانیں درویشوں کے نذر ہوئیں۔

انخلائے سوڈان

ماہ جون ۱۸۸۵ء میں مسٹر گلیڈسٹون کی وزارت تبدیل ہونے پر کنسرویٹو گورنمنٹ با اختیار ہوئی۔ اسوقت لارڈ سالسبری کے پیش نظر سب سے ضروری اور اہم کام مسئلہ سوڈان و مصر تھا۔ مصر کے متعلق لارڈ سالسبری نے بلا تامل یہ طے کر دیا کہ انگلستان کو مصر میں ایک بڑا کام کرنا ہے اور جب تک وہ پورا نہو گا انخلائے مصر کا کوئی خیال نہیں ہوسکتا۔ سوڈان کا معاملہ اسکے برعکس تھا۔ مسٹر گلیڈسٹون نے اپنی غلط پالیسی کے بدولت سوڈان کا معاملہ لاعلاج کر دیا تھا جسکی وجہ سے ڈنگولہ تک تمام سوڈان کو خالی کرنا پڑا۔ مسٹر گلیڈسٹون کی متعصب طبیعت جو اسلام کے ہمیشہ مخالف رہی ہے اور اُن کی مضرت رساں فصاحت و بلاغت سے گورنمنٹ انگلستان اور انگریزی پبلک کو سخت صدمہ پہنچا تھا اور اسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ لبرل پارٹی کے ہاتھ سے وزارت نکل گئی۔

چونکہ لارڈ وولزلی سوڈان کے معاملات سے بخوبی واقف تھے اِس لیئے لارڈ سالسبری نے مسئلہ سوڈان پر اُن کی رائے طلب کی۔ ۲۷ جون ۱۸۸۵ء کو لارڈ وولزلی نے ذیل کی رپورٹ ارسال کی :۔

"گورنمنٹ چند سال تک سوڈان خالی نہیں کرسکتی۔ اگر انخلائے سوڈان کی موجودہ پالیسی پر زور دیا جائے تو مہدی روز بروز زور پکڑتا جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو اپنی فوج بڑھانی پڑے گی۔ اور اِس امر کی ذلت گوارا کرنی پڑے گی کہ مہدی سے ڈر گئی۔ مصر میں اپنا تسلط قایم رکھنے کے واسطے گورنمنٹ کو ایک نہ ایک دن مہدی سے

لڑنا پڑے گا - اور یہ لڑائی ایسے لوگوں کے بیچ میں ہو گی جو دسے نئے اختلاف سے گورنمنٹ
سے باغی ہونے پر آمادہ ہو جائیں گے - اگر مصر اور سوڈان کی حد بندی کی پالیسی
اختیار کیجائے تو یہ پالیسی بھی مہدی کو نہیں روک سکتی اور یہ ضرور ہو گا کہ جلد یا بدیر
مہدی کا قلع قمع کیا جائے ورنہ وہ گورنمنٹ کو نقصان پہنچائے گا - موسم خزاں
میں خرطوم پر حملہ کر کے مہدی کو خاص اُسکے ملک میں شکست دینے سے یقیناً اُس کا
خاتمہ ہو جائے گا - اگر یہ کارروائی غور سے کی جائے تو بہت معمولی بات ہے اور
نتیجہ ایسا یقینی ہے جیسا کہ ہونا چاہیئے - جب تک یہ نہ کیا جائے گا مصر میں امن
ہونا مشکل ہے اور فوجی اخراجات زیادہ اور روز افزوں ہوں گے - اِس لیئے میری
یہ صلاح ہے کہ حسب تجویز سابقہ موسم خزاں میں براہ نیل مہم روانہ کیجائے - سواکن کو
بحالت موجودہ چھوڑ کر میں چلا آؤنگا -"

۲ - جولائی کو گورنمنٹ انگلستان نے جو اسوقت لارڈ سالسبری جیسے صلح پسند
مآل اندیش مدبّر کے ہاتھ میں تھی لارڈ وولزلی کے نام ذیل کا تار روانہ کیا :-

" حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ تمام حالات پر غور کرنے کے بعد اب یہ نہیں چاہتی
کہ ڈنگولہ سے فوج کی واپسی کے حکم کو تبدیل کر کے پہلے حکم کو منسوخ کرے -"

پس مہم سوڈان کی جو جنرل گارڈن کی مدد کے واسطے بھیجی گئی تھی اور مہم سواکن کی
جو عثمان دغنہ کا فیصلہ کرنے اور بربر تک ریل بنانے کے واسطے روانہ ہوئی تھی خاتمہ ہوا
اور سوڈان مہدی کے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا - اب مہدی کی سلطنت چار سو میل تک
بحر قلزم کے کنارہ پر پھیلی ہوئی تھی اور اندرون ملک میں اُسکا علاقہ نیل اور سرحد حبش تک
یعنی پانچویں عرض البلد سے دور تک جنوب میں پہنچگیا تھا اور مغرب کی طرف میدانِ

کہ مہدی کے مسجد میں آنے کا وقت قریب ہی ہم ایک لحظہ کے واسطے مہدی کے
حرم سرا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔جو کچھ میرے دوستوں نے وہاں دیکھا ہے ذیل میں
اُسکا صحیح فوٹو کھینچا جاتا ہے۔

مہدی ایک عمدہ قالین پر لیٹا ہوا ہے اور سر زربفت کے تکیہ سے لگ
رہا ہے۔بہت اچھا بُنا ہوا سفید کا کُرتہ۔پاجامہ اور غلا بیہ زیب تن ہے اور ریشمین
کارچوبی تحت الحنک زیب سر۔تیس سے زیادہ عورتیں اسکے اردگرد کھڑی ہیں۔کچھ
شتر مرغ کے پروں کے بُنے ہوئے پنکھے کر رہی ہیں اور کچھ آہستہ آہستہ ہاتھ اور
پیر دبا رہی ہیں۔اور مہدی اپنی بی بی عایشہ کے ساتھ خواب استراحت میں ہے۔"

پادری اہروالڈر کے بیان کے وثوق پر مہدی کے اوقات اور طرز معیشت
کی نسبت انگریزی مورخ سخت الزامات لگاتے ہیں اور حرم سرا کے تفصیلی حالات
بیان کرکے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مہدی نے خرطوم کی فتح کے بعد عیش و عشرت سے
اپنا وقت بسر کرنا شروع کر دیا تھا بلکہ بعض نے یہاں تک رائے زنی کی ہے کہ مہدی
کی قبل از وقت موت کا سبب اُسکی عیاشی تھی۔مگر یہ امر قرین قیاس نہیں ہے کہ
جس شخص نے ہوش سنبھالتے ہی بغیر کسی تعلیم و تربیت کے فقیرانہ زندگی بسر کی ہو اور
بہت سا حصہ اُس کی عمر کا یادِ الٰہی اور وعظ و نصیحت میں گذرا ہو وہ یہاں تک عیش و
عشرت میں پڑ جائے کہ جان بھی کھو بیٹھے۔پادری صاحب کے وہ کون سے دوست تھے
جنھوں نے مہدی کی حرم سرا کے تمام تفصیلی حالات اُٹھنا۔بیٹھنا۔سونا۔نہانا وغیرہ
وغیرہ اس طرح سے دیکھے تھے کہ گویا چشم دید واقعہ ہے۔پادری صاحب خود قیدی تھے
جو اور چند یورپین وہاں موجود تھے وہ بھی جیل خانہ میں تھے اور ایسے لوگوں کی حفاظت

میں تھے جو اُن کے خون کے پیاسے تھے۔ پس ایسی حالت میں حرم سرا کے حالات ان لوگوں کے کان تک پہنچنا ایک خلاف قیاس امر ہے۔ پادری صاحب کے بیان کی مناسبت خود کہہ رہی ہے کہ یہ ایجاد بندہ ہے ورنہ رمضان المبارک کے مہینے میں تیس عورتوں کی موجودگی میں شہوانی خواہشات کا پورا کرنا ایک ایسی بے جوڑ اور مہمل بات ہے جسکو عقل سلیم ہرگز تسلیم نہ کرے گی۔

مہدی کی وفات

۲۲۔ جون کو جبکہ مہدی کا ستارہ عروج پر تھا مہدی نے امدرمان میں سفر آخرت اختیار کیا۔ مہدی کے انتقال سے تمام شہر میں کہرام مچ گیا اور ہزارہا آدمی تجہیز وتکفین کے واسطے جمع ہو گئے۔ مہدی کے ایک قریبی رشتہ دار احمد وادی سلیمان نے اُسی پلنگ کے نیچے مہدی کی قبر کھدوائی جسپر اُسکا دم نکلا تھا اور تمام اسلامی رسوم ادا ہونے کے بعد جنازہ کو خوشبو سے معطر کر کے دفن کیا۔ حاضرین نے اپنے ہاتھ سے مٹی دیکر دُعائے مغفرت پڑھی۔

مہدی کا مقبرہ جس کی تصویر اس مقام پر دیجاتی ہے امدرمان کی مشہور عمارتوں میں سے ہے۔ یہ مقبرہ نیچے سے مربع ہے جسکا طول وعرض ۳۶ + ۳۶ فٹ ہے اور دیواروں کی بلندی ۳۰ فٹ ہے۔ ان دیواروں کے اوپر مسدس دیواریں شروع ہوتی ہیں جنکی اونچائی ۱۵ فٹ ہے اور مسدسی دیواروں کے اوپر گنبد بنا ہوا ہے مہدی کی قبر پتھر کی بنائی گئی تھی اور گنبد کے بیچ میں آہنی زنجیر سے ایک کافوری بتیوں کا جھاڑ لٹکا رہتا تھا جو پہلے گورنمنٹ ہاؤس خرطوم میں لگا ہوا تھا۔

مقبرہ کی دیواروں پر خوبصورت نقش ونگار بنے ہوئے ہیں اور مقبرہ سے کچھ فاصلہ
پر وضو کے واسطے ایک حوض بنا ہوا ہے۔ انگریزی مورّخ خیال کرتے ہیں کہ اِس
مقبرہ کا نقشہ ایک انگریزی افسر نے تیار کیا تھا جو امدرمان میں میر عمارت تھا مگر امدرمان
کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ مقبرہ خلیفہ عبداللہ کی تجویز سے تیار ہوا۔ سلاطین پاشا تحریر
کرتے ہیں کہ اس مقبرہ کا بنیادی پتھر خلیفہ عبداللہ نے اپنے ہاتھ سے رکھا۔ اور
قریب ۴۰ ہزار آدمیوں کے اس رسم میں شامل ہوئے۔ اِس مقبرہ کے واسطے
پتھر خرطوم سے منگا کر دریا کے کنارہ پر جمع کیے گئے تھے۔ خلیفہ عبداللہ نے
ایک پتھر اپنے کندھے پر رکھکر بنیاد مقبرہ تک پہنچایا اور اُس کے پیچھے پیچھے تمام

لوگ اسی طرح پتھر اُٹھا کر لیگئے - ایک سال سے زیادہ عرصہ میں یہ مقبرہ تیار ہوا اور جب تک تعمیر جاری رہی خلیفہ خود جاکر کام کو دیکھتا تھا - گذشتہ جنگ اُمدرمان میں گولہ باری کی وجہ سے اِس مقبرہ کو نقصان پہنچا جسکا حال معہ اُسوقت کی تصویر کے آیندہ لکھا جائے گا -

عہدِ حکومت خلیفہ عبداللّٰہ

(مصر پر درویشوں کا پہلا حملہ)

مہدی نے اپنی زندگی میں خلیفہ عبداللہ کو اپنا جانشین مقرر کردیا تھا اِس لیئے مہدی کی وصیت کے بموجب خلیفہ عبداللہ نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی انخلائے سوڈان کے بعد مصر کی حکومت وادی حلفہ تک رہ گئی تھی - مہدی نے اپنے مرنے سے پہلے مصر پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا اسواسطے خلیفہ عبداللہ نے اُس حکم کی تعمیل کرنے کی کوشش کی - اول کوشیہ کے قلعہ پر حملہ کیا جو وادی حلفہ سے ۴۲ میل جنوب میں واقع ہے - اور جہاں کیمرن ہائیلینڈرز اور نمبر ۹ سوڈانی پلٹنیں تعینات تھیں - جنرل اسٹیفنسن جو مصر میں افسر فوج تھے خلیفہ کے حملہ کو روکنے کے واسطے کوشیہ کی فوج کے افسرِ اعلےٰ مقرر ہوئے - ۳۰ - دسمبر ۱۸۸۵ء کو مقام گنس میں ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں خلیفہ کے ایک ہزار آدمی مارے گئے - انگریزی اور مصری فوج کا بہت کم نقصان ہوا - یعنی صرف چالیس آدمی مارے گئے - اِس شکست سے مہدی کی تجاویز کو بہت صدمہ پہنچا مگر مصر پر حملہ کرنے کی تجویز بدستور قایم رہی -

اپریل ۱۸۸۶ء میں خلیفہ کی فوج کے ایک بہادر افسر واد النجمی نے مصر پر حملہ

جنگ امدرمان میں اکیسویں لینسرز کا حملہ

کرنے کی تیاری کی اور اس بات کی قسم کھائی کہ جب تک مصر فتح نہو گا واپس نہ آؤنگا
مگر دارفر میں خلیفہ کے خلاف بغاوت ہوجانے سے یہ تجویز ملتوی رہی۔

انگریزی فوج کے سواکن سے چلے آنے کی وجہ سے دوسرے ہی سال عثمان دغنہ
نے اُس علاقہ پر لوٹ مار شروع کردی۔ جو خطوط عثمان دغنہ نے مہدی کے پاس
بھیجے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی مہم کی نسبت اُسکے کیا خیالات تھے۔ جنگ
الطیب وتمائی کی رپورٹ میں عثمان دغنہ نے تحریر کیا کہ "خدا نے اُنکے (انگریزی فوج
کے) دلوں پر خوف طاری کردیا اس لیئے وہ بھاگ گئے"۔ عثمان دغنہ کی شجاعت
اور عالی ہمتی کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اُس نے کبھی اپنی کسی تحریر میں مایوسی
ظاہر نہیں کی جس جگہہ اپنے نقصان کا ذکر کیا اُسکو بہت کم ظاہر کیا ہے۔

جنوری ۱۸۸۶ء میں عثمان دغنہ نے پھر تمائی پر اپنا تسلط کیا جہاں پر دو مرتبہ
انگریزی فوج سے مقابلہ ہوچکا تھا۔ تمائی کو عثمان دغنہ نے اپنا صدر مقام بناکر چاروں
طرف حملہ کرنا شروع کردیا مگر اس دفعہ عمرارقوم کے آدمی اُس کی ترقی کے سدراہ ہوئے
اور اُسکو تمائی سے باہر نکلنے کا موقع نہ دیا۔ کچھ دن یہاں رہ کر عثمان دغنہ حسب الطلب
خلیفہ عبداللہ درمان واپس چلا گیا۔ اگست ۱۸۸۶ء میں علاقہ سواکن سے بہت
سے سرآوردہ لوگ گورنر سواکن کے پاس آئے اور ملتجی ہوئے کہ عثمان دغنہ کے
حملوں کے روکنے کا انتظام کیا جائے۔ ہمارے ہزاروں آدمی مارے گئے ہیں اور ہم
اُسکے مقابلہ کی برداشت نہیں کرسکتے۔ ستمبر میں عثمان دغنہ کے چلے جانے کے بعد
عمرارقوم کے آدمیوں نے تمائی پر قبضہ کرلیا اور دو سو آدمی درویشوں کے جو وہاں
موجود تھے مارے گئے ۔ ۸ توپیں اور سامانِ حرب اُن کے ہاتھ لگا جس دن اِن

لوگوں نے عثمان دغنہ کے کمپ کو غارت کر کے تمائی پر قبضہ کیا اُس سے دوسرے روز لفٹننٹ کرنل کچنر (لارڈ کچنر فاتح سوڈان) جو میجر والٹسن کی جگہہ گورنر سواکن مقرر ہوئے تھے تمائی کے معائینہ کے واسطے گئے۔ تمائی پر قوم عمرار کا قبضہ ہونے کے کئی سال بعد تک سواکن میں امن رہا۔ ٹوکر درویشوں کے قبضہ میں تھا مگر قرب وجوار کا علاقہ اُن کے ہاتھ سے نکل گیا۔

حضرت سلطان المعظم حضور ملکہ معظمہ اور خدیو معظم کے نام خلیفہ عبداللہ کے خطوط

اگست ۱۸۸۸ء میں مصر کو اپنی گذشتہ بدقسمتی کی یاد دلانے کے واسطے ایک عجیب اور دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ وادی حلفہ میں خلیفہ کے چار قاصد پہنچے جو حضور ملکہ معظمہ حضرت سلطان المعظم اور خدیو مصر کے نام خلیفہ کے خطوط لائے تھے۔ حکام گورنمنٹ مصر متعینہ وادی حلفہ نے ان شخصوں کو خدیو معظم کی خدمت میں پیغام پہنچانے کے واسطے قاہرہ جانے کی اجازت دیدی۔ خدیو معظم کے خط میں خلیفہ نے اپنی گذشتہ کامیابی کا ذکر کر کے خدیو کو ہدایت کی تھی کہ تم سچا مذہب اختیار کرو اور اطاعت قبول کرنے کے واسطے فوراً امدرمان چلے آؤ۔ اور اگر اس کی تعمیل نکروگے تو مصر پر حملہ کیا جائے گا۔ حضرت سلطان المعظم کے خط میں بھی اسی قسم کا مضمون تھا اور دونوں خطوط کے ساتھ خلیفہ نے مہدی کے اوراد و وظائف کی کتاب بھیجی تھی اور یہ ہدایت کی تھی کہ اسکو غور سے پڑھو۔

"تیسرے خط کا جو حضور ملکہ معظمہ کے نام تھا یہ مضمون تھا:-

"بندۂ خداوند قادر مطلق جانشین مہدی علیہ الرحمت خلیفہ عبد اللہ ابن محمد کی طرف سے وکٹوریہ ملکۂ انگلستان کے نام ۔ اگر تم نے غلطی سے یہ خیال کر لیا ہے کہ مہدی کا گروہ جو قانون محمدی کے اصول پر ہے اُسی قسم کا ہے جیسے کہ احمد عربی پاشا کے سپاہی تھے جن میں دنیا کا مکر و فریب بھر گیا تھا اور اِس سبب سے وہ اپنے مذہب سے نکال دیئے گئے تھے اور اُن کا جھنڈا فتحیابی سے خارج کر دیا گیا تھا اور اُسکی وجہ سے تم نے مصر کے مُلک پر قبضہ کر لیا اور وہ لوگ ادنٰے درجہ کے قیدی بن گئے اور اپنا بچاؤ نہ کر سکے تو یہ خیال بالکل بے سُود اور خطا پر مبنی ہے کیونکہ مہدی کے آدمی لوہے کے آدمی ہیں ۔ خدا نے اُنکو اِس قسم کی طبیعت عطا کی ہے کہ وہ مرنے کو پسند کرتے ہیں اور موت کو اُنکے واسطے اِس سے بھی زیادہ میٹھا بنایا ہے جیسے کہ پیاسے کے واسطے ٹھنڈا پانی ۔ اُس عقلمند اور بہادر آدمی اور اُس کی فوج کی موت (ہکس پاشا سے مُراد ہے) تمھاری سوء تدبیری اور اندھے پن سے وقوع میں آئی تمنے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور اُسکے بعد برابر اپنے سپاہیوں کو خدا ۔ اُسکے رسول اور مہدی سے لڑایا ۔ کبھی سواکن میں کبھی وادی حلفہ میں اور کبھی وادی عمر میں ۔ یہاں تک کہ اپنی بیوقوفی سے تم نے اپنے ہزاروں آدمیوں کو مروا ڈالا ۔ اسکے بعد تمھاری فوج کے بہت سے افسر مارے گئے ۔ گارڈن پاشا خرطوم میں قتل ہوا ۔ جنرل اسٹورٹ ابو کلیہ میں اور کرنل اسٹورٹ معہ سفیروں کے وادی عمر میں ۔ تم اِس بات کو سمجھو کہ ہم بعونہ تعالٰی بہت قوی ہوں جو شخص ہمارا دشمن بن کر ہمارے مقابلہ میں آتا ہے وہ خداوند تعالٰی کی مدد سے ہمارے ہاتوں سے مارا جاتا ہے ۔ خواہ وہ آدمی ہو یا جن اگر تم خدا کے حکم کو نہ مانو اور اسلام اور مہدی علیہ الرحمت کے پیرودں میں نہ داخل ہو

تو اپنی فوج کے ساتھ خدا کے گروہ سے لڑنے کے واسطے آؤ۔ اور اگر تم مقابلہ میں نہ آؤ گی تو اپنی جگہہ پر تیار رہو انشاء اللہ تعالیٰ خدا کا لشکر تمھارے گھر کو اجاڑ ڈالیگا اور تمکو افسوس کا مزا چکھائے گا۔"

یہ ایک عجیب قسم کا خط تھا اور شائد اس سے زیادہ عجیب کوئی تحریر انگلستان کے دفتر میں نہ آئی ہوگی۔ خلیفہ نے ہر جگہہ حضور ملکہ معظمہ کو لفظ تو اور تیری سے خطاب کیا ہے مگر ہم نے بپاس ادب اُن لفظوں کو قلم انداز کر کے لفظ تم اور تمھاری استعمال کیا ہے۔ قاہرہ سے اِن تینوں خطوط کو قاصدوں کے ہاتھ واپس کر دیا اور صرف زبانی کہلا بھیجا کہ حضرات ممدوح خلیفہ کے پیغام کو منظور نہ فرماویں گے۔

جنوری ۱۸۸۸ء میں عثمان دغنہ نے پھر سواکن کا رُخ کیا اور چونکہ قوم عمرار مقابلہ کی تاب نہ لا سکی۔ اِس لیئے مقام ہندوب کو جو سواکن سے چند میل شمال و مغرب کی جانب ہے اپنا صدر مقام قرار دے کر معاملات میں خرابی کے آثار پیدا کر دیئے کرنل کچنر نے جو اِس وقت سواکن میں تھے خیال کیا کہ یکایک حملہ کر کے عثمان دغنہ کو گرفتار کر لیا جائے چنانچہ اُنکو اجازت مل گئی کہ اپنی فوج اور اُن قوموں کے آدمیوں کو لیکر حملہ کر دیں جو گورنمنٹ سے موافق تھیں۔ ۱۷ جنوری کو کرنل کچنر مع پانچ سو آدمیوں کے سواکن سے رات کے وقت روانہ ہوئے اور جس وقت عثمان دغنہ کے آدمی صبح کی نماز میں مصروف تھے انگریزی فوج نے یکایک حملہ کر دیا اور عثمان دغنہ کے ضریبہ پر قبضہ کر لیا۔ سوڈانیوں کی پلٹن گاؤں کی طرف بڑھی کیونکہ یہ خیال تھا کہ عثمان دغنہ گاؤں میں موجود ہے۔ چند منٹ گذرے تھے کہ اس پلٹن نے دُور سے عثمان دغنہ کو دیکھا اور اُسکے گھوڑے کو جس کے پیر میں پگاّ بندھا ہوا تھا پکڑ لیا مگر عثمان دغنہ

نے اسوقت بھی اپنی چالاکی اور ہوشیاری کا ثبوت دیا یعنی ایک رہ گذر اونٹ کو پکڑکر اُسپر سوار ہوگیا اور پہاڑوں کو چلدیا۔ انگریزی فوج کے آدمی اپنا سا مُنھ لیکر رہ گئے عثمان دغنہ کے آدمیوں نے اپنے آپ کو محصور دیکھکر مقابلہ کیا اور ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں کرنل کچنر کی پیشانی پر شدید زخم آیا اور اُس کی وجہ سے وہ قاہرہ چلے گئے۔

محاصرۂ سواکن

مارچ ۱۸۸۸ء میں آخرکار سواکن کو اُن تمام خرابیوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا جنکی وجہ سے چار برس تک انگریزی فوج کو ناکامی کا سامنا رہا۔ مہدی کی فوج نے خاص سواکن کو آگھیرا اور شہر کے دروازہ سے دو ہزار گز کے فاصلہ پر مورچے قائم کرکے شہرپناہ پر گولہ باری شروع کردی۔

اِس واقعہ کی خبر پہنچنے پر کرنل کچنر قاہرہ سے سواکن آ گئے مگر چونکہ وہ مصری فوج کے ایڈجوٹینٹ جنرل مقرر ہو گئے اِس لئے ستمبر میں وہ واپس چلے گئے اور بجائے ان کے کرنل ہالڈا سمتھ گورنر جنرل سواکن مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ کے واسطے درویشوں نے سواکن سے محاصرہ اُٹھا لیا مگر اُسی مہینہ میں پانچ ہزار فوج کے ساتھ پھر مورچے جما لئے اور اِس دفعہ یقین ہو گیا کہ درویش شہر پر دھاوا کریں گے۔ درویشوں نے اِس طرح سے شہر پر تاک کر گولہ باری شروع کی کہ شہر والوں کو روز بروز تشویش زیادہ ہوتی گئی۔ اس عرصہ میں گورنمنٹ مصر نے جنرل گرینفیل کو قاہرہ سے روانہ کیا تاکہ معاملات سواکن پر غور کر کے رپورٹ کریں۔ چنانچہ اُنھوں نے اپنی رپورٹ میں تحریر کیا کہ درویشوں کو اس مقام سے ہٹانا ایک بہت ضروری بات ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ سواکن پر قبضہ کر لیں گے اور انگریزی فوج کو سخت ہزیمت ہوگی۔ اس خبر سے

جنرل سر ایف۔ ڈبلیو گرینفیل۔ کے۔ سی۔ بی

قاہرہ میں بہت تشویش پھیل گئی اور فوراً حکم ہوا کہ نمبر ۹ و ۱۰ اسوڈانی پلٹنیں کوسیر سے
سواکن کو روانہ ہو جائیں اور ساتھ ہی گوروں کی ایک پلٹن قاہرہ سے روانہ کی گئی
ان فوجوں کے پہنچ جانے سے جنرل گرینفیل کی ماتحتی میں ایک معقول تعداد فوج
کی جمع ہو گئی جس میں ۷۵۰ انگریزی دو ہزار مصری اور دو ہزار سوڈانی سپاہی تھے۔
درویشوں نے اپنا مورچہ بڑھا کر ایک توپ قلعہ غمائزہ سے ۵۰۰ گز کے فاصلہ پر لگا دی
اور قلعہ پر گولہ باری شروع کردی اور بندوقوں سے گولیوں کا مینھ برساتے رہے
جس سے بہت سے انگریزی سپاہی مارے گئے۔ اخبار گرافک کے مصور مسٹر ویک
بھی درویشوں کی بندوقوں کا نشانہ ہوئے۔ ۲۰ دسمبر کو انگریزی فوج نے جس میں
نویں دسویں اور گیارھویں سوڈانی پلٹنیں تھیں درویشوں کے مورچوں پر دھاوے
کی تیاری کی۔ مورچوں سے دو سو گز کے فاصلہ تک یہ پلٹنیں بغیر فیر کیئے بڑھتی رہیں
اور درویشوں کی باڑوں کو بڑی ہمت اور استقلال سے برداشت کیا۔ جس وقت فاصلہ
بہت کم رہ گیا فوراً دھاوا کر کے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ درویشوں کے پانچسو آدمی مارے گئے۔
اور باقی بھاگ گئے۔ اس لڑائی میں درویشوں کے چار سربرآوردہ امیر کام آئے
اور عثمان دغنہ کا چچیرا بھائی گرفتار ہو گیا۔ سواکن میں چار برس کے بعد یعنی جب سے
کرسیکنیل صاحب کی فوج کو شکست ہوئی تھی یہ پہلی لڑائی تھی جس میں انگریزی اور مصری
فوجوں نے درویشوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کی۔ سوڈانیوں نے جو مصری فوج
میں ملازم تھے اس لڑائی میں بڑی ہمت اور شجاعت سے کام لیا اور اُسوقت سے
اُن کی پلٹنیں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

مصر پر درویشوں کا دوسرا حملہ

جنگ توسکی ۔ ۳ ۔ اگست ۱۸۸۹ء

درویشوں کی فوج کا بہادر سپاہی واد النجمی جسکا صدر مقام ڈنگولہ تھا ہمیشہ مصر پر تاک لگائے رہتا تھا اور جو عہد اُس نے اپریل ۱۸۸۶ء میں امدرمان سے روانہ ہونے کے وقت کیا تھا اُسکے پُورا کرنے میں رات دن اُسکو اُدھیڑ بُن لگی رہتی تھی ۔ واد النجمی نے اپنے دل کا حوصلہ نکالنے کے واسطے خلیفہ عبداللہ سے اجازت طلب کی چنانچہ اُس کی درخواست منظور ہوئی اور مئی ۱۸۸۹ء میں وہ چار ہزار جرّار فوج لیکر وادی حلفہ سے سو میل کے فاصلہ پر آپہنچا اور ماہ جولائی میں حدود مصر میں داخل ہوا ۔ نجمی کی خبر سے مصر میں بہت تشویش ہوئی اور فوراً ایک عمدہ انگریزی اور مصری فوج کشتیوں پر سوار ہوکر براہ رود نیل روانہ ہوئی ۔ خشکی پر اُترنے کے بعد یہ فوج درویشوں کی فوج کی متوازی بڑھتی رہی اور اساؤن کُل فوج کے جمع ہونے کے واسطے ایک کمپ مقرر ہوا ۔ اساؤن میں پہنچکر سردار ایف گرینفیل نے کچھ آدمیوں کو بھیجکر نجمی کی فوج کا معائنہ کرایا اور یہ بات معلوم ہوئی کہ کمی رسد کی وجہ سے فوج کی حالت خراب ہے ۔ اونٹ ۔ گھوڑے اور خچر کھا کر فوج کے آدمی گذر کرتے ہیں اور بہت سے آدمی بھوک سے تنگ آکر مصری کمپ میں شامل ہوگئے ۔ سردار گرینفیل نے خیال کیا کہ ایسی حالت میں نجمی کی فوج نہ لڑسکے گی ۔ اور اس لیئے نجمی کو خوف دلانے کے واسطے اِس مضمون کا ایک خط اُس کے نام روانہ کیا :۔

"ہمارے پیچھے ہزاروں مصری اور انگریزی فوج براہ نیل آرہی ہے ۔ ہمارا ارادہ

تمکو بالکل نیست و نابود کرنے کا تھا مگر یہاں آکر ہم نے تمکو ایک غریب اور کمزور گروہ پایا درانحالیکہ بھوک اور پیاس سے مرتے ہو۔ یہ واضح ہو کہ ہماری گورمنٹ رحمدل ہے اور یہ نہیں چاہتی کہ بیچاری عورتیں اور بچے جو تمھارے ساتھ ہیں مارے جائیں۔ اسلئے میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تم یہاں آکر اپنے آپ کو حوالہ کر دو؟"

دوسرے ہی روز نجمی نے سردار گرنیفیل کو ذیل کا جواب تحریر کیا :۔

"تم نے جو تحریر کیا ہے کہ ہمارے ساتھ بہت فوج ہے اور عنقریب پہنچنے والی ہے اس سے ہمکو بالکل خوف نہیں ہے۔ ہم کسی سے خوف نہیں کرتے صرف خدا سے ڈرتے ہیں۔ تم اپنی فوج کی کثیر تعداد توپ۔ گولہ اور بارود کے دھوکہ میں نہ رہو درانحالیکہ خدا کی مدد تم سے بہت دور ہے۔ تمھارے واسطے یہ کافی سبق ہے کہ تمھارے سردار گارڈن اور ہکس وغیرہ معہ اپنی کثیر فوج ہتیار اور سامان کے تباہ ہوئے۔ اس لیئے اگر تم اپنے آپ کو حوالہ کر دوگے تو تمھاری جان بچ جائیگی اور تمپر خدا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور مہدی علیہ الرحمت اور خلیفہ سلمہ اللہ تعالی کا رحم ہوگا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں"

جو شخص وادا لنجمی کا خط لایا تھا اُس نے بیان کیا کہ نجمی نے اپنے امیروں کو جمع کیا اور تلوار نکال کر عہد کیا کہ میں کبھی اپنے آپ کو حوالہ نہ کرونگا۔ نجمی کے امیروں نے بھی اُسکی تقلید کی اور معلوم ہوتا تھا کہ سب لڑائی کے مشتاق ہیں جس روز لڑائی شروع ہوئی علی الصباح نجمی نے اپنی فوج کو آراستہ کیا اور سب سے باواز بلند کہا کہ "ہم کو آج اپنے مالک سے ملنے کے واسطے تیار ہوکر کھڑا ہونا چاہیئے"

اسوقت مصری اور انگریزی فوج کو ایک ایسے شخص کا سامنا تھا کہ جس کے مقابلہ

میں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی تھی - اِس شخص نے ہکس پاشا کے لشکر کو تباہ کیا اور اسی نے خرطوم کو فتح کیا - مصری فوج کو وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور نہ کوئی خوف اُسکو اپنے ارادہ سے باز رکھ سکتا تھا اور نہ کسی قسم کی دھمکی میدان جنگ سے ہٹا سکتی تھی - اسکا یہ قول تھا کہ "ہمارا ارادہ تمام ملک کو فتح کرنے کا ہے اور خداوند تعالیٰ کی مدد سے ہم سب کو مسلمان کریں گے -

جسوقت یہ ثابت ہوگیا کہ سوائے لڑائی کے اور کسی طرح فیصلہ نہوگا جنرل گرنیفیل نے ۲۹ - جولائی کو اپنی فوج کو توسکی میں جمع کیا - اِس مقام سے ۴ میل کے فاصلہ پر یعنی اُن سنگلاخ اُونچی پہاڑیوں کے قریب جو دریائے نیل سے مغرب کی طرف تین میل چلی گئی ہیں نجُمی کا کمپ تھا - ۳ - اگست کو نجُمی کی تمام فوج شمال کی طرف بڑھی اور لڑائی سے بچنے کے واسطے ریتیلے جنگل کا راستہ اختیار کیا مگر انگریزی اور مصری فوج نے بڑھکر اُسکا سامنا روکا - اسپر نجُمی نے چار پہاڑیوں پر قبضہ کر کے اپنے نشانوں کو آراستہ کیا اور مُقابلہ کے واسطے قراول فوج کو سامنے رکھا - نیزہ برداروں کو اس طرح آڑ میں کھڑا کیا کہ انگریزی فوج کی نگاہ سے بچے ہوئے تھے - سردار گرنیفیل نے حکم دیا کہ مصری فوج سیدھی پہاڑیوں کی طرف بڑھے اسلیئے پہلی اور دسویں مصری پلٹنوں نے بڑھکر ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا اسوقت جانبین سے دل توڑ کر لڑے - درویشوں نے پُرانے طریقہ کے مُوافق اپنے جھنڈوں کو حرکت دیکر بڑی بہادری سے حملہ کیا اور انگریزی بندوقچیوں سے چند قدم کے فاصلہ تک پہنچ گئے مگر انگریزی فوج کی باڑوں نے ہوش نہ لینے دیا - اور تھوڑی دیر کی سخت لڑائی کے بعد چاروں مورچوں پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا - درویش بڑی پریشانی کی حالت میں اپنے کمپ

کی طرف بھاگے اور میدان میں صرف ایک شخص رہ گیا جو تمام فوج کے بھاگ جانے پر اُنکے پیچھے گھوڑا دوڑا کر جارہا تھا۔ ایک عرب نے جو سردار گرنیفیل کے پاس قید تھا اس سوار کو دُور سے پہچان کر سردار سے کہا کہ واد النجمی یہی ہے۔ اسلیئے سردار گرنیفیل نے رسالہ کو حکم دیا کہ اسکا تعاقب کریں۔ چنانچہ سواروں نے نجمی کا تعاقب کرکے اُسکی طرف فیر کرنے شروع کیئے۔ نجمی کا گھوڑا گولی سے مارا گیا اور نجمی کے بھی زخم آیا مگر وہ بدقّت تمام اپنے کمپ میں جا پہنچا۔

میجر ونگیٹ جو اس لڑائی میں شامل تھے لکھتے ہیں کہ جسوقت لڑائی ختم ہو گئی دور سے معلوم ہوا کہ جس سڑک کی راہ سے درویش ہزیمت اٹھا کر لوٹ رہے تھے اسپر بہت سے آدمیوں کے درمیان ایک اونٹ لدا ہوا جا رہا ہے۔ انگریزی فوج نے ان لوگوں پر فیر کیئے کہ جس سے دور سے یہ معلوم ہوا کہ اونٹ اور بہت سے آدمی مارے گئے۔ سوار دوڑکر اُن کے پاس گئے مگر جن لوگوں کی نسبت خیال تھا کہ مرے ہوئے پڑے ہیں وہ یکایک کھڑے ہو گئے اور یہاں تک لڑے کہ سب مارے گئے صرف ایک آدمی بچا جو قریب سے گذرتے ہوئے ایک اونٹ پر سوار ہو کر بھاگ گیا اونٹ کو جو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اُسپر کسی نامی سردار کی نعش لدرہی ہے۔ اِس نعش کو توسکی بھیجدیا گیا اور وہاں قیدیوں نے پہچانکر کہدیا کہ وادالنجمی کی نعش تھی۔ اسکے بعد یہ امر تحقیق ہوا کہ جسوقت نجمی زخمی ہو گیا تھا اُس کو اونٹ کے کجاوہ میں بٹھا دیا

وادالنجمی کی وفات

تھا اور اُس جگہہ سواروں کی گولی سے مارا گیا۔ نجمی کا ایک بیٹا جسکی عمر پانچ برس کی تھی اونٹ کے پاس مرا ہوا ملا۔ اور دوسرے شیر خوار بچہ کو جسکی عمر مشکل سے ایک برس کی ہوگی اُس کی دایہ دوسرے روز انگریزی کیمپ میں لائی۔ جسکی شفاخانہ قصر الآئین قاہرہ میں اچھی طرح پرورش ہوئی ؎

اِس لڑائی کا نتیجہ مصر کے واسطے نہایت قابل اطمینان ہوا کیونکہ مصر کو درویشوں کی پیشقدمی سے جو بظاہر بڑی کامیابی کے ساتھ ہو رہی تھی نہایت فکر تھا۔ اِس لڑائی میں امید سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ اس لیئے مصری اور انگریزی فوج نے لڑائی کے بعد نہایت گرمجوشی سے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ درویشوں کی فوج کو آج تک ایسا سخت نقصان نہ پہنچا تھا جیسا کہ اس شکست سے ہوا۔ جسقدر مہم خلیفہ نے مختلف مقامات پر بھیجی تھیں اُن سب کا منزلِ مقصود مصر تھا اور مہدی کے زمانہ سے خلیفہ کے وقت تک برابر اسکے واسطے کوشش ہوتی رہی لیکن ان تمام تجاویز اور کوششوں کا مآلِ کار ناکامی ہوا۔

درویشوں کا ایک نامور جرنیل مارا گیا اور جسقدر فوج مقام توسکی میں آئی تھی اُسمیں سے بہت کم اِس مصیبت کی خبر سُنانے امدرمان واپس پہنچی۔ اب کئی سال کی متواتر جنگ وجدل کے بعد سرحد مصر وسوڈان پر بالکل امن ہوگیا اور کوئی صورت آیندہ فساد ہونے کی بظاہر نہیں معلوم ہوتی تھی۔

اس امن وچین کے زمانہ کو ابھی ڈیڑھ سال کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ عثمان دغنہ نے پھر سواکن کا رُخ کیا۔ یہ مقام عثمان دغنہ کے واسطے ایک بہت اچھی شکارگاہ ثابت ہو چکی تھی اس لیئے بار بار اسکی توجہ سواکن پر مایل ہوتی تھی۔ ہندوب پر مصری فوج کا

پہلے ہی قبضہ ہوچکا تھا۔ اب توکر مابہ النزاع تھا جہاں پر پہلے کئی مرتبہ سخت لڑائی ہوچکی تھی۔ کرنل ہالیڈ اسمتھ گورنر جنرل سواکن نے عثمان دغنہ کی عدم موجودگی میں جو فوج لیکر کسی مقام پر ٹیکس وصول کرنے گیا تھا یہ ارادہ کیا کہ توکر پر قبضہ کر لے لیکن اِس عرصہ میں عثمان دغنہ واپس آگیا اور کرنل ہالڈ اسمتھ کے ہاتھ سے یہ موقع نکل گیا۔ فروری سنہ ۱۸۹۱ء میں ایک مصری فوج بماتحتی کرنل ہالڈ اسمتھ بندرگاہ ٹرنکیٹ پر جہازوں سے اُتری اور اُس مقام کی طرف روانہ ہوئی جہاں سنہ ۱۸۸۴ء میں لڑائی ہوئی تھی اور سفید ہڈیاں جو اس میدان میں پڑی تھیں وہ بتلا رہی تھیں کہ ہم اُن بہادروں کی یادگار ہیں جنھوں نے اپنی جانیں اپنے ملک پر قربان کیں تھیں۔ مصری فوج مقام الطیب پر قبضہ کر کے سیدھی توکر پر بڑھی۔ عثمان دغنہ کے آدمیوں نے معمول کے موافق بڑی سختی سے حملہ کیا اور دست بدست لڑائی کی نوبت پہنچی جس میں جانبین سے سخت نقصان ہوا۔ مگر درویشوں کی فوج پسپا ہوئی اور توکر پر مصری فوج کا قبضہ ہوگیا۔ سات برس کے بعد پھر مصری جھنڈا توکر کی ویران سرکاری عمارت پر چڑھایا گیا۔ فتح توکر کے بعد مصری فوج نے عثمان دغنہ کے کمپ پر جو مقام عفافیت میں تھا قبضہ کر لیا۔ اور عثمان دغنہ نے کسالا کی راہ لی۔ توکر کا علاقہ مثل نیل کے ڈیلٹا کے بہت زرخیز تھا۔ اسلیئے اُسکے نکل جانے سے خلیفہ کی قوت کو بہت نقصان پہنچا۔ سنہ ۱۸۸۴ء کے اس علاقہ میں بردہ فروشی کثرت کے ساتھ ہوتی رہی جس سے خلیفہ کو بہت آمدنی تھی مگر عفافیت کی لڑائی کے بعد اِس علاقہ سے خلیفہ کا اقتدار بالکل جاتا رہا۔

سواکن کے فتح ہونے کے بعد پانچ سال تک بالکل امن و امان رہا اور کسی جگہ لڑائی نہیں ہوئی۔ یہ امن کا زمانہ مصری فوج کے واسطے بہت کارآمد ثابت ہوا۔

اس عرصہ میں انگریزی افسروں نے مصری فوج کو بڑی کوشش کے ساتھ قواعد وغیرہ سکھا کر درست کیا۔ مصری فوج بڑھائی گئی اور سوڈان کو فتح کرنے کے واسطے برابر تیاری ہوتی رہی۔ مصری اور سوڈانی فوجوں نے اِس امر کا کافی ثبوت دیا تھا کہ انگریزی افسروں کی ماتحتی میں وہ سخت لڑائیوں میں بہت اچھا کام دیسکتے ہیں اِس سیلئے آیندہ اُنپر بہت کچھ بھروسہ تھا۔ وہ وقت قریب تھا کہ جب ہمیشہ کے لیئے سوڈان کا فیصلہ ہو اور اِس سیلئے اُسوقت کے واسطے تیار ہونے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا گیا۔ کرنل کچنر مصری فوج کے سردار مقرر ہوئے اور تمام انگلستان کی اُنپر آنکھ لگ رہی تھی کہ وہ جنرل گارڈن کے قتل کا بدلہ لیں گے اور سوڈان میں جو خفت اور ناکامی انگلستان کو ہوئی اُسکا دھبہ انگریزی تاریخ کے صفحوں سے مٹا دینگے۔ چونکہ کرنل کچنر پہلے چندمرتبہ اپنی بہادری کا ثبوت دے چکے تھے اسیلئے سردار ایف گرنیفیل کے سبکدوش ہونے پر وہ مصری فوج کے کمانڈر انچیف (سردار) مقرر ہوئے۔ سردار کچنر نے اپنا تمام وقت اپنی تمام کوشش اور اپنا تمام علم فلاحین مصری کی فوجی تعلیم میں صرف کیا اور چند سال کی محنت کے بعد اُنکو بہت اچھے سپاہی بنائے جو لوگ مہدی کے نام سے کانپتے تھے اور خوف سے اُنکی تلواروں کے سامنے سر جھکا دیتے تھے اُنھیں لوگوں نے ڈنگولہ۔ ابو حامد۔ سواکن اور بربر وغیرہ سے درویشوں کو نکالکر آخر اپنا جھنڈا خرطوم پر جا چڑھایا۔

آغاز فتح سوڈان

واضح ہو کہ کسالا کئی سال پہلے درویشوں کے قبضہ میں آگیا تھا مگر اُس کے بعد اُن کے ہاتھ سے نکل گیا اور اٹلی نے اُس پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ عبداللہ کا اسپر دانت تھا کچھ عرصہ پہلے درویشوں نے حبش والوں کو شکست دی تھی اور اُن کے بادشاہ جان کو مار ڈالا تھا اِس لیئے اُن کا حوصلہ بڑھ رہا تھا اور اٹلی کی فکر میں تھے۔ اِس عرصہ میں ۲۹۔ فروری ۱۸۹۶ء کو اٹلی کو مقام ادوا میں حبش کے ہاتھ سے سخت ہزیمت پہنچی اور اُس کی قوت افریقہ میں بہت کمزور ہو گئی۔ یہ موقع خلیفہ عبداللہ کو کسالا کے لینے کا اچھا مل گیا۔ انگلستان کو خیال ہوا کہ اگر خلیفہ نے کسالا پر قبضہ کر لیا تو پھر سواکن کی طرف بڑھے گا اس لیئے بظاہر اٹلی کی حمایت اور درپردہ اپنے حقوق کی حفاظت کے واسطے یہ قرار دیا کہ درویشوں کو کسالا پر قبضہ کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ اٹلی کی شکست ہونے سے ایک مہینے کے بعد کسالا کا معاملہ انگلستان کی پارلیمنٹ میں پیش ہوا۔ مسٹر کرزن نے ہاؤس آف کامنز میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ اِس بات کا اندیشہ ہے کہ درویش کسالا پر قبضہ کر کے آگے بڑھیں گے اس لیئے گورنمنٹ انگلستان نے بمشورہ گورنمنٹ مصر یہ حکم دیا ہے کہ اٹلی۔ انگلستان اور مصر کو خطرہ سے محفوظ رکھنے اور تمام یورپ کے حقوق کی حفاظت کرنے کے واسطے مصری فوج سرحد وادی حلفہ سے سو میل آگے بڑھکر مقام اکاشیہ پر قبضہ کر لے۔ ۱۲۔ مارچ ۱۸۹۶ء کو سر ہربرٹ کچنر کے نام لندن سے اِس مضمون کا تار پہنچا کہ نیل کی راہ سے آگے بڑھنے کی تیاری کی جائے۔ ۱۴۔ ماہ مذکور کو تمام فوج جو ضرورت کے واسطے جمع تھی بُلالی گئی

اور ۱۵ کو فوج کا پہلا حصّہ آگے بڑھا۔ سرہربرٹ کچنر نے حکم دیا کہ اکاشیہ پر قبضہ کیا جائے اور ریل کی سڑک جو درویشوں کی لوٹ مار سے ٹوٹ گئی تھی ازسرِنو تیار ہو چنانچہ مصری فوج اکاشیہ میں جمع ہوگئی۔ ابھی اس فوج کو یہاں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہوا تھا کہ سواکن سے عثمان دغنہ کے حملہ کی خبر آئی اس لیئے سردار کچنر کو اُس طرف متوجہ ہونا پڑا مگر عثمان دغنہ خفیف لڑائی کے بعد واپس چلا گیا اور سردار کچنر کو اب فوج کے آگے بڑھانے کا اچھا موقع مل گیا۔

جنگ فرکیٹ

(ابوحامد اور بربر پر مصری قبضہ)

اکاشیہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر مقام فرکیٹ میں درویشوں کی فوج خیمہ زن تھی ۶۔ جون ۱۸۹۶ء کو رات کے وقت سردار کچنر نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کے واسطے آگے بڑھایا۔ جو تدبیر لارڈ وولزلی نے تل الکبیر کی لڑائی میں عربی پاشا کے مقابلہ میں کی تھی اُسی کی تقلید سردار کچنر نے اِس موقعہ پر کی یعنی رات کو بڑھکر طلوع آفتاب کے وقت درویشوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ سردار کی فوج عین وقت پر فرکیٹ پہنچی اور درویشوں کے ساتھ سخت مُقابلہ ہوا۔ چونکہ درویش پہلے سے مُقابلہ کے واسطے تیار نہ تھے اِس لیئے یکایک مصری فوج کے حملہ کرنے سے اُنکے اوسان خطا ہوگئے اور تھوڑی دیر کی لڑائی میں میدان سے پیر اُکھڑ گئے۔ اِس لڑائی میں درویشوں کا ایک بڑا امیر حمودہ مارا گیا جس کی نعش کو سلاطین پاشا نے میدانِ جنگ میں شناخت کیا۔ یہ لڑائی مصر کے حق میں بہت نتیجہ خیز ثابت ہوئی کیونکہ اول تو پچاس میل تک وادیِ

جنگ فرکیٹ

نیل درویشوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ دوسرے اِس امر کا اچھی طرح امتحان ہو گیا کہ مصر کی نئی فوج میدان جنگ میں کیا کام دے گی۔ تیسرے خلیفہ کی جسقدر باقاعدہ فوج سرحد پر موجود تھی سب کام آئی اور آیندہ سرحد پر کوئی کھٹکا باقی نہ رہا۔ چوتھے مقام سوڈا جہاں سے درویش ہمیشہ وادی نیل کے گانوں پر چڑھائی کیا کرتے تھے مصر کے قبضہ میں آگیا۔ پانچویں اِس لڑائی کا اثر دونوں فوجوں پر بہت اچھا ہوا مصر کی نئی فوج کا جو اول میدان جنگ میں آئی تھی آیندہ کو حوصلہ بڑھ گیا اور درویشوں کی فوج کے دل میں جو مصری فوج کو حقارت سے دیکھتی تھی اس کی وقعت ہو گئی۔ فرکیٹ کی لڑائی سے ڈنگولہ کی قسمت کا آسانی سے فیصلہ ہو گیا اور ستمبر ۱۸۹۶ء میں یہ مقام بھی مصر کے قبضہ میں آگیا۔ سردار کچنر نے اِس لڑائی کے متعلق جو مراسلہ انگلستان کو بھیجا اُس میں حسب ذیل تحریر کیا:۔

"اِس جنگ و جدل کا نتیجہ یہ ہوا کہ درویش جو ہمیشہ وادی حلفہ میں لوٹ مار کیا کرتے تھے وہ موقوف ہو گئی۔ وادیِ نیل کا ۴۵۰ میل علاقہ مصر کے ملک میں شامل ہو گیا کہ جس میں سے ۳۰۰ میل بہت زرخیز ہے اور ڈنگولہ کی مظلوم رعایا کو درویشوں کی وحشیانہ اور ظالمانہ حکومت سے نجات ہو کر بیحد خوشی ہوئی۔"

فرکیٹ کی لڑائی کے بعد سردار کچنر نے وادی حلفہ سے ابو حامد تک ریل تیار کرنے کی طرف توجہ کی۔ اِس ریل کے تیار کرانے میں سردار کچنر نے بڑی مستعدی و محنت اور ہمت سے کام لیا کیونکہ ایسے مقامات پر اتنے بڑے کام کے واسطے سامان فراہم کرنا آسان کام نہ تھا۔ حقیقت میں اس ریل نے فتح سوڈان کا راستہ کھول دیا اس بات کا تجربہ ہو چکا تھا کہ جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے خرطوم پر فوج بھیجنے میں

کیسی کیسی دقتیں پیش آئی تھیں اور ہکس کا مہم سوڈان میں تباہ ہوا جسوقت یہ ریل ابو حامد تک تیار ہوگئی مصری فوج نے دھاوا کر کے ابو حامد پر قبضہ کر لیا اور بربر پر بڑھنے کے واسطے راستہ کُھل گیا۔

ابو حامد پر قبضہ ہونے کے بعد یہ امید نہیں ہوسکتی تھی کہ بغیر مقابلہ کے بربر پر قبضہ ہو جائے گا مگر اسوقت بربر جنگی کشتیوں کے رحم پر تھا اور نہ صرف بربر کی یہ حالت تھی بلکہ متمہ اور امدرمان تک پہنچنے میں آسانی ہوگئی۔ بربر پر مصری فوج نے بغیر مقابلہ کے قبضہ کر لیا اور فوراً آگے بڑھکر اُس مقام پر چھاونی ڈالدی جہاں دریائے نیل اور اتبارا ملتے ہیں۔ تمام علاقہ وادی حلفہ سے اتبارا تک اِسقدر جلد اور آسانی سے مصر کے قبضہ میں آگیا کہ جس کی امید نہیں ہوسکتی تھی اور اب درویشوں کے مصر پر حملہ کرنے کا کوئی اندیشہ نہ رہا۔

جنگ اتبارا

اکتوبر ۱۸۹۷ء میں مصری جنگی کشتیوں نے اتبارا سے آگے بڑھکر متمہ پر گولہ باری شروع کر دی مگر متمہ کے قلعہ سے جو اُس کا جواب ملا اُس سے ثابت ہوگیا کہ امیر محمود مع اپنی فوج کے وہاں موجود ہے اس لیئے سردار کچنر کو یقین ہوگیا کہ بغیر لڑائی ہونے کے متمہ پر قبضہ نہوگا۔ جو فوج اسوقت سردار کے پاس موجود تھی وہ امیر محمود کے مقابلہ کے واسطے کافی نہ تھی اسلیئے سردار نے مصر سے امداد طلب کی۔ سردار کچنر کی درخواست قاہرہ میں ۳۱۔ دسمبر ۱۸۹۷ء کو پہنچی۔ چونکہ امدادی فوج کے ساتھ ایک بریگیڈ گوروں کی فوج کا بھی طلب کیا گیا اِس لیئے قاہرہ میں یہ یقین کیا گیا کہ کسی سخت لڑائی کا سامنا ہے

تین انگریزی رجمنٹیں جو اسوقت موجود تھیں روانہ کر دی گئیں اور ایک بعد میں بھیجی گئی - فوج کی روانگی بہت عجلت کے ساتھ کی گئی اور جس طرح جلد ممکن ہوا بذریعہ ریل اور کشتیوں کے مصری اور انگریزی فوج اتبارا کے کمپ میں جمع ہونے لگی جنگی کشتیوں سے اتبارا سے شنیدی تک گرداوری کی جاتی تھی اور خاصکر خبر رسانی کے ذریعہ کی زیادہ حفاظت ہوتی تھی - کیونکہ اسی پر فوج کی نقل وحرکت اور رسد اور امداد کی آمد ورفت کا دارومدار تھا اور اس امر کا پہلے تجربہ ہو چکا تھا کہ خبر رسانی کا کافی انتظام نہ ہونے کی وجہ سے کیسی کیسی قیمتی جانیں ترس ترس کر برباد ہو گئیں اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی کہ انپر کیا گذر گیا - اس عرصہ میں مصری کمپ میں متواتر یہ خبر پہنچی کہ درویشوں کی ایک بڑی فوج بربر کو فتح کرنے کے واسطے شمال کی طرف بڑھ رہی ہے - اسکے بعد معلوم ہوا کہ امیر محمود نے خلیفہ کی منتخب فوج کے ساتھ دریائے اتبارا کو عبور کر لیا ہے اور ایک دن میں فوج مقام العیاب سے جو نیل اور اتبارا کے اتصال سے ۳۰ میل ہے نخیلا میں پہنچ گئی - امیر محمود نے نخیلا میں اپنی فوج کو ٹھیرا کر مورچہ بندی کی - سردار کچنر نے امیر محمود کی آمد کی خبر سنکر فوراً فوج کو آگے بڑھایا اور مقام راس الہودی میں جو مقام اتبارا سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے فوج خیمہ زن ہوئی -

اوایل اپریل میں انگریزی اور مصری فوج نے آگے بڑھنا شروع کیا اور ۷ - اپریل کو رات کے وقت آخری کوچ ہونے کی تجویز کی گئی - انگریزی افسر جنگ فرکیٹ اور تل الکبیر میں یہ دیکھ چکے تھے کہ رات کو کوچ کر کے دشمن پر بیخبری میں حملہ کرنے سے بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی اسلیئے اسوقت بھی سردار کچنر نے اُس نتیجہ خیز طریقہ پر عمل کیا جمعہ کی رات کو ایک بجے ۱۵ منٹ پر فوج کو آہستہ سے جگا کر روانگی کا حکم دیا گیا چنانچہ

فوج نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور نخیلا کی طرف بڑھی - جس وقت فوج چلتی تھی یا تھوڑی دیر کے واسطے سپاہیوں کی قطاروں کو ملانے یا بریگیڈوں کا باہمی فصل کم کرنے کے واسطے ٹھیرتی تھی تو اس وقت حکم دینے کے واسطے کوئی بولی نہیں بولی جاتی تھی بلکہ ہاتوں سے اشارہ سے حکم دیا جاتا تھا یا اگر زبان سے کہا جاتا تھا تو ایسے لہجہ سے جیسے کہ آپس میں بات چیت کرتے ہیں صبح کے چار بجے کے وقت سردار کی فوج درویشوں کے مورچوں کی زد میں پہنچ گئی - جوں ہی آفتاب طلوع ہوا دور سے دیکھا گیا کہ درویش لوگ مورچوں کی دیواروں پر کھڑے ہوئے سردار کچنر کی فوج کو آتے ہوئے دیکھ رہے ہیں - سوا چھ بجے صبح کو انگریزی توپخانہ سے سردار محمود کے مورچوں پر گولہ باری شروع ہوئی اور میکسم توپوں نے گولوں کا مینہ برسا دیا - آٹھ بجتے ہی سردار کچنر نے دھاوے کا حکم دیا - اس حکم کیساتھ ہی دھاوے کا بگل بجایا گیا - انگریزی باجا بجنا شروع ہوا - ڈھول پر ڈنکہ پڑا اور نفیریوں سے جوش دلانے والی صدائیں بلند ہوئیں - انگریزی - مصری اور سوڈانی فوجیں سیدھی مورچوں کی طرف بڑھیں اور کانٹوں کی باڑ کو جو مورچوں کے آگے لگی ہوئی تھی ہٹا کر سنگر اور مورچوں میں گھس گئیں - اب کیا باقی رہ گیا تھا دست بدست لڑائی ہونے لگی اور بہادروں کو اپنے دل کا حوصلہ نکالنے کا اچھا موقع مل گیا - دو انگریزی افسر جنکا نام کپتان فنڈلی اور اُرکوہارٹ تھا سنگر پر چڑھتے ہوئے مارے گئے - درویشوں کے دو ہزار آدمیوں نے جو مورچوں کے اندر ایک ضریبہ پر قبضہ کیئے ہوئے تھے ایک سخت باڑ ماری اسلیئے گیارھویں سوڈانی پلٹن نے اُن پر حملہ کیا - اس حملہ میں قریب سو آدمیوں کے مجروح و مقتول ہوئے مگر ضریبہ پر سوڈانیوں نے قبضہ کر لیا - تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد درویشوں کے پیر اُکھڑ گئے اور میدان مصری اور انگریزی فوج کے ہاتھ رہا - یہ لڑائی

جنگ اتبارا

مقام نخیلا میں ہوئی جو دریائے اتبارا پر واقع ہے اسلیئے اتبارا کے نام سے مشہور ہے
فتح ہونے کے بعد جسوقت انگریزی۔ سوڈانی اور مصری فوجیں ایک دوسرے کو مبارکباد
دینے کو دریائے اتبارا کے کنارہ پر جمع ہوئیں اسوقت اُنکا حال قابلِ دید تھا سوڈانی
خوشی سے ناچتے ہوئے انگریزوں کے بیچ میں دوڑتے تھے۔ کوئی بندوق کو سر پر
لیجا کر پھراتا تھا اور کوئی ہاتھ بڑھا کر انگریزوں سے مصافحہ کرتا تھا۔ انگریز بھی دل کھولکر
اِس خوشی میں حصہ لیتے تھے اور اپنی ٹوپیاں اُچھالتے اور سنگینوں پر نچاتے تھے
اِس لڑائی میں دو کپتان۔ ایک لفٹنٹ۔ ۲۲ نان کمیشنڈ افسر اور سپاہی مارے گئے
اور ۱۰۔ افسر اور ۹۲ نان کمیشنڈ افسر و سپاہی زخمی ہوئے۔ مصری فوج میں ۴۴۳
آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ درویشوں کے تین ہزار کے قریب آدمی مارے گئے۔
اور بہت سے قیدی دس توپیں اور بہت سے نشان۔ طبل جنگ اور بندوقیں
سردار کچنر کے ہاتھ لگیں۔ حبشی قیدی زنجیروں میں بندھے ہوئے یا ہتکڑی پہنے ہوئے
میدانِ جنگ میں مرے ہوئے ملے۔ امیر محمود گرفتار ہو کر سردار کچنر کے سامنے
پیش ہوا اور ذیل کی گفتگو جو سردار کچنر سے ہوئی اُس سے امیر محمود کی بہادری اور
مردانگی کا اچھی طرح سے اندازہ ہو سکتا ہے :۔

سردار کچنر۔ "تم ہمارے ملک میں جلانے اور مارنے کے واسطے کیوں آئے ہو"
امیر محمود۔ "مجھپر ایک سپاہی ہونے کی حیثیت سے بلا کسی عذر کے خلیفہ کے حکم
کی تعمیل کرنا ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ تمپر خدیو کے حکم کی۔"

سردار کچنر۔ "عثمان دغنہ کہاں ہے ؟ ہم نے سُنا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ تھا"
امیر محمود۔ "مجکو معلوم نہیں ہے۔ وہ لڑائی میں موجود نہ تھا۔ وہ معہ رسالہ کے

چلا گیا تھا باقی تمام سردار میرے پاس ٹھیر گئے تھے۔ میں نے تمھاری فوج کو صبح
کے پانچ بجے کے قریب دیکھا اور میں اُسوقت گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے کمپ کے
چاروں طرف گیا تاکہ دیکھوں کہ سب اپنی مقررہ جگہہ پر موجود ہیں یا نہیں۔ اُسکے بعد
میں واپس آکر منتظر رہا۔ میں عورت نہیں ہوں جو بھاگ جاتا“!

امیر محمود کا قید ہو کر بھیجا جانا
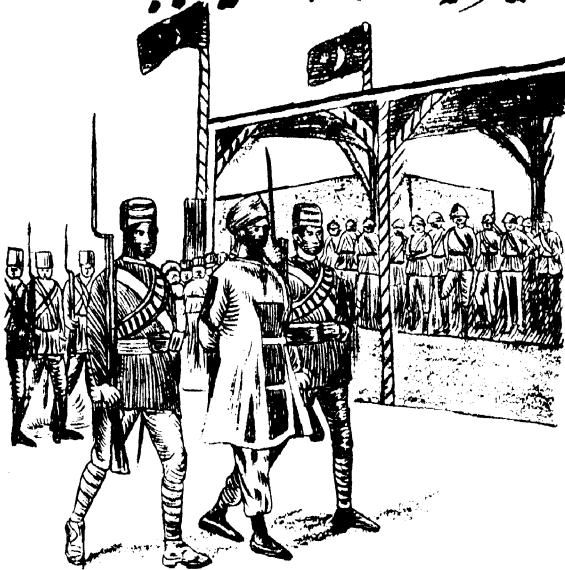
امیر محمود کو وادی حلفہ میں قید رہنے کے واسطے بھیجدیا۔ اِس جگہہ وہ سلاطین
پاشا کے روبرو پیش ہوا جو مدت تک امدرمان میں مہدی کی قید میں رہ چکے تھے۔
اور جنکی یاد امیر محمود کی نگاہ میں اسی حیثیت سے تھی جیسی کہ ایک قیدی کی۔ امیر محمود
سلاطین پاشا کو خشم آلود نگاہوں سے دیکھنے لگا اور چاہتا تھا کہ دل کا غبار لفظوں سے
نکالے کہ سلاطین پاشا نے بہت ملائمت سے کہا :-

"تمھاری حالت بدل گئی ہے۔ اب تم مجھ سے سزا کا خوف دلاکر روپیہ اور کام نہیں لے سکتے جو کچھ میں تم سے کہونگا وہ کرنا پڑے گا۔ تم زبان کو سنبھالو"

محمود نے تیوری بدل کر جواب دیا "کچھ دنوں کے واسطے یہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن جسوقت خلیفہ تمھیں اور انگریزوں کو امدرمان پکڑ کر لیجائے گا تم کو سب باتوں کا جو درویشوں کے ساتھ کرتے ہو خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جب تک امدرمان پہنچو ذرا صبر کرو"

امیر محمود کی اس گفتگو سے ثابت ہوتا ہے کہ باوجودیکہ خلیفہ کا بہت سا ملک مصر کے قبضہ میں آچکا تھا اور جنگ اتبارا میں شکست پاکر امیر محمود خود بھی گرفتار ہو گیا مگر درویشوں کی ہمت ابھی تک بندھ رہی تھی اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ ایک نہ ایک دن تمام مفتوحہ ملک انگریزوں کے ہاتوں سے لیلینگے اور مصر تک قبضہ کریں گے یہ خیال اُنکا صرف ذاتی دلیری اور ہمت سے تھا ورنہ انگریزی اور مصری ہتیاروں کے سامنے اُن کی کامیابی کی کوئی امید نہیں ہوسکتی تھی۔ اب پہلا سا وقت نہ تھا کہ جب نہ باربرداری کا ایسا کافی انتظام تھا اور نہ مصری فوج اسقدر درست تھی۔ بخلاف اسکے اب ریل نے بہت آسانی پیدا کردی تھی اور مصری فوجوں کو انگریزی افسروں نے برسوں کی محنت سے خوب درست کرلیا تھا۔ درویشوں کی قوت اور حالت کا بخوبی اندازہ ہوگیا تھا اور ان کے مقابلہ کے واسطے سامان حرب اور رسد کافی جمع کرلی گئی تھی اب صرف ایک آخری فیصلہ کی دیر تھی جسکا وقت قریب آرہا تھا۔

امدرمان پر آخری حملہ

اتبارا کی لڑائی کے بعد جس نے درویشوں کو بربر کی طرف بڑھنے سے ہمیشہ کے لیئے روک دیا تھا کچھ دنوں کے واسطے مصری فوج کو مہلت کا زمانہ مل گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ دریائے نیل میں طغیانی نہ ہونے کی وجہ سے کشتیوں کی آمدورفت کم ہو جاتی ہے۔ اس لیئے آگے بڑھنے کے واسطے انگریزی اور مصری فوج دریائے نیل کی طغیانی کی منتظر رہی۔ اس مہلت کے زمانہ میں سردار کچنر توسیع ریلوے میں ہمہ تن مصروف رہے اور ابو حامد سے براہ بربر دریائے نیل اور اتبارا کے مقام اتصال تک ریل کی تیاری شروع کر دی۔

خرطوم پر آخری حملہ ہونے کے واسطے اس مقام پر فوجیں جمع کی گئیں۔ مصری فوج جو پہلے سے یہاں پہنچ گئی تھی آبشار شبلوقہ کے شمالی کنارہ پر وادی حبشی میں جمع ہونے لگی جو تمام فوج کے جمع ہونے کے واسطے کمپ قرار پایا تھا۔ درویشوں کی فوج کا طلیعہ اس جگہہ سے ۱۵ میل جنوب میں تھا۔ اوایل اگست ۱۸۹۸ء میں اُس مقام پر بے انتہا فوج اور سامانِ حرب جمع ہو رہا تھا جہاں پر اتبارا کی ریل ختم ہوتی تھی۔ اِس وقت فوج کامیابی کے ساتھ اُس میدان میں بڑھ رہی تھی جہاں ایک زمانہ میں بڑی مصیبت کی حالت میں چلنا پڑا تھا۔

۲۳۔ اگست کو سردار کچنر نے مقام وادی حمید میں اپنی تمام فوج سے قواعد کرائی تا کہ اُس کی پوری حالت کا اندازہ ہو جائے۔ ایک وقائع نگار جو اُس موقع پر موجود تھا لکھتا ہے کہ پریڈ کا میدان اتنا کھیلنے کی میز کی طرح ہموار اور صاف تھا فوج

بالکل حملہ کرنے کے طریقہ پر آگے بڑھ رہی تھی اور سب سے آگے کی قطار قریب چار ہزار گز کے لمبی تھی۔ یہ کیفیت ایک اونچے مقام سے جو بڑھنے والی فوج کے سامنے تھا بہت دلکش معلوم ہوتی تھی۔

۲۴۔ اگست کو مصری فوج بماتحتی جنرل ہنٹر آبشار شبلوقہ کو روانہ ہوئی جو امدرمان سے ۴۱ میل کے فاصلہ پر ہے اور وادی حبشی سے آگے فوج کے لیئے دوسرا مقام اجتماع مقرر ہوا تھا جنگی کشتیوں اور رسالہ نے اس مقام تک گرد اوری کر کے دریافت کرلیا تھا کہ درویشوں کا طلیعہ پیچھے ہٹ گیا ہے اسلیئے مصری فوج کو آگے بڑھنے میں کچھ پس و پیش نہوئی اور آبشار شبلوقہ تک پہنچنے میں جو مقابلہ کا اندیشہ تھا وہ جاتا رہا۔ اب جنگی کشتیاں آبشار شبلوقہ میں بڑھکر جنوبی کنارہ تک پہنچ سکتی تھیں جہاں سے امدرمان اور خرطوم کا راستہ بہت ہموار ہے۔ سردار کچنر نے اس امر کا اندازہ کیا تھا کہ فوج لوی حبشی یعنی آبشار شبلوقہ کے جنوبی کنارہ پر ۲۲۔ اگست تک پہنچ جائے گی۔ چنانچہ یہ اندازہ

صحیح ثابت ہوا اور یوم مقررہ تک ستائیس ہزار آدمیوں کی ایک فوج وہاں جمع ہوگئی اس فوج میں چیدہ گورے۔ سوڈانی اور مصری شامل تھے اور سامانِ حرب بہت کافی تھا۔ سردار کچنر نے یہ بھی اندازہ کیا تھا کہ وسط ستمبر میں فوج امدرمان میں داخل ہوجائیگی چنانچہ اُس سے بھی پہلے فوج کا قبضہ امدرمان میں ہوگیا۔ فوج نے وادی حبشی میں جمع ہوکر آگے بڑھنا شروع کیا۔ اور ایک ہفتہ کے بعد وادی العبید میں جو کیرری سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے جمع ہوگئی۔ سردار کچنر کو یقین تھا کہ خلیفہ عبداللہ مقام کیرری میں امدرمان کی حفاظت کے واسطے اپنی فوج کے ایک حصہ سے مقابلہ کریگا اسلیئے تمام فوج کو وادی العبید میں جمع کیا مگر یہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ خلیفہ امدرمان سے آگے نہیں بڑھا۔ اس لیئے تمام فوج بغیر روک ٹوک کے امدرمان سے چند میل کے فاصلہ پر پہنچگئی اور اب صرف ایک آخری اور فیصلہ کن لڑائی پر درویشوں کی سلطنت کا خاتمہ ہونا باقی رہ گیا تھا۔

سردار کچنر نے اپنی فوج کو بڑی ہوشیاری اور مستعدی سے امدرمان تک پہنچایا تھا اور چونکہ ہر جگہ درویشوں کے مقابلہ کا اندیشہ رہتا تھا اس لیئے متمہ سے تمام سوار۔ پیدل۔ توپ خانہ اور جنگی بیڑہ صف بندی کرکے کوچ کرتے تھے تاکہ جس جگہ موقع ہو مقابلہ کرسکیں۔ جب فوج جبل رویان کے قریب پہنچی جنرل گارڈن کے بھتیجے نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھکر دیکھا کہ جنوب کی طرف اُفق پر ایک سیاہ خط کھنچا ہوا ہے اور اُس میں سفید داغ معلوم ہوتا تھا۔ یہ سیاہ خط امدرمان کی آبادی تھی اور سفید داغ جو اُس میں معلوم ہوتا تھا مہدی کا مقبرہ تھا۔ اس سفید داغ کو دیکھکر جنرل گارڈن کے بھتیجے کا خون جوش کھانے لگا اور اپنے چچا کے خون کا بدلا لینے کیواسطے

اُس کی آرزو تازہ ہوگئی۔

جسوقت فوج کیریری سے جہاں خلیفہ عبداللہ کے مقابلہ کا گمان واثق تھا گذر گئی چند روز تک سردار اور اُن کی فوج پر خاموشی چھاگئی۔ اب صرف امدرمان پر آخری لڑائی کا انتظار تھا۔ یہ دن لندن میں بہت تشویش کے ساتھ گذر رہے تھے کیونکہ جنرل گارڈن کا زمانہ آنکھوں کے سامنے تھا اور ابھی تک درویشوں کی قوت کے خاتمہ ہونے کا ایسا یقین نہ تھا جیسا کہ آسانی سے ہوگیا۔

جبل رویاں سے وادی العبید۔ سیال۔ سورورب اور اگنیا میں فوج کے مقام ہوئے کہ جن میں سے مقام مؤخر الذکر کیریری سے ڈیڑھ میل اور امدرمان سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔

جنگ امدرمان

یکم ستمبر کو تمام رجمنٹیں معہ اسپی توپخانہ کے خور شنبل کی طرف بڑھیں جہاں خلیفہ عبداللہ نے امدرمان سے آگے بڑھکر اپنی تمام فوج کو مقابلہ کے واسطے جمع کیا تھا خلیفہ عبداللہ کی فوج ایک پہاڑی پر سے جو یہاں سے قریب تھی صاف نظر آتی تھی اور سردار کچنر کے تخمینہ میں ۵۰ ۳۵ ہزار کے قریب تھی۔ گیارہ بجے دن کے یہ فوج آگے بڑھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ حملہ کرنے کو بڑھی ہے مگر سردار کچنر کی فوج سے جنوب و مغرب کی طرف ۳ میل کے فاصلہ پر ٹھیر گئی۔ سردار کچنر نے اپنی فوج کو ایک کھلے میدان میں آراستہ کیا جہاں سے درویشوں کی فوج تک کوئی چیز حایل نہ تھی اور اِس سے بہتر کوئی موقعہ انگریزی اور مصری توپخانہ کو

نقشہ میدان جنگ امدرمان

اختتام جنگ پر فوجوں کی صورت	حملہ اول کے بعد فوجوں کی حالت	لڑائی شروع ہونے کے وقت طرفین کی فوجوں کے مقامات
پہاڑیوں کا سلسلہ	پہاڑیوں کا سلسلہ	پہاڑیوں کا سلسلہ
امدرمان کو درویش ہٹ رہے	درویش	درویشوں کا رسالہ
درویش	غار	جبل سرغام
مصری فوج	باجھنڈ	درویش
انگریزی فوج	مصری فوج	۲۰۰۰ گز
مصری رسالہ	سوڈانی فوج	فاصلہ ۰۰ گز
باربرداری کا ذخیرہ	انگریزی فوج	سفید جھنڈا ۱۰۰۰ گز
امدرمان	مصری رسالہ	سوڈانی فوج
دریائے نیل	امدرمان	انگریزی فوج
	دریائے نیل	مصری فوج
		توپخانہ
		دریائے نیل

مقبرہ مہدی سوڈانی بعد از جنگ امدرمان

اپنا جوہر دکھانے کا نہ تھا۔ مصری اور انگریزی فوج نے ایک نصف دایرہ کی شکل میں سو رچے جمائے جسکے دونوں سرے دریائے نیل پر پہنچ گئے تھے اور سامنے سے کچھ دور تک خندق اور کچھ دور تک (زریبہ) باڑ وغیرہ سے حفاظت کیگئی تھی۔ جنگی کشتیوں نے امدرمان کے سامنے پہنچکر قلعہ اور شہر پر گولہ باری کی جس سے مہدی کے مقبرہ کا کلس اڑگیا اور کئی جگہہ سے مقبرہ منہدم ہوگیا۔

۲۔ستمبر ۱۸۹۸ء یوم جمعہ کو درویشوں کی تمام فوج مقابلہ کے واسطے بڑھی اور ایک ایسا سخت معرکہ ہوا کہ جسکا نظیر مصری اور سوڈانی تاریخ میں نہیں پایا جاتا اور جس نے بظاہر ہمیشہ کے لیئے سوڈان کی قسمت کا فیصلہ کر دیا۔ سردار کچنر نے جو مراسلہ اس لڑائی کے متعلق ۲۔ستمبر کو روانہ کیا اُسکا مضمون یہ تھا:۔

"کل (یکم ستمبر) رات تک درویشوں نے ہمارے ساتھ کچھ مزاحمت نہیں کی تھی لیکن آج علی الصباح ہمارے مخبروں نے خبر دی کہ درویش ہمارے مقابلہ کے واسطے بڑھ رہے ہیں۔ ہم نے اُن کے بہادرانہ اور مستقل حملہ کا اپنی جگہہ پر مقابلہ کیا اور ایک گھنٹہ کی لڑائی کے بعد جس میں انھوں نے ہمارے دونوں بازووں کو گھیرنا چاہا تھا ہم نے انکو ساڑھے چھ بجے کے وقت پسپا کر دیا۔ اسکے بعد ہم نے امدرمان کی طرف بڑھنا شروع کر دیا لیکن ابھی کچھ زیادہ دور تک نہ پہنچے تھے کہ میمنہ پر درویشوں نے پھر سخت حملہ کیا۔ اس حملہ کی وجہ سے ہمکو اپنا رُخ بدلنا پڑا اور پھر درویش سخت نقصان کے ساتھ پسپا ہوئے۔ درویشوں کی فوج جو خلیفہ عبداللہ کی ماتحتی میں تھی دوپہر تک بالکل منتشر ہوگئی۔ ہماری فوج نے خور شیہ پر پانی پیا اور ۲ بجے پھر امدرمان کی طرف بڑھی جس پر خفیف مقابلہ کے بعد سہ پہر کے وقت قبضہ ہوگیا جس وقت ہم شہر میں داخل ہوئے خلیفہ عبداللہ

جو لڑائی کے بعد امدرمان واپس آگیا تھا بھاگ گیا اور اب رسالہ اور جنگی کشتیاں اسکا تعاقب کر رہی ہیں۔ نیوفیلڈ اور ۱۵۰ انگریزی قیدی رہا کر دیئے گئے ہیں اور اب ہمارے ساتھ ہیں۔ امدرمان ایک بڑی جگہہ ہے اور اب ہماری کل فوج شہر سے مغرب کی طرف میدان میں خیمہ زن ہے۔ میں فی الحال مقتولین اور مجروحین کی مکمل فہرست نہیں بھیج سکتا لیکن نہایت افسوس کے ساتھ لکھتا ہوں کہ لفٹننٹ آر گرینفیل متعلقہ ۲۱ لینسرز اور کپتان کیلڈ یکاٹ متعلقہ اول بٹیلین وارو ک شائر جیمنٹ مارے گئے اور بہت سے افسر زخمی ہوئے۔ انگریزی مجروحین اور مقتولین کی تعداد قریب ایک سو کے خیال کرنی چاہیئے۔ اکیسویں لینسرز کا اس حملہ میں جسمیں لفٹننٹ گرینفیل مارے گئے سخت نقصان ہوا۔ ۲۱۔ آدمی مارے گئے اور ۲۰ زخمی ہوئے۔"

اس مختصر رپورٹ سے سردار کچنر کی کسر نفسی اور انکساری کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ کسی لفظ سے انھوں نے اپنی بہادری یا کارروائی کو نہیں جتلایا اور صرف سادہ الفاظ میں اس نمایاں فتح کا حال لکھ بھیجا جسکے واسطے اس مستعدی اور محنت سے وہ فوج لیگئے تھے اور جو ان کی ہوشیاری اور تجربہ کاری کا نتیجہ تھا۔ انگریزی اخبارات کے نامہ نگاروں نے جو اس لڑائی میں شامل تھے میدان جنگ کے تفصیلی حالات تحریر کیئے ہیں جنسے انگریزی اور مصری فوج کی سپہگری اور درویشوں کی بہادری کا ثبوت پہنچتا ہے اور جو ناظرین کیواسطے دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

سردار کچنر کو یقین تھا کہ خلیفہ عبداللہ امدرمان کی چاردیواری میں انگریزی فوج کے حملہ کا انتظار کرے گا مگر برخلاف اسکے بدھ کے روز خلیفہ معہ اپنی فوج کے کرا کی جانب روانہ ہوا اور دوسرے روز یہ سنکر کہ انگریزی فوج قریب پڑی ہے اُن کے

مقابلہ کے واسطے کیریری کی جانب بڑھا۔ شب جمعہ کو خلیفہ کا تمام لشکر جبل غرام کے پیچھے سویا۔ فوج اور تمام اُمرا آگے کی جانب رہے اور خلیفہ اور امیر یعقوب فوج کے پیچھے مقیم رہے۔ خلیفہ کے ایک ذاتی ملازم عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ اُس رات خلیفہ کو بہت پریشانی رہی تمام رات کروٹیں بدلیں اور جہازوں پر بجلی کی روشنی دیکھکر حیران ہوتا تھا۔ طلوع آفتاب سے پہلے خلیفہ نے اپنے خاص خاص اُمرا کو جمع کیا اور لڑائی کی تجاویز سنائیں۔ علی واعد ہیلو اور شیخ عدین کی ماتحتی میں کچھ فوج کو کیریری کی پہاڑیوں کی طرف روانہ کیا اور خلیفہ معہ یعقوب کے جبل سرغام کی جانب روانہ ہوا۔ عثمان دغنہ کو معہ اُسکی فوج کے وہاں چھوڑا۔ علی واعد ہیلو اور شیخ عدین کی ماتحتی میں درویشوں کی فوج جو نیزوں اور تلواروں سے مسلح تھی اپنے قدیمی جنگ و جدل کے طریقہ پر اللہ اکبر کے نعرے مارتی ہوئی جھنڈے لیکر سیدھی انگریزی فوج کی طرف بڑھی۔ حقیقت میں اس زمانہ کی توپوں اور رائفلوں کے سامنے جو آن کی آن میں ہزاروں بہادروں کا اُنکی حسرتوں کے ساتھ خاتمہ کردیتی ہیں۔ اسطرح سینہ سپر ہونا بڑی غلطی ہے مگر درویش جو اپنی بہادری پر مغرور اور جوش مذہبی سے مخمور تھے موج دریا کی طرح بڑھے چلے آئے۔ ساڑھے چھ بجے صبح کے وقت جب درویشوں کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھا ستائیس سو گز کے فاصلہ سے اُنپر گولہ باری شروع ہوئی۔ درویش برابر بڑھتے چلے آئے یہاں تک کہ انگریزی فوج سے سولہ سو گز کے فاصلہ تک آگئے اسوقت درویشوں نے دھاوا کر کے توپ خانہ پر آپڑنے کی کوشش کی اور باوجودیکہ توپ خانہ سے گولوں کا مینھ برس رہا تھا مگر درویش تین سو گز کے فاصلہ تک پہنچگئے اب وہ بندوقوں کی زد میں پہنچگئے تھے اسلیئے انگریزی اور مصری پلٹنوں نے بندوقوں

سے آگ برسانی شروع کردی۔ اِس سخت آتشباری کے سامنے درویش آگے نہ بڑھ سکے اور قلب لشکر سامنے سے علیحدہ ہٹ گیا صرف بندوقچی انگریزی فوج کا جواب دیتے رہے انگریزی فوج میں کپتان کیلڈیکاٹ متعلقہ واروک شر رجمنٹ اول مارے گئے اور کرنل فرینک روڈس زخمی ہوئے۔

کرنل روڈس درویشوں کے پہلے حملہ کی کیفیت حسب ذیل تحریر کرتے ہیں :۔

" درویشوں کی بڑی فوج دو ہزار گز کے فاصلہ سے اس طرح بڑھتی ہوئی معلوم ہوتی تھی کہ گویا ہماری آگے کی فوج کے پار ہو جائے گی۔ درویشوں نے اپنا میسرہ بڑھایا اور سیدھے ہمارے مورچوں پر حملہ کیا۔ ایک عجیب حرکت اُس مجنونانہ بہادری کی یہ تھی کہ ایک بڑا سفید جھنڈا حملہ آور فوج کے آگے آگے لیجایا جاتا تھا۔ یہ ضرور ہے کہ وہ بہت سی مرتبہ ہاتوں میں بدلا گیا ہوگا مگر جو وقت ایک علم بردار گرتا تھا دوسرا اُسکو لیکر اُسی طرح بہادرانہ طور پر آگے بڑھتا تھا یہاں تک کہ صرف چھ آدمیوں کا ایک گروہ رہگیا جو ہماری صف سے دو سو گز کے فاصلہ تک آگیا۔ یہ لوگ برابر آگے بڑھتے رہے حتّٰی کہ سب مارے گئے اور جھنڈا زمین پر پڑا رہ گیا۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ درویش بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں وہ آئے اور مر گئے۔ درحقیقت میرے خیال میں وہ دونوں فوجیں جو اول حملہ آور ہوئیں بالکل نیست و نابود ہو گئیں اور بہت کم انمیں سے خلیفہ سے جا کر شامل ہوئے جو سرغام کی پہاڑی کے پیچھے کمینگاہ میں فوج لیے ہوئے منتظر تھا۔ ہم پر ہمارے ضربیہ میں کسی وقت سخت آتشباری نہیں ہوئی۔ درویشوں کے پاس کم از کم پچیس ہزار بندوقیں مختلف قسم کی تھیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری خوفناک گولہ باری نے اُن کی آتشباری کو بڑھنے نہ دیا۔ ہماری آتشباری اسقدر خوفناک تھی اور

جنگ امدرمان میں مکسیم توپوں نے درویشوں پر گولہ باری

جو جماعت ہم پر حملہ آور ہوئی وہ اسقدر گنجان تھی کہ یہ خیال کرنا بیجا نہو گا کہ لڑائی کے پہلے حملہ میں درویشوں کے چار ہزار آدمیوں کا نقصان ہوا۔"

جسوقت سردار کچنر نے دیکھا کہ درویش پہلے حملہ میں پسپا ہوئے اُنھوں نے فوج کو امدرمان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ جو فوج امدرمان کو بڑھی اُسکے آخری حصّہ میں مصری اور سوڈانی بریگیڈ بماتحتی جنرل میکڈانلڈ کوچ کر رہے تھے۔ خلیفہ نے جو جبل سرغام کے پیچھے منتظر تھا فوج کو امدرمان کی طرف بڑھتے دیکھکر دوبارہ حملہ کرنے کے واسطے اپنے آدمیوں کو جمع کیا اور اپنے بیٹے امیر یعقوب کو حکم دیا کہ سیاہ جھنڈا لیلے اور اپنے تمام سوڈانی ملازمین اور ذاتی نوکروں کو معہ باقیماندہ فوج کے لیکر مصری فوج پر حملہ کرے۔ اور چند سوار بھیجکر علی واعد ہیلو اور شیخ عدین کے پاس جو درویشوں کے پہلے حملہ میں افسر فوج تھے یہ پیغام بھیجا کہ فوراً واپس آکر امیر یعقوب کی مدد کریں۔ علی واعد ہیلو اور شیخ عدین کی فوج تو امیر یعقوب کی مدد کو نہ پہنچ سکی مگر امیر یعقوب نے معہ اپنی فوج کے بڑے استقلال اور بہادری سے جنرل میکڈانلڈ کی فوج پر حملہ کیا۔ یہ موقع سوڈانی اور مصری فوج کے واسطے سخت آزمایش کا تھا کیونکہ درویشوں نے باوجودیکہ اُنپر برابر آگ برس رہی تھی کوئی علامت میدان چھوڑنے کی ظاہر نہ کی اور برابر بڑھتے چلے آئے۔

ایک انگریزی وقائع نگار درویشوں کے دوسرے حملہ کا حال اسطرح تحریر کرتا ہے:۔

"دشمن کے مسلح آدمیوں کا گروہ اِسقدر گنجان تھا کہ دور سے گویا تلواروں کی ایک چمکدار لمبی پہاڑی معلوم ہوتی تھی۔ آگے آگے دو تین ہزار عمدہ سوار نیزوں سے مسلح تھے سواروں کی یہ غرض تھی کہ مقابلہ کی سیاہ فام سوڈانی فوج میں گھُسکر توپوں کو روک دیں تاکہ درویشوں کی پیدل فوج کے واسطے راستہ کھُل جائے۔ درویش بے ترتیبی سے گھوڑے

جنرل میکڈانلڈ کے بریگیڈ کا درویشوں کے دوسرے حملے کو روکنا
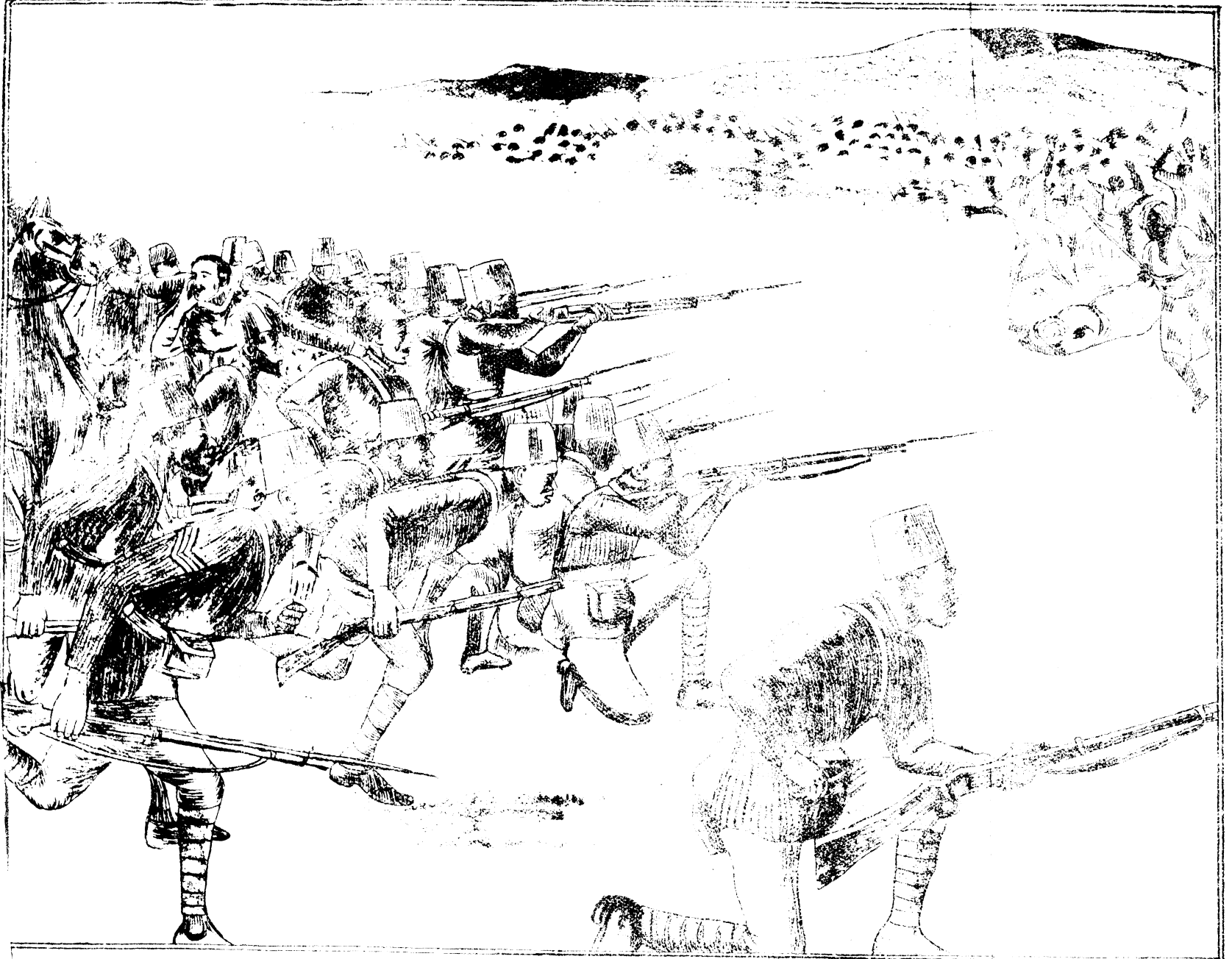
دوڑاتے ہوئے ہماری آگ کے قریب آتے جاتے تھے رفتہ رفتہ وہ چھیدی سیاہ
لین (مصری اور سوڈانی پلٹنوں) کے اور بھی قریب آ گئے۔ یکایک اُس میدان میں
خاموشی چھا گئی اور ہماری قطاروں میں معلوم ہوتا تھا کہ وہ رنج کے ساتھ دشمن کی بہادری
کے معترف ہیں۔ چند لحظہ کے بعد یہ خاموشی دُور ہوئی۔ دشمن کے سب سے آگے کے سوار
دو سو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئے۔ اِسوقت میکڈانلڈ کی لین کے ایک حصّہ نے فیر کرنے
شروع کیئے۔ دو سوار اپنے چارجاموں سے گرتے ہوئے نظر آئے۔ ایک خالی گھوڑا
دوڑتا ہوا ہماری فیر کرنے والی لین کی طرف آیا۔ دشمن کے سوار اسپر بھی بیخوف آگے
بڑھتے رہے۔ پھر ہماری بندوقوں سے ایک باڑ ماری گئی۔ نصف درجن سوار زمین پر گر
پڑے یکے بعد دیگرے گھوڑوں کے چارجامے خالی ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ بیس سے
بھی کم سوار رہ گئے جو آگے بڑھے چلے آتے تھے۔ ایک سوار جو ایک بہت اچھے عرب
پر سوار تھا ہماری لین سے تیس گز کے فاصلہ تک پہنچ گیا مگر وہ بھی مارا گیا۔ اِس طرح
درویشوں کے تمام سوار مارے گئے تمام میدان میں نعشیں پڑی ہوئی نظر آتی تھیں۔
اور بہت سی نعشوں کے پاس گھوڑے اطمینان سے چرتے ہوئے نظر آ رہے تھے"

اِن حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ پہلے حملہ کے روکنے کے بعد یہ امر
یقینی تھا کہ درویش میدان چھوڑ دیں گے مگر فتح امدرمان میں اصل کام سوڈانیوں کا
تھا سردار کچنر بھی اُسکی مدد کو پہنچ گئے تھے مگر اُن کی باقاعدہ آتشباری نے درویشوں کے
سواروں کا بالکل قلع قمع کر دیا اور کسی دوسری پلٹن کی امداد کی ضرورت نہوئی۔ یہ
دوسرا موقع تھا کہ جسپر یہ ثابت ہو گیا کہ سوڈانی لوگ باقاعدہ فوجی تعلیم پانے پر کیسے اچھے
سپاہی بن جاتے ہیں۔ اِس موقع پر دونوں فریق ایک جنس ایک ملک کے رہنے والے

جنگ اللہ رمان میں امیر یعقوب کے جھنڈے پر لڑائی

سے جانے کی ذلت گوارا نہ کی۔ سلاطین پاشا جو عرصہ تک امدرمان میں قید رہ چکے تھے امیر یعقوب کے جھنڈے کو پہچانتے تھے اور اِس لیئے فوراً اُس مقام پر گئے جہاں اِس بہادر گروہ نے اپنے سردار پر اپنی جانیں نثار کی تھیں۔ امیر یعقوب اسوقت تک زندہ تھا مگر سلاطین پاشا کے سامنے دمِ واپسیں پورا کر گیا۔ جسوقت امیر یعقوب نے داعی اجل کو لبیک کہا اُس کے باڈی گارڈ کے چند سواروں نے جو زخمی پڑے تھے بدقت تمام اُٹھکر بندوقیں پر ہاتھ ڈالا اور مصری فوج پر فیر کرنے لگے۔ اسپر مصری سپاہیوں نے بڑھکر اُن کا کام تمام کر دیا۔ اِس لڑائی میں سوائے امیر یعقوب کے پانچ اور بڑے بڑے سردار یعنی ذکی عثمان۔ عثمان دیکامی۔ مقدم الغدید۔ وعد بشرہ۔ سنیوسی۔ اور محمد وعد المہدی خلف مہدی بھی مارے گئے۔

درویشوں نے یہ دیکھکر کہ اُن کے ہزارہا آدمی مارے گئے اور انگریزی توپوں تک وہ نہ پہنچ سکے پھر حملہ کرنے کی کوشش نہ کی۔ خلیفہ عبداللہ نے جسوقت دیکھا کہ معاملہ دگرگوں ہوگیا ہے اور اُس کی فوج کے چیدہ آدمی مارے گئے وہ امدرمان کو واپس آگیا۔ اور مسجد میں بیٹھکر پھر فوج کے آدمیوں کو جمع ہونے کی ترغیب دی لیکن کسی شخص نے اسکی یہ بات قبول نہیں کی۔ پھر خلیفہ مسجد سے روانہ ہوکر اپنے گھر میں آیا اور وہاں شہد کا شربت پیکر نماز پڑھی اور چونکہ یہ یقین تھا کہ انگریزی فوج شہر میں داخل ہوگی اِس لیئے سرعت کے ساتھ کچھ ضروری سامان اور اپنے خاندان کے آدمیوں اور چند چیدہ سواروں کو ہمراہ لیکر سردار کچنر کے شہر میں داخل ہونے سے تین چار گھنٹہ پہلے جنوبی دروازہ سے نکل کر فرار ہوگیا۔ خلیفہ کے بھاگنے کی خبر ہونے پر سردار کچنر نے مصری رسالہ کو اُسکے تعاقب کے واسطے دوڑایا اور جنگی کشتیاں بھی دریائے نیل میں اسکے مقابلہ کے واسطے آگے

بڑھیں تاکہ خلیفہ کو لوٹنے سے روکیں مگر مصری رسالہ امدرمان کی لڑائی کی وجہ سے بالکل
ماندہ ہوگیا تھا اسلیئے زیادہ تعاقب نہ کرسکا اور خلیفہ چند میل تک دریائے نیل کے کنارے
کنارہ جاکر کروفان کی جانب ریگستان کی طرف ہولیا۔ سوڈان کی چند قوموں نے جو گورنمنٹ
مصر کی ملازم اور خلیفہ کی جانی دشمن تھیں کروفان کی طرف بھی خلیفہ کا تعاقب کیا مگر
بے نیلِ مرام واپس ہوئیں۔

جنگ امدرمان میں جیسا کہ جنرل میکڈانلڈ کے بریگیڈ کو سختی کا سامنا ہوا اُسی قدر
بلکہ اُس سے بھی زیادہ اکیسویں لینسرز کے سواروں کو آزمایش کا وقت آگیا تھا اس فوج
کو حکم تھا کہ مفتوح درویشوں کو شہر میں نہ لوٹنے دیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں یکایک
وہ ایسے موقع پر پہنچ گئے کہ جہاں قریب دو ہزار کے درویش کمینگاہ میں بیٹھے تھے اور چونکہ
وہ لوگ ایک نلہ میں چھپ رہے تھے اسلیئے اکیسویں لینسرز کو بہت قریب پہنچ جانے
پر اُنکا حال معلوم ہوا۔ کرنل مارٹن نے جو اس فوج کے افسر تھے فوراً حملہ کا حکم دیا اور یہ
بہادر سپاہی سیدھے درویشوں کی طرف بڑھے اور اُن کی فوج میں گھُس گئے۔ اگرچہ
یہ لوگ ہندوستان سے نئے نئے گئے تھے اور بہت کم اُنکو سخت لڑائیوں میں شامل
ہونے کا اتفاق پڑا تھا مگر اسوقت ان لوگوں نے بڑی ہمت سے کام لیا اور دست بدست
لڑائی کے بعد درویشوں کو پسپا کردیا۔ ۳۲۰ آدمیوں میں سے جنھوں نے حملہ کیا تھا
چالیس سے زیادہ مجروح و مقتول ہوئے اور درویشوں کے بہت سے آدمی مارے گئے

سردار کچنر کا امدرمان میں داخلہ

خلیفہ کے بھاگ جانے کے بعد اسکے چند دل افسردہ ساتھی شہر کے مغرب کی جانب انگریزی اور مصری فوج سے لڑتے رہے مگر وہ کسی شمار میں نہ تھے اس لئے سردار کچنر نتیجۂ جنگ سے مطمئن ہو کر شہر میں داخل ہوئے اور خلیفہ کا جھنڈا جو فوج کے ہاتھ لگ گیا تھا ساتھ لیگئے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد مہدی کے مقبرہ کے احاطہ میں پہنچنے میں بڑی دقت پیش آئی کیونکہ جس طرف سے فوج داخل ہوئی تھی اُس جانب احاطہ کا دروازہ نہ تھا۔ سردار کچنر نے توپ خانہ کو بُلا کر احاطہ پر گولہ باری شروع کرائی اور خود معہ اپنے اسٹاف کے چکر کھا کر دریا کی جانب گئے اور دروازہ کی راہ سے احاطہ میں داخل ہوئے۔ توپ خانہ سے احاطہ مقبرہ پر برابر گولے برس رہے تھے اس لئے سردار کچنر کو جو احاطہ میں داخل ہو چکے تھے نقصان کا اندیشہ ہوا اور فوراً ایک اردلی کو بھیجکر گولہ باری موقوف کرنے کا حکم دیا مگر جب تک حکم کی تعمیل ہوئی اخبار ٹائمز کا وقائع نگار مسٹر ہیوبرٹ ہاورڈ ایک گولہ کا نشانہ ہو کر لقمۂ اجل ہوا۔

اُس رات کو تمام فوج امدرمان کے باہر میدان میں پڑ کر سوئی یکشنبہ کو علی الصباح خرطوم میں اُس محل کے نیچے جسمیں جنرل گارڈن مارے گئے تھے انگریزی رجمنٹیں اور گیارھویں سوڈانی پلٹن جمع ہوئیں اور سردار کچنر بھی معہ اپنے اسٹاف کے آئے تاکہ جنرل گارڈن کے واسطے دعا خوانی کریں جس چھت کو ۲۸ جنوری ۱۸۸۵ء کو سر چارلس وِلسن نے (جو جنرل گارڈن کی مدد کے واسطے فوج لیکر گئے تھے) دُور سے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا اور مصری جھنڈا نہونے کی وجہ سے سمجھ گئے تھے کہ جنرل گارڈن

کا خاتمہ ہوچکا اُسی چھت پر یونین جیک (انگریزی جھنڈا) اور مصری نشان چڑھائے گئے ۱۹ فیر جنرل گارڈن کی یاد میں سر ہوئے اور انگریزی اور مصری باجے سے ماتمی راگ گائے گئے۔ انگلستان کے گرجا اور رومن کیتھلک فرقہ کے پادریوں نے انجیل میں سے چند فقرے پڑھکر دعاخوانی کی اور ملکہ معظمہ کے واسطے تین چیرز دیگئیں اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

یہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ جنگ امدرمان میں دس ہزار سے زیادہ درویش مارے گئے اور ۱۶ ہزار زخمی اور چار ہزار قید ہوئے۔ انگریزی اور مصری فوج میں سے ۲۵ انگریزی اور ۲۱ مصری سپاہی مارے گئے اور ۹۹ انگریزی اور ۲۳۰ مصری سپاہی زخمی ہوئے یعنی انگریزی مجروحین اور مقتولین کی تعداد ۱۲۴ اور کل فوج میں سے ۳۷۵ ہے۔ دو انگریزی افسر لفٹنٹ گرنیفیل متعلقہ نمبر ۲۱ لینسرز اور کپتان کیلڈیکاٹ متعلقہ رایل وارو ک شایر رجمنٹ مارے گئے۔

فتح امدرمان کے بعد جسقدر ممالک غیر کے قیدی جیلخانہ میں تھے وہ رہا کردیئے گئے منجملہ اُن کے ایک مشہور جرمنی سوداگر چارلس نیوفیلڈ تھا جسکو گیارہ برس پہلے درویشوں نے ڈنگولہ کے قریب گرفتار کیا تھا اور اسوقت سے درویشوں کی قید میں تھا۔ چارلس نیوفیلڈ کے جو کچھ حالات اُسکی بیوی سے معلوم ہوئے اُسنے پایا جاتا ہے کہ درویش باوجود ایسے متعصب ہونے کے اسقدر وحشی نہ تھے جیسا کہ اُن کو خیال کیا جاتا ہے اور نہ بیوجہ وہ کسی کو مارنا پسند کرتے تھے۔ مسیز نیوفیلڈ (چارلس نیوفیلڈ کی بیوی) نے ایک انگریزی اخبار کے وقایع نگار سے ذیل کے حالات بیان کیئے ہیں وہ دلچسپی سے خالی نہیں ہیں

”میری شادی ۱۸۸۰ء میں مقام قاہرہ میں ہوئی۔ مسٹر نیوفیلڈ ڈاکٹر اڈو نیوفیلڈ

کے بیٹے ہیں جو مشرقی پرشیا میں رہتے تھے۔ مسٹر نیوفیلڈ اس خوف سے کہ جبراً فوج میں بھرتی نہ کرلیئے جائیں۔ جرمنی سے مصر چلے گئے اور وہاں انجینیری کے محکمہ میں ٹھیکہ لیکر تین ہزار آدمیوں سے کام شروع کردیا جسوقت انگریزی فوج ۱۸۸۲ء میں مصر میں پہنچی مسٹر نیوفیلڈ نے اپنی خدمات انگریزی افسروں کو تفویض کیں اور بہت سے نمایاں کام انجام دیئے ایک یہ تھا کہ دس ہزار فوج کے واسطے کچی بارگیں بنوائیں۔ شروع ۱۸۸۷ء میں مسٹر نیوفیلڈ نے تجارت کا ارادہ کیا اور ایک کشتی خرید کر اس میں یورپ کی اشیائے تجارت فراہم کیں اور خرطوم کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے ہرچند کوشش کی کہ اُنکو اس ارادہ سے باز رکھوں مگر میری تمام کوششیں بیکار ہوئیں کیونکہ اُنھوں نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ خرطوم میں یورپ کی تجارت کھولیں۔ افسوس ہے کہ میں اُنکے ساتھ نہ جاسکی اور نہ اُسوقت جانے کی میری خواہش تھی کیونکہ میری صحت کی خراب حالت سد راہ تھی۔ مسٹر نیوفیلڈ کی جدائی کے بعد میری حالت زیادہ خراب ہوگئی اسکے بعد ایک اخبار کے ذریعہ سے جو میرے معالج ڈاکٹر نے دیا مجکو معلوم ہوا کہ مسٹر نیوفیلڈ درویشوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوگئے ''

جسوقت آسٹریا کے پادری اہروولڈر جنکے حالات درج ہوچکے ہیں مہدی کی قید سے بھاگ آئے اُنکی زبانی چارلس نیوفیلڈ کی گرفتاری اور قید کے مفصل حالات اُسکی بیوی کو معلوم ہوئے اور بعد میں یہ بھی تحقیق ہوا کہ چارلس نیوفیلڈ سے بارود بنانے کا کام لیا جاتا ہے مسز نیوفیلڈ معہ اپنی لڑکیوں کے لندن چلی گئی تھیں اور اُنکا یہ بیان ہے کہ میرے خاوند کو ہمیشہ یہ یقین رہا کہ جنرل گارڈن قتل نہیں کیئے گئے بلکہ قید میں رہے چارلس نیوفیلڈ کی رہائی کی خبر ہونے پر مسز نیوفیلڈ کی تمنا کا باغ ہرا ہوگیا اور وہ اپنے خاوند

سے ملنے قاہرہ کو روانہ ہوگئیں۔

مفتوح اور مجروح درویشوں سے انگریزی اور مصری فوج کا برتاؤ

جنگ امدرمان کے بعد مفتوح اور مجروح درویشوں کے ساتھ انگریزی اور مصری فوج کس طرح پیش آئی اُسکے متعلق مختلف بیانات ہیں۔ لڑائی کے بعد مصری اخبارات کے ذریعہ سے معلوم ہوا تھا کہ برٹش اور مصری فوجوں نے جیسا برتاؤ اس لڑائی میں مفتوح اقوام و ممالک کے ساتھ کیا ایسا آجتک کسی قوم نے نہیں کیا۔ مہدی کا مقبرہ جو نہایت قیمتی سنگین عمارت ہے اور تمام برِ اعظم افریقہ میں اعلیٰ درجہ کا شمار کیا جاتا تھا توپوں سے اڑایا گیا اول اُسکے مرتفع گنبد پر گولہ باری کی گئی اور اسکے بعد چاردیواری گرادیگئی۔ گولہ باری ہونے کے بعد قبر کھدواکر مہدی کی نعش کو نکالا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے سر اور داڑھی کے بال بدستور تھے سر کاٹ کر جنرل گارڈن کے بھتیجے کو دیا گیا اور نعش کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے گئے۔ خاص باشندگان امدرمان سے جو برتاؤ کیا گیا وہ اس سے بھی زیادہ قابل افسوس ہے۔ اُن کے پاس سے قرآن اور کتابیں چھین لی گئیں اور تین روز تک شہر میں قتل عام اور لوٹ مار رہی۔ اس قتل عام میں پچیس ہزار آدمی مارے گئے۔ مہدی کا دفینہ جو ایک پہاڑ کے دامن میں تھا نکال لیا گیا جسکی تعداد پندرہ بیس لاکھ روپیہ کے قریب تھی۔ اور بیحد سامان جنگ بھی اسکے علاوہ ہاتھ آیا۔ مصری اخبارات کے اندازہ میں لڑائی شروع ہونے سے امن قایم ہونے تک قریب اسی ہزار آدمیوں کے مارے گئے۔

یہ امر یقینی ہی کہ ان واقعات کے بیان کرنے میں مصری اخبارات نے مبالغہ کیا ہے مگر

تا بناشد چیزکے مردم نگویند چیزہا

بغیر کسی اصلیت کے اس افواہ نے شہرت نہیں پائی۔ انگریزی اخبارات کے وقائع نگار
جو اس مہم میں انگریزی فوج کے ساتھ امدرمان گئے تھے اُنھوں نے اِس قسم کے چشم دید
واقعات بیان کیئے ہیں جن سے مصری اخبارات کے بیان کی کچھ کچھ تصدیق ہوتی ہے
مہدی کے مقبرہ کو توپوں سے اُڑوانے اور قبر کو کھدوانے کی تصدیق تو بغیر کسی اختلاف
کے خود انگریزی اخبارات کے بیان سے ہوئی۔ مگر مہدی کی نعش کے نکلنے کی تاویل
اس طرح کی گئی کہ گولہ کے صدمہ سے نعش باہر نکل پڑی اور کھوپڑی ولایت بھیجدی گئی
گولہ کے صدمہ سے نعش کا قبر سے باہر نکل آنا ایک ایسی بات ہے جسکو کوئی تسلیم
نہ کرے گا اور صاف پایا جاتا ہے کہ عمداً قبر کو کھدوا کر مہدی کی نعش سے جنرل گارڈن کے
خون کا بدلہ لیا گیا اور کھوپڑی اُسکے بھتیجے کو دی گئی۔ انگریزی افسروں کی یہ حرکت
مصلحت کے بالکل خلاف تھی اور حقیقتاً اس فعل سے یورپ کی تہذیب اور شائستگی
پر دھبہ لگایا اور تمام قوم کو بدنام کیا۔ کاش مہدی کی قبر کی حفاظت ہوتی
اور مثل دیگر متبرک مقامات کے اُس کی عزت کی جاتی تو سوڈانیوں کے تالیف
قلوب کے واسطے یہ ایک بڑا ذریعہ ہوتا۔ زخمی آدمیوں کے قتل کرنے کی نسبت
انگریزی وقایع نگاروں کے بیانات میں اختلاف ہے۔ اخبار کنٹیمپوریری ریویو
کے فوجی وقایع نگار مسٹر ای۔ این بینیٹ کے بیان کے موافق عمداً زخمی
درویشوں کے قتل کرانے کا حکم دیا گیا اور شہر میں داخل ہونے کے بعد لوٹ
مار بھی ہوئی مگر مسٹر بینیٹ برلے جو اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کی
طرف سے مہم کے ساتھ گئے تھے اُس کی تردید کرتے ہیں

اُن کا بیان ہے کہ مسٹر اِی۔این بینیٹ نے انگریزی فوج کی نسبت یہ غلط الزامات لگائے ہیں برخلاف اُس کے دس بارہ ہزار زخمی درویشوں کی امدرمان کی مسجد میں مصری اور ایک انگریزی ڈاکٹر نے حفاظت کی اور میدانِ جنگ میں صرف اُن زخمی درویشوں کو قتل کیا جو فوج کے شہر میں داخل ہونے کے وقت راستہ میں پڑے تھے اور گذرتی ہوئی فوج پر نیزے پھینک کر یا بندوقوں سے فیر کر کے حملہ کرتے تھے امدرمان کی لوٹ مار کی نسبت مسٹر برلے کا یہ بیان ہے کہ انگریزی فوج نے کسی قسم کی لوٹ مار شہر میں نہیں کی بلکہ شہر کے غریب باشندوں نے قبل اسکے کہ انگریزی فوج امن قایم کر سکے خلیفہ کے غلّہ کے کھتّوں اور مفرور امیروں کے مکانات پر لوٹ مار کی۔

مسٹر برلے کی یہ تردید شایع ہونے پر مسٹر بینیٹ نے ایک بسیط مضمون اخبار ڈیلی ٹیلیگراف میں درج ہونے کے واسطے بھیجا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر بینیٹ کا بیان دربارۂ قتل و لوٹ مار صحیح ہے اور بہت سے دوسرے اخباروں اور چشم دید بیانات سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

مسٹر بینیٹ کا مضمون جو پائنیر مورخہ یکم فروری اور اسٹیٹسمین مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۹۹ء میں شایع ہوا اُسکے چند فقرے لفظ بلفظ ذیل میں درج کیئے جاتے ہیں جن سے مسٹر بینیٹ کی رائے کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے :-

"مجھسے زیادہ صاف اور تحقیق کے ساتھ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اگر مجروح درویش خطرناک ہوتا تو اُسکو قتل کرنا بالکل مناسب تھا۔ یہ حال صرف اُسی بیان پر صادق نہیں آتا جو میں نے امدرمان کی نسبت تحریر کیا ہے بلکہ مجروح درویشوں کے اُس قتل عام کی نسبت بھی صحیح ثابت ہوتا ہے جو یقیناً سوڈان کی ابتدائی لڑائیوں میں ہوا۔ اور جس کی

نسبت مسٹر برسلے جو چاہیں کہیں۔ اگر ان ابتدائی لڑائیوں میں مجروح درویشوں کے قتل
کرنے کا در اصل یہی سبب تھا کہ وہ سد راہ ہوتے تھے تو اس بارہ میں اب مجکو کچھ کلام
نہیں ہے جس چیز کی کہ میں شکایت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ام درمان میں ایسے آدمی قتل
کیئے گئے جنکے پاس ہتیار نہ تھے اور بظاہر لاچار معلوم ہوتے تھے۔ اخبار منچیسٹر گزٹ
کے وقائع نگار نے جو نامہ نگاروں میں عام طور پر پسندیدہ اور معزز تھے یہ چشم دید واقعہ
بیان کیا اگر کالے لوگوں نے جو قتل عام کیا وہ ناممکن الحفاظت تھا۔ مسٹر ولیم جنگی
نامہ نگار اخبار ڈیلی کرانیکل نے اخبار مذکور میں تحریر کیا کہ میں میدان قتل عام کے ایک
ٹکڑے میں ہو کر گذرا۔ میں نے اُس سے چند گز کے فاصلہ پر دیکھا کہ کس طریقہ سے
دیسی فوج اُن درویشوں کو قتل کر رہی تھی جو اُس جگہ زخمی پڑے تھے کیونکہ ان میں سے
بعض نے فوج کی طرف نیزے پھینکے تھے۔ فوج کی اس حرکت سے مجکو سخت غصہ
آیا اور میں نے چاہا کہ کسی بڑے افسر سے رپورٹ کروں مگر کوئی انگریزی بڑا افسر اُس موقع
پر موجود نہ تھا۔ میں نہیں کہتا کہ لڑائی کے بعد قتل عام غصہ دلانے والا نہیں تھا بیشک
میں کہتا ہوں کہ وہ بہت خوفناک اور سخت تھا اور فوراً روک دینا چاہیئے تھا۔ لفٹنٹ
متعلقہ نمبر ۵ فیوزیلیرز نے اپنی چٹھی مورخہ ۹ ستمبر میں جو اخبار شیفیلڈ گزٹ میں شائع ہوئی
تحریر کیا کہ شہر کی طرف بڑھنے سے پہلے سردار نے حکم دیا تھا کہ تمام زخمی درویش جو
راستہ میں آئیں قتل کر دیئے جائیں۔

میں ذیل میں اُن سپاہیوں کے بیانات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو لڑائی
میں موجود تھے:-

(الف) لنکاشایر فیوزیلیرز کے ایک سپاہی نے لڑائی کے دو روز بعد تحریر کیا کہ

جب ہم آگے بڑھے تو ہمکو حکم دیا گیا کہ تمام زخمیوں کو جو راستے میں ملیں قتل کر ڈالیں۔

(اخبار لیک ٹائمز مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۹۸ء)

(ب) گرینیڈیر گارڈ کے ایک کارپورل نے ہیمل ہیمپسٹیڈ گزٹ کی تحریر کے موافق بیان کیا کہ ہمکو مقتول اور مجروح درویشوں کے اوپر ہو کر بڑھنا پڑا۔ ادھا انکا لیکہ یہ حکم تھا کہ سب کو قتل کیا جائے۔

(ج) نمبر ۲۱ لینسرز کے ایک سپاہی کا مندرجۂ ذیل بیان اخبار سالسبری ٹائمز مورخہ ۶ جنوری میں شائع ہوا :-

"اکیسویں لینسرز کی ایک جماعت کو حکم تھا کہ تمام زخمیوں کو جو راستہ میں ملیں قتل کر دیا جائے۔ ہم نے اِس حکم کی تعمیل کی اور اُن درویشوں کو قتل کیا جو زمین پر زخمی پڑے تھے اور برچھے۔ تلوار یا اُن ہتیاروں سے جو ہمارے ہاتھ میں تھے اُنکو مصیبت سے نجات دی"۔ اس سوال کے جواب میں کہ آیا زخمی درویش نے اس جماعت میں سے کسی پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اُس سپاہی نے کہا کہ نہیں۔ مگر اسوجہ سے کہ اُنکو موقع نہ تھا۔"

(د) گارڈز کے ایک سپاہی نے اخبار ایکو کے قائمقام ۱۶۔ اکتوبر کو بیان کیا کہ اُس موقع کا خیال کرنے سے میری روح کانپتی ہے۔ ہمکو بہت سے آدمیوں کا خاتمہ کرنا تھا جو تکلیف سے کراہ رہے تھے اُن کے واسطے یہ اچھا ہوا۔ اِس سے بہتر کوئی بات نہیں تھی۔ ہم نے اُنکو تکلیف سے نجات دی"۔

"اِس امر سے کہ بہت سے زخمی درویش بعد میں امدرمان کے فوجی شفاخانہ میں دیکھے گئے میرے اُس بیان کی تردید نہیں ہوئی کہ ہزاروں زخمی آدمی میدانِ جنگ میں

جاں بلب پڑے رہے اور کچھ کوشش اُن کی مدد کرنے کے واسطے نہیں کی گئی۔ زخمی درویشوں میں سے بہت سے آدمی میدان جنگ سے چلے گئے تھے اور بعد میں امدرمان میں آ گئے۔ اور غالباً جو میدان میں رہ گئے تھے اُن میں سے بعض آدمی جو تین چار میل چل سکتے تھے بعد میں بدقت تمام شہر میں پہنچے۔ سردار نے جو اعلان باشندگان شہر کو دیا اس سے وہ ذمہ داری دور نہیں ہو سکتی جو ایک مہذب فاتح پر واجب ہے یعنی زخمی درویشوں کو لا کر اُن کی حفاظت کرنا۔"

"میں اس بات کو زور کے ساتھ مکرر کہتا ہوں کہ امدرمان پر قبضہ ہونے کے بعد شہر کو مصری اور انگریزی فوج نے لوٹا۔ میں نے اس بات سے انکار نہیں کیا کہ غریب باشندگان شہر نے اس لوٹ مار میں حصہ نہیں لیا مگر میں نے دن کے وقت شہر کے خاص بازار میں دو انگریزی سپاہیوں کو دیکھا کہ روپیہ کی تھیلی لیئے ہوئے جاتے تھے اور ہمارے آدمیوں میں سے چند نے اُس لوٹ مار میں حصہ لیا جو دن کے وقت امدرمان میں ہوئی۔ میں قتل عام کا الزام انگریزی فوج کو نہیں دیتا بلکہ کالے لوگوں سے یہ زیادتی کی۔ ہمارے افسر اور آدمی اس قتل عام کے حکم دینے یا میدان میں زخمیوں کو پڑا رہنے دینے یا مہدی کے مقبرہ کی بے عزتی کرنے کے ملزم نہیں ہیں بلکہ ان سب باتوں کے جواب دہ سردار کچنر ہیں۔"

مسٹر بینیٹ کے ان بیانات اور شہادتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ امدرمان میں مصری فوج کی کارروائی قابل افسوس تھی اور اگرچہ ان زیادتیوں کی ملزم دیسی فوج ہے مگر انگریزی افسر اس افسوسناک کارروائی کے الزام سے بری نہیں ہو سکتے کیونکہ فوج کی نیکی اور بدی انھیں کے نامۂ اعمال میں لکھی جائے گی جس طرح

فتح امدرمان کا سہرہ سردار کچنر کے سر رہا اُسی طرح دیسی فوج کی اس وحشیانہ کارروائی کا الزام بھی اُنھیں کے ذمّہ عاید ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ زخمی درویشوں میں سے کسی کسی نے انگریزی فوج پر نیزے پھینکے ہوں مگر کیا ایک مہذّب قوم کو یہ جائز تھا کہ ایسی مصیبت کی حالت میں زخمی آدمیوں پر ترس نہ کھاتی اور خود بھی وحشی لوگوں کے ساتھ وحشی بنجاتی۔ افسوس ہے کہ اس واقعہ نے فتح امدرمان کی سفید چادر پر ایک سیاہ داغ لگا دیا جو جنگ مصر وسوڈان کی تاریخ کے صفحوں سے اُسوقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ مہذّب اور غیر مہذّب کا امتیاز باقی ہے۔ اِس واقعہ نے رفتہ رفتہ یہاں تک طول پکڑا کہ انگلستان کی پارلیمنٹ میں دو فریق ہو گئے ایک مسٹر ای۔ این بینیٹ کے قول کا حامی ہو گیا اور دوسرا مسٹر بینیٹ برے کے بیان کا طرفدار اور لارڈ کچنر کو ان الزامات کی جوابدہی کرنی پڑی۔

معاملہ فشودا

سوڈان میں مصری اور انگریزی فوج کی کامیابی کو دیکھکر فرانس کے منہ میں بھی پانی بھر آیا اور درویشوں کے زوال کو غنیمت سمجھکر میجر مارشنڈ معہ ایک جماعت فرانسیسیوں کے بحر الغزال کی طرف سے جہاں وہ مدت سے منڈلا رہا تھا فشودا میں آداخل ہوا۔ فرانس کو خیال تھا کہ ایسے وقت میں جبکہ درویشوں کی قوت کا خاتمہ ہونے والا ہے اور انکا ملک فاتح قوم کے رحم پر ہے جو کچھ اس غنیمت میں سے ہاتھ لگ جائے غنیمت ہے۔ فرانس کو مدت سے بحر الغزال کی طرف اپنی سرحد بڑھانے کا خیال تو لگ ہی رہا تھا اس موقعہ کو مناسب خیال کرکے فرانسیسی جماعت نے فشودا پر قبضہ کرلیا اور اسطرح سے اپنے دل کو سمجھا لیا کہ اگرچہ اسکے پرانے رقیب انگلستان نے سوڈان کا تمام ملک

ہاتھ لگ گیا ہے مگر خالی فرانس بھی نہ رہا۔

سردار کچنر ابھی فتح امدرمان کی خوشی اچھی طرح نہ منا چکے تھے کہ خلیفہ کے جہازوں میں سے ایک جہاز فشوڈا سے خرطوم آیا اور کپتان جہاز نے اپنے آپ کو سردار کے حوالہ کر کے فرانسیسیوں کے فشوڈا پر قبضہ کرنے کی خبر سُنائی۔ سردار کچنر نے فوراً فشوڈا پر مہم بھیجانے کی تیاری کر دی نمبر ۱۰۔ ۱۱ اور ۱۳ سوڈانی پلٹن کے اٹھارہ سو آدمی اور کیمرن ہائلینڈرز کے سو گورے معہ میکسم توپوں کے سلطان اور شیخ نامی جنگی کشتیوں پر سوار کرائے گئے اور خود سردار کچنر معہ اپنے اسٹاف کے جہاز ڈال پر سوار ہو کر فشوڈا کی طرف روانہ ہوئے۔ سردار کچنر نے فشوڈا پہنچکر دیکھا کہ فرانسیسی جھنڈا لہرا رہا ہے۔ میجر مارشنڈ سردار سے نہایت مردانہ طور سے ملا اور چند الفاظ کہنے کے بعد اسنے شامپین کی بوتل نکالی اور شراب نوشی کے ساتھ باہم اتحاد کی گفتگو ہوتی رہی۔ میجر مارشنڈ نے کہا کہ بغیر حکم گورنمنٹ فرانس میں فشوڈا خالی نہیں کر سکتا میں نے رپورٹ بھیجی ہے اسکا جواب آنے پر تعمیل حکم کرونگا۔ سردار کچنر نے میجر مارشنڈ کی درخواست منظور کی اور دونوں فوجیں انگلستان اور فرانس کے فیصلہ کی منتظر رہیں۔

اِس عرصہ میں فشوڈا کی بابت گورنمنٹ انگلستان و فرانس میں خط و کتابت ہوتی رہی اور جو صورت معاملہ ابتدا میں پیدا ہوئی اُس سے انگلستان اور فرانس میں لڑائی چھڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ دونوں سلطنتیں اپنے اپنے حقوق پر جمی ہوئی تھیں۔ انگلستان کا یہ دعوے تھا کہ چونکہ درویشوں کا تمام ملک مہدی کے زمانہ سے پہلے

در حقیقت مصر کی [illegible] میں شامل تھا اور فشوڈا بھی اُسکا ایک حصہ [illegible]

فشوداکا مصر سے ۔ فرانس نے اسکے برخلاف اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ دلیل پیش
کی کہ چونکہ سوڈان مصر کے علاقہ سے نکل چکا تھا اور اسکو دوبارہ فتح کیا گیا ہے اور فتح امدرمان
سے پہلے فشودا پر فرانسیسیوں کا قبضہ ہو گیا تھا اسلیئے جو سلطنت جس علاقہ پر پہلے قابض
ہوئی وہی اُسکی جایز حقدار ہے ۔ کچھ عرصہ تک اس معاملہ میں بہت رد وکد ہوتی رہی مگر
جب فرانس پر ثابت ہو گیا کہ انگلستان نے از سر نو جنگی تیاریاں شروع کردی ہیں اور
تمام بحری مقامات میں فوجوں کے تیار رہنے کا حکم دیدیا ہے تو اسکو یقین ہو گیا کہ انگلستان
ہرگز اپنے دعوے سے دست بردار نہوگا اور اگر فرانس اپنے قول پر جما رہا تو لڑائی ہو جائیگی
اگر فرانس اور انگلستان کے درمیان لڑائی ہوتی تو اسمیں فرانس کا زیادہ نقصان تھا اور انگلستان کے
مقابلہ میں اُسکی کامیابی کی کم امید تھی مجبور فرانس نے میجر مارشنڈ کے نام حکم بھیجا کہ فشودا
کو خالی کردیا جائے اور یہ اُسکی مرضی پر چھوڑا کہ فرانسیسی فوج خلوے سوڈان کے بعد خواہ
بحر الغزال سے واپس جائے یا نیل اور قاہرہ سے یا نیل ازرق اور حبش کی راہ سے روانہ ہو
فرانس کے اُس فرقہ نے جو بیرونی مقبوضات کا حامی ہے گورنمنٹ کی اس تجویز
کو کمزوری اور بزدلی پر محمول کیا اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا کیونکہ مدبران انگلستان
کی تقریروں سے فرانس کے قومی افتخار پر بڑا دھبہ لگا تھا میجر مارشنڈ کو جبراً و قہراً اس
حکم کی تعمیل کرنی پڑی مگر وہ ہرگز اس حکم سے خوش نہ تھا اور جب واپسی کے وقت اسکو قاہرہ
کے فرانسیسی کلب میں فرانسیسیوں کی طرف سے دعوت دیگئی اور جام صحت نوش ہوا
تو اُسنے ایک تقریر میں صاف صاف الفاظ میں کہدیا کہ میں اُس دن کا رنج اور افسوس
بیان نہیں کرسکتا کہ جس روز مجکو سرکاری طور سے فشودا خالی کرنا پڑا اور گو فشودا کا
معاملہ ایک معمولی بات ہے مگر حقیقتاً تمام معاملات کی جڑ ہے مگر فرانس کو مصلحت وقت

اور چارہ کار سوائے اسکے اور کچھ نہ تھا کہ فشودا خالی کردے۔

ایم مانسیئر ڈلکاسی نے چیمبر اف ڈیپوٹیز (پارلیمینٹ فرانس) میں معاملات خارجہ پر بحث کرتے ہوئے صاف طور پر ظاہر کردیا تھا کہ انخلائے فشودا کے حکم دینے میں فرانس کو تمام فوایڈ پر لحاظ کرنا پڑا اور گورمنٹ کی رائے میں ایسے جھگڑے سے کہ تمام دنیا کو مصیبت میں پھنسائے کنارہ کرنا ملک کے ساتھ عین ہمدردی ہے کیونکہ اسمیں جو نقصان ہوتا وہ بلحاظ معاملہ نسبتاً بہت بڑا تھا۔

اگرچہ فرانس نے پارلیمینٹ کی تجویز کے موافق فشودا خالی کردیا اور اس قصہ نے طول نہ پکڑا مگر یہ ضروری ہے کہ جو رشتہٴ اتحاد و رفاقت دونوں ملکوں کے درمیان وابستہ تھا وہ ختم ہوا اور پرانی رقابت کو اور تقویت ہوگئی کیونکہ منفرد اشخاص کی طرح قوم کیونکر اس ذلت کو گوارا کرسکتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ فرانس میں اس فیصلے سے بہت تلخی پھیلی اور لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چونکہ انگلستان کا جہازی بیڑہ بہت قوی ہے اس سبب سے ہمکو یہ دن نصیب ہوا۔ مانسیئر اٹنی سابق وزیر نوآبادی نے یہ بھی بیان کیا کہ اگرچہ فرانسیسی اعزاز میں کچھ بٹہ لگا ہے مگر ضرور ہے کہ پالیسی کبھی بدلے کیونکہ ہم ہمیشہ ایسی پالیسی سے بستہ نہیں ہوسکتے جو اپنے فوائد انگلستان پر قربان کرے گو اسوقت ہمارا ایسا کرنا عقلمندی ہی میں داخل تھا۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فشودا کو خالی کرنا فرانس کو بہت خارگذرا ہے اور اس سے آیندہ بہت سی پیچیدگی پیدا ہوگی اور شاید وہ وقت دور نہو کہ یورپ کے پولیٹیکل مطلع پر کدورت کا ابر چھائے اور یورپ کے امن میں خلل انداز ہو۔

خرطوم میں گارڈن کالج قایم ہونا

تخلیۂ فشوداکے بعد لارڈ کچنر کو ہر طرف سے اطمینان ہوگیا گویا فتح سوڈان مکمل ہوگئی۔ اب سوائے اسکے اور کچھ باقی نہ رہا کہ مفتوحہ ممالک میں نئی گورنمنٹ قائم کیجائے اور اسکے انتظام کی تدابیر عمل میں آئیں۔ اسلیئے سردار کچنر انگلستان کو روانہ ہوئے جہاں تمام ملک انکے خیر مقدم کے واسطے ہمہ تن شوق بن رہا تھا اور اس بہادر سپاہی کی آمد کا منتظر تھا جس نے جنرل گارڈن کا بدلا لیکر تمام قوم کو ممنون کیا اور ایک ایسا ملک فتح کرکے انگلستان کے سپرد کردیا جسپر ہزارہا قیمتی جانیں اور کروڑوں روپیہ صرف ہوچکا تھا سردار کچنر نے نہ صرف سوڈان کا ملک ہی فتح کیا بلکہ انگلستان کے نام سے اُس ندامت کا دھبہ مٹادیا جو اسکو ۱۸۸۵ء میں مہدی کے مقابلہ میں ہوئی تھی۔

جس طریقہ سے سردار کچنر کی لندن میں پیشوائی ہوئی اور جو عزت حضور ملکہ معظمہ اور قوم نے سردار کچنر کو عطا کی وہ سب اُنکی خدمات کا مناسب صلہ اور ملک کی قدردانی کا بیّن ثبوت تھا۔ حضور ملکہ معظمہ نے خاص طور پر اپنی ملاقات کا اعزاز بخشا اور ہر جلسہ اور موقع پر سردار کچنر کو شامل کیا۔ بیرن کا خطاب ملا۔ بہت سے پبلک جلسوں میں قوم نے اُنکی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ لارڈ میر نے اعزازی تلوار پیش کی۔ ایڈنبرا کی یونیورسٹی نے ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگری عطا کی اور ایڈنبرا کی فریڈم کا اعزاز حاصل ہوا۔ پارلیمنٹ نے ایک معقول رقم بطور عطیہ دینی تجویز کی۔ غرضکہ ہر طرح سے ملک اور قوم نے سردار کچنر کی عزت افزائی اور اُن کی خدمات کا شکریہ ادا کرنے میں کوشش کی تاکہ آیندہ دوسروں کو حوصلہ ہو اور حقیقت میں جو احسان سردار کچنر نے ملک پر کیا وہ اسی شکرگذاری اور قدردانی کا مستحق تھا

لندن میں پہنچنے کے بعد عرصہ تک سردار کچنر کو اسی قسم کی دعوتیں اور جلسوں میں مصروفیت رہی اور جب ہر طرح سے سردار کچنر اور بہادران امدرمان کی آؤ بھگت ہولی تو مفتوحہ ممالک کے انتظام کی طرف توجہ ہوئی۔ سب سے پہلے سردار کچنر نے خرطوم میں گارڈن کالج قایم کرنے کے واسطے ایک لاکھ پاؤنڈ چندہ کی درخواست کی۔ یہ درخواست قوم نے بہت خوشی اور سرگرمی سے منظور کی اور فوراً گارڈن کالج میموریل فنڈ قایم ہوا حضور ملکہ معظمہ نے اس کالج کا سرپرست اور پرنس آف ویلز نے نائب سرپرست ہونا منظور کیا اور وزیر اعظم انگلستان نے اس تجویز کی تائید میں سرگرمی ظاہر کی۔ فنڈ کے قایم ہوتے ہی روز بروز چندہ کی تعداد بڑھنے لگی یہاں تک کہ بہت تھوڑے عرصہ میں رقم معینہ سے زیادہ روپیہ اس فنڈ میں جمع ہوگیا۔ اور لارڈ کچنر کے خرطوم واپس جانے پر کالج کا بنیادی پتھر رکھا جانا قرار پایا۔

فرانس گو فشوداکے پولٹیکل تعلقات سے علیحدگی اختیار کر چکا تھا مگر اسکو چین نہ آیا اور سوڈان اور فشودا کو ہمیشہ کے لیئے فرانسیسی اثر میں رکھنے کے واسطے ایک خاص ترکیب نکالی۔ ایم ڈلانکل نے ایک اعلان اس مضمون کا دیا کہ خرطوم میں ایک فرانسیسی کالج اور فشودا میں مارشنڈ اسکول کھولا جائے گا اور اسکے قیام کے واسطے اکثر دولتمند جماعتیں ذمہ دار ہوگئی ہیں۔ اور چندہ بھی جمع ہونا شروع ہوگیا ہے گارڈن کالج خرطوم کے ساتھ ہی فرانس کی یہ عجیب کارروائی باعتبار پولٹیکل حالت سوڈان فرانس کے آیندہ خیالات اور پالیسی کی وضاحت کرتی تھی۔ برٹش گورنمنٹ فوراً سمجھ گئی کہ فرانس کی اس کارروائی سے حصول سیاست کے واسطے ایک خراب نتیجہ پیدا ہوگا اسلیئے صاف طور پر فرانس کو کہدیا کہ اگر ادنے ادنے باتوں پر چھیڑ کرنے کی پالیسی فرانس نے اختیار کی تو انگلستان کو مجبوراً وہ کارروائی کرنی پڑیگی

جو شاید فرانس کے حق میں مضر ہو۔ انگلستان کی اِس دھمکی سے پھر فرانس نے دم نہ مارا
اور اپنا سا مُنھ لے کر رہ گیا۔

گارڈن کالج کے متعلق تمام مرحلے طے ہونے کے بعد لارڈ کچنر قاہرہ واپس آگئے
اور وہاں سے لارڈ کرامر وزیر انگلستان متعینہ قاہرہ کے ساتھ خرطوم کو روانہ ہوئے۔
خرطوم میں سب سے پہلا کام گارڈن کالج کا بنیادی پتھر رکھنا تھا۔ ۵۔ جنوری ۱۸۹۹ء
کو یہ رسم لارڈ کرامر نے اپنے ہاتھ سے پوری کی اور قبل اسکے کہ بنیادی پتھر رکھا گیا ضلع کے
اکثر عمائد و شیوخ کو ایک جلسہ میں جمع کرکے لارڈ کرامر نے اُنکے سامنے ایک تقریر کی جس کا
ماحصل یہ تھا کہ گارڈن کالج میں عربی زبان میں تعلیم دیجائے گی اور اس کالج کے قایم کرنے
سے یہ مطلب نہیں ہے کہ انگریزی فیشن کے سوڈانی پیدا ہونے لگیں بلکہ یہ غرض ہے کہ
یہاں کے باشندوں کے دل و دماغ روشن ہوں۔ لارڈ کرامر نے اس تقریر میں یہ بھی کہا کہ

گارڈن کالج خرطوم کا بنیادی پتھر رکھا جانا
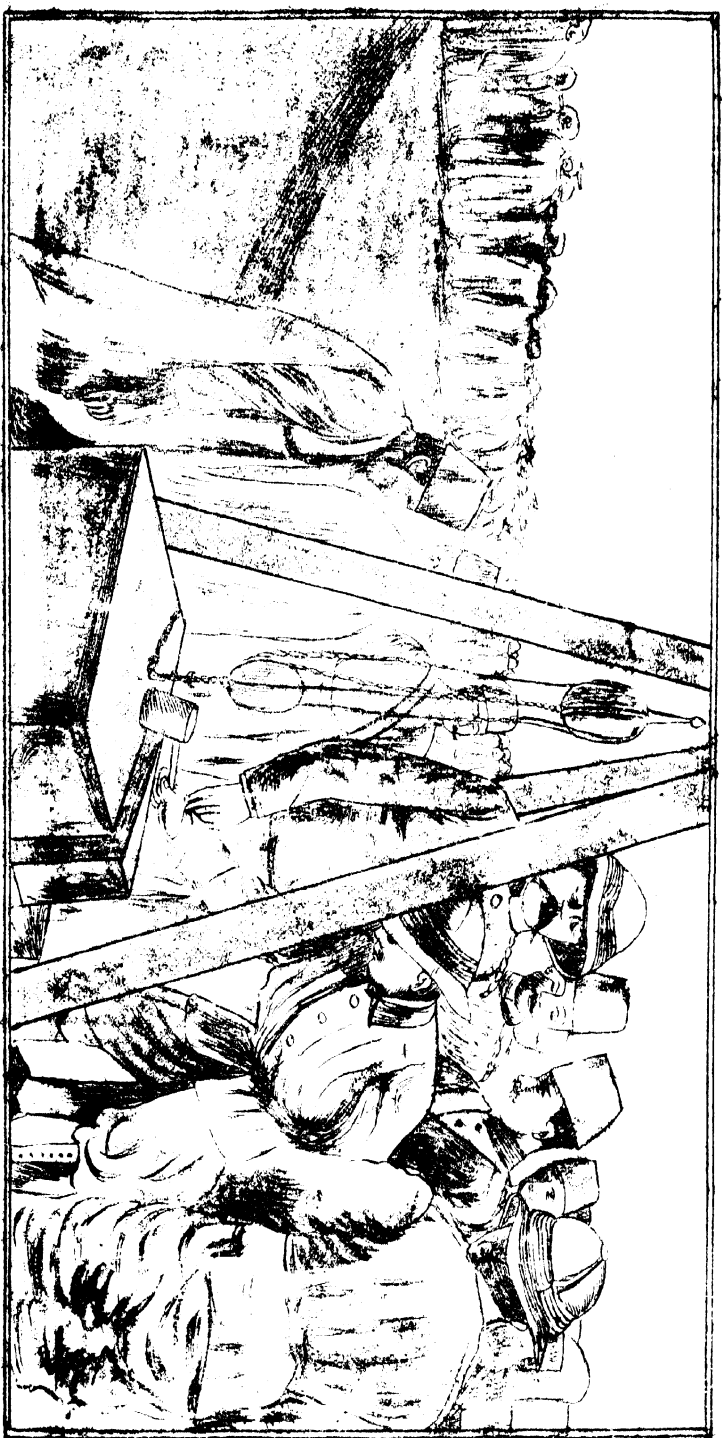
یہ ملک زیر حکومت ملکہ معظمہ اور خدیو کے رہے گا لیکن یہ حکمرانی خاص قاہرہ یا لندن
سے نہو گی بلکہ لارڈ کچنر باختیار قائمقام گورنمنٹ انگلستان و مصر رہینگے۔ نیز یہ کہ اہل اسلام
کے مذہب۔ رسم و رواج کی کامل حفاظت کیجائے گی۔ لارڈ کرامر کے اس وعدہ پر تمام قبایل
شیوخ نے ازحد مسرت اور خوشدلی ظاہر کی۔

موجودہ گورنمنٹ سوڈان

گارڈن کالج کا بنیادی پتھر رکھنے کے بعد لارڈ کرامر قاہرہ واپس آئے اور ۱۹ جنوری ۱۸۹۹ء

ہز ہائینس عباس حلمی پاشا خدیو مصر

کو سوڈان کے آیندہ انتظام کے متعلق ہر میجسٹی ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ اور ہز ہائینس عباس حلمی پاشا خدیو مصر کے درمیان ایک عہد نامہ ہوا جسپر بطرس پاشا وزیر نظارت خارجیہ اور لارڈ کرامر نے دستخط کیئے۔

اِس عہد نامہ میں سوڈان کی حدود مقرر کی گئیں۔ اور نئے انتظام میں وادی حلفہ اور سواکن داخل ہوئے جنکا انتظام مصر سے بالکل علیحدہ کیا گیا۔ سلطنت برطانیہ کو حق دیا گیا کہ باستحقاق فتح سوڈان محروسہ ممالک کے موجودہ آیندہ انتظام و قوانین میں حصہ لے اصطلاح گورنمنٹ میں سوڈان سے وہ ملک مراد لیا گیا (۱) جو ۲۲ عرض البلد کے جنوب میں ہے اور جسکو ۱۸۸۲ء سے مصری فوج نے کبھی نہیں چھوڑا (۲) جو مفسدہ سوڈان سے قبل ہز ہائینس خدیو کے زیر حکومت تھا اور تھوڑے دن کے لیئے مصر کے قبضہ سے نکلگیا تھا اور اب دوبارہ انگلستان اور مصر نے متفقہ طور پر فتح کیا۔ (۳) یا وہ ملک جو مذکورہ بالا دونوں سلطنتیں آیندہ فتح کریں۔

عہد نامۂ مذکور میں یہ بھی قرار پایا کہ ڈاکوؤں کو عدالتہائے مشمولہ کی حکومت سے بری کیا جائے اور تمام سول اور فوجی اختیارات گورنر جنرل کے ہاتھ میں رہیں جسکو برطانیہ کلاں کی سفارش سے خدیو معظم مقرر کریں گے اور جس کی برخاستگی خدیو معظم کے حکم اور برٹش گورنمنٹ کی رضامندی سے ہوگی۔

۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو خدیو معظم نے اُس حکم پر دستخط کیئے جس کی رو سے لارڈ کچنر گورنر جنرل سوڈان مقرر ہوئے۔ گورنر جنرل کو قانون کے بنانے اور تغیر و تبدل کرنے کا اختیار دیا گیا اور سوڈان کے سیاہ و سفید کا مالک بنایا۔ کوئی قونصل یا نائب قونصل یا ایجنٹ بغیر منظوری برٹش گورنمنٹ سوڈان میں مقرر نہو سکے گا اسواسطے خدیو کو قونصل کے مقرر

کرنے میں کوئی اختیار نہیں ہے اور اِس معاملہ میں سلطنت عثمانیہ کا کوئی دخل نہ رہا۔ غلامی قطعاً ممنوع کی گئی اور مصر کے مال و اسباب پر محصول نہ لیا جائے گا۔ سوڈان کا دارالصدر خرطوم مقرر ہوا اور اسی مقام پر ایک سب گورنر۔ پرایویٹ سکرٹری اور فنانشل سکرٹری رہیگا اور سکرٹری اور محاسبی کا دفتر اور محکمۂ عدالت محکمۂ حفظانِ صحت اور محکمۂ تعلیمات بھی خرطوم میں رہیں گے۔

سوڈان میں چھ اول درجہ کے ضلع یعنی ڈنگولہ۔ بربر۔ کسالا۔ سنار۔ فشودا اور خرطوم اور تین دوسرے درجہ کے یعنی رسوان۔ وادی حلفہ اور سواکن مقرر ہوئے۔ اول درجہ کے ضلع میں ایک گورنر رہیگا جسکو ایک ہزار پاؤنڈ ماہوار تنخواہ اور دو سو پاؤنڈ بھتہ ملے گا۔ ۱۲ انسپیکٹر اور بہت سے کلرک وغیرہ بھی رکھے جائیں گے۔ پولس میں ۱۲۰ دیسی سردار اور ۶۸۰ نان کمیشنڈ افسر مقرر ہوں گے۔ جنرل ہنٹر گورنر امدرمان (خرطوم) کرنل لوئس گورنر سنار۔ کرنل جیکسن گورنر فشودا۔ اور کرنل کولنس گورنر کسالا مقرر ہوئے مذکورۂ بالا انتظام سے سوڈان ایک علیحدہ حکومت قرار دیگئی جو بظاہر خدیو اور حقیقتاً انگلستان کے ماتحت رہے گی۔ سوائے سواکن کے جہاں مصری جھنڈا اُڑے گا اور سب جگہہ انگریزی اور مصری جھنڈے رہیں گے۔

۱۸۹۹ء کے اخراجات کے متعلق جو بجٹ منظور ہوا اُسکی تعداد تین لاکھ چھپن ہزار سات سو پچپن پونڈ تھی جسمیں سے ایک لاکھ ستانوے ہزار چار سو پچپن پونڈ فوجی اخراجات کیواسطے اور ایک لاکھ پچپن ہزار تین سو پونڈ دیگر اخراجات کے لیے منظور ہوئے یعنی نصف سے زیادہ رقم صرف فوجی اخراجات کے واسطے منظور ہوئی جس سے سوڈان کی فوجی ضروریات اور استحکام کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے اور حقیقت میں سوڈان کے استحکام کی گورنمنٹ کو بہت ضرورت ہے

کیونکہ اب بحرالغزال کیطرف فرانسیسی علاقہ سے اور جانب جنوب و مغرب حبش کے علاقہ سے سوڈان کی سرحد ملجائے گی جن میں سے اول الذکر انگلستان پر خار کھائے بیٹھا ہے۔ اور شاہ حبش اپنی روز افزوں قوت کے نشہ میں کسی کو خیال میں نہیں لاتا۔ خاصکر جب سے اٹلی کو شکست دی ہے اُسکا دماغ آسمان پر ہے اور عجب نہیں کہ ایک نہ ایک دن برٹش گورنمنٹ سے بھی زور آزمائی کرے۔

جو حکمت عملی گورنمنٹ انگلستان نے سوڈان کی گورنمنٹ قایم کرنے میں اختیار کی اُس سے تمام دنیا پر روشن ہو گیا کہ انگلستان نے مصر اور سوڈان کو ہمیشہ کے لیئے اپنے اقتدار و حفاظت میں لے لیا اور یہ اقرار کہ مصر میں انتظام قایم ہونے کے بعد انگلستان اپنا تعلق علیحدہ کر لے گا پورا کرنے کے واسطے نہ تھا۔ فرانس جو انگلستان کا پرانا رقیب اور ہر موقع پر نوک جھوک کرتا رہتا ہے اسوقت بھی چپ نہ رہ سکا اور گو ٹرکی کا دوست نہیں ہے مگر بظاہر سلطان المعظم کی خیرخواہی کا دم بھر کر معترض ہوا کہ انگلستان نے اس جدید انتظام سے سلطان المعظم کا اقتدار مصر سے بالکل اُٹھا دیا اسلیئے یہ کارروائی بیجا ہے۔ فرانس کا ٹرکی کی حمایت میں بولنا خود غرضی سے خالی نہیں تھا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مصر میں انگریزوں کا تسلط ہونے سے فرانس کی دال نہ گلے گی اور ایک نہ ایک دن اُسکو ٹونس سے ہاتھ دھونا پڑیگا جس پر وہ اُسی حق سے قابض ہے جو انگریزوں کو مصر میں حاصل ہے ٹونس افریقہ کے شمال میں ایک اسلامی ریاست زیر حفاظت فرانس ہے اور فرانس ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہے کہ اپنا اقتدار شمالی افریقہ میں بڑھائے مگر انگریزوں کے مصر اور سوڈان میں قبضہ ہونے سے اُسکو رستے کا بھی فکر ہے اسلیئے اُسکی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ سلطان المعظم کے نام سے انگریزوں کو مصر سے نکالے

اور پھر افریقہ میں اپنی قوت بڑھاوے۔ یہ ضرور ہے کہ فرانس کبھی نہ کبھی انخلائے مصر کا
سوال سلاطین یورپ کے روبرو پیش کرکے انگلستان پر ایفائے وعدہ کا زور دیگا
مگر کیا یہ خیال میں آسکتا ہے کہ کوئی سلطنت عملی طور پر اُسکا ساتھ دے اور انگلستان
مصر سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ہرگز یہ امر قرین قیاس نہیں کیونکہ انگلستان پُورے طور پر مصر پر
متسلط ہے اور جس ملک کے حاصل کرنے میں اُس نے قیمتی جانیں اور بے حد روپیہ
صرف کیا ہے آسکو آسانی سے نہ دیگا۔ اگر سلطان المعظم انخلائے مصر کا سوال پیش کریں
تو ممکن ہے کہ فرانس اور یورپ کی بعض سلطنتیں اُنکا ساتھ دیں مگر وہ خود اپنی سلطنت کی
اندرونی حالت درست کرنے اور بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے میں مصروف ہیں جو سب
سے اول اور ضروری بات ہے۔ کیونکہ سلطنت ٹرکی بتیس دانتوں میں ایک زبان ہے
جسکی حفاظت ہر گھڑی اور ہر لحظہ کا کام ہے۔ خداوند کریم حضرت سلطان المعظم کی
عمر میں برکت دے کہ اُن کے عہد حکومت میں سلطنت کی حالت بہت درست ہوگئی
ہے مگر وہ زمانہ ابھی دُور ہے کہ سلطنت ٹرکی اندرونی انتظام سے مطمئن ہوکر اپنی قوت
کا موازنہ انگلستان سے کرے۔ پس یہ کہنا کہ انگلستان مصر کو چھوڑ دیگا بالکل ایک لغو خیال
ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اب انگلستان نے اپنی کوشش اور حکمت عملی سے مصر و سوڈان
پر قبضہ رکھنے کا حق حاصل کرلیا ہے جسکو کوئی زائل نہیں کرسکتا۔

انگریزی حکومت میں سوڈان کا آیندہ زمانہ

جنگ امدرمان کے بعد وہ تین مقامات پر درویشوں اور انگریزی فوج میں جو بھی مقابلہ ہوا ایک موقع پر جبکہ کرنل پارسن مصری رسالہ لیئے ہوئے نیل ابیض وازرق کے درمیان گرد آوری کر رہے تھے خلیفہ عبداللہ کی ایک جماعت سے اسکا مقابلہ ہوا جس میں خلیفہ کے آدمیوں کو شکست ہوئی اور بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے اسکے بعد ۲- دسمبر ۱۸۹۸ء کو کرنل لیوس نے احمد فضل کے قلعہ روزیرز پر حملہ کیا جو نیل ابیض پر واقع ہے - اس لڑائی میں بھی درویشوں کا بہت نقصان ہوا اور پندرہ سو آدمی گرفتار کر لیئے گئے - انگریزی فوج میں میجر چارلس فرگسن متعلقہ گرنیڈیر گارڈ اور ۶ مصری افسر زخمی ہوئے اور ۵۰ آدمی مجروح و مقتول ہوئے -

گو اس قسم کے خفیف واقعات خلیفہ کے ساتھ آیندہ بھی پیش آئیں مگر فتح امدرمان اور انتظام فشوداے مستقل طور پر سوڈان کا فیصلہ کر دیا - اسوقت سے مصر برائے نام اور انگلستان فی الواقع سوڈان کا فرماں روا ہو گا -

سرزمین سوڈان کی کیفیت اور وہاں کے باشندوں کے عادات - رسم و رواج پر غور کرنے سے سوڈان کے آیندہ زمانہ پر قطعی طور پر کوئی رائے قایم نہیں کیجا سکتی مگر یہ امر یقینی ہے کہ یورپین قوم کی مداخلت سے سوڈانیوں کے اخلاق اور معاشرت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا - تعلیم کا معیار ان لوگوں میں بڑھ جائے گا اور رفتہ رفتہ اس بات کو محسوس کرنے لگیں گے کہ فاتح قوم کو ہم پر کن کن باتوں میں امتیاز حاصل ہے - کچھ عرصہ ہوا کہ انگلستان میں یہ تجویز پیش ہوئی تھی کہ سوڈانیوں کی تعلیم کے واسطے ایک مشن

بھیجا جائے جو علاوہ تعلیم مذہب عیسوی کی بھی تلقین کرے مگر اسوقت یہ کارروائی محفوظ نہ تھی اور سوڈانیوں کے ساتھ اس کوشش میں کامیابی کی بہت کم امید تھی کیونکہ وہ لوگ تعلیم کے خلاف اور نہایت پابند مذہب تھے - لیکن امید قوی ہے کہ زمانہ ماسبق کی نسبت اب اُن میں عُمدہ تعلیم پھیل جائے گی اور اُنکی معاشرت اور مدنی حالت میں بہت کچھ ترقی ہو جائے گی اور جیساکہ انگریزی حکومت نے اہلِ ہند پر اثر کیا وہی حال سوڈانیوں کا ہوگا اور شاید یہ کہنا غلط نہو کہ انکی بہت سی پُرانی رسمیں ہٹ جائیں گی اور سوسائٹی کا ایک نیا طریقہ ایجاد ہوگا جو موجودہ طریقہ سے بالکل علیحدہ ہوگا - گو اِسوقت سوڈانی لوگ بڑے متعصب اور پابند مذہب ہیں مگر زیادہ زمانہ نہ گذرے گا کہ فاتح قوم کی جو باتیں آج انکو بُری اور بمنزلہ گناہ کے معلوم ہوتی ہیں اُنکو وہ پسند کرنے لگیں گے - گورنمنٹ نہ کسی کو اپنے رسم و رواج کے بدلنے کی ترغیب دیتی ہے نہ مجبور کرتی ہے مگر یہ ایک قدرتی بات ہے کہ حکمراں قوم کی بُری سے بُری بات بھلی معلوم ہوتی ہے اور خواہ مخواہ عام طبائع اُسکی طرف رجوع ہوتی ہیں -

ہر عیب کہ سلطاں بہ پسندد ہنرست

ہم دور کیوں جائیں ہندوستان ہی پر کیوں نہ خیال کریں - جو باتیں ہم لوگوں کو سو برس پہلے بالکل نئی اور خلاف وضع معلوم ہوتی تھیں آج ہم اُنکو فیشن میں داخل سمجھتے ہیں گویا فاتح قوم سوسائٹی - طرز معاشرت اور مدنی حالت کی تقلید کرنا تہذیب سمجھتے ہیں - یہ بات صرف ہماری موجودہ گورنمنٹ ہی کی نسبت صادق نہیں آتی بلکہ ہر زمانہ اور ہر گورنمنٹ کے زیر اثر نئے نئے خیالات اور نئے نئے رسم و رواج نے ظہور کیا ہے جس کا سبب زمانہ کی رفتار ہے نہ خود گورنمنٹ - گارڈن کالج خرطوم جو سوڈانیوں کی تعلیم اور

تربیت کے واسطے قائم ہوا ہے اُن کے خیالات اور رسم و عادات کے بدلنے میں خاص
اثر پیدا کرے گا کیونکہ گو فی الحال اُس میں عربی زبان میں تعلیم دی جائے گی مگر رفتہ رفتہ
مغربی علوم داخل ہوں گے جنکا لازمی اثر یہ ہوگا کہ سوڈانیوں میں مغربی تہذیب پھیلیگی
جیسا کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے دوسرے مقبوضات کا حال ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ لارڈ
کرامر کا یہ قول کہاں تک درست ثابت ہوگا کہ گارڈن کالج سے یہ غرض نہیں ہے کہ
انگریزی فیشن کے سوڈانی پیدا ہوں کیونکہ گو گورنمنٹ کا دلی منشا یہ نہو مگر جو تعلیم گورنمنٹ
دے گی اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ خود بخود رجحان طبیعت مغربی تہذیب کی طرف ہو۔
یا یوں کہنا چاہیئے کہ زمانہ کی رفتار خود اُنکو انگریزی فیشن کا سوڈانی بنا دے گی۔

گورنمنٹ انگلستان کی حکومت نہ صرف سوڈانیوں کے اخلاق اور رسم و رواج
میں تغیر پیدا کرے گی بلکہ سوڈان کی تجارت اور پیداوار کو بھی بہت فائدہ پہنچے گا۔ دریائے
نیل جو مصر کو شاداب کرتا ہے اسی کی دو شاخیں سوڈان میں جاتی ہیں اور جس علاقہ
میں یہ دونوں شاخیں بہتی ہیں وہ سب سے زیادہ شاداب ہے۔ خرطوم نیل ازرق کے
ساحل جنوبی پر واقع ہے اور اسکی تجارتی حالت بہت اچھی ہے۔ اِسی طرح خرطوم اور
امدرمان نیل ازرق و نیل ابیض پر حاوی ہیں اور گورنمنٹ کا صدر مقام ہونے کے لیئے
عین مناسب۔ سوڈان کے آیندہ تجارتی مرکز ہونے میں کوئی شبہہ نہیں اور برٹش مہمات
کا یہ عمدہ میدان اور انگریزوں کی تجارتی اور محنتی کاموں کا مناسب مقام ہے۔ اسمیں
شک نہیں کہ تجارتی حیثیت سے سوڈان میں کوئی کمی نہیں ہے اور امید ہے کہ انگریزوں
جیسی صناع اور تاجر قوم اِس ملک کے قدرتی وسائل سے فائدہ اُٹھائے گی گویا اب سوڈان
کی قسمت میں ہے کہ تجارت۔ صنعت و حرفت میں ترقی کرے۔

سوڈان کے تجارتی مرکز بننے میں فی الحال صرف ایک دقت ہے وہ یہ کہ دریائے نیل کے آبشاروں کا راستہ بعض وقت صاف نہیں رہتا جس سے سوڈان اور مصر کے درمیان خط و کتابت اور آمد و رفت مشکل ہوجاتی ہے لیکن جب ریل تیار ہوجائے گی جو اب تعمیر ہورہی ہے تو تمام دقتیں جاتی رہیں گی اور قاہرہ سے خرطوم تک صرف چند روز کا راستہ رہ جائیگا۔ اور اگر کسی زمانہ میں قاہرہ سے کیپ کالونی تک ریل جاری ہوگئی جسکی تجویز درپیش ہے تو خرطوم اور امدرمان وغیرہ بہت ہی بڑے مقامات ہوجائیں گے۔ افریقہ کے ایک سرے سے دوسرے تک ریل بنانا اگرچہ آسان نہیں ہے مگر ناممکن بھی نہیں ہر روز افریقہ میں ریل کی وسعت ہوتی جاتی ہے۔ اور برّ اعظم کے ہر حصہ میں ریلیں بنگئی ہیں۔ غرضکہ جن مقامات میں مہذب دنیا کا قدم جانا مشکل تھا۔ اب وہ تمام دنیا کی تجارت اور آمد و رفت کے واسطے کھل جائیں گے اور ایک نہ ایک دن قاہرہ کیپ کالونی سے بذریعہ ریل ملجائے گا۔

سوڈان کے آیندہ زمانہ کی نسبت خیال کرتے ہوئے وہاں کے لوگوں کی جنگجو طبیعت سے اندیشہ بھی ہے۔ جب سے مہدی کا ظہور ہوا تھا سوڈانی لوگوں نے ایک ہل چل مچادی اور اُنسے ایسی شجاعت ظاہر ہوئی کہ جو دنیا میں لاجواب ہے جسمانی طاقت اور تہور کا اُن لوگوں نے اچھا ثبوت دیا اور اگر اُنکو قواعد جنگ بھی سکھائے جائیں تو وہ بہادر اور کارآمد سپاہی بن جائیں گے اور انگلستان کے ہاتھ یہ ایک اچھا موقع ہے کہ ایک فیجی گروہ کو اپنا گرویدہ کرکے عمدہ فوج آراستہ کرے تاکہ یہ لوگ پہلو بہ پہلو اُسکے دشمنوں سے لڑیں

تمت

بقلم احقر غلام رسول کاتب پنجابی سکنہ جنڈیالہ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر رسا فاضل اجل جناب مولوی نظیر حسن خاں صاحب سخا نبیرۂ حضرت تاج العلما مرحوم و تلمیذ نواب فصیح الملک حضرت داغ دہلوی مدظلہ

نسخۂ مرقومۂ منشی امیر احمد سخا	حالیا در واقعات مصر و مہدی چاپ شد
در سنین ہجریہ تاریخ تالیفش زغیب	گفت ہاتف - واردات مصر و مہدی چاپ شد
	۱۳۱۷ ہجری

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع فاضل ادیب عالم لبیب مولوی حکیم امیر حسن خاں صاحب سہا محدث و پروفیسر عربی دربار ہائی اسکول ٹونک برادر خرد حضرت سخا مدظلہ

منشی امیر احمد تالیف کرد ورنہ	در پردۂ خفا بود اسرار مصر و مہدی
در چند سال بنمود پست و بلند عالم	اقبال مصر و مہدی ادبار مصر و مہدی
در یاس و ناامیدی جنرال گارڈن را	صید اجل بنودہ انصار مصر و مہدی
شمشیر لارڈ کچنر بگرفت انتقامش	یکدست شد دگرگوں بازار مصر و مہدی

چوں چاپ شد بدہلی من ہم سہا نوشتم
تاریخ انطباعش - اذکار مصر و مہدی

۱۳۱۷ ہجری

تفصیل واقعات مصر و سوڈان بقید تاریخ وقوعہ

واقعات	تاریخ
برٹش گورنمنٹ نے خدیو مصر سے نہر سویز کے ۱۷۷۰۰۰ حصے ۴۰۰۰۰۰۰ پاؤنڈ میں خرید کیے	نومبر ۱۸۷۵ء
اسمٰعیل پاشا خدیو مصر کی معزولی اور توفیق پاشا کی تقرری	۲۶ جون ۱۸۷۹ء
جزیرہ ابا میں مہدی کا اقتدار شروع ہونا	۱۸۸۱ء
قاہرہ میں عربی پاشا کی بغاوت	۹ ستمبر ۱۸۸۱ء
انگلستان اور فرانس کے جنگی جہازات کا بندر اسکندریہ میں آنا	مئی ۱۸۸۲ء
اسکندریہ میں بغاوت ہونا اور یورپین لوگوں کا قتل عام	۱۱ جون ۱۸۸۲ء
قسطنطنیہ میں سفیران دول یورپ کی کانفرنس	جون ۱۸۸۲ء
انگریزی جہازوں کا اسکندریہ پر گولہ باری کرنا	۱۱ جولائی ۱۸۸۲ء
ہاؤس آف کامنز کا بغاوت مصر فرو کرنے کے واسطے رائے دینا	۲۷ جولائی ۱۸۸۲ء
پارلیمنٹ فرانس کا مصر کی بغاوت فرو کرنے میں شامل ہونیکے واسطے رائے نہ دینا	۲۹ جولائی ۱۸۸۲ء
انگریزی فوج کا جہازوں سے اسکندریہ میں اُترنا	۱۰ اگست ۱۸۸۲ء
سر گارنیٹ وولزلی کا اسکندریہ میں پہنچکر فوج کی کمان لینا	۱۵ اگست ۱۸۸۲ء
عربی پاشا کے کمپ واقع محاسمہ پر انگریزی فوج کا قبضہ ہونا	۲۵ اگست ۱۸۸۲ء
جنگ قصاصین	۲۸ اگست ۱۸۸۲ء
جنگ تل الکبیر	۱۳ ستمبر ۱۸۸۲ء

انگریزی فوج کا قاہرہ میں داخل ہونا	۱۴- ستمبر ۱۸۸۲ء
صوبجات کردفان و سنار میں مہدی کا اثر	۱۸۸۲ء
سرگارینٹ وولزلی کا انگلستان روانہ ہونا	۱۴- اکتوبر ۱۸۸۲ء
عربی پاشا کو حکم سزائے جلاوطنی	دسمبر ۱۸۸۲ء
مصری فوج کا سواکن میں مہدی کی فوج سے شکست کھانا	۴- نومبر ۱۸۸۳ء
ہکس پاشا کی فوج کا العبید واقعہ کردفان میں نیست و نابود ہونا	۵- نومبر ۱۸۸۳ء
مصری فوج کا بماتحتی جنرل بیکر الطیب میں شکست کھانا	۴- فروری ۱۸۸۴ء
جنگ سنکات	۱۲- فروری ۱۸۸۴ء
جنرل گریہم کا مقام الطیب میں درویشوں کے مقابلہ میں فتح پانا	۲۹ فروری ۱۸۸۴ء
جنرل گریہم کا جنگ تمائی میں کامیاب ہونا	۱۳ مارچ ۱۸۸۴ء
جنرل گارڈن کا خرطوم پہنچنا	۱۸- فروری ۱۸۸۴ء
کرنل اسٹورٹ، مسٹر پاور اور ایم ہربن کا مقام ہبّہ میں مارا جانا	۱۸- ستمبر ۱۸۸۴ء
لارڈ وولزلی کا قاہرہ سے میدان جنگ کو روانہ ہونا۔	۲۹- ستمبر ۱۸۸۴ء
امدادی مہم کے بڑے حصہ کا ڈنگولہ پہنچنا	۱۴- نومبر ۱۸۸۴ء
سر ہربرٹ اسٹورٹ کا براہ ریگستان فوج کو لیکر روانہ ہونا	۸ جنوری ۱۸۸۵ء
جنگ ابو کلیہ	۱۷ جنوری ۱۸۸۵ء
معرکۂ گوبت	۱۹ جنوری ۱۸۸۵ء
سر چارلس ولسن کی خرطوم کو روانگی	۲۴ جنوری ۱۸۸۵ء
فتح خرطوم و قتل جنرل گارڈن	۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء

واقعہ	تاریخ
جنگ کربیکان	۱۰- فروری ۱۸۸۵ء
سواکن کے قریب میک نیل صاحب کا ضربیہ تیار ہونا	۲۲- مارچ ۱۸۸۵ء
تمائی کی دوسری لڑائی	۳- اپریل ۱۸۸۵ء
مصر پر مہدی کا پہلا حملہ	۳۰- دسمبر ۱۸۸۵ء
خلیفہ کے سفیروں کا قاہرہ آنا	اپریل ۱۸۸۷ء
ہندوب متصل سواکن میں لڑائی ہونا	۱۷ جنوری ۱۸۸۸ء
محاصرۂ سواکن	۱۸۸۸ء
جنگ عمازیہ (متصل سواکن)	۲۰- دسمبر ۱۸۸۸ء
درویشوں کا بماتحتی واد النجومی مصر پر دوسرا حملہ	۱۸۸۹ء
جنگ توسکی اور شکست نجومی	۳- اگست ۱۸۸۹ء
جنگ عفافیت (متصل توکر)	۱۹- فروری ۱۸۹۱ء
ادوا میں اٹلی والوں کا حبش سے شکست کھانا۔	۲۹- فروری ۱۸۹۶ء
سر ہربرٹ کچنر کا لڑائی پر روانہ ہونا	۲۷- مارچ ۱۸۹۶ء
درویشوں کا اکاشہ میں شکست کھانا	یکم مئی ۱۸۹۶ء
جنگ فرکیٹ	۷- جون ۱۸۹۶ء
ڈنگولہ پر مصری فوج کا دوبارہ قبضہ ہونا	۲۳- ستمبر ۱۸۹۶ء
نیوبین ڈیزرٹ ریلوے کی تیاری (وادی حلفہ سے ابوحامد اور دریائے اتبارا تک)......	۹۸-۱۸۹۷ء
ابوحامد پر مصری قبضہ ہونا	۷- اگست ۱۸۹۷ء
بربر کا دوبارہ مصری قبضہ میں آنا۔	۷- ستمبر ۱۸۹۷ء

نقشہ شہر امدرمان و خرطوم
شہر امدرمان
نیل ابیض
بحر الشرق
جزیرہ توتی
نیل ازرق
خرطوم
(بحالت ویرانی)
۱- مسجد۔
۲- مہدی کا مقبرہ اور حرم۔
۳- امدرمان کی پختہ چاردیواری۔
۴- امدرمان کی خام چاردیواری۔
۵- خلیفہ کا محل اور عدالت خاص۔
۶- خلیفہ کا حرم۔
۷- خلیفہ کے ملازم یعنی باڈی گارڈ کے مکانات
۸- خلیفہ کا طویلہ اور مال خانہ۔
۹- خلیفہ کے رشتہ داروں کے مکانات۔
۱۰- شرک تمہ۔
۱۱- بازار بردہ فروشی۔
۱۲- ملازموں کا مال خانہ۔
۱۳- مہدی کے رشتہ داروں کے مقبرے۔
۱۴- سلاطین پاشا کا نیا مکان۔
۱۵- سلاطین پاشا کا پرانا مکان۔
۱۶- کارخانہ اسلحہ
۱۷- کارخانہ نشانات وطبل جنگ۔
۱۸- پادری اسرولڈر کا پرانا مکان۔
۱۹- کارخانہ باروت۔
۲۰- امدرمان کا پرانا قلعہ۔
۲۱- دریائے نیل پر خلیفہ کا مکان۔
۲۲- باروت کا میگزین۔
۲۳- مقتل۔
۲۴- یہ جگہ دریائے نیل کی طغیانی کے وقت غرق آب ہوجاتی ہے۔
۲۵- وہ مقام جہاں سے درویش خرطوم میں داخل ہوئے۔
۲۶- گورنر کے محل واقع خرطوم کے کھنڈر۔
۲۷- جزیرہ توتی۔

واقعہ	تاریخ
متمہ پر گولہ باری	۲۵-اکتوبر ۱۸۹۷ء
جنگ اتبارا	۸-اپریل ۱۸۹۸ء
انگریزی اور مصری فوج کا اتبارا پر جمع ہونا	اگست ۱۸۹۸ء
قبضہ متمہ	۱-۲۱ اگست ۱۸۹۸ء
جنگ امدرمان و فتح خرطوم	۲-ستمبر ۱۸۹۸ء
احمد فضل کے قلعہ روزیرز پر مصری فوج کا قبضہ ہونا	۲۵-دسمبر ۱۸۹۸ء
خرطوم میں گارڈن کالج کا بنیادی پتھر رکھا جانا	۵-جنوری ۱۸۹۹ء
مصر اور انگلستان کے درمیان سوڈان کی بابت عہدنامہ	۱۹-جنوری ۱۸۹۹ء
لارڈ کچنر کی تقرری کے حکم پر خدیو مصر کے دستخط ہونا۔	۲۰-جنوری ۱۸۹۹ء

محاربات مصر و سوڈان پر ریویو

شمس العلما خان بہادر مولوی ذکاء اللہ صاحب۔ اس تاریخ کے ۱۵۰ صفحے ہیں اور اسکے اول میں ایک نقشہ ملک مصر و سوڈان کا ہے اور آخر میں شہر امدرمان خرطوم اور میدان جنگ کے ۲ نقشے بہت صاف اور مسلمان افسروں کی ۲ تصویریں اور انگریزی افسروں کی ۱۲ تصویریں اور مہدی کے مقبرہ اور جنرل گارڈن کے قتل ہونے کے نقشے ہیں علاوہ انکے اور پانچ چار نقشے جو تاریخی مضامین سے تعلق رکھتے ہیں کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا کاغذ نفیس۔ چھپائی پاکیزہ اور خط عمدہ ہے۔ مؤلف نے تمام تاریخی حالات انگلستان کے معتمد اور مستند اخباروں سے اور قیصران روم کی تاریخ سے مضامین انتخاب کر کے جمع کئے ہیں۔ عبارت بہت سلیس اور فصیح ہے۔ لڑائی کا حال ایسی خوبی سے لکھا ہے کہ اگر اوسکے نقشہ کو بھی روبرو رکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں کے سامنے لڑائی ہو رہی ہے۔ نقشوں کی خاموشی اور بیان کی گویائی دل پر عجیب اثر کرتی ہے۔ یہ جنگ بھی عجیب حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے جنرل گارڈن کا قتل ہونا اور اسکا سر ایک جھولی میں سلاطین پاشا کے سامنے پیش ہونا اور پھر مہدی کی لاش کا قبر سے اکھڑنا اور تن بے سر کا پھینکا جانا بڑے عبرتناک اور وحشت ناک واقعات ہیں۔ جنرل گارڈن نے جو صبر و استقلال ہمت و مردانگی و فرزانگی اس جنگ میں دکھائی وہ ہمیشہ یادگار روزگار رہیگی۔ یہ جرنیل آلہی سپاہی تھا۔ میدان جنگ میں اپنے تئیں اسلحہ سے مسلح نہیں کرتا تھا۔ ایک

چھُری ایسی جادو بھری ہاتھ میں لیتا تھا کہ سو ہتیاروں کا کام دیتی تھی اور معرکۂ جنگ میں سپاہیوں کے دلوں میں دلاوری پیدا کرنے کے لئے سحر کا کام کرتی تھی۔ سوڈانیوں نے جو جاں نثاری اور بہادری اپنی قوم اور ملک کے لئے دکھائی وہ بھی عجیب و غریب ہے۔ جس کی تعریف اُنکے دشمن بھی کرتے ہیں۔ یہ تعریف اسلئے نہیں ہوتی کہ دشمن کی شجاعت کی تعریف میں ضمناً اپنی ستایش ہو بلکہ حقیقت میں بعض نیک دل کرنیل اور جرنیل لکھتے ہیں کہ جب سوڈانی ہمارے آتش فشاں اسلحہ کے سامنے وہ ہتیار لیکر جو نہ ہونے کے برابر تھے آتے تھے اور اپنے چھچھڑے اُڑواتے تھے اور میدان جنگ سے منہ پھیرنے کو مرنے سے بدتر گنتے تھے تو ہمارے دلوں پر رحم اور شرم کا جوش اُٹھتا تھا۔ اور اُنکی بہادری پر تعجب ہوتا تھا۔ غرض یہ کتاب ایسے ایسے دلچسپ واقعات کے بیان سے بھری ہوئی ہے اسکے مطالعہ کرنے سے علاوہ تاریخی فائدہ کے تفریح افسانہ بھی ہوتی ہے۔

دہلی۔ یکم اکتوبر ۹۹ سنہ ۱۸ء

شمس العلماء جناب مولوی نذیر احمد صاحب۔ یہ کتاب مصنف نے پہلے مجکو دی اور چاہا کہ میں اُس کی نسبت اپنی بُری بھلی رائے ظاہر کروں اول تو کتابوں پر ریویو لکھنے کی میری عادت نہیں بلکہ میں اِس کو بالطبع پسند نہیں کرتا۔ دوسرے فن تاریخ کا مجکو مذاق نہیں اسلئے میں نے مصنف کو رائے دی کہ اسکے مبصر اسوقت ہمارے شہر میں شمس العلماء خان بہادر مولوی ذکاء اللہ صاحب ہیں کتاب انکے روبرو پیش کیجائے آج مصنف نے مولوی صاحب کی رائے مجکو دکھائی۔ اُنہوں نے اِس کتاب کو پسند کیا ہے

اور میری مجال نہیں کہ انسے اختلاف کروں کیونکہ وہ فن تاریخ میں اسوقت ہم لوگوں میں مستند مانے جاتے ہیں۔ انہوں نے خود بڑی بسوط تاریخ ہندوستان کی لکھی ہے۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب جس تاریخ کی مدح کریں لوگوں کو چاہئیے کہ بے تامل اس کی طرف راغب ہوں۔

۴ر اکتوبر ۹۹ ۱۸ء

جناب مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی - اس کتاب میں لایق مصنف نے مصر و سوڈان کے متعلق اسوقت سے جبکہ سلطان سلیم خاں نے مصر کے عیسائی بادشاہ قانصو پر فتح پاکر اُسکے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا حال کی فتح سوڈان کے زمانہ تک انگریزی اور فارسی تاریخوں اور انگریزی اخباروں سے نہایت ضروری اور دلچسپ حالات اخذ کر کے ترتیب دئیے ہیں اور ملک مصر و سوڈان کا نقشہ اور سابق وہاں کے محاربات کے اکثر ضروری مواقع کا مرقع اسمیں شامل کیا ہے جس خوبی اور صفائی اور شایستگی سے اس کتاب میں ہر ایک مطلب کو ادا کیا گیا ہے اُسکا کسیقدر اندازہ اِس بات سے ہو سکتا ہے کہ جسوقت یہ کتاب مجکو ملی میں نہایت عدیم الفرصت تہا باوجود اسکے سب کام چھوڑ کر اِسکے مطالعہ میں مصروف ہوگیا اور جب تک اسکو اول سے آخر تک نہیں دیکھ لیا دوسرے کام کو ہاتھ نہیں لگایا۔

جنگِ مصر و سوڈان جس کا حال اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے اُن قوموں کے لئے جو ترقی کی دوڑ میں اپنے ابنائے جنس سے پیچھے رہگئی ہیں فی الواقع سرمایۂ عبرت ہے۔ وہ بآواز بلند کہتی ہے کہ بہادری علم سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی اور جو لوگ محض اپنی شجاعت کے

بھروسے پر علم سے دست وگریبان ہوتے ہیں وہ دیدہ و دانستہ اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالتے اور
خدا کے اس حکم محکم کے برخلاف عمل کرتے ہیں کہ "لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ" سوڈانی درویشوں
کا باوجود اپنی حیرت انگیز بہادری اور شجاعت کے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں مشکل سے ملیگی یورپین
ہتیاروں سے سربر نہونا اور سوا اسکے کہ اپنی قیمتی جانوں کو انکی نذر کردیں اور اپنی آزادی سے ہمیشہ کے
لئے ہاتھہ دہو بیٹھیں۔ اور کچھہ نہ کرسکنا اسبات کا کافی ثبوت ہے کہ افریقہ اور ایشیا کے لئے یورپ
کی اطاعت کے سوا اب دنیا میں رہنے کی کوئی شکل باقی نہیں رہی۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

رہی دانائی آخر غالب اگر پہلوانی پر ÷		گئے چیں ہان سب چینی و فرغانی و قبچانی

الغرض محاربۂ مصر و سوڈان اردو لٹریچر میں ایک جدید اضافہ ہے جو عین وقت پر ظہور میں آیا ہے
اگر اسکو ایک جنگنامہ کی حیثیت سے مطالعہ کیا جائے تو اسمیں نہایت دلچسپ اور دلاویز واقعات
مندرج ہیں اور اگر بنظر عبرت دیکھا جائے تو اسکا ہر ایک عنوان عجائب قدرت کا ظاہر کرنیوالا اور
سوڈانی درویشوں کی بہادری اور گریٹ برٹن کی طاقت اور عظمت کا دلوں پر سکہ بٹھانیوالا
ہے اور اگر فطرت انسانی کے لحاظ سے نظر کیجائے تو جو برتاؤ سردار کچنر اور انکی سپاہ نے فتح
کے بعد مہدی کے مقبرہ اور اسکی لاش اور مجروح درویشوں کیساتھہ کئے انپر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس زمانہ سے جبکہ قابن نے اپنے بھائی ہابل کو قتل کیا آجتک باوجود اسقدر عقلی ترقیات کے انسان کے
اخلاق میں ایک تل برابر تبدیلی نہیں ہوئی۔ نہ اعلیٰ درجہ کی سویلزیشن نے کوئی کرشمہ دکھایا۔ اور نہ انجیل کی
روحانی اور اخلاقی تعلیم کچھہ کام آئی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

پوچھا جو کل انجام ترقی بشر باقی نہ رہیگا کوئی انسان میں عیب	تمام شد	یاروں سے کہا پیر مغاں نے ہنسکر ہو جائیں گے کھل کھلا کے عیب ہنر

اعلان

اس کتاب کا حق تالیف
بموجب قانون بست و پنجم
سنہ ۱۸۶۷ عیسوی بذریعہ رجسٹری باضابطہ
محفوظ کیا گیا ہے۔ لہذا کسی صاحب کو
بلا اجازت صریح اسکے طبع کا مجاز نہیں
ہاں جسقدر نسخے مطلوب
ہوں راقم آثم سے
طلب فرمائیں

العبد امیر احمد انصاری تھانوی منیجر مطبع روزانہ اخبار دہلی۔ بازار بلیماران